مستند حوالہ جات اور جدید مسائل کے اضافے کے ساتھ

احکام المعذورین

معذور اور مریض کے احکام

اس کتاب میں مریض اور معذور سے متعلق شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں۔
خصوصاً مریض اور معذور سے متعلق پیش آمدہ جدید مسائل
پر تفصیل سے کلام کیا گیا ہے۔

تالیف
حضرت مولانا مفتی سید عبد المجید صاحب رحمہ اللہ
خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

تحقیق و تخریج تعلیق و مقدمہ، باضافہ مسائل و عنوانات
مفتی سید انور شاہ
استاد و مفتی جامعہ بیت السلام، ملنگ روڈ، کراچی

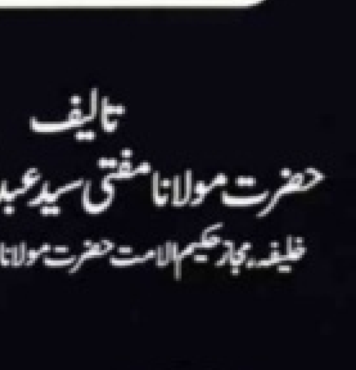

مریض اور معذور کے احکام پر پہلی مفصل اور تحقیقی کتاب

مستند حوالہ جات اور جدید مسائل کے اضافے کے ساتھ

احکام المعذورین

معذور اور مریض کے احکام

اس کتاب میں مریض اور معذور سے متعلق شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں
خصوصاً مریض اور معذور سے متعلق پیش آمدہ جدید مسائل
پر تفصیل سے کلام کیا گیا ہے۔

تالیف

حضرت مولانا مفتی سید عبد المجید صاحبؒ

خلیفہ مجاز حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

تحقیق وتخریج تعلیق ومقدمہ،
اضافہ مسائل وعنوانات

مفتی سید انور شاہ

استاذ و مفتی جامعہ بیت السلام، لنک روڈ، کراچی

مریض اور معذور کے احکام پر پہلی مفصل اور تحقیقی کتاب

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: احکام المعذورین

تالیف: حضرت مولانا مفتی سید عبدالمجید صاحب

تخریج و تحقیق

واضافہ مسائل: مفتی سید انور شاہ

طبع اول: 2023-1444

ناشر: Vinco medical book shop

(opp, main gate,down medical university,karachi)

اوقاتِ رابطہ: عصر تا مغرب 0332-2572867

0341-0739660

ملنے کے دیگر پتے

Vinco medical book shop	021-32715509
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	021-34927159
ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی	0324-2855000
مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی	0333-3439704
ادارۃ المعارف کراچی (جامعہ دارالعلوم کراچی)	021-35123161
مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی	0334-3432345
مولانا فیض محمد جامعہ عمر فاروق نوتھنہ روڈ پشاور صدر	0302-8197474

نیز تمام مشہور کتب خانوں سے طلب کر سکتے ہیں

نمبر شمار	فہرست موضوعات	صفحہ
۱.....	پیش لفظ	۳۴
۲.....	کتاب پر کام کی نوعیت	۳۶
۳.....	تعارف	۳۸
۴.....	مولانا عبد المجید کو ٹھیاوی رحمہ اللہ	۴۰
۵.....	مقدمہ	۴۳
۶.....	علاج و معالجہ مسنون ہے	۴۳
۷.....	پرہیز اور حتیاطی تدابیر اختیار کرنا	۴۳
۸.....	بیماری بھی مومن کے لئے رحمت اور گناہوں کا کفارہ ہے	۴۶
۹.....	بیماری میں زمانہ صحت کے اعمال کا ثواب	۴۸
۱۰.....	مریض کی عیادت اور اس کی فضیلت	۴۸
۱۱.....	ہمدردی اور تسلی	۴۹
۱۲.....	عیادت ہلکی پھلکی کرنی چاہیئے	۵۰
۱۳.....	مریض پر دم کرنے کے لئے مجرب اور مسنون دعائیں	۵۱
۱۴.....	موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت	۵۳
۱۵.....	غیر مسلموں کی عیادت و تعزیت کا حکم	۵۴
۱۶.....	معذورین کی طہارت	۵۵
۱۷.....	ہاتھ، پاؤں زخمی ہونے کی وجہ سے مسح کا حکم	۵۵
۱۸.....	بوجہ مرض استنجاء پر قادر نہ ہو	۵۵
۱۹.....	زخم بڑھنے یا شدید تکلیف کی وجہ سے مسح کا حکم	۵۶
۲۰.....	پٹی پر مسح کرنے میں استیعاب شرط نہیں	۵۶
۲۱.....	پٹی باندھنے پر قادر نہ ہو	۵۶
۲۲.....	زخم سے مسلسل بہنے والا خون کو روکنے کا حکم	۵۷
۲۳.....	پٹی کا زخم سے زائد حصہ پر ہونا	۵۷
۲۴.....	دوبارہ مسح کرنا کب ضروری ہے؟	۵۷
۲۵.....	پٹی بدلنے کی صورت میں مسح کا حکم	۵۷

۲۶....	محض مشقت کی وجہ سے وضو چھوڑ کر تیمم کرنا جائز نہیں	۵۸
۲۷....	مریض کا خود وضو کرنے یا قبلہ کی طرف متوجہ ہونے یا نجس کپڑے بدلنے سے عاجز ہونا	۵۸
۲۸....	مریض کا کسی سے اجرت پر وضو کرانا	۵۹
۲۹....	دوسرے کی مدد سے قیام پر قادر ہونا	۵۹
۳۰....	بوجہ مرض پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو	۵۹
۳۱....	بواسیری مسے کے اندر جانے سے وضو ٹوٹنے کا بیان	۶۰
۳۲....	کیچوا یا کیڑے کا شرمگاہ میں داخل ہونا	۶۰
۳۳....	وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے میں شک ہونا	۶۰
۳۴....	وضو کے بعد شک ہونا	۶۰
۳۵....	طہارت کے بعد حدث میں شک ہونا	۶۰
۳۶....	حدث کا یقین ہو اور طہارت میں شک ہو	۶۱
۳۷....	حدث کے بعد طہارت یا طہارت کے بعد حدث میں شک ہونا	۶۱
۳۸....	پانی، کپڑا، بدن اور برتن کے ناپاک ہونے میں شک ہونا	۶۱
۳۹....	تیمم کی گنجائش کب ہے؟	۶۱
۴۰....	محض وہم کی وجہ سے تیمم کرنا جائز نہیں	۶۲
۴۱....	تیمم کے سلسلے میں غفلت اور بے احتیاطی	۶۲
۴۲....	تجربہ کے بنیاد پر پانی کو مضر قرار دینا	۶۳
۴۳....	پانی کا استعمال مضر ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم	۶۳
۴۴....	جو شخص پانی اور مٹی کے استعمال پر قدرت نہ رکھتا ہو	۶۳
۴۵....	جہاز اور ریل میں تیمم کا حکم	۶۴
۴۶....	قیدی شخص کے لئے تیمم کا حکم	۶۴
۴۷....	اعضا کے زخمی ہونے کی حالت میں تیمم کا حکم	۶۵
۴۸....	زخمی اور صحیح اعضا کے برابر ہونے کی حالت میں تیمم کا حکم	۶۶
۴۹....	دونوں ہاتھ اور چہرہ زخمی ہو تو تیمم کا حکم	۶۶
۵۰....	صرف دونوں ہاتھ زخمی ہو	۶۷
۵۱....	سر کا اگلا چوتھائی حصہ زخمی ہو تو پٹی پر مسح کا حکم	۶۷

۵۲....	بچہ کا پانی میں ہاتھ ڈالنا	۶۷
۵۳....	اوپر سے کسی چیز کا کپڑے یا جسم پر گر جانا جس کے پاک یا نجس ہونے کا علم نہ ہو	۶۷
۵۴....	ناپاک کپڑے بدلنے میں شدید مشقت کا سامنا ہو	۶۸
۵۵....	معذور شرعی کی تعریف اور حکم	۶۸
۵۶....	مریض کے لئے بول یا ریح رکوانا ممکن ہو	۶۹
۵۷....	معذور کے دوسرے زخم سے خون نکل جائے	۶۹
۵۸....	معذور کا دوسرا زخم بھی مسلسل بہہ پڑے	۷۰
۵۹....	چیچک کے مریض کا دوسرا دانہ بہہ جانا	۷۰
۶۰....	ناک کے زخم اور نکسیر کا حکم	۷۱
۶۱....	معذور کا زخم تھوڑی دیر کے لئے رک کر پھر بہہ جاتا ہو	۷۱
۶۲....	معذور کے لئے زخم باندھنے کا حکم	۷۱
۶۳....	معذور کے لئے بہتی ہوئی نجاست روکنا ممکن ہو	۷۲
۶۴....	زخم کی جگہ کو باندھنے کا حکم	۷۲
۶۵....	معذور کے کپڑوں کا حکم	۷۲
۶۶....	مریض کے لئے کپڑے تبدیل کرنے اور دھونے کا حکم	۷۳
۶۷....	ناک سے خون کا نکلنا	۷۳
۶۸....	چیچڑی کا بدن سے خون چوسنا	۷۳
۶۹....	قے کا کپڑوں کو لگ جانا	۷۴
۷۰....	تھوڑی سی قے یا خون کا پانی میں گر جانا	۷۴
۷۱....	شرمگاہ سے کیڑا یا سنگریزہ (چھوٹا پتھر) ساقط ہونا	۷۴
۷۲....	پاخانہ کے راستہ میں کسی چیز کا داخل ہو کر واپس نکلنا	۷۴
۷۳....	کان یا ناک سے تیل کا واپس نکلنا	۷۵
۷۴....	تیل کا منہ سے نکل آنا	۷۵
۷۵....	غسل کے بعد ناک سے پانی کا نکلنا	۷۵
۷۶....	کان سے زرد پانی نکلنے کا حکم	۷۵
۷۷....	بوجہ بیماری آنکھوں سے آنسو یا پیپ کا بہنا	۷۵

....٧٨	زخم سے کیڑا گرنا ناقض وضو نہیں	٧٦
....٧٩	جما ہوا خون کی قے سے وضو کا حکم	٧٦
....٨٠	درد سر کی وجہ سے مسح چھوڑنا	٧٦
....٨١	بارش میں کیچڑ کا کپڑوں کو لگ جانا	٧٧
....٨٢	راستے کی کیچڑ کا کپڑوں پر لگ جانا	٧٧
....٨٣	کیچڑ کا پانی، کھانے کی چیز یا جسم وغیرہ کو لگ جانا	٧٧
....٨٤	نوشادر کا حکم	٧٨
....٨٥	ناپاک فرش اور گوبر وغیرہ کے غبار کا پانی میں گرنا	٧٨
....٨٦	ناپاک مٹی کا پانی میں گرنا	٧٨
....٨٧	گوبر کی راکھ پاک ہے	٧٨
....٨٨	جسم پر تیل لگنے کی صورت میں وضو کا حکم	٧٨
....٨٩	ناپاک رنگ کپڑوں پر لگ جائے	٧٩
....٩٠	ناپاک تیل یا گھی جسم یا کپڑوں پر لگ جائے	٧٩
....٩١	بوجہ عذر دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا	٧٩
....٩٢	بوجہ عذر دوسرے سے وضو اور استنجاء کرانا	٧٩
....٩٣	بوجہ عذر کھڑے ہو کر استنجاء کرنا	٨٠
....٩٤	عضو مخصوص کے نجس ہونے کی صورت میں بیوی سے مباشرت کرنا	٨٠
....٩٥	ستنجاء پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے کیا ہو	٨٠
....٩٦	مباشرت کے دوران شرمگاہ سے مذی یا منی کا لگ جانا	٨٠
....٩٧	مستحاضہ سے مباشرت کا حکم	٨٠
....٩٨	سلسل بول کے لئے مباشرت کا حکم	٨٠
....٩٩	عضو مخصوص سے خون، پیپ بہنے کی صورت میں مباشرت کا حکم	٨١
....١٠٠	اضافہ شدہ مسائل	٨٢
....١٠١	معذور ہونے کی شرائط	٨٢
....١٠٢	جس کے دونوں ہاتھ کٹے یا مفلوج ہوں وہ استنجاء کس طرح کرے؟	٨٣
....١٠٣	جس کے ہاتھ میں رعشہ ہو وہ وضو اور استنجاء کس طرح کرے؟	٨٣

....۱۰۴	کیا دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے استنجاء کرا سکتا ہے؟	۸۴
....۱۰۵	استنجے کے قطرے کا شبہ ہونا	۸۴
....۱۰۶	تعویذ والی انگوٹھی پہن کر استنجاء خانہ جانا	۸۵
....۱۰۷	پیشاب کے بعد جس کو قطرہ آتا رہتا ہو وہ کب معذور ہوگا؟	۸۵
....۱۰۸	ہاتھ کٹا شخص وضو اور استنجاء کیسے کرے؟	۸۵
....۱۰۹	نماز کی حالت میں قطرے آنے کا حکم	۸۶
....۱۱۰	درس اور سبق کے دوران قطرے آنے کا حکم	۸۶
....۱۱۱	کبھی قطرے آجائیں اور کبھی نہیں تو کیا کیا جائے؟	۸۶
....۱۱۲	اگر چھینک یا کھانسی پر پیشاب کے قطرات آجائیں	۸۷
....۱۱۳	بیت الخلاء میں ایسی چیز لے جانا جس پر اللہ پاک یا کسی نبی کا نام یا قرآنی آیت لکھی ہو	۸۷
....۱۱۴	معذور کا وضو	۸۸
....۱۱۵	کیا عورت پر شوہر کو وضو کرانا واجب ہے؟	۸۸
....۱۱۶	ناپاک دواء لگانے کے بعد اگر پانی کا استعمال مضر ہو	۸۸
....۱۱۷	دوا اس طرح چمٹ جائے کہ چھڑانا ممکن نہ ہو	۸۹
....۱۱۸	چپکی ہوئی دواء بعد میں چھوٹ جائے	۸۹
....۱۱۹	مصنوعی دانتوں کا حکم	۸۹
....۱۲۰	دانتوں کو سونا، چاندی یا پتھر وغیرہ سے بھر دینا	۹۰
....۱۲۱	رنگ ساز وغیرہ کے جسم پر رنگ کی وجہ سے وضو اور غسل کا حکم	۹۱
....۱۲۲	اگر موزے اتارنے سے ضرر لاحق ہوتا ہو	۹۱
....۱۲۳	جو عضو کاٹ دیا گیا ہو اس کے دھونے کا حکم	۹۲
....۱۲۴	انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۹۲
....۱۲۵	نالی والے مریض کا جو ناپاک پانی منہ یا جسم کے کسی بھی حصے سے خارج ہو، وہ ناقضِ وضو ہے	۹۴
....۱۲۶	کان سے پیپ نکلنے سے ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا	۹۵
....۱۲۷	چہرہ وغیرہ کی سرجری میں وضو اور غسل کا حکم	۹۶
....۱۲۸	پیشاب کی نلکی سے پیشاب نکلے تو وضو کا حکم	۹۶

۱۲۹....	پائپ کے ذریعے اندرون جسم دوا داخل کرنے سے وضو کا حکم	۹۷
۱۳۰....	معدہ تک نکی پہنچائی جائے	۹۷
۱۳۱....	علاج کیلئے کمر سے نیچے حصہ بے حس کر دینے سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۹۸
۱۳۲....	انجکشن کے ذریعے خون نکالنے سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۹۸
۱۳۳...	بدن میں گلوکوز یا خون چڑھوانا	۹۹
۱۳۴...	نشہ آور ادویہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۹۹
۱۳۵...	عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر وضو کرنا	۹۹
۱۳۶....	کھڑے ہو کر بیسن میں وضو کرنا	۱۰۰
۱۳۷...	وضو میں پیر کھڑے ہو کر دھونا	۱۰۰
۱۳۸...	وضو میں گرمی دانے سے پانی نکلنے کا حکم	۱۰۰
۱۳۹....	کھجلی کے دانوں سے وضو کا حکم	۱۰۱
۱۴۰....	پھوڑے اور پھنسی کے نوچنے سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۱۰۱
۱۴۱....	پھوڑے پھنسی کو دبانے سے خون نکل آئے	۱۰۱
۱۴۲....	معمولی خون پونچھنے سے وضو کا حکم	۱۰۱
۱۴۳...	پٹی کے اندر سے خون نکلنے پر وضو کا حکم	۱۰۲
۱۴۴...	خون سے وضو کب ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۰۲
۱۴۵....	جسم کے کسی بھی حصہ سے سفید پانی نکلنے سے وضو کا حکم	۱۰۲
۱۴۶....	زخم سے وضو ٹوٹنے کے مسائل	۱۰۳
۱۴۷...	زخم کے لئے پانی مضر ہو	۱۰۳
۱۴۸...	زخم سے ہر وقت خون رستا ہو	۱۰۳
۱۴۹....	زخم سے خون نکل کر زخم میں رہے	۱۰۳
۱۵۰....	وضو کے بعد زخم کے کھال کو الگ کرنا	۱۰۳
۱۵۱....	فصد کرانے، نکسیر پھوٹنے اور پھوڑے پھنسی سے خون وغیرہ نکلنے سے وضو کا حکم	۱۰۴
۱۵۲....	سوئی چبھوانے سے خون نکلا مگر بہہ نہیں	۱۰۴
۱۵۳...	زخم کے پٹی پر خون ظاہر ہو جائے	۱۰۴
۱۵۴....	زخم سے رستا ہوا خون کو ٹیشو پیپر وغیرہ کے ذریعے صاف کرنے سے وضو کا حکم	۱۰۴

....۱۵۵	وضو کے بعد معذور کا دوسرا زخم بہہ جائے	۱۰۵
....۱۵۶	زخم کو دبانے سے رطوبت نکل جائے	۱۰۵
... ۱۵۷	آنکھ سے پانی نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم	۱۰۵
....۱۵۸	آنکھ کے اندر پھنسی دانہ ٹوٹ جائے	۱۰۶
....۱۵۹	عورت کی چھاتی سے جو پانی نکلتا ہے اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟	۱۰۶
....۱۶۰	جسم سے پاک چیز نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۱۰۶
.... ۱۶۱	سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے آنکھ سے پانی نکل جائے	۱۰۶
....۱۶۲	درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی نکل جائے	۱۰۶
....۱۶۳	جو پانی دکھتی ہوئی آنکھ سے نکلے	۱۰۷
....۱۶۴	نزلہ کی وجہ سے آنکھ سے پانی نکلنے کا حکم	۱۰۷
....۱۶۵	کان یا ناف میں دانہ، زخم یا پانی کا بہہ جانا	۱۰۷
....۱۶۶	درد کی وجہ سے کان سے پانی نکلنا	۱۰۷
....۱۶۷	درد کی جہ سے ناف سے پانی نکلتا ہو	۱۰۸
....۱۶۸	کان سے میل کچیل، خون یا مواد کا نکلنا	۱۰۸
....۱۶۹	قے سے وضو ٹوٹنے کا تفصیلی حکم	۱۰۸
....۱۷۰	قے میں خون گر جائے	۱۰۹
....۱۷۱	تھوڑی سی قے میں کیڑا گر جائے	۱۰۹
....۱۷۲	دماغ، پیٹ یا منہ سے بہنے والا خون نکل جائے	۱۰۹
... ۱۷۳	تھوڑا سا خون اور قے نجس نہیں	۱۱۰
... ۱۷۴	شیر خوار بچے کے قے کا حکم	۱۱۰
... ۱۷۵	الٹی کپڑوں کو لگ جائے	۱۱۰
....۱۷۶	تاجران کتب کے لئے بلا وضو قرآن مجید چھونا	۱۱۱
... ۱۷۷	قعدہ اور سجدہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو	۱۱۱
... ۱۷۸	شرمگاہ میں موجود روئی کا تر ہونا	۱۱۲
....۱۷۹	شرمگاہ میں رکھی ہوئی روئی تر ہو جائے تو وضو کا حکم	۱۱۲
....۱۸۰	شرمگاہ میں رکھی ہوئی روئی گر جائے تو وضو کا حکم	۱۱۳

....۱۸۱	استنجاء کے وقت انگلی کا شرمگاہ میں داخل ہونا	۱۱۳
....۱۸۲	کیا معذور اشراق کے وضو سے ظہر پڑھ سکتا ہے؟	۱۱۳
...۱۸۳	کیا معذور مغرب کی نماز کے لیے وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے؟	۱۱۴
...۱۸۴	زخم پر پٹی باندھی مگر اندر خون نکلتا رہا؟	۱۱۴
....۱۸۵	کسی شخص کے زائد ہاتھ اور پیروں کے دھونے کا حکم	۱۱۴
....۱۸۶	زائد انگلی کا حکم	۱۱۴
...۱۸۷	تھوک میں خون کا اثر ہو	۱۱۵
....۱۸۸	زکام اور دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم	۱۱۵
....۱۸۹	پستان یا ناف سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلنا	۱۱۵
....۱۹۰	وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے	۱۱۵
....۱۹۱	وضو میں اکثر شک ہو تو نیا وضو کرے یا نہ کرے؟	۱۱۶
....۱۹۲	وضو کے بعد اگر وضو میں شک پڑا	۱۱۶
....۱۹۳	بے ہوشی ناقض وضو ہے	۱۱۷
....۱۹۴	پاگل پن ناقض وضو ہے	۱۱۷
....۱۹۵	وضو کے بعد زخم کا کھرنٹ اترنا	۱۱۷
....۱۹۶	پانی اور مٹی نہ پانے والا شخص کیا کرے؟	۱۱۷
....۱۹۷	ہوائی جہاز کے مسافروں کا حکم	۱۱۸
....۱۹۸	نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آیا	۱۱۸
....۱۹۹	خروج ریاح کے مریض کا سونے سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۱۱۸
....۲۰۰	بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے	۱۱۹
....۲۰۱	قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ	۱۱۹
....۲۰۲	پیشاب کے سوراخ میں رکھی ہوئی روئی کا اندرونی حصہ تر ہو گیا تو وضو نہیں ٹوٹا	۱۲۰
...۲۰۳	بیماری کی وجہ سے وضو میں کلی نہ کرنے کا مسئلہ	۱۲۰
...۲۰۴	عورت کے پیشاب گاہ سے نکلنے والی ہوا ناقض وضو نہیں	۱۲۰
...۲۰۵	پیشاب کے قطروں سے وضو اور کپڑوں کا حکم	۱۲۰
....۲۰۶	راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی کی چھینٹوں کا حکم	۱۲۱

...۲۰۷	کھجلی کے دانوں کے پانی کا حکم	۱۲۲
...۲۰۸	حلق موجب غسل اور مفسدِ صوم ہے یا نہیں	۱۲۲
...۲۰۹	پاؤں کی پھٹن پر دوالگانے کے بعد وضو کا حکم	۱۲۲
...۲۱۰	سرجری کے ذریعے لگائے گئے ہاتھ اور پاؤں کو وضو اور غسل میں دھونا	۱۲۳
...۲۱۱	متفرق طور پر تھوڑی تھوڑی قے آنے سے وضو کا حکم	۱۲۴
...۲۱۲	انجکشن کے ذریعے مریض کے پیٹ سے پیشاب نکالنے پر وضو ٹوٹنے کا حکم	۱۲۴
...۲۱۳	کھانسی میں بلغم کے ساتھ خون آئے تو وضو ٹوٹنے کا حکم	۱۲۴
...۲۱۴	سوزشِ آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا ہو تو وضو و نماز کا حکم	۱۲۵
...۲۱۵	مچھر اگر زیادہ مقدار میں خون چوس لے تو وضو کا حکم	۱۲۵
...۲۱۶	وضو کی حالت میں معدہ تک نلکی پہنچانے کا حکم	۱۲۶
...۲۱۷	پیشاب کی نلکی سے وضو کا حکم	۱۲۶
...۲۱۸	پائپ کے ذریعے اندرون جسم دوا داخل کرنا	۱۲۷
...۲۱۹	معذور وضو کرانے کیلئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے	۱۲۷
...۲۲۰	زخم کے اوپر جمے ہوئے خون کا حکم	۱۲۷
...۲۲۱	جس کے دانت نہ ہوں اس کے لئے مسواک کا حکم	۱۲۸
...۲۲۲	زخم سے پٹی اتارنے کا حکم	۱۲۸
...۲۲۳	ایک ہاتھ سے شل آدمی کا وضو اور تیمم	۱۲۹
...۲۲۴	پاؤں کی پھٹن میں موم بھر کر وضو و غسل کرنا	۱۲۹
...۲۲۵	مسواک کرتے ہوئے خون نکل آنا	۱۲۹
...۲۲۶	وضو کے بعد دانتوں سے خون آنا	۱۳۰
...۲۲۷	معذور کا تیمم	۱۳۱
...۲۲۸	سردی کی وجہ سے تیمم	۱۳۱
...۲۲۹	ریل اور موٹر میں تیمم	۱۳۱
...۲۳۰	حالتِ بخار میں تیمم	۱۳۲
...۲۳۱	اندیشہ بخار میں تیمم	۱۳۲
...۲۳۲	بوجہ عذر تیمم کی گنجائش کب ہے؟	۱۳۲

۲۳۳...	زخمی اور چیچک کے مریض کے لئے تیمم کا حکم	۱۳۳
۲۳۴...	دونوں ہاتھوں پر پھنسیاں ہو تو تیمم کا حکم	۱۳۴
۲۳۵...	مریض کے لئے دوسرے شخص سے تیمم کرانا	۱۳۴
۲۳۶...	صاحب عذر کے لئے خادم نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم	۱۳۴
۲۳۷...	جیل خانے میں پانی نہ ملنے پر تیمم کا حکم	۱۳۴
۲۳۸...	کینسر کے مریض کے لیے اگر پانی نقصان دہ ہو تو مسح کر سکتا ہے یا نہیں؟	۱۳۵
۲۳۹...	غسل مضر ہو، وضو مضر نہ ہو تو تیمم کا حکم	۱۳۵
۲۴۰...	تیمم ایسی حالت میں کہ پانی ٹھنڈا یا گرم نقصان دے	۱۳۶
۲۴۱...	وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کا حکم	۱۳۶
۲۴۲...	محض تیمم سے بدن پر لگی نجاست پاک نہیں ہوتی	۱۳۶
۲۴۳...	عذر کی وجہ سے مسجد کی فرش یا دیوار سے تیمم کرنا	۱۳۶
۲۴۴...	پانی نہ ہونے کی صورت میں مشروبات سے وضو کا حکم	۱۳۷
۲۴۵...	نزلے کے مریض کے لئے حالت جنابت میں تیمم کا حکم	۱۳۷
۲۴۶...	نمازِ جنازہ کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم کرنے کا حکم	۱۳۸
۲۴۷...	چلتی ہوئی ریل سے چشمے یا تالاب وغیرہ دکھائی دینے سے تیمم نہیں ٹوٹتا	۱۳۸
۲۴۸...	زخموں کی وجہ سے نہانا ممکن نہ ہو تو کیا؟	۱۳۹
۲۴۹...	فالج کے مریض کو پانی نقصان دے تو تیمم کر سکتا ہے	۱۳۹
۲۵۰...	مرگی کے مریض کے لئے غسل کے بجائے تیمم کا حکم	۱۳۹
۲۵۱...	پانی لگنے سے چہرے کے دانوں سے خون نکلتا ہو	۱۴۰
۲۵۲...	صبح نہانے سے زکام، بخار وغیرہ کا اندیشہ ہو جبکہ دوپہر میں نہیں	۱۴۰
۲۵۳...	وضو کی اجازت نہ ہونے پر تیمم کا حکم	۱۴۰
۲۵۴...	پٹی اور مسح کے متعلق مسائل	۱۴۲
۲۵۵...	پلستر پر مسح کرنے کا حکم	۱۴۲
۲۵۶...	ناپاک دوا زخم پر لگانے کے بعد اس پر مسح کرنا	۱۴۲
۲۵۷...	کینسر کے مریض کے لئے مسح کرنے کا حکم	۱۴۳
۲۵۸...	پٹی پر مسح کرنے کے متعلق چند اہم بنیادی مسائل کا بیان	۱۴۳

...۲۵۹	پٹی کی دو گرہوں کے درمیان کھلی جگہ کا حکم	۱۴۴
...۲۶۰	پٹی کے اوپر خون یا پیپ ظاہر ہو جائے :	۱۴۴
...۲۶۱	زخم کے منہ سے پیپ بہہ کر پھاہیہ پر آجائے	۱۴۴
...۲۶۲	زخم پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں	۱۴۴
...۲۶۳	پٹی متاثرہ حصے سے زیادہ پر بندھی ہو تو مسح کا حکم	۱۴۵
...۲۶۴	پٹی کا کھولنا نقصان دہ ہو	۱۴۵
...۲۶۵	پلاستر پر مسح کے لئے وضو ضروری نہیں ہے	۱۴۵
...۲۶۶	مسح کے لئے نیت شرط نہیں ہے	۱۴۶
...۲۶۷	مسح کتنے بار کیا جائے گا؟	۱۴۶
...۲۶۸	دھونا اور مسح کو جمع کرنا	۱۴۶
...۲۶۹	زخم پر پٹی باندھی مگر اندر خون نکلتا رہا؟	۱۴۶
...۲۷۰	زخم صحیح ہونے پر پٹی گر جائے	۱۴۶
...۲۷۱	پٹی بدلنے یا کھولنے پر مسح کا اعادہ مستحب ہے	۱۴۷
...۲۷۲	اوپر کی پٹی گر جائے تو نیچے پر اعادہ مسح واجب نہیں	۱۴۷
...۲۷۳	پھاہیہ پر مسح کا حکم	۱۴۷
...۲۷۴	انگلیوں میں ورم پیدا ہونے سے پاؤں پر مسح کا حکم	۱۴۷
...۲۷۵	عذرِ شرعی کی صورت میں موزوں پر مسح کا حکم	۱۴۸
...۲۷۶	بار بار پٹی اتارنا زخم کے لئے مضر ہو	۱۴۸
...۲۷۷	آپریشن کے بعد آنکھ پر مسح	۱۴۹
...۲۷۸	ایک عضو کے دھونے سے دوسرے عضو کو خطرہ	۱۴۹
...۲۷۹	جگہ جگہ پھوڑے ہو تو غسل یا مسح کا حکم	۱۵۰
...۲۸۰	ہاتھ پاؤں پر زخم ہو تو مسح کا طریقہ	۱۵۰
...۲۸۱	سر پر وِگ لگانے کا حکم	۱۵۱
...۲۸۲	وگ پر مسح کرنے کا حکم	۱۵۱
...۲۸۳	انسان اور خنزیر کے بالوں کی وِگ	۱۵۱
...۲۸۴	سرجری کے ذریعے بال لگوانے کا حکم	۱۵۲

۲۸۵...	معذور کا غسل	۱۵۴
۲۸۶...	انیما کے عمل سے غسل واجب نہ ہونے کا حکم	۱۵۴
۲۸۷...	مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا	۱۵۴
۲۸۸...	بواسیر کے مسوں پر تیل لگاتے ہوئے تر انگلی کا داخل کرنا	۱۵۵
۲۸۹...	بواسیری مسوں سے نکلنے والے پانی کا حکم	۱۵۶
۲۹۰....	عورت کا فرج میں دوا رکھنا موجب غسل ہے یا نہیں؟	۱۵۶
۲۹۱....	ڈاکٹرنی کا عورت کے اندام نہانی میں انگلی داخل کرنا	۱۵۶
۲۹۲....	دانتوں پر چڑھے خول اور تاروں کے ساتھ واجب غسل کا حکم	۱۵۷
۲۹۳...	جذامی یعنی برص کے مریض کو غسل کون دے؟	۱۵۸
۲۹۴...	پانی میں ڈوبنے والے کو غسل دینا؟	۱۵۸
۲۹۵...	کرونا کے مریض کو غسل دینے کا طریقہ	۱۵۹
۲۹۶....	میت کو وبائی امراض کی وجہ سے جلانا	۱۶۱
۲۹۷...	ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے وجوب غسل کا مسئلہ	۱۶۱
۲۹۸...	جنابت کی حالت میں بوقتِ ضرورت مسجد میں جانا	۱۶۲
۲۹۹....	حالتِ جنابت میں بچوں کو دودھ پلانا	۱۶۲
۳۰۰...	جن کے ساتھ مباشرت سے غسل کا حکم	۱۶۲
۳۰۱....	جریان اور دھات سے غسل کا حکم	۱۶۳
۳۰۲...	بوجہ مرض روزانہ احتلام ہو جانا	۱۶۳
۳۰۳...	بغیر خواب کے ایک دو قطرہ پانی نکل آیا	۱۶۳
۳۰۴...	معذور کے کپڑوں کے مسائل	۱۶۴
۳۰۵...	معذور کے کپڑوں کا حکم	۱۶۴
۳۰۶...	مریض کے لئے کپڑے بدلنا مشکل ہو	۱۶۵
۳۰۷...	سلسل بول والے کے وضو اور کپڑے کی طہارت کا مسئلہ	۱۶۵
۳۰۸...	لیکوریا کے پانی کا حکم	۱۶۵
۳۰۹...	ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم	۱۶۶
۳۱۰....	عادت سے پہلے ماہواری آنے کا حکم	۱۶۶

۳۱۱....	نماز کے دوران حیض آجانا	۱۶۷
۳۱۲....	حالت حیض میں سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا	۱۶۷
۳۱۳...	قرآن کریم کی معلمہ کے لئے حالت حیض میں پڑھائی کا حکم	۱۶۷
۳۱۴...	حالت حیض میں قرآنی اور مسنون دعائیں پڑھنا	۱۶۸
۳۱۵...	حالت حیض میں دینی کتابوں کا مطالعہ اور درس	۱۶۸
۳۱۶....	حائضہ پر دم کرنا	۱۶۸
۳۱۷...	بیماری کی وجہ سے ایام حیض میں صرف دو دن خون آنا	۱۶۸
۳۱۸...	بچوں کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل	۱۶۹
۳۱۹....	استحاضہ	۱۷۰
۳۲۰...	سن یاس کی تحقیق	۱۷۰
۳۲۱....	استحاضہ کا حکم	۱۷۱
۳۲۲...	مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے	۱۷۱
۳۲۳...	نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم	۱۷۲
۳۲۴...	پچپن سال کی عمر کے بعد خون کا حکم	۱۷۲
۳۲۵...	حالت حمل میں خون کا حکم	۱۷۳
۳۲۶...	آپریشن کے ذریعے پیٹ کے راستے سے نکالے جانے والے بچے سے نفاس کا حکم	۱۷۳
۳۲۷...	توامین یعنی جڑواں بچوں کی ولادت سے نفاس کا حکم	۱۷۳
۳۲۸...	تین ماہ کا حمل ضائع ہونے کے بعد آنے والے خون کا حکم	۱۷۴
۳۲۹...	بچہ کٹ کٹ کر نکلے	۱۷۵
۳۳۰...	معذور کی نماز	۱۷۵
۳۳۱...	کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی حالت میں زخم سے رطوبت، خون یا پیشاب کے قطرات آتے ہوں	۱۷۶
۳۳۲...	بیٹھنے کی وجہ سے زخم سے خون بہتا ہو	۱۷۶
۳۳۳...	بوقت تکلیف حاملہ کے لئے نماز پڑھنے کا حکم	۱۷۶
۳۳۴...	دشمن کے خوف سے بیٹھ کر نماز پڑھنا	۱۷۷
۳۳۵...	خیمہ وغیرہ کی چھت پست ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا	۱۷۷

۳۳۶...	ریل، ہوائی جہاز اور گاڑی میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی گنجائش کب ہے؟	۱۷۷
۳۳۷...	نماز کے لئے اترنے کی صورت میں گاڑی چھوٹ جانے کا خطرہ ہو	۱۷۷
۳۳۸...	خود سواری سے اترنے پر قادر نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم	۱۷۸
۳۳۹...	صرف بقدر تکبیر کھڑا ہو سکتا ہو	۱۷۸
۳۴۰...	جو شخص رکوع و قیام پر قادر ہو لیکن سجدہ پر قادر نہ ہو	۱۷۹
۳۴۱...	سجدہ پر قادر ہو لیکن رکوع پر قادر نہ ہو	۱۷۹
۳۴۲...	تختہ یا تکیہ وغیرہ اٹھا کر سجدہ کرنا	۱۷۹
۳۴۳...	پیشانی پر زخم کی صورت میں سجدہ کا حکم	۱۸۰
۳۴۴...	زمین پر کوئی چیز رکھ کر سجدہ کرنا	۱۸۰
۳۴۵...	بوجہ عذر لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۸۰
۳۴۶...	بیٹھ کر نماز پڑھنے میں ضرر کا اندیشہ ہو	۲۸۱
۳۴۷...	مریض کے لئے نماز چھوڑنے کی گنجائش کب ہے؟	۱۸۲
۳۴۸...	سکتہ، بیہوشی یا دماغی حالت درست نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم	۱۸۲
۳۴۹...	نماز کا فدیہ ادا کرنے کا حکم	۱۸۲
۳۵۰...	قبلہ کی طرف منہ کرنا ممکن نہ ہو	۱۸۲
۳۵۱...	بوجہ عذر وقت سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم	۱۸۲
۳۵۲...	شدید ضعف یا بیماری کی وجہ سے نماز کے افعال یاد نہ رہتے ہوں	۱۸۳
۳۵۳...	بوجہ عذر دوران نماز دوسرے کے بتانے پر نماز کے افعال ادا کرنا	۱۸۳
۳۵۴...	آنکھ اور دل کے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم	۱۸۳
۳۵۵...	دوران نماز بیماری پیش آجائے	۱۸۳
۳۵۶...	ریل میں اچانک ہجوم کی وجہ سے قیام ور کوع پر قادر نہ ہو	۱۸۴
۳۵۷...	دوران نماز عذر ختم ہو جائے	۱۸۴
۳۵۸...	اشارہ سے نماز پڑھنے کے دوران درست ہو گیا	۱۸۴
۳۵۹...	قبلہ کی طرف متوجہ ہونا ممکن نہ ہو	۱۸۵
۳۶۰...	قبلہ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دوسرا شخص موجود ہو	۱۸۵
۳۶۱....	بوجہ عذر ناپاک بستر پر نماز پڑھنا	۱۸۵

...۳۶۲	مسلسل بہنے والا زخم یا اسہال کی صورت میں کپڑے تبدیل کرنے کا حکم	۱۸۵
...۳۶۳	بوجہ عذر قرأت پر قادر نہ ہو	۱۸۶
...۳۶۴	نشہ آور چیز کے استعمال سے بیہوش ہو جانا	۱۸۶
...۳۶۵	بیماری کی وجہ سے عورت کا شوہر سے وضو کرانے کا حکم	۱۸۶
...۳۶۶	معذور کا جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز ادا کرنا	۱۸۶
...۳۶۷	زمانہ صحت کی نمازیں زمانہ مرض میں کیسے پڑھیں؟	۱۸۷
...۳۶۸	نماز میں کسی چیز کے سہارے سے کھڑا ہونا ممکن ہو	۱۸۷
...۳۶۹	سہارے کے ذریعے بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن ہو	۱۸۷
...۳۷۰	بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۸۷
...۳۷۱	مریض کی نماز کا طریقہ	۱۸۸
...۳۷۲	بیٹھ کر یا ٹیک لگا کر نفل نماز پڑھنے کا حکم	۱۸۸
...۳۷۳	طویل قرأت کی وجہ سے تھک کر فرض نماز میں ٹیک لگانا	۱۸۸
...۳۷۴	کشتی میں نماز پڑھنے کا تفصیلی حکم	۱۸۸
...۳۷۵	خروج ریح کے مریض کا سلسل بول والے کی اقتدا میں نماز پڑھنا	۱۸۹
...۳۷۶	ایک ہی مرض کے دو معذروں کا ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا	۱۸۹
...۳۷۷	مختلف امراض کے معذروں کا ایک دوسرے کی اقتدا کرنا	۱۸۹
...۳۷۸	بوجہ مرض خود قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکتا ہو	۱۹۰
...۳۷۹	قبلہ کی طرف منہ کرنے میں ضرر کا اندیشہ ہو	۱۹۰
...۳۸۰	کشتی میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو	۱۹۰
...۳۸۱	سواری کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ممکن نہ ہو	۱۹۰
...۳۸۲	سرکش گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت میں استقبال قبلہ کا حکم	۱۹۱
...۳۸۳	سرکش گھوڑے پر سواری کی حالت میں نماز کا حکم	۱۹۱
...۳۸۴	سواری روک کر نماز پڑھنے سے قافلہ سے رہ جانے کا خوف ہو	۱۹۱
...۳۸۵	گیلی زمین پر نماز پڑھنے کا حکم	۱۹۱
...۳۸۶	قبلہ رخ ہونے میں دشمن، چور یا جانور کا خوف ہو	۱۹۲
...۳۸۷	سواری پر خوف کی حالت میں استقبال قبلہ کا حکم	۱۹۲

...۳۸۸	قیدی نے بوجہ عذر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی تو اعادہ نہیں	۱۹۲
...۳۸۹	سفر میں قبلہ معلوم کرنا مشکل ہو تو کیا کرے؟	۱۹۳
...۳۹۰	کوشش کے باوجود غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی	۱۹۳
...۳۹۱	کئی افراد کسی جگہ موجود ہوں مگر سمت قبلہ کسی کو معلوم نہ ہو	۱۹۳
...۳۹۲	کسی طرف بھی میلان قلبی نہ ہو	۱۹۴
...۳۹۳	بلا تحری کے قبلہ کی طرف نماز پڑھی تو اعادہ ضروری ہے	۱۹۵
...۳۹۴	اضافہ شدہ مسائل	۱۹۶
...۳۹۵	مریض کا نماز میں رونے، کھانسنے اور کراہنے کا حکم	۱۹۶
...۳۹۶	جو شخص نماز میں قرأت پر قدرت نہ رکھتا ہو	۱۹۶
...۳۹۷	بس، ریل اور ہوائی جہاز میں بیٹھ کر نماز پڑھنا	۱۹۷
...۳۹۸	جہاز میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو	۱۹۸
...۳۹۹	چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۹۹
...۴۰۰	ٹرین میں رش کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو	۲۰۰
...۴۰۱	بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۰۰
...۴۰۲	مریض کا پیشاب کی تھیلی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم	۲۰۱
...۴۰۳	کرسی پر نماز کے متعلق دار العلوم کراچی کا تحقیقی اور تفصیلی فتویٰ	۲۰۱
...۴۰۴	جو شخص قیام پر قادر ہو، سجدے پر نہیں، اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۰۲
...۴۰۵	کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم	۲۰۷
...۴۰۶	کیا بیٹھ کر نماز کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنا ضروری ہے؟	۲۰۹
...۴۰۷	کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کب جائز ہے؟	۲۱۴
...۴۰۸	جو شخص صرف قیام پر قادر نہ ہو لیکن رکوع و سجدہ کر سکتا ہو	۲۱۴
...۴۰۹	جو شخص صرف رکوع پر قادر نہ ہو قیام اور سجدہ کر سکتا ہو	۲۱۵
...۴۱۰	کبڑے شخص کے رکوع کا حکم	۲۱۵
...۴۱۱	جو شخص صرف سجدہ پر قادر نہ ہو	۲۱۶
...۴۱۲	سجدہ کرنے سے خون نکلتا ہو	۲۱۶
...۴۱۳	جو شخص قیام اور رکوع پر قادر نہ ہو سجدہ پر قادر ہو	۲۱۶

۴۱۴...	جو شخص قیام، رکوع اور سجدہ تینوں پر قادر نہ ہو	۲۱۷
۴۱۵....	خروج ریح کی صورت میں اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے کا حکم	۲۱۷
۴۱۶....	اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر قیام پر قادر ہو	۲۱۷
۴۱۷...	شہادت کی انگلی نہ ہونے کی صورت میں دوسری انگلی سے اشارہ کرنے کا حکم	۲۱۸
۴۱۸...	بستر، تکیہ اور صوفہ پر سجدہ کرنے کا حکم	۲۱۸
۴۱۹....	اگر اٹھنے پر قادر نہ ہو تو ایسے شخص پر نماز فرض ہے یا نہیں؟	۲۱۹
۴۲۰...	دل کے مریض کے لئے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم	۲۱۹
۴۲۱....	سجدہ کا اشارہ کرنے کے لئے ہاتھ گھٹنوں سے آگے کرنا	۲۲۰
۴۲۲...	بلاعذر سنتیں کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے کا حکم	۲۲۰
۴۲۳...	صف میں کرسی رکھنے کا طریقہ	۲۲۱
۴۲۴...	غیر معتدل الایام ممالک میں نماز، روزہ اور عید منانے کا حکم	۲۲۲
۴۲۵...	مغربی ممالک میں عشاء اور فجر ادا کرنے کا طریقہ	۲۲۶
۴۲۶...	معذور کی جماعت	۲۲۷
۴۲۷...	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کن لوگوں پر واجب ہے؟	۲۲۷
۴۲۸...	مریض کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم	۲۲۷
۴۲۹...	جس کا ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو	۲۲۷
۴۳۰...	مفلوج زدہ اور شیخ فانی کے لئے جماعت کا حکم	۲۲۷
۴۳۱...	نابینا کے لئے جماعت کا حکم	۲۲۸
۴۳۲...	راستہ میں کیچڑ اور بارش کی صورت میں جماعت کا حکم	۲۲۸
۴۳۳...	سخت سردی اور اندھیرے میں جماعت کا حکم	۲۲۸
۴۳۴...	شدید آندھی میں جماعت کا حکم	۲۲۸
۴۳۵...	جماعت میں شریک ہونے سے مال چوری ہونے کا خوف ہو	۲۲۸
۴۳۶...	مال کی لالچ میں جماعت چھوڑنا	۲۲۹
۴۳۷...	کھانا جل جانے یا خراب ہونے کا اندیشہ ہو	۲۲۹
۴۳۸...	مسجد میں جانے سے جان یا مال کا خطرہ ہو	۲۲۹
۴۳۹...	مریض کی دیکھ بال کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کا حکم	۲۲۹

...۴۴۰	معذوری کی وجہ سے تنہانماز پڑھنے کی فضیلت	۲۳۰
...۴۴۱	لہسن اور پیاز کھانے کے بعد مسجد جانا	۲۳۰
...۴۴۲	پیاز کھانے کے بعد درود شریف پڑھنے کا عجیب فائدہ	۲۳۰
...۴۴۳	بھول کر یا ضرورت کی وجہ سے پیاز کھالیا	۲۳۱
...۴۴۴	پیاز وغیرہ کھانے کے بعد مسجد میں تنہانماز پڑھنے کا حکم	۲۳۱
...۴۴۵	بیماری یا کسی اور وجہ سے بدبو آنے کی صورت میں مسجد جانے کا حکم	۲۳۱
...۴۴۶	بدبودار دواء استعمال کرنے والے کا حکم	۲۳۱
...۴۴۷	بدبودار چیز کا ازالہ نہ کرنے والے کا حکم	۲۳۲
...۴۴۸	خواہش کے باوجود عذر کی وجہ سے جماعت چھوڑنا باعث ثواب ہے	۲۳۳
...۴۴۹	امام کو بعد میں نماز کی فساد کا علم ہوا	۲۳۳
...۴۵۰	(اضافہ شدہ مسائل)	۲۳۴
...۴۵۱	معذور کی جماعت	۲۳۴
...۴۵۲	معذور آدمی کا گھر پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم	۲۳۴
...۴۵۳	ریاحی مریض کے لیے جماعت کا حکم	۲۳۴
...۴۵۴	دست کے مریض کے لیے جماعت کا حکم	۲۳۵
...۴۵۵	معذور کیلئے پیشاب کی تھیلی کے ساتھ مسجد جانے کا حکم	۲۳۵
...۴۵۶	معذور کی امامت	۲۳۶
...۴۵۷	نابینا کی امامت	۲۳۶
...۴۵۸	جس کے دانت نہ ہوں	۲۳۶
...۴۵۹	ہکلے اور توتلے کی امامت	۲۳۶
...۴۶۰	بہرے کی امامت	۲۳۷
...۴۶۱	لنگڑے کی امامت	۲۳۷
...۴۶۲	نامرد کی امامت	۲۳۷
...۴۶۳	بیٹھ کر امامت کرنے والے کی اقتدا کا حکم	۲۳۸
...۴۶۴	تیمم کرنے والے یا پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت	۲۳۸
...۴۶۵	معذورِ شرعی کی امامت درست نہیں	۲۳۸

۴۶۶...	بواسیر میں مبتلا کی امامت	۲۳۹
۴۶۷...	حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثلِ ثانی میں پڑھنے کا حکم	۲۳۹
۴۶۸...	معذور کا جمعہ	۲۴۱
۴۶۹...	معذور کیلئے جمعہ کا حکم	۲۴۱
۴۷۰...	مسافر پر جمعہ واجب نہیں	۲۴۱
۴۷۱...	اذان جمعہ کے بعد سفر کرنا جائز نہیں	۲۴۱
۴۷۲...	اضافہ شدہ مسائل	۲۴۲
۴۷۳...	بوجہ عذر غسل جمعہ کے بعد وضو کی حاجت کا پیش آنا	۲۴۲
۴۷۴...	معذور کی عیدین	۲۴۳
۴۷۵...	دیہات میں عیدین کی نماز کا حکم	۲۴۳
۴۷۶...	بوجہ عذر عید کی نماز پہلے دن پڑھنا مشکل ہو	۲۴۳
۴۷۷...	چاند کی خبر ظہر کے بعد مل جائے	۲۴۳
۴۷۸...	عذر کی وجہ سے دوسرے روز بھی عید کی نماز رہ گئی	۲۴۳
۴۷۹...	بلاعذر کے پہلے دن عید کی نماز نہ پڑھنے کا حکم	۲۴۳
۴۸۰...	عیدین کی نماز کی قضاء نہیں	۲۴۴
۴۸۱...	عیدالاضحیٰ کی نماز پہلے روز نہیں پڑھی	۲۴۴
۴۸۲...	عیدالاضحیٰ کی نماز میں تاخیر کرنے کا حکم	۲۴۴
۴۸۳...	عیدین کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے	۲۴۴
۴۸۴...	امام نے عید کی نماز بے وضو ہونے کی حالت میں پڑھائی	۲۴۵
۴۸۵...	عیدین کی نماز میں سہو ہونے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا	۲۴۵
۴۸۶...	اضافہ شدہ مسائل	۲۴۶
۴۸۷...	عذر کی وجہ سے عیدین کی نماز مسجد میں پڑھنا	۲۴۶
۴۸۸...	معذور کا غسل میت (کفن، دفن، نماز جنازہ کا بیان)	۲۴۶
۴۸۹...	بیوی کا شوہر کو غسل دینا	۲۴۶
۴۹۰...	شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا	۲۴۶
۴۹۱...	میت کا صرف سر یا پہلو پایا جائے	۲۴۷

۴۹۲ ...	میت کا آدھا سے زیادہ جسم موجود ہو	۲۴۷
۴۹۳ ...	میت کو دریا سے نکالنے کے بعد غسل کا حکم	۲۴۷
۴۹۴ ...	میت کا پتہ نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر؟	۲۴۸
۴۹۵ ...	مسلمان اور کفار کی لاشیں مخلوط ہو جائے اور پہچان ممکن نہ ہو	۲۴۸
۴۹۶ ...	مسلم اور غیر مسلم کی مخلوط لاشوں میں اکثر اور اقل معلوم کرنے کا طریقہ	۲۴۸
۴۹۷ ...	مسلم اور غیر مسلم کی لاشیں برابر ہو	۲۴۸
۴۹۸ ...	عورت کو غسل دینے کے لئے کوئی خاتون موجود نہ ہو	۲۴۹
۴۹۹ ...	میت کو تیمم کرانے کے بعد پانی مل جائے	۲۵۰
۵۰۰ ...	میت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو	۲۵۰
۵۰۱	بچہ سے ماں کے جان کو خطرہ ہو	۲۵۰
۵۰۲ ...	مرد اور عورت کے لئے کم از کم کفن کی مقدار	۲۵۱
۵۰۳ ...	میت کے پاس نہ کپڑا ہو اور نہ مال	۲۵۱
۵۰۴ ...	محض دعا یاد نہ ہونے کی بناء پر نمازہ جنازہ چھوڑنا درست نہیں	۲۵۲
۵۰۵ ...	اضافہ شدہ مسائل	۲۵۳
۵۰۶ ...	صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہو	۲۵۳
۵۰۷ ...	جو شخص جل کر مر گیا ہو	۲۵۳
۵۰۸ ...	جل کر کوئلہ ہو جائے	۲۵۳
۵۰۹	جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو	۲۵۴
۵۱۰	جو لاش پھٹ گئی ہو	۲۵۴
۵۱۱	دب کر یا گر کر مر جائے	۲۵۴
۵۱۲	عام حادثات کا شکار ہونے والوں کا حکم	۲۵۴
۵۱۳ ...	جو لاش کنویں یا ملبہ سے نہ نکالی جاسکے	۲۵۴
۵۱۴	جو لاش سمندر وغیرہ میں لاپتہ ہو جائے	۲۵۵
۵۱۵	زندگی میں جسم سے علیحدہ ہونے والے اعضاء کا حکم	۲۵۵
۵۱۶	عدت میں گھر سے بلا عذر شرعی نکلنا	۲۵۵
۵۱۷ ...	عدت کے دوران مجبوری میں گھر سے نکلنا	۲۵۶

۵۱۸....	عدت کے دوران ہسپتال جانا	۲۵۶
۵۱۹....	عدت میں مجبوراً دوسرے گھر منتقل ہونا	۲۵۷
۵۲۰...	معتدہ کا والدین کے انتقال پر گھر سے نکلنا جائز ہے	۲۵۷
۵۲۱....	معذور کی زکوۃ	۲۵۹
۵۲۲...	گمشدہ مال مل جانے کی صورت میں گزشتہ سالوں کی زکوۃ کا حکم	۲۵۹
۵۲۳...	دریا میں گرا ہوا مال چند سال بعد مل جائے	۲۵۹
۵۲۴...	غصب شدہ مال دوبارہ ملنے کی صورت گزشتہ سالوں کی زکوۃ	۲۵۹
۵۲۵...	زمین میں دفن شدہ مال مل جانے کی صورت میں زکوۃ کا حکم	۲۶۰
۵۲۶...	محفوظ مکان میں دفن شدہ مال پر زکوۃ کا حکم	۲۶۰
۵۲۷...	اہل تعلق کے پاس رکھوائی گئی امانت بھول جانے کی صورت میں زکوۃ کا حکم	۲۶۱
۵۲۸...	اجنبی کے پاس امانت بھول جانے کی صورت میں زکوۃ کا حکم	۲۶۱
۵۲۹...	حکومت یا ظالم زبردستی لیا ہوا مال بعد میں واپس کرے	۲۶۱
۵۳۰...	جس مال کے ملنے کی امید نہ ہو اس پر زکوۃ کا حکم	۲۶۱
۵۳۱...	مایوسی کے بعد ایک بڑی رقم ملکیت میں آجائے	۲۶۲
۵۳۲...	کئی سال بعد ملکیت میں رقم کا علم ہو جائے	۲۶۳
۵۳۳...	پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کا حکم	۲۶۳
۵۳۴...	پنشن کی رقم پر زکوۃ کا حکم	۲۶۴
۵۳۵...	اختیاری اور جبری پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ	۲۶۴
۵۳۶...	مہر پر زکوۃ کا حکم	۲۶۵
۵۳۷...	مجنون پر زکوۃ کا حکم	۲۶۵
۵۳۸...	اضافہ شدہ مسائل	۲۶۶
۵۳۹...	کمپنی کے "ریزرو فنڈ" پر زکاۃ کا حکم	۲۶۶
۵۴۰...	ٹیکس کی ادائیگی سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی	۲۶۶
۵۴۱....	سیکورٹی ڈپازٹ پر زکوۃ	۲۶۶
۵۴۲...	پرائز بانڈ اور انشورنس پر زکوۃ	۲۶۷
۵۴۳...	لاعلمی سے غیر مستحق کو زکوۃ دیدی	۲۶۷

...۵۴۴	حکومت کا بینکوں میں رکھی ہوئی رقوم سے زکوۃ وصول کرنے کا حکم	۲۶۷
...۵۴۵	ڈیری فارم کی بھینسوں میں زکوۃ	۲۶۸
...۵۴۶	شیئرز پر زکوۃ	۲۶۸
...۵۴۷	استعمال اور مشینری اشیاء پر زکوۃ واجب نہیں	۲۶۹
...۵۴۸	مریض کو زکوۃ کی مد میں دوائی دینا	۲۶۹
...۵۴۹	بچیوں کے زیور پر زکوۃ کا حکم	۲۶۹
...۵۵۰	غنی طالب علم کو زکوۃ دینا جائز نہیں	۲۷۰
....۵۵۱	کمیٹی (بی سی) پر زکوۃ کا حکم	۲۷۰
...۵۵۲	تھوڑی تھوڑی کرکے زکوۃ ادا کرنا	۲۷۰
...۵۵۳	زکوۃ کی مد سے بچے کو اسکول کا یونیفارم، کورس اور جوتے دینے کا حکم	۲۷۰
...۵۵۴	زکوۃ کی مد سے اسکول کی فیس ادا کرنے کا حکم	۲۷۱
...۵۵۵	زکوۃ کی رقم سے مریض کیلئے قیام وطعام اور علاج ومعالجہ کرانے کا حکم	۲۷۱
...۵۵۶	ترقیاتی قرضے مانع زکوۃ نہیں ہے	۲۷۲
...۵۵۷	زکوۃ ادا کرتے وقت بیوی کا مہر منہا کرنے کا حکم	۲۷۴
...۵۵۸	معذور کا حج	۲۷۵
...۵۵۹	حج بدل کرانے کی گنجائش کب ہے؟	۲۷۵
...۵۶۰	دوسرے کے لئے نفلی حج کرنا بغیر عذر کے بھی جائز ہے	۲۷۶
....۵۶۱	اضافہ شدہ مسائل	۲۷۷
...۵۶۲	حج بدل کی شرائط	۲۷۷
...۵۶۳	حج بدل کرانے کے بعد عذر زائل ہو جائے	۲۷۸
...۵۶۴	حج بدل میں جانے والا بیمار ہو جائے	۲۷۹
...۵۶۵	اپاہج، فالج زدہ اور نابینا کے لئے حج کا حکم	۲۷۹
...۵۶۶	دوران حج ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم	۲۸۰
...۵۶۷	مجنون پر حج نہیں	۲۸۰
...۵۶۸	والدین کی اجازت کے بغیر حج پر جانے کا حکم	۲۸۰
...۵۶۹	بیوی بچوں سے اجازت لینے کا حکم	۲۸۱

...۵۷۰	عورت کے لئے محرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے	۲۸۱
...۵۷۱	عورت کا عدت میں ہونا	۲۸۱
...۵۷۲	مکہ مکرمہ میں آنے کے بعد حج سے روک دیا جائے	۲۸۱
...۵۷۳	مکہ مکرمہ کے چیک پوسٹ سے واپس کر دیئے جانے کا خطرہ ہو تو کیا کیا جائے؟	۲۸۲
...۵۷۴	کیا اشہر حج میں اگر مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو حج فرض ہو جائے گا؟	۲۸۴
...۵۷۵	حجاج کی گاڑی بارہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب تک منیٰ سے نکل نہ پائے	۲۸۵
...۵۷۶	جگہ کی تنگی کے باعث وادی محسر میں قیام	۲۸۶
...۵۷۷	عمر رسیدہ خاتون کا بغیر محرم کے سفر حج کرنے کا حکم	۲۸۶
...۵۷۸	ماسک پہننا	۲۸۷
...۵۷۹	بیماری کی وجہ سے حالت احرام میں ماسک پہننا	۲۸۹
...۵۸۰	سنی ٹائزر لگانے کا حکم	۲۹۱
...۵۸۱	حالت احرام میں احتلام ہو جائے	۲۹۲
...۵۸۲	بطور علاج سر پر تیل لگانا	۲۹۲
...۵۸۳	سفر حج کے دوران جہاز میں نماز کا حکم	۲۹۲
...۵۸۴	معذور آدمی کا ایک وضو سے میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا	۲۹۳
...۵۸۵	معذور آدمی طواف کیسے کریں؟	۲۹۳
...۵۸۶	معذور آدمی طواف کے نفل کیسے پڑھے؟	۲۹۳
...۵۸۷	مفلوج پر حج بدل کرانا فرض ہے	۲۹۳
...۵۸۸	ماہواری والی عورت طوافِ وداع کے بغیر وطن لوٹ سکتی ہے	۲۹۴
...۵۸۹	لنگوٹ پہننا یا لنگی پہننا	۲۹۴
...۵۹۰	مریض کو طواف کرانا	۲۹۴
...۵۹۱	معذور آدمی طواف میں وضو کا کیا کرے؟	۲۹۵
...۵۹۲	احرام کی حالت میں بے ہوش ہونا	۲۹۵
...۵۹۳	بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کی حکم کی ضرورت نہیں	۲۹۵
...۵۹۴	بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے سلے ہوئے کپڑے نکالنا ضروری نہیں	۲۹۶
...۵۹۵	جب ہوش میں آجائے تو باقی افعال خود ادا کرے	۲۹۶

...۵۹۶	بے ہوش کی طرف سے عرفہ، طواف اور سعی کا حکم	۲۹۶
...۵۹۷	بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے والے سے جنایت سرزد ہو جائے	۲۹۷
...۵۹۸	احرام کے بعد بے ہوش ہو جائے تو وقوف عرفہ اور طواف کا حکم	۲۹۷
....۵۹۹	مریض بحالت احرام سو گیا اور دوسرے کو احرام کا کہا	۲۹۷
....۶۰۰	مریض کو سونے کی حالت میں طواف کرانے کا حکم	۲۹۸
....۶۰۱	عذر کی وجہ سے ممنوعات احرام کے ارتکاب کا حکم	۲۹۸
....۶۰۲	عذر کی وجہ سے سعی چھوڑنا یا سوار ہو کر کرنا	۳۰۰
... ۶۰۳	عورت کا بیماری کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر کرنا	۳۰۰
... ۶۰۴	عورت کا مخصوص عذر کی وجہ سے طوافِ وداع ترک کرنا	۳۰۱
... ۶۰۵	سر زخمی ہو تو بال کٹوانا اور حلق کرانا واجب نہیں	۳۰۱
....۶۰۶	بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنا	۳۰۱
... ۶۰۷	بوجہ عذر جمرہ عقبہ کی رمی طلوعِ آفتاب سے پہلے یا غروبِ آفتاب کے بعد کرنا	۳۰۱
... ۶۰۸	صاحب عذر دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے	۳۰۲
....۶۰۹	معذور کی طرف سے رمی کرنے کی شرط	۳۰۲
.... ۶۱۰	گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی رمی میں آج کل ایک آسانی	۳۰۲
.... ۶۱۱	کئی کپڑے حالتِ احرام میں پہننا	۳۰۳
.... ۶۱۲	سر یا داڑھی کے بال اگر عذر سے گریں	۳۰۳
.... ۶۱۳	غیر اختیاری انزال سے جزا نہیں آتی	۳۰۴
.... ۶۱۴	اگر بے ہوش سے کوئی ممنوعِ احرام فعل ہو جائے	۳۰۴
.... ۶۱۵	عذر کی وجہ سے رمل نہ کرنا	۳۰۴
.... ۶۱۶	مریض سے اجرت لے کر طواف کرانا	۳۰۴
.... ۶۱۷	سعی میں رمل کرنا	۳۰۴
.... ۶۱۸	سوار ہو کر سعی کرنا	۳۰۴
.... ۶۱۹	معذور شخص کے طواف کا حکم	۳۰۵
.... ۶۲۰	حکومت کی طرف سے پابندی ہونے کی صورت میں حج کا حکم	۳۰۵
.... ۶۲۱	دشمن، درندہ یا مرض کی وجہ سے حج سے رک جانا	۳۰۶

۴۲۲ ...	محصر کا حکم	۳۰۷
۴۲۳ ...	احصار زائل ہونے کے بعد حج یا عمرہ کی قضا واجب ہونا	۳۰۸
۴۲۴ ...	احصار کی صورت میں اگر دم حرم تک پہنچانا ممکن نہ ہو	۳۰۹
۴۲۵ ...	دم احصار پر قادر نہ ہو	۳۰۹
۴۲۶ ...	دم احصار کے عوض روزہ رکھنا یا صدقہ دینا	۳۱۰
۴۲۷ ...	حالت احرام میں عورتوں کو چہرے پر پردہ لٹکانے کا حکم	۳۱۰
۴۲۸ ...	سفر حج میں شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت کے لیے حج کا حکم	۳۱۱
۴۲۹....	حنفی قافلہ کے ساتھ دو عمر رسیدہ خواتین شافعیہ کے سفر حج کا حکم	۳۱۲
۴۳۰ ...	عورت کے بال کینسر کی وجہ سے گر جانے پر قصر کا حکم	۳۱۲
۴۳۱....	حالت حیض میں عمرہ ادا کرنے کا حکم	۳۱۲
۴۳۲ ...	رمی، ذبح اور حلق کے درمیان تقدیم وتاخیر سے دم کا حکم	۳۱۳
۴۳۳ ...	ڈرائیور اور ایجنٹ وغیرہ کے لیے بغیر احرام کے میقات سے تجاوز کرنے کا حکم	۳۱۶
۴۳۴ ...	وقوف مزدلفہ کے دوران جنون لاحق ہونے سے حج کا حکم	۳۱۷
۴۳۵ ...	دوائی سے حیض روکنے کے بعد عمرہ کر لیا پھر خون نظر آنے پر عمرہ کا حکم	۳۱۹
۴۳۶ ...	وقوف مزدلفہ بغیر عذر کے ترک کرنے پر دم کا حکم	۳۱۹
۴۳۷ ...	حالت حیض میں دخول حرم کا حکم	۳۲۰
۴۳۸ ...	اژدحام کی وجہ سے عورتوں کی طرف سے رمی کا حکم	۳۲۰
۴۳۹ ...	حرمین شریفین میں وتر کی نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کا حکم	۳۲۳
۴۴۰ ...	حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنے کا حکم	۳۲۳
۴۴۱....	معذور کا نکاح	۳۲۴
۴۴۲ ...	نکاح کرنا کب جائز ہے اور کب حرام؟	۳۲۴
۴۴۳ ...	اضافہ شدہ مسائل	۳۲۴
۴۴۴ ...	مرض کی بناء پر منگنی توڑنا	۳۲۴
۴۴۵ ...	غیر مختون سے نکاح کا حکم	۳۲۴
۴۴۶ ...	گونگے، بہرے کے نکاح کا طریقہ	۳۲۵
۴۴۷ ...	معذور کا روزہ	۳۲۵

... ٦٤٨	قصر کرنا کب واجب ہے؟ اور مسافر کے لئے روزے کا حکم؟	٣٢٦
... ٦٤٩	اگر مسافر نے صبح صادق تک روزے کی نیت پر قرار رکھی تو پھر افطار جائز نہیں	٣٢٦
... ٦٥٠	مسافر نے صبح صادق سے پہلے افطار کی نیت کر لی	٣٢٦
... ٦٥١	مسافر نے روزہ رکھنے کے بعد افطار کر لیا	٣٢٧
... ٦٥٢	مسافر نے صبح صادق کے بعد روزہ کی نیت کی پھر افطار کر لیا	٣٢٧
... ٦٥٣	مسافر کا اپنے وطن میں روزہ فاسد کر دینا	٣٢٧
... ٦٥٤	روزہ توڑنے کے بعد سفر کرنے سے کفارہ ساقط نہ ہو گا	٣٢٨
... ٦٥٥	محض افطار کی نیت کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	٣٢٨
... ٦٥٦	مسافر کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے	٣٢٨
... ٦٥٧	روزے کی حالت میں بے ہوش ہو جانا	٣٢٩
... ٦٥٨	جس دن بے ہوش ہو جائے اس دن کی قضا نہیں	٣٢٩
... ٦٥٩	روزہ کی نیت نہیں تھی یا کچھ کھانے کے بعد بے ہوش ہو جائے	٣٢٩
... ٦٦٠	سخت کام کی صورت میں روزہ کا حکم	٣٣٠
... ٦٦١	رکشہ کھینچنے والے کا حکم	٣٣٠
... ٦٦٢	دھوپ میں ہل چلانے والے کے لئے روزے کا حکم	٣٣١
... ٦٦٣	شیر خوار بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کے لیے روزے کا حکم	٣٣١
... ٦٦٤	اجرت پر دودھ پلانے والی عورت کا حکم	٣٣١
... ٦٦٥	صحت یابی میں دیر ہونے یا کسی عضو کے ہلاک ہونے کا خوف ہو	٣٣١
... ٦٦٦	مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو	٣٣٢
... ٦٦٧	تنبیہ	٣٣٢
... ٦٦٨	مرض کے متعلق ہر طبیب کی رائے معتبر نہیں	٣٣٢
... ٦٦٩	روزہ کے ساتھ کاشت کی حفاظت اور مرمت نہ کر سکتا ہو	٣٣٢
... ٦٧٠	سفر، مرض اور دیگر اعذار میں فوت شدہ روزوں کا حکم	٣٣٣
... ٦٧١	معذور بوقت قدرت صرف قضا کرے گا	٣٣٤
... ٦٧٢	رمضان کے قضاء روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں	٣٣٤
... ٦٧٣	وہ اعذار جن کی وجہ سے افطار ہے	٣٣٤

...۶۷۴	اضافہ شدہ مسائل	۳۳۵
...۶۷۵	روزہ کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا	۳۳۵
...۶۷۶	مریض کے لئے کب روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے	۳۳۵
...۶۷۷	روزہ کی حالت میں شرمگاہ میں دوا ڈالنا	۳۳۵
...۶۷۸	صبح صادق سے پہلے شرمگاہ میں دوا ڈالنا مفسد صوم نہیں	۳۳۶
...۶۷۹	مرد کا شرمگاہ میں دوا ڈالنا	۳۳۶
...۶۸۰	روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوا ڈالنا	۳۳۷
....۶۸۱	وزے کی حالت میں ناک میں دوا ڈالنا	۳۳۷
...۶۸۲	نزلہ وغیرہ میں کسی دوا کا سونگھنا	۳۳۷
...۶۸۳	بھول کر ناک یا فرج داخل وغیرہ میں دوا ڈالنا	۳۳۷
...۶۸۴	روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا	۳۳۸
...۶۸۵	دانت میں دوا رکھنا	۳۳۸
...۶۸۶	منہ میں دوا کے ذائقہ کا محسوس ہونا	۳۳۸
...۶۸۷	مسوڑھوں سے خون بلا اختیار پیٹ میں جانے کا حکم	۳۳۸
...۶۸۸	خون روکنے کے لئے منجن کا استعمال	۳۳۹
...۶۸۹	روزہ کی حالت میں قے کرنا	۳۴۰
....۶۹۰	روزہ کی حالت میں بچے کے لئے کھانا چبانا	۳۴۰
....۶۹۱	بیوی کا خاوند کے لئے کھانے پینے کی چیز چکھنا	۳۴۱
....۶۹۲	مسافر ڈرائیور کا روزہ رکھنا	۳۴۱
...۶۹۳	اسقاط حمل کے بعد خون نہ آنے کی صورت میں روزہ کا حکم	۳۴۱
...۶۹۴	گلوکوز اور خون چڑھانا	۳۴۱
...۶۹۵	روزے کی حالت میں آپریشن کرانا	۳۴۲
....۶۹۶	روزے کی حالت میں ڈائیلیسس کرنا	۳۴۲
...۶۹۷	روزہ کی حالت میں پھیپھڑے سے پانی نکالنا	۳۴۳
...۶۹۸	جو شخص روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی امامت کا حکم	۳۴۳
....۶۹۹	رمضان میں ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم	۳۴۴

۷۰۰ ...	مسافر یا مریض کو روزہ کی قضا کا موقع نہ ملنا	۳۴۴
۷۰۱....	حاملہ اور مرضعہ کے لئے روزہ کا حکم	۳۴۴
۷۰۲ ...	شوگر کے مریض کا حکم	۳۴۵
۷۰۳ ...	شیخ فانی کے لئے روزے کا حکم	۳۴۵
۷۰۴ ...	روزے کی حالت میں تمباکو پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پیسٹ کا استعمال	۳۴۵
۷۰۵ ...	روزہ رکھنے سے دودھ کم آئے یا بند ہونے کا خوف ہو	۳۴۵
۷۰۶ ...	معدہ میں نلکی ڈالنا	۳۴۶
۷۰۷ ...	روزے کی حالت میں حلق میں گرد و غبار کا داخل ہونا	۳۴۶
۷۰۸ ...	روزہ کی حالت میں منہ میں دھواں داخل ہونا	۳۴۶
۷۰۹ ...	مرض لوٹنے کا خطرہ ہو	۳۴۷
۷۱۰....	السر، ذیابیطس اور پتھری کے مریض کا حکم	۳۴۷
۷۱۱	اختلاج قلب، ٹی بی، دمہ، شگر، نکسیر اور مرگی کے مریض کا حکم	۳۴۸
۷۱۲....	دردِ زِہ کی وجہ کی سے روزہ توڑنے کا حکم	۳۴۸
۷۱۳ ...	شدید بخار، درد یا کوئی اور مرض لاحق ہو جائے	۳۴۸
۷۱۴ ...	نکسیر کا خون اندر چلا جائے	۳۴۹
۷۱۵ ...	روزہ میں نیبولائیزر کا استعمال	۳۴۹
۷۱۶....	روزہ توڑنے کی گنجائش کب ہے؟	۳۴۹
۷۱۷ ...	انجکشن سے روزہ ٹوٹنے کا تفصیلی حکم	۳۴۹
۷۱۸ ...	روزہ کی حالت میں کان میں دوا ڈالنے کا حکم	۳۵۱
۷۱۹....	بواسیر کے مریض کا کانچ خشک کر کے مقعد میں داخل کرنا	۳۵۲
۷۲۰ ...	بواسیری مسے پر دوا لگانا	۳۵۳
۷۲۱....	مرد اور عورت کا آگے کے راستے سے کوئی چیز اندر داخل کرنا	۳۵۳
۷۲۲ ...	قلب کے مریض کا زبان کے نیچے دوائی رکھنا	۳۵۴
۷۲۳ ...	دمہ کے مریض کا انہیلر استعمال کرنا	۳۵۵
۷۲۴ ...	دوائی کا بھپارہ لینا	۳۵۶
۷۲۵ ...	حرمین شریفین میں وتر کی نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کا حکم	۳۵۶

۴۲۶...	حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنے کا حکم	۳۶۳
۴۲۷...	غیر معتدل الایام ممالک میں نماز روزہ اور عید منانے کا حکم	۳۶۳
۴۲۸...	بعض ان مسائل معذور کا ذکر جو مختلف ابواب فقہیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔	۳۶۴
۴۲۹...	بوقت علاج ڈاکٹر خاتون کو کس حد تک دیکھ سکتا ہے	۳۶۴
۴۳۰...	عورت کے لئے مرد ڈاکٹر سے علاج کرنے کا حکم	۳۶۴
۴۳۱...	غیر مسلم ڈاکٹرنی سے علاج کا حکم	۳۶۴
۴۳۲...	(تنبیہات)	۳۶۵
۴۳۳...	پردہ کے سلسلے میں غفلت اور اس کا انجام	۳۶۵
۴۳۴...	بیماری کی حالت میں پردہ کا حکم	۳۶۵
۴۳۵...	آپریشن کے دوران پردہ کا حکم	۳۶۵
۴۳۶...	بوقت ولادت پردہ کا حکم	۳۶۶
۴۳۷...	خاتون کے لئے ماں اور بیٹی سے ناف سے گھٹنے تک پردہ کا حکم	۳۶۶
۴۳۸...	غیر مسلم خاتون سے پردہ کا حکم	۳۶۶
۴۳۹...	خاتون کا بوجہ عذر ماں یا بیٹی سے استنجاء کرانے کا حکم	۳۶۷
۴۴۰...	خاتون کے لئے غیر مسلم ڈاکٹر سے علاج کا حکم	۳۶۷
۴۴۱...	بوجہ مجبوری عورت کا ڈاکٹر سے علاج کرنے کا حکم	۳۶۸
۴۴۲...	(تنبیہات)	۳۶۹
۴۴۳...	غیر مسلم ڈاکٹر سے علاج کرانے کی گنجائش کب ہے؟	۳۶۹
۴۴۴...	ڈاکٹر کے تجویز سے تیمم اور روزہ افطار کرنا	۳۶۹
۴۴۵...	انیما کے استعمال کرنے کا حکم	۳۶۹
۴۴۶...	ناپاک دواء کے استعمال کا حکم	۳۶۹
۴۴۷...	محض موٹا ہونے کے لئے نجس دوا کا استعمال درست نہیں	۳۷۰
۴۴۸...	قوت باہ بڑھانے کے لئے ناپاک دوا کا استعمال	۳۷۰
۴۴۹...	(فائدہ)	۳۷۰
۴۵۰...	خراطین کا داخلی استعمال	۳۷۰
۴۵۱...	سرطان کے استعمال کا حکم	۳۷۰

...۷۵۲	وقت کے حکمران کے لیے چیزوں کی قیمت مقرر کرنا	۳۷۰
...۷۵۳	مناظرہ کرنے کا تفصیلی حکم	۳۷۱
...۷۵۴	غیر جنس یا چوری کے ذریعہ اپنا حق وصول کرنا	۳۷۱
...۷۵۵	ظلم سے بچنے اور دین کی حفاظت کے لیے رشوت دینا	۳۷۱
...۷۵۶	رشوت لینے کا حکم	۳۷۱
...۷۵۷	سفارش کی غرض سے کچھ لینا دینا	۳۷۲
...۷۵۸	جھوٹ بولنے کی گنجائش کب ہے؟	۳۷۲
...۷۵۹	کھانا پینا کب فرض ہو جاتا ہے؟	۳۷۲
...۷۶۰	ہلاکت کے اندیشہ سے مردار چیز کھانے کا حکم	۳۷۳
....۷۶۱	جہاد میں ریشمی کپڑے اور سونا چاندی کے استعمال کا حکم	۳۷۳
...۷۶۲	ناپاک اور پاک برتن خلط ملط ہو جائے	۳۷۳
...۷۶۳	صاف اور گندے کپڑے خلط ملط ہو جائے	۳۷۴
...۷۶۴	دانت میں چاندی استعمال کرنا	۳۷۴
...۷۶۵	سونے کی ناک بنوانا	۳۷۴
...۷۶۶	قربانی کے جانور کا دودھ دوہنے کا حکم	۳۷۴
...۷۶۷	قربانی کا جانور کسی وجہ سے ذبح نہ کرسکا	۳۷۴
...۷۶۸	(تنبیہ)	۳۷۵
...۷۶۹	کئی سال کی قربانی ذمہ میں واجب ہو	۳۷۵
...۷۷۰	قدرت کے باوجود زندگی میں قربانی نہیں کرسکا	۳۷۵
...۷۷۱	جن جانوروں کی گردن لمبی ہو ان میں نحر مسنون ہے	۳۷۵
...۷۷۲	جانور کے بدھک جانے سے ذبح کا حکم ساقط ہو جاتا ہے	۳۷۶
...۷۷۳	بکری کا بدھک جانا	۳۷۶
...۷۷۴	جانور کا کنویں میں گر جانا	۳۷۶
...۷۷۵	مرغی اڑ جائے اور ہلاکت کا اندیشہ ہو	۳۷۷
...۷۷۶	جانور کو مارتے وقت ذبح کی نیت اور تسمیہ کہنا ضروری ہے	۳۷۷
...۷۷۷	ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے	۳۷۷

...۷۷۸	شکاری کے پاس ذبح کرنے کا آلہ موجود نہ ہو	۳۷۷
...۷۷۹	بوجہ ولادت جانور کی ہلاکت کا اندیشہ ہو	۳۷۸
...۷۸۰	بلوغت کے بعد بھی لڑکی کا خرچہ باپ کے ذمہ لازم ہے	۳۷۸
...۷۸۱	معذور کا خرچہ باپ کے ذمے لازم ہے	۳۷۸
...۷۸۲	طالب علم کا خرچہ باپ کے ذمہ واجب ہے	۳۷۸
...۷۸۳	والدین، اولاد اور بیوی کے نفقہ کا حکم	۳۷۸
...۷۸۴	نفقہ میں کھانا، کپڑا اور مکان شامل ہے	۳۷۹
...۷۸۵	فلاحی اور دینی اداروں کے اخراجات عوام کے ذمہ واجب ہے	۳۷۹
...۷۸۶	اجازت کے بغیر کسی کے مال میں تصرف کرنا	۳۷۹
...۷۸۷	کھٹمل کو گرم پانی کے ذریعہ مارنے کا حکم	۳۸۰
...۷۸۸	مضر بلی کے قتل کرنے کا حکم	۳۸۰
...۷۸۹	ظلم کی حد تک برائی بیان کرنے کا حکم	۳۸۰
...۷۹۰	والدین کی اجازت کے بغیر علم یا تجارت کے لیے باہر ممالک جانا	۳۸۰
...۷۹۱	دین، مال یا جان کا خطرہ ہو تو قطع تعلق جائز ہے	۳۸۱
...۷۹۲	جس دن کو لوگ منحوس سمجھتے ہوں اس میں عیادت کرنا	۳۸۲
...۷۹۳	بدشگونی لینے کا حکم	۳۸۲
...۷۹۴	زانی کو قتل کرنا	۳۸۳
...۷۹۵	شرابی کو سزا دینے کا حکم	۳۸۴
...۷۹۶	مجرم کو سزا دینا عوام کا کام نہیں	۳۸۴
...۷۹۷	توریہ کب جائز ہے؟	۳۸۴
...۷۹۸	تقیہ کا حکم	۳۸۵
...۷۹۹	شیخ کو اپنے عیوب پر آگاہ کرنے کا حکم	۳۸۶
...۸۰۰	جہاد کا حکم	۳۸۷
...۸۰۱	کفار معاہدہ توڑ دے تو جہاد کا حکم	۳۸۷
...۸۰۲	جہاد کب فرض عین ہو جاتا ہے؟	۳۸۷
...۸۰۳	کفار کے قید سے مسلمان کو چھڑانے کا حکم	۳۸۸

...۸۰۴	وقت کا حکمران جہاد سے منع کرے	۳۸۸
...۸۰۵	کفار کے قید سے خاتون کو چھڑانا سب مسلمانوں پر فرض ہے	۳۸۸
...۸۰۶	دوران جنگ تنہا ایک شخص کا کفار کے لشکر پر حملہ کرنا	۳۸۸
...۸۰۷	جہاد تمام لوگوں پر کب فرض عین ہو جاتا ہے؟	۳۸۹
...۸۰۸	دوران جنگ کافر کو قتل کرنا واجب ہے	۳۸۹
...۸۰۹	قیدی اور مستامن کو قتل کرنا جائز نہیں	۳۸۹
....۸۱۰	دوران جنگ کفار کے خواتین، بچے اور بوڑھوں کو قتل کرنے کا حکم	۳۹۰
....۸۱۱	معذور کی ہجرت	۳۹۱
....۸۱۲	دار الحرب سے ہجرت کا تفصیلی حکم	۳۹۱
...۸۱۳	ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے	۳۹۱
...۸۱۴	ہجرت کب مستحب ہے؟	۳۹۲
....۸۱۵	عدالت میں کیس چلانے کا خرچہ کس پر آئیگا؟	۳۹۲
....۸۱۶	مقروض کب معذور شمار ہوگا؟	۳۹۲
...۸۱۷	خاتمۃ الکتاب	۳۹۳
....۸۱۸	مردوں کے برائیوں کا تذکرہ کرنا درست نہیں	۳۹۳
....۸۱۹	مرتے وقت شدید تکلیف برے خاتمہ کی علامت نہیں	۳۹۳
...۸۲۰	کسی کی برائی بیان کرنے کا حکم	۳۹۵
....۸۲۱	عالم یاس اور باس کی تفصیل	۳۹۵
...۸۲۲	اضافہ شدہ مسائل	۳۹۶
...۸۲۳	اولڈ ایج ہاؤس کی شرعی حیثیت	۳۹۶
...۸۲۴	کسب معاش پر قادر والدین کا نفقہ اولاد پر لازم ہے یا نہیں؟	۴۰۵
...۸۲۵	کیا وجوب نفقہ کے لیے بیٹے کا مالدار ہونا ضروری ہے؟	۴۰۹
...۸۲۶	والدین کے علاوہ دیگر معذور اعزہ واقارب کا نفقہ وعلاج	۴۱۰
...۸۲۷	علاج ومعالجہ نفقہ میں داخل ہے یا نہیں؟	۴۱۱
...۸۲۸	مالدار اور صاحب ثروت والدین کا خرچہ اولاد پر واجب نہیں	۴۱۲
...۸۲۹	حدیث "أنت ومالک لأبیک" کا مطلب	۴۱۳

...۸۳۰	معیار زندگی بلند کرنے کیلئے والدین کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا	۴۱۴
...۸۳۱	شوہر کا بیوی کو بے سہارا اور بیمار والدین کی خدمت سے روکنا	۴۱۵
...۸۳۲	کیا عورت پر ساس، سسر کی خدمت لازم ہے؟	۴۱۶
...۸۳۳	بے سہارا بوڑھے لوگوں کی زکاۃ کے ذریعے اجتماعی کفالت	۴۱۸
...۸۳۴	مطلوبہ عمر سے پہلے حکومت کے خصوصی رعایتوں سے فائدہ اٹھانا	۴۱۹
...۸۳۵	حرام ادویہ سے علاج کا تفصیلی حکم	۴۱۹

پیش لفظ

اسلام ایسا دین فطرت اور ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوں پر حاوی ہے۔ اس میں انسانی مزاج، خواہشات، ضرورت وحاجت، عذر، کمزوریوں اور مشقتوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ حرج، تنگی، مشقت، پریشانی اور معتبر عذر کے وقت اجازت، سہولت، وسعت، گنجائش اور لچک سے کام لیا گیا ہے۔

تاکہ انسان اس کی روشنی میں اپنی زندگی اعتدال کے ساتھ خوشگواری کی حالت میں گزار سکے، اور شریعت پر عمل کرنے میں کوئی دشواری، تنگی اور مشقت محسوس نہ کرے۔

یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو "احکام المعذورین" کے نام سے موسوم ہے۔ اور حضرت مولانا مفتی عبدالمجید کوٹھیاویؒ کی تالیف لطیف ہے۔ جسے حضرت مفتی صاحبؒ نے نہایت خلوص، محنت، مشقت اور معذوری کی حالت میں درددل سے مرتب فرمایا ہے۔ جو اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی جامع، نافع، مستند اور باریک مسائل پر حاوی ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ خود ایک طویل عرصے تک بیمار رہے اور بیماری بھی معذوری کی حد تک تھی۔ اسی طرح ان کے دو بھائی بھی معذوری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ لہذا ان کو اس بات کا شدید احساس پیدا ہوا کہ معذوروں کے احکام پر ایک جامع کتابچہ مرتب ہونی چاہیے۔ جس میں معذور کی طہارت، نماز، روزہ، حج وغیرہ کے کثیر الوقوع مسائل عام فہم انداز میں بیان کئے جائیں۔

چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے خود اپنی فقیہانہ بصیرت اور استقامت کے ساتھ اس کام کا آغاز کیا۔ اور انتہائی خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اسکو پایا تکمیل تک پہنچایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا انداز انتہائی سادہ اور عام فہم ہے۔ جسے ہر آدمی باآسانی سمجھ سکتا ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے محض اپنے بے پناہ فضل واحسان سے مجھ کو فقہ وفتاوی کے مشغلہ میں لگے رہنے کی توفیق سے نواز دیا ہے۔ اس نعمت پر اللہ تعالی کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اسی نعمت کے بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کتاب پر کام کرنے کی بھی توفیق عطافرمائی۔ چنانچہ موضوع کی اہمیت اور موجودہ دور میں اس کی ضرورت کے پیش نظر میں نے اس کتاب پر باقاعدہ تحقیقی کام کاآغاز کیا۔

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ علمی اور تحقیقی کام کے لئے ایک ناقابل شکست استقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کااندازہ یقیناً یہ کتاب پڑھ کر شناوران فن ہی کر سکیں گے۔

بعض اوقات ایک ایک مسئلہ کی تحقیق میں کئی کئی ضخیم جلدوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔ ہزاروں صفحات کنگالنے اور اچھی طرح غور وفکر کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال کتابی دنیا کی ایک طویل مسافتیں طے کرنے کے بعد ہی منزل مقصود تک رسائی ممکن ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اللہ کے فضل وکرم سے تحقیق کے ان تمام مراحل سے گزر چکی ہے۔ اور اب آپ کی خدمت میں آیا چاہتی ہے۔

بندہ سید انور شاہ

جامعہ بیت السلام لنک روڈ کراچی

*****

کتاب پر کام کی نوعیت

۱۔ میں نے اس کتاب میں سات سو سے زائد حوالوں کی تخریج اور تقریبا چار سو پینساٹھ (۴۶۵) مسائل کا اضافہ کیا ہے۔

۲۔ شروع میں ایک مقدمہ لکھا۔ جو عیادت کے آداب اور فضائل وغیرہ سے متعلق ہے۔

۳۔ شروع سے لیکر آخر تک تمام مسائل پر عنوانات نہیں تھے۔ چنانچہ میں نے تمام مسائل پر عنوانات لگانے کا اہتمام کیا۔ نیز شروع میں ہی ایک جامع فہرست بھی لکھی ہے۔

۴۔ مولف سے بعض اہم کثیر الوقوع اور جدید مسائل رہ گئے تھے۔ بندہ نے ابواب کے آخر میں "اضافہ شدہ" عنوان کے تحت ان مسائل کو لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔

۵۔ اگر کسی مسئلے کا حکم عرف، زمانہ یا ابتلائے عام کی وجہ سے بدل گیا ہو تو اس کی بھی وضاحت کرلی گئی ہے۔ نیز جس مسئلہ میں مؤلف نے مرجوح قول کو لیا ہے تو وہاں میں نے راجح قول کی وضاحت کردی ہے۔

۶۔ جن مراجع اور مصادر سے مولفؒ نے استفادہ کیا ہے ان کی طرف مراجعت کا اہتمام کر کے حوالہ کی عبارت میں کمی بیشی کو پورا کیا گیا ہے۔

۷۔ کتاب میں موجود تمام مسائل خاص کر اضافہ شدہ مسائل فقہ حنفی کی مستند اور معتبر کتابوں سے لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔

۸۔ فقہی حوالہ جات زیادہ تر البحر الرائق، فتح القدیر، بدائع الصنائع، الفتاوی الھندیۃ، فتاویٰ قاضی خان، سے نقل کئے ہیں۔ تاہم زیادہ تر ترجیح فقہ حنفی کی مشہور اور زندہ جاوید کتاب "شامی" کو دی گئی ہے۔

۹۔ حوالہ دیتے وقت پوری کوشش کی گئی ہے کہ صریح عبارت کی روشنی میں حوالہ دیا جائے۔

۱۰۔ فقہی حوالہ دیتے وقت کم از کم دو صریح حوالوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اگر کسی مسئلہ کے لئے اردو کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے تو اس کے لئے بھی معتبر فقہی کتابوں سے عربی حوالہ نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۲۔ حوالہ دیتے وقت مسئلہ کی اصل عبارت، باب، فصل جلد وصفحہ ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے، تاکہ استفادہ کرنے والے کے لئے اصل مأخذ تک رسائی بآسانی ممکن ہو۔

۱۳۔اہل علم کے فائدہ کے لئے بعض مشکل اور جدید مسائل میں علت کی وضاحت بھی کرلی ہے۔

۱۴۔شروع سے لیکر آخر تک پوری کتاب کی از سر نو کمپوزنگ کرائی پھر اس کی تصحیح اور پروف ریڈنگ نیز علامات ترقیم کا بھرپور اہتمام کیا۔

۱۵۔ مولفؒ نے جہاں حوالہ دیتے وقت صرف کتاب کا نام یا " كذا في الشامي، كذا في الهندية وغير ذالك من الالفاظ " کہہ کر حوالہ نقل کیا ہے۔ وہاں میں نے اصل کتاب کی طرف مراجعت کرکے پوری عبارت ذکر کی ہے۔

۱۶۔ کتاب میں جہاں مؤلف اور مصنف کا لفظ ذکر کیا گیا ہے تو اس سے صاحب کتاب حضرت مولانا مفتی عبد المجید صاحبؒ کی طرف اشارہ ہے، اور مرتب سے سید انور شاہ عفی عنہ کی طرف۔

اللہ پاک کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب بیک وقت علماء، اہل فتویٰ، متخصصین اور عوام الناس کیلئے ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگا۔

اپنے اساتذہ کرام کے ہدایت کے مطابق مسائل لکھتے وقت اس ذمہ داری کی نزاکت اور حساسیت کی فکر لگی رہتی ہے۔ اور اپنی بساط کے مطابق احتیاط کی بھی کوشش ہوتی ہے۔ تاہم یہ ذمہ داری ہی ایسی ہے کہ ہر وقت خوف بھی لگا رہتا ہے کہ کوئی غلطی قابل گرفت نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ذمہ داری کی انجام دہی میں اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیں۔

اہل علم حضرات سے بھی درخواست ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر سے گزر جائے تو بندہ کو ضرور آگاہ کرلیجئے۔ انشاءاللہ حق واضح ہونے کے بعد کھلے دل سے قبول کرنے میں تامل نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مولف اور راقم کیلئے صدقہ جاریہ اور قارئین کیلئے نافع بنادیں۔

بندہ سید انور شاہ

جامعہ بیت السلام لنک روڈ کراچی

تعارف

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ:

حضرات علماء دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کے احیاء و تجدید کے لیے قبول فرما کر ہر میدان میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دلائے کہ ان کی مثال نہیں۔

ابنائے دارالعلوم میں سے صرف حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی ذات عالی نے تجدد و احیاء کا جو کارنامہ انجام دیا اور آپ سے پوری امت کو اور خصوصاً مسلمانان ہند و پاکستان کو جس قدر فیض حاصل ہوا وہ بلاشبہ ایک جماعت یا پوری امت کے کام کے مماثل ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مجاز صحبت حضرت مولانا مفتی سید عبدالمجید کوٹھیاویؒ ایک بار طویل عرصہ تک بیمار رہے اور بیماری بھی معذوری کی حد تک تھی۔ اس کے علاوہ ان ہی کے دو بھائی بھی اسی طرح کی معذوری میں مبتلا ہوئے تو انہیں اس بات کا شدید داعیہ ہوا کہ احکام معذور پر مشتمل ایک ایسی کتاب مرتب ہونی چاہیے جس میں معذور کی طہارت، نماز، روزہ، حج وغیرہ کے مسائل بیان کیے گئے ہوں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے اپنی فقیہانہ بصیرت اور علمی استحضار کے ساتھ اس میدان میں قدم رکھا اور نہایت ہی کامیابی سے شاندار مجموعہ مرتب فرمایا۔

کتاب میں ماشاءاللہ طہارت معذور سے لے کر معذور کی نماز، جماعت، جمعہ، عیدین، معذور کا غسل میت، کفن، دفن، نماز جنازہ، زکاۃ، نکاح، ہجرت اور مسائل شتی کے عنوان سے تقریباً سارے ہی مسائل کو نہایت مدلل اور سلیقہ سے ترتیب دیا ہے۔

کتاب کے حاشیہ میں حوالہ کے لیے فقہی حوالہ جات کی تصریحات اور مآخذ کے من و عن اقتباسات نے کتاب کی اہمیت اور ثقاہت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

کتاب آج تک مخطوطہ نسخہ کی حیثیت سے موصوف کے خاندان کے حضرات کے پاس محفوظ تھی۔اب چند اہل علم کی وساطت اور توجہ دلانے سے ہمارے مخدوم جناب مولانا حسن الرحمٰن صاحب زید لطفہ نے اس کی اشاعت کا عزم فرمایا ہے۔جو بلاشبہ علم کی بڑی خدمت ہے۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے اور اس کے مصنف ناشر اور معاونین اور توجہ دلانے والے تمام حضرات کی مغفرت کا ذریعہ بنائے آمین۔

سعید احمد جلال پوری

رفیق دار التصنیف وخادم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

*****

مولانا عبد المجید کوٹھیاوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا سید عبد المجید ابن سید عبد المالک ابن سید گدا حسین ابن سید بدر علی ابن سید نذر علی ابن سید تاج الدین ابن سید مصلح الدین ابن سید شمس الدین ابن سید نجار ابن سید حبیب ابن سید حبیب ابن سید مجید ابن حمید الدین۔ یہ سید حمید الدین حضرت موسی کاظم کی اولاد سے ہیں، اسی وجہ سے سید کاظمی کی نسبت سے مشہور تھے۔

سید حمید الدین ہی ملک عرب سے ہندوستان آئے اور موضع بہار یوپر گنہ سکندر پور ضلع بلیا میں آباد ہوئے، پھر یہاں سے کچھ لوگ موضع کوٹھیا ضلع اعظم گڑھ منتقل ہوگئے۔ اسی موضع کوٹھیا میں ۱۳۳٦ھ میں مولانا عبد المجید صاحب کی ولادت ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے دیار کے مشہور عالم مولانا علی احمد کوریاپاری سے حاصل کی اور تکمیل دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، مولانا عزاز علی امروہی اور مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہم اللہ سے فراغت غالبا ۱۳۵۰ھ یا ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔ فراغت کے بعد مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں تدریسی خدمات پر مامور ہوئے اور ایک عرصے تک وہاں تعلیمی خدمات انجام دی۔ بعد ازاں یہاں سے علیحدہ ہو کر ۱۳٦٦ھ میں محلّہ قاضی پورہ ضلع گھوسی میں قاسم العلوم کے نام سے خود ایک درسگاہ قائم کی اور تامدتِ حیات اس میں درس دیتے رہے۔ یہ مدرسہ بحمد اللہ اب بھی موجود ہے اور علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں اپنی بساط کے مطابق معروف ہے۔

مولانا عبد المجید مرحوم یوں تو جملہ علوم میں مہارت رکھتے تھے لیکن امتیازی فن آپ کا حدیث اور فقہ تھا۔ افتاء کا کام شروع ہی سے انجام دیتے رہے، کثرت سے فتاوی آپ کے پاس آتے تھے جو رجسٹر میں بھی درج ہوتے تھے۔

تدریس کے ساتھ تالیف و تصنیف میں بھی آپ کو دستگاہ حاصل تھی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی سابق مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کی فرمائش پر تفسیر کے موضوع پر ایک رسالہ مقدمۃ القرآن کے نام سے تحریر کیا تھا۔ جسے مولانا نے اپنے رفیق خاص مولانا محمد قاسم صاحب کوٹیلادی کے ذریعے مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔

معلوم نہیں کہ اس کی طباعت ہوئی یا نہیں، ایک اور رسالہ ہلال رمضان کے مسئلہ پر لکھا تھا جسے علماء دیوبند نے نہایت پسند کیا تھا اور اپنے اپنے دستخط بھی ثبت کئے تھے۔ ان تصانیف کے علاوہ مولانا کی کسی اور تصنیف کا علم نہیں ہو سکا۔

مولانا مطالعہ کتب کے بہت شائق تھے۔ آپ کا اکثر وقت اسی میں گزرتا تھا، مطالعہ میں حدیث اور فقہ کی کتابیں زیادہ رہتی تھیں۔ کتاب اٹھا لیتے تو نہ کھانے کا خیال آتا نہ پینے کا اور نہ سونے کا، جس کا انجام یہ ہوا کہ آپ دق جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے، مگر مطالعہ اور شب بیداری میں فرق نہ آیا، دوست واحباب نے لاکھ کوشش کی کہ آپ مطالعہ نہ کریں، لیکن اس کا ایسا چسکا لگ گیا تھا کہ تمام تدبیریں ناکام ہو گئیں اور آپ بستر علالت پر پڑ گئے جب حالت زیادہ نازک ہو گئی تو حضرت مولانا عبد الغنی قدس سرہ کی وساطت سے شیر اعظم گڑھ میں ڈاکٹر حفیظ اللہ بکھراوی کی زیر نگرانی علاج شروع ہوا۔

لیکن مرض علاج کی حد سے آگے بڑھ چکا تھا۔ بالآخر ۱۳۷۴ھ میں طویل علالت کے بعد اعظم گڑھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں قریب کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اسی قبرستان میں بعد میں آپ کے معالج ڈاکٹر حفیظ اللہ مرحوم اور ڈاکٹر عبد القادر خان خلیفہ حضرت پھولپوری بھی دفن ہوئے، مولانا مرحوم نہایت متقی، متورع اور عابد وزاہد عالم تھے۔

درس و مطالعہ سے جو وقت بچتا وہ عبادت و ریاضت میں صرف کرتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت وارادت کا تعلق تھا اور ان کے مجاز صحبت بھی تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری قدس سرہ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ حضرت پھولپوری رحمہ اللہ کی اس محبت و شفقت کا انہیں بھی بڑا خیال رہتا تھا۔

اور جب تک سفر کے قابل رہے ہمیشہ مہینے میں دو تین بار حضرت پھولپوری کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری سمجھتے رہے لیکن جب مرض نے شدت اختیار کرلی اور آپ سفر سے معذور ہو گئے تو یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ اس زمانے میں حضرت پھولپوری خود مہینے میں کم از کم دو تین بار ان کی یہاں ضرور آتے تھے۔

اڑتیس سال کی قلیل مدت میں حضرت مولانا نے علمی میدان میں جو گراں قدر خدمات انجام دیں ان کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ اگر انہیں طویل عمر ملتی تو ہندوستان کے مشاہیر علماء میں آپ کا شمار ہوتا۔

پھول تو کچھ دن بہار جاں فزاد کھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

مولانا کے تلامذہ میں مولانا وقار احمد گھوسویؒ اور مولانا وصی اللہ گھوسوی و مولانا عبدالمجید گھوسوی رحمہم اللہ بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اول الذکر اپنی مرحوم استاذ کے پاس جاچکے ہیں۔
(از مولانا محمد قاسم کوٹیلادی ودیگر متعلقین مولانا مرحوم)

*****

مقدمہ (اضافہ شدہ)

علاج و معالجہ مسنون ہے

علاج کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ متعدد احادیث میں آپ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے اور اس کے بہت سے طریقے بھی بتائے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: "تداووا، فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء"۔ (۱)

یعنی علاج معالجہ کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفا بھی اتاری ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے، تو اللہ کے حکم سے مریض اچھا ہوتا ہے۔ (۲)

علامہ ابن قیم نے "زاد المعاد" میں لکھا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (۳)

پرہیز اور حتیاطی تدابیر اختیار کرنا

ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت ہی مانگنی چاہیئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو۔ لہٰذا کسی کو بھی بیماری نہیں مانگنی چاہیئے اور نہ ہی اپنے اختیار سے ایسا کام کرنا چاہیئے جس کا نتیجہ بیماری کی شکل میں آئے۔ بلکہ حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیئے کہ بیماری نہ آئے۔ معالجین کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ جس طرح بیمار ہو جانے کے بعد لوگوں کا علاج کرتے ہیں۔ اسی طرح بیمار ہونے سے قبل بھی لوگوں کو ایسی تدابیر بتائیں جن کی وجہ سے وہ بیماری سے بچ سکیں۔ یہ بھی دین کا حصہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ (۴)

---

(۱)(مشکوٰۃ مع مرقاۃ: ۸/۳۳۱)

(۲)(مسلم: باب استحباب التداوی)

(۳)(۴/۱۳۲)

(۴)(بخاری: باب ما یذکر فی الطاعون)

ترجمہ: جب تم سنو کہ کسی جگہ وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہی موجود تو ہو اس جگہ سے نکلو بھی مت۔

فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں عراق، مصر اور شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی۔ یہ مرض اس قدر شدید تھا کہ جس کسی پر حملہ کرتا تو وہ فوراً موت کے منہ پہنچ جاتا۔ کئی مسلمان اس کے زد میں آئے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس میں شہید ہو گئی۔ شام میں طاعون کی وبا کے شدت کا خبر سن کر فاروق اعظمؓ خود مدینہ منورہ سے شام کی طرف روانہ ہوئے۔

جب مقام سرغ تک پہنچے تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا کہ اس طاعون زدہ علاقہ میں جانا مناسب و مفید ہے یا نہیں؟ واپس لوٹ جائیں یا سفر جاری رکھیں؟ تردد اسلئے ہوا کہ ہم شام جانے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اور ایک دینی مقصد کی وجہ سے جا رہے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے تو اس کی خوف کی وجہ سے رک جانا مناسب نہیں۔ دوسری طرف یہ خیال آتا تھا کہ طاعون کی بیماری اس طرح پھیلی ہوئی ہے کہ اس میں ہزارہا افراد شہید ہو چکے ہیں۔ لہٰذا وہاں جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات نظر آتی ہے۔ بہر حال مشورہ کرکے یہ طے کر لیا کہ ہمیں وہاں نہیں جانا چاہیئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ جو اس وقت شام کے فوج کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے فاروق اعظم کی طرف خط لکھ کر کہا: "أتفرّ من قدر الله"؛ کیا آپ اللہ کے تقدیر سے بھاگنا چاہتے ہیں؟ یعنی طاعون جو پھیل رہا ہے وہ اللہ کی تقدیر سے پھیل رہا ہے، تو کیا آپ اللہ کے تقدیر سے بھاگنا چاہتے؟

فاروق اعظمؓ نے جواب میں لکھا: "نعم نفرّ من قدر الله إلى قدر الله" جی ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تقدیر سے سہارا لینا درست نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے دائرہ اختیار میں جو اسباب ہیں ان کو اختیار کرنا چاہیئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تشریف لائے اور یہ حدیث سنائی:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ. (۱)

ترجمہ: جب تم کسی سرزمین میں وبا کے متعلق سنو (کسی جگہ وبا پھیل رہی ہے) تو وہاں مت جاؤ اور اگر کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہی موجود تو ہو اس جگہ سے نکلو بھی مت۔

یہ حدیث سن کر حاضرین مطمئن ہوگئے۔فاروق اعظمؓ مدینہ منورہ کی طرف واپس ہوئے اور سرداران لشکر کو تاکیدی طور پر ہدایات دیئے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے اس مرض کے متعلق انسدادی تدابیر کام میں لائیں۔شام جہاں حضرت ابوعبیدہؓ موجود تھے۔وہاں وبا اور زیادہ شدت اختیار کر گئی۔

آپ کو چونکہ حضرت ابوعبیدہؓ بہت زیادہ عزیز تھے۔اور ان پر بہت اعتماد کرتے تھے۔آپ نے انہیں "امین الامت" کا خطاب بھی دیا تھا۔ نیز امیر المومنین انہیں اپنے بعد خلیفہ بنانے کا ارادہ بھی رکھتے تھے۔اسلئے آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو شام سے نکالنے کی یہ ترکیب سوچی کہ حضرت ابوعبیدہ کو ایک خط لکھا کہ تم پر اللہ کی سلامتی ہو آپ سے کوئی ضروری کام پڑگیا ہے۔ لہٰذا تمہیں جیسے ہی میرا خط ملے فوراً میرے پاس مدینہ پہنچ جاؤ۔

خط پڑھ کر حضرت ابوعبیدہؓ خط کا مقصد سمجھ گئے اور جواب لکھا: مجھے معلوم ہے کہ امیر المومنین کو مجھ سے کیا ضرورت ہے۔میں مسلمانوں کے لشکر میں اور اپنے دل میں اس قسم کی کوئی خواہش نہیں پاتا کہ میں اپنے آپ کو اس وبا سے محفوظ کرلوں،جس میں یہ سب لوگ مبتلا ہیں۔ میں اس وقت تک ان سے الگ نہیں ہوسکتا،جب تک اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اپنا فیصلہ نافذ نہیں کرتا۔اسلئے میرا یہ خط جب آپ کو ملے تو آپ مجھے اپنی قسم سے بری کردیجئے اور مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت فرمادیجئے۔ حضرت عمرؓ نے یہ خط پڑھا تو رونے لگے اور ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ حاضرین نے ان کی شدت گریہ کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا حضرت ابوعبیدہؓ کا انتقال ہوگیا ہے؟..

(۱)(بخاری: باب مایذکر فی الطاعون)

انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ان کا انتقال تو نہیں ہوا ہے مگر موت ان سے زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ اس طاعون کے مرض میں مبتلا ہوگئے اور اسی سے آپ کا انتقال ہوگیا۔ (۱)

اس حدیث کی جہاں اور بہت سی تفسیریں کی گئی ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ احتیاطی تدبیر بیان فرمائی کہ اندر کے لوگ باہر نہ جائیں تاکہ بیماری کے اثرات باہر نہ پہنچیں اور باہر کے لوگ اندر نہ جائیں تاکہ وہ بیماری کے اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

بیماری بھی مومن کے لئے رحمت اور گناہوں کا کفارہ ہے

بیماری صرف دکھ اور مصیبت نہیں ہے بلکہ ایک پہلو سے وہ رحمت ہے اور اس سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے۔ کبھی کبھار انسان گناہوں کے ڈھیر میں اس قدر دب جاتا ہے کہ اس کا کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا جو اس کے گناہوں کو دور کر سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بیماری کے ذریعے اس کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے سعادت مند بندوں کو چاہئے کہ بیماری اور دوسری تکلیفوں و مصیبتوں کو خدائی تنبیہ سمجھتے ہوئے اپنی اصلاح کی فکر اور کوشش میں لگ جائیں۔

۵٦٤١- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ (حَزَنٍ) وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (۲)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی دکھ، بیماری، پریشانی، جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی اگر اسے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعے اس کے گناہوں کی صفائی کر دیتا ہے۔

(۱) (ماخوذ: فتح الباری، البدایہ والنہایہ)

(۲) (صحیح البخاری: باب ما جاء فی الکفارۃ المرض)

٥٦٦٠۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ (مِنْ مَرَضٍ) فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.(١)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ کو شدید بخار تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک چھوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے تنہا تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔

میں نے عرض کیا، یہ اسلئے کہ آپ کا اجر بھی دگنا ہے؟ فرمایا ہاں یہی بات ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کسی بھی مسلم کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے مرض کی تکلیف ہو یا کوئی اور تکلیف، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح (موسم خزاں میں) درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔

٢٣٩٩۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ.(٢)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض مسلمان مردوں اور خواتین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب اور حوادث آتے رہتے ہیں کبھی اس کے جان پر، کبھی اس کے مال پر، کبھی اس کے اولاد پر، (اور اس کے نتیجہ میں اس کے گناہ جھڑتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ مرنے کے بعد وہ اللہ کے حضور میں اس حال میں پہنچتا ہے کہ اس کا ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔

(١)(صحيح البخاري: باب وضع اليد على المريض)

(٢)رواه التِّرمذيُّ وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

جناب نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات کا پیغام یہ ہے کہ بیماریوں اور دوسری تکالیف وپریشانیوں کو صرف مصیبت اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کا ظہور ہی نہ سمجھنا چاہیئے۔اللہ کے نیک بندوں کے لئے ان میں بھی بڑا خیر اور رحمت کا بڑا سامان ہے۔ان کے ذریعہ گناہوں کی صفائی اور ازالہ ہوتا ہے۔

بیماری میں زمانہ صحت کے اعمال کا ثواب

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص عنایت اور فضل وکرم ہے کہ اگر آدمی بیماری یا سفر وغیرہ جیسی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی تلاوت، ذکرواذکار اور عبادات وغیرہ کے معمولات پورے نہ کرسکے تو اس کے اعمال نامہ میں وہی معمولات لکھے جاتے ہیں جو یہ آدمی صحت اور اقامت کی حالت میں کیا کرتا تھا۔چنانچہ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوجائے یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورے نہ کرسکے تو اللہ کے ہاں اس کے اعمال اسی طرح لکھ دیئے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت کی حالت میں اور اقامت کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا.(۱)

مریض کی عیادت اور اس کی فضیلت

مریض کی عیادت و تسلی اس کی خدمت گزاری وہمدری کو رسول اللہ ﷺ نے اونچے درجہ کا نیک عمل اور مقبول ترین عبادت قرار دیا ہے اور مختلف طریقوں سے اس کی ترغیب بھی دی ہے۔ خود آپ کا عمل یہ تھا کہ مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے، اور ان سے ایسی باتیں کرتے جن سے ان کو تسلی ہوتی اور ان کا غم ہلکا ہوتا۔ نیز ان پر دم بھی فرماتے۔

---

(۱)(صَحِيح البخَارِي: ''بَاب مَا يَكتب لِلمسَافِر'')

(۲۵٦۸) حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بنُ حبيبِ الحَارِثِي، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيعِ، حدثَنَا خَالِدُ عَن أَبِي قِلَابَةَ، عَن أَبِي أَسمَاءَ الرَحبِي، عَن ثَوبَانَ، عَن النبي ﷺ، قَالَ": إنَّ المُسلِمَ إذَا عَادَ أخَاهُ المُسلِمَ، لَم يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الجَنَّةِ حَتّى يَرجِعَ" (۱)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ مسلسل گویا جنت کی باغ میں ہوتا ہے۔

۹٦۹۔ قَالَ عليٌّ: سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِماً غُدْوة إلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِي، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِى الْجَنَّةِ. (۲)

ترجمہ: حضرت ثویر اپنے والد سے نقل کرتے ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا: حضرت علیؓ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا آو حضرت حسنؓ کی عیادت کے لئے چلتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے ابو موسیٰؓ پایا۔ حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا آپ عیادت کے لئے آئے ہوں یا محض زیارت کے لئے؟ انہوں نے فرمایا عیادت کے لئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

ہمدردی اور تسلی

مریض کے ساتھ اظہار ہمدردی اور اس کے سامنے تسلی کے باتیں کرنی چاہئے۔ خود جناب نبی کریم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے، اور ان سے ایسی باتیں کرتے جن سے ان کو تسلی ہوتی اور ان کا غم ہلکا ہوتا۔ حقیقت یہ ہے جب مریض کو تسلی کے دو بول سننے کو ملتے ہیں تو یہ اس کے دل پر شبنم کے قطرات کی ٹھنڈک کا کام کرجاتے ہیں۔

(۱)(صَحِيح مُسلِم: ''بَابُ فَضلِ عِيَادَةِ المَرِيضِ'')

(۲)(سنن الترمذی، باب ماجاء فی عیادة المریض)

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهُ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے متعلق خوش کن اور تسلی بخش باتیں کرو۔ مثلاً: تمہاری صحت بہتر ہے، انشاء اللہ تم جلد ہی صحت مند ہو جاؤ گے) اس طرح کی باتیں تقدیر میں لکھی ہوئی کسی اٹل چیز تو روک نہیں سکتی۔ لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا۔ (اور یہی عیادت کا مقصد ہے)

عیادت ہلکی پھلکی کرنی چاہیئے

عیادت ہلکی پلکی کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ عیادت کرنے والا مریض کے پاس جم کر بیٹھ جائے۔ اور اسے پرانی کہانیاں سننا شروع کردے۔ بعض اوقات اس سے خود مریض کو تکلیف اور اہل خانہ کو زحمت ہوتی ہے۔ البتہ اگر مریض خود خواہشمند ہو اور اہل خانہ کو کوئی زحمت بھی نہ ہو تو دیر تک بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

بہرحال عیادت میں مریض کی راحت پیش نظر رہنی چاہیئے۔ اگر راحت اس میں ہے کہ ملاقات ہی نہ کرے تو بس وہی دعا کر کے آجائے۔ جیسے بعض اوقات ملنا بذات خود مرض کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے تو اس وقت اصرار کرنا کہ جاؤں گا اور مریض کی شکل دیکھوں گا۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عیادت کی سنت یہ ہے کہ مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ جائے اور اس کے سامنے شور نہ کیا جائے۔ نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "العیادة فواق ناقة" یعنی بیمار کی عیادت میں اتنی دیر ہونی چاہیئے جتنی دیر اونٹنی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقفے میں لگتی ہے۔ حضرت سعید ابن المسیبؒ نے فرمایا: افضل ترین عیادت وہ ہے جس میں بیمار پرسی کرنے والا جلدی اٹھ کر چلا جائے۔ (۲)

(۱) (سنن الترمذی وابن ماجه)

(۲) (مشکٰوة بحواله بیهقی)

مریض پر دم کرنے کے لئے مجرب اور مسنون دعائیں

(۲۱۹۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ: زُهَيْرٌ وَاللَّفْظُ لَهُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اشْتَكَى مِنَّا إِنْسَانٌ، مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

.أَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

اے تمام لوگوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف کو دور کر لیجیئے، اس کو شفاء عطا فرما، تو ہی شفا دینے والے ہے، تیری ہی شفا شفا ہے، ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔

(۲۲۰۲) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مُنْذُ أَسْلَمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ، وَقُلْ: بِاسْمِ اللهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ.(۲)

ترجمہ: حضرت عثمان ابن ابی عاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے جسم کے درد کے متعلق شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اپنے جسم کے اس جگہ پر ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے، تین مرتبہ بسم اللہ اور سات (۷) مرتبہ یہ دعا پڑھو:

"أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ"

میں پناہ لیتا ہو اللہ کی اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کی شر سے جس کو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کر لیا۔......................

(۱) (صحیح مسلم ۔ باب استحباب رقیۃ المریض)

(۲) (صحیح مسلم ۔ باب استحباب رقیۃ المریض)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرمادی۔

۴۳۳۹۔ حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ.(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خود بیمار ہوجاتے تومعوذات پڑھ کراپنے اوپردم فرمایا کرتے تھے اور خود اپنادست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے، پھر جب آپ کو وہ بیماری لاحق ہوئی، جس میں آپ نے وفات پائی تومیں وہی معوذات پڑھ کرآپ پردم کیا کرتی تھی جن کے ذریعے آپ دم فرماتے تھے۔ اور پھر آپ کا دست مبارک آپ کے جسم مبارک پر پھیرلیا کرتی۔

(نوٹ) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ''معوذات'' سے مراد سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۃالناس ہیں۔ (۲)

موت کی تمنااور دعا کرنے کی ممانعت

مصیبت، بیماری، تنگ دستی، مصائب، آفات اورہر طرح کی دنیاوی پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی تمنااور دعا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایاہے۔ نیز بڑی کم ہمتی، بے صبری اورایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

.لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ.(۳)

تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنانہ کرے، اگروہ نیک صالح آدمی ہوں توامید ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے گااس کے نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے گا، اگراس کے اعمال برے ہو............

(۱)(صحیح البخاری: باب مرض النبی ﷺ)

(۲)(فتح الباری: باب مرض النبی ﷺ)

(۳)(صحیح البخاری. باب مایکرہ من التمنی)

تو ممکن ہے کہ وہ آئندہ کے زمانہ میں توبہ وغیرہ کے ذریعے اللہ کو راضی کرلیں۔

البتہ اگر حالات ایسے ہوجائیں کہ دین پر چلنا دشوار ہو اور ہر طرف سے فتنے وفسادات عام ہوں، گناہ اور معصیتیں کھلم کھلا ہورہی ہوں، اور اس میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ان گناہوں میں پڑنے کے اندیشہ سے بچنے کی خاطر کوئی موت کی تمنا کرتا ہے تو اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس سے ملنے کا اس حد تک غلبہ ہوجائے کہ اس سے مغلوب ہوکر اللہ سے ملاقات کے لئے تمنا کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں: احادیث میں بلاضرورت موت کی تمنا کرنے یا دنیاوی مصائب سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ عمر کا زیادہ ہونا اور توبہ واعمال صالحہ کے لئے وقت کا میسر آجانا ایک نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے۔ البتہ اگر قلب پر لقاء خداوندی کا شوق غالب ہو تو پھر موت کی تمنا جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ فرط شوق سے اس درجہ مغلوب الحال ہوجائے کہ دنیاوی منافع اس کی نظروں سے اوجھل ہوجائے، اور غلبہ شوق میں اس کو اس کا بھی خیال نہ رہے کہ جس قدر عمر زیادہ ہوگی اسی قدر قرب خداوندی کے اسباب زیادہ حاصل کرسکوں گا اور حضرات صحابہ سے جو اس قسم کی آرزو منقول ہے سو وہ اس وقت میں تھی کہ جب اسباب موت سامنے آگئے اور دنیا کی زندگی سے مایوسی ہوگئی، اس وقت کی فرحت اور مسرت میں کچھ کلمات زبان سے نکلے اور یہ وقت محل بحث سے خارج ہے۔ حاصل یہ ہے کہ دنیاوی مصائب کی وجہ سے موت کی تمنا جائز نہیں اور دینی واخروی وجوہات کی بناپر موت کی تمنا کرنا منع نہیں۔ (۱)

(مزید تفصیل کے لئے شامی: ۴۱۹/۴ کی طرف رجوع کرلیں۔)

(۱)(۲۲۱/۱)

غیر مسلموں کی عیادت و تعزیت کا حکم

یہ اسلام کا حسن اخلاق ہے کہ ہر قسم کے لوگوں کی عیادت کا ترغیب دیتا ہے۔احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات سے صاف واضح ہے کہ غیر مسلموں کی عیادت، تعزیت اور ان کے لئے دعائے صحت اس نیت سے کرنا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے درست اور جائز ہے اور نہایت عمدہ اخلاق کی علامت ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی لڑکے کی عیادت اور بیمارپرسی کی جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔اسی طرح آپ ﷺ کا اپنے چچا ابوطالب کی بیماری میں ان کی عیادت کرنا بلکہ ان کے لئے صحت یابی کی دعا کرنا بھی ثابت ہے۔(۱)

البتہ تعزیت کرتے وقت ان کی اموات کے لئے بجائے استغفار اور مغفرت کے دوسرے کسی الفاظ سے تسلی دی جائے۔ کیونکہ غیر مسلموں کے لئے استغفار اور دعائے مغفرت جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان کے نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت ہے۔(۲)

*****

(۱)(مأخذہ:امداد الفتاوی:۴/۳۶۸)

(۲)(بخاري)

معذورین کی طہارت (اصل کتاب)

ہاتھ، پاؤں زخمی ہونے کی وجہ سے مسح کا حکم

مسئلہ :۱۔ اگر کسی عضو میں مثلاً پیر وغیرہ میں شگاف ہو جائے۔ جیساکہ موسم سرما میں بعض لوگوں کو ہو جاتا ہے۔ پھر اگر دھونا شدید تکلیف دہ ہو تو اس جگہ کا مسح کرلے باقی حصہ اس عضو کا دھولے اور اگر مسح بھی تکلیف دہ ہو تو مسح بھی نہ کرے۔ (۱)

بوجہ مرض استنجاء پر قادر نہ ہو

مسئلہ :۲۔ جو مریض تکلیف یا ضعف کی وجہ سے استنجا نہ کرسکتا ہو تو اپنی محرمات سے بھی استنجا نہیں کراسکتا، بلکہ بغیر استنجا کے نماز ادا کرے۔ یہی حکم عورت کا بھی ہے۔ البتہ شوہر اپنی عورت کا اور عورت شوہر کا استنجا کرسکتی ہے۔ ماں کا استنجا بھی اس کی لڑکی نہیں کرسکتی۔ (۲)

---

(۱) في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه ولو بيده ـ وفي الشامي: (قوله: وإلا تركه) أي وإن لم يمسحه بأن لم يقدر على المسح تركه. (۲۲۹/۱/ كتاب الطهارة. أركان الوضوء/مكتبه رشيديه) (وكذا في البحر: المسح على الجبيرة: /۱۹۸/۱)

(۲) وكذا قالوا في المريض إذا لم يكن له امرأة وعجز عن الوضوء وله ابن أو أخ فإنه يوضيه إلا أنه لا يمس فرجه إلامن يحل له وطؤها والمرأة المريضة إن لم يكن لها زوج وعجزت عن الوضوء ولها بنت أو أخت توضيها و يسقط عنها الاستنجاء۔ (فتاوى قاضي خان:۱/۲۷/ كتاب الصلوٰة. فصل في صفة الوضوء/قديمي كتب خانه)

وفي الدر المختار: ولو شلتا سقط أصلا كمريض ومريضة لم يجدا من يحل جماعها. وفي الشامي: (قوله: سقط أصلا) أي: بالماء والحجر. (قوله: كمريض إلخ) في التتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ وهو لا يقدر على الوضوء قال يوضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء؛ فإنه لا يمس فرجه ويسقط عنه والمرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وهي لا تقدر على الوضوء ولها بنت أو أخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء. اهـ. ولا يخفى أن هذا التفصيل يجري فيمن شلت يداه؛ لأنه في حكم المريض. (۱/۶۰۷/فصل في الاستنجاء)

زخم بڑھنے یا شدید تکلیف کی وجہ سے مسح کا حکم

مسئلہ:۳۔ اگر زخم کو مضرت (نقصان) کی وجہ سے یا شدت تکلیف کی وجہ سے دھو نہ سکتا ہو تو مسح کرلے۔ اگر بعذر سابق مسح بھی نہ کرسکتا ہو تو اس عضو سے حکم طہارت ساقط ہو جاوے گا اس عضو کے غسل و مسح کے بغیر نماز پڑھ لے۔

مسئلہ:۴۔ بصورت مذکورہ (۳) اگر پٹی بندھی ہو تو اس پٹی پر مسح کرنا فرض ہے۔(۱)

پٹی پر مسح کرنے میں استیعاب شرط نہیں

مسئلہ:۵۔ پٹی پر مسح کرنے میں استیعاب (پوری پٹی پر مسح) کرنا شرط نہیں ہے۔ اکثر پٹی کا مسح کافی ہے۔(۲)

پٹی باندھنے پر قادر نہ ہو

مسئلہ:۶۔ اگر زخم پر مسح کرسکتا ہے لیکن مسح کے بعد پٹی بغیر اعانت غیر خود نہیں باندھ سکتا تو اس صورت میں بھی پٹی پر مسح کرسکتا ہے۔(۳)

---

(۱) وفي فتاوٰی قاضي خان: يجوز المسح على الجبائر إذا كان يضره المسح على الجراحة وإذا كان لايضره المسح على الجراحة لايجوز المسح على الجبائر، والمسح على الجبيرة كالغسل لما تحتها فيصير جامعاً بين الغسل والمسح. (۱/۵۱/كتاب الطهارت، فصل في المسح على الخفين)

(وكذا في التنوير مع شرحه: ۱/۵۱۴۔۔۔۵۱۷/باب المسح على الخفين)

(۲) ذكر الشيخ الامام المعروف بخواهرزاده رحمه الله تعالیٰ انه لايشترط فيه الاستيعاب وان مسح على الاكثر جاز۔ (فتاوى قاضى خان: ۱/۵۱/فصل في المسح على الخفين)

وفي التنوير مع شرحه: (ولا يشترط) في مسحها (استيعاب وتكرار في الأصح، فيكفي مسح أكثرها) مرة به يفتى۔ (۱/۵۱۹/ باب المسح على الخفين)

(۳) وكذا المفتصد قالوا هذا إذا كان الفصد والجراحة في موضع الرجل بالرباط أمكنه أن يشده بنفسه وإن كان لايمكن جاز المسح على الجبيرة الرباط۔ (فتاوى قاضي خان: ۱/۵۱/ فصل في المسح على الخفين)

(وكذا في التنوير مع شرحه: ۱/۵۱۴۔۔۔۵۱۷/باب المسح على الخفين)

زخم سے مسلسل بہنے والا خون کو روکنے کا حکم

مسئلہ:۷۔ جو زخم ہمہ وقت بہتا رہتا ہے اسلئے وہ معذور ہے(معذور شرعی کی تعریف آگے آئیگی) لیکن اگر باندھ دے یا اس کے سوا کوئی اور تدبیر اختیاری ایسی ہو جس میں وہ ہمہ وقت کا سیلان موقوف ہو جاوے تو اس کو باندھنا ضروری ہے اور ایسے شخص کو معذور نہیں کہہ سکتے۔(۱)

تنبیہ: اکثر نہ واقفی سے لوگ اس بارے میں احتیاط نہیں برتتے۔ خوب سمجھنا اور عمل کرنا واجب ہے۔

پٹی کا زخم سے زائد حصہ پر ہونا

مسئلہ:۸۔ زخم پر پٹی باندھنے میں کچھ صحیح عضو بھی بندھ گیا ہو تو اس پر مسح جائز ہے۔(۲)

دوبارہ مسح کرنا کب ضروری ہے؟

مسئلہ:۹۔ پٹی پر ایک دفعہ مسح کرنا اس وقت تک کے لئے کافی ہے جب تک کہ بعد صحت پٹی نہ کھولی جائے۔ اگر کئی ماہ تک بھی ایک پٹی بندھی رہی تو بھی اول روز کا مسح کافی ہے۔ تجدید کی ضرورت نہیں۔(۳)

پٹی بدلنے کی صورت میں مسح کا حکم

مسئلہ:۱۰۔ بصورت مذکورہ اگر پٹی دوسری بدلی گئی تو اولیٰ یہ ہے کہ اس دوسری پر ایک دفعہ

(۱) صاحب الجرح السائل إذا منع خروج الدم بعلاج أو رباط لايكون صاحب جرح سائل۔ (فتاوى قاضي خان:۱/۵۱/ فصل في المسح على الخفين)

(وكذا في التنوير مع شرحه:۱/۵۲۳/ باب الحيض/مطلب فى الأحكام المعذور)

(۲) لو كان على يده أو رجله جراحة أو قرحة فجعل عليها الجبائر تزيد على موضع القرحة والجراحة كان له أن يمسح عليهما۔ (فتاوى قاضي خان:۱/۵۱/ فصل في المسح على الخفين)

(وكذا في التنوير مع شرحه: ۱/۵۱۴۔۵۱۷/باب المسح على الخفين)

(۳) ولهذا لايتوقت بوقت فصار كمالو مسح رأسه ثم حلق۔ (قاضي خان: ۱/۵۹/ فصل في المسح على الخفين) وفى التنوير مع شرحه: (فلا يتوقف)؛ لأنه كالغسل حتى يؤم الأصحاء. (۱/۵۱۶/ باب المسح على الخفين)

مسح کرلے۔ لیکن اگر نہ کیا تو یہ بھی جائز ہے۔(۱)

محض مشقت کی وجہ سے وضو چھوڑ کر تیمم کرنا جائز نہیں

مسئلہ:۱۱۔ کسی عذر کی وجہ سے اگر وضو کرنے میں مشقت ہو تو بھی وضو واجب ہے۔ تیمم جائز نہیں ہے۔(۲)

مریض کا خود وضو کرنے یا قبلہ کی طرف متوجہ ہونے یا نجس کپڑے بدلنے سے عاجز ہونا

مسئلہ:۱۲۔ کوئی ایسا مرض ہے جس میں پانی کا استعمال مضر نہیں ہے لیکن مریض خود بلا اعانت غیر وضو کرنے سے قاصر ہے تو اگر دوسرا کوئی موجود ہی نہ ہو تو تیمّم باتفاق ائمہ جائز ہے۔

اور اگر مریض کا مملوک یا لڑکا یا نوکر موجود ہو تو باتفاق تیمّم درست نہیں۔ اور اگر موجود شخص مملوک یا نوکر یا لڑکا تو نہیں ہے، اپنی بیوی یا کوئی اور ایسا آدمی ہے کہ اگر اس سے مریض وضو کرانے کا کہے تو وہ وضو کرادے گا تو ایسی صورت میں امام اعظمؒ کے نزدیک تیمّم کرلینا جائز ہے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ اور یہی اختلاف و تفصیل مندرجہ ذیل مسائل میں بھی ہے۔

(الف) مریض خود قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکتا ہو اور دوسرا شخص موجود ہو تو قبلہ کی طرف متوجہ کردے۔

(ب) بستر یا ملبوس کپڑا نجس ہو اور دوسرا شخص موجود ہو جو بدلا سکتا ہو۔(۳)

---

(۱) وفی فتاوی قاضي خان: إذا مسح على العصابة ثم سقطت العصابة فبدلها بالأخرى، الاولىٰ أن يعيد المسح على الثانية وإن لم يعد أجزأه لأن المسح على الأولىٰ بمنزلة الغسل. (۱/۵۲/فصل فی المسح على الخفين) وفی التنوير مع شرحه: ولو بدلها بأخرى أو سقطت العليا لم يجب إعادة المسح بل يندب۔ (۱/۵۱۶/باب المسح على الخفين)

(۲) ومن لايقدر على الوضوء إلا بمشقة لا يباح له التيمم۔ (قاضي خان: ۱/۵۸/فصل فيما يجوز له التيمم) وقال العلامة الشامی: الأصل أنه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم إجماعا. (۱/۴۴۳/باب التيمم)

(۳) إن وجد خادما: أي من تلزمه طاعته كعبده وولده وأجيره لا يتيمم اتفاقا. وإن وجد غيره ممن لو استعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لا يتيمم أيضا بلا خلاف. وقيل على قول الإمام يتيمم۔

مریض کا کسی سے اجرت پر وضو کرانا

مسئلہ: ۱۳۔ اگر مریض صاحب مال ہے۔اور ایسا شخص موجود ہے جو مناسب اجرت لے کر وضو کرادیگا تو تیمّم درست نہیں۔ (۱)

دوسرے کی مدد سے قیام پر قادر ہونا

مسئلہ: ۱۴۔ اگر خود قیام پر قادر نہ ہو لیکن دوسرے کی مدد سے قیام کر سکتا ہو، اور کوئی معین (مدد کرنے والا) موجود بھی ہو پھر بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔ (۲)

بوجہ مرض پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو

مسئلہ: ۱۵۔ دونوں ہاتھوں میں زخم یا کسی تکلیف کی وجہ سے اگر پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو اور نہ ایسا پانی موجود ہو جس میں اپنا منہ و سر بھگا سکے تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لے۔امام صاحبؒ کا یہی مذہب ہے۔ (۳)

- وعلى قولهما لا كالخلاف في مريض لا يقدر على الاستقبال أو التحول من الفراش النجس ووجد من يوجهه أو يحوله لأن عنده لا يعتبر المكلف قادرا بقدرة الغير. (الشامية: ۱/۲۳۲/ باب التيمم) (وكذا في فتاى قاضي خان: ۱/۵۹/فصل فيما يجوز له التيمم)

(۱) وظاهر ما في التجنيس أنه لو له مال يستأجر به أجيرا لا يتيمم قل الأجر أو كثر. وفي المبتغى خلافه والظاهر عدم الجواز لو قليلا. اهـ. والمراد بالقليل أجرة المثل كما بحثه في النهر والحلبة وبه جزم الشارح۔ (شامي: ۱/۲۳۲/باب التيمم) (وكذا في قاضي خان: ۱/۵۵/فصل فيما يجوز له التيمم)

(۲) وأجمعوا على أنه إذا عجز عن القيام بنفسه وثمة أحد يعينه فصلى قاعدا جاز۔ (قاضي خان: ۱/۵۸/فصل فيما يجوز له التيمم).

وفي التنوير مع شرحه: (من تعذر عليه القيام) أي كله (لمرض) حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر به يفتى (قبلها أو فيها) أي الفريضة (أو) حكمي بأن (خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألما شديدا) أو كان لو صلى قائما سلس بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر (صلى قاعدا)۔(۱/۹۶/باب صلاة المريض)

(۳) قال في الدر المختار: في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه ولو بيده، ولا يقدر على الماء تيمم، وفي الشامي: (قوله: ولا يقدر على الماء) أي على استعماله لمانع في اليد الأخرى، ولا يقدر على وضع وجهه ورأسه في الماء. (۱/۲۳۹/ أركان الوضوء) (وكذا في قاضي خان: ۱/۵۵/فصل فيما يجوز له التيمم)

بواسیری مسے کے اندر جانے سے وضو ٹوٹنے کا بیان

مسئلہ :۱۶۔ بواسیری مسے اگر باہر نکل آئے اور خود بخود اندر چلے گئے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر کپڑے وغیرہ سے اندر کئے گئے تو وضو ٹوٹ گیا۔ یہی حکم کانچ نکلنے کا بھی ہے۔ (۱)

کیچوا یا کیڑے کا شرمگاہ میں داخل ہونا

مسئلہ :۱۷۔ یہی تفصیل کیچوے اور کیڑے کے مبرز سے نکلنے کے بعد داخل ہونے میں ہے کہ اگر خود واپس چلے گئے تو وضو نہیں ٹوٹا ورنہ ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے میں شک ہونا

مسئلہ :۱۸۔ اگر وضو کرتے ہوئے کسی عضو کے دھونے میں شک ہو جائے تو اگر اکثر ایسا شک ہوتا رہتا ہے تو اس شک کا اعتبار نہیں اور نہ مکرر دھونے کی ضرورت ہے۔ اور اتفاقاً پیش آگیا تو اس عضو کو مکرر دھولے۔ (۳)

وضو کے بعد شک ہونا

مسئلہ :۱۹۔ اگر ایسا شک بعد فراغ وضو ہو تو کسی حال میں اعادہ غسل نہیں ہے۔ اگرچہ ایسا شک پہلی ہی دفعہ کیوں نہ ہو۔ (۴)

طہارت کے بعد حدث میں شک ہونا

مسئلہ :۲۰۔ اگر طہارت کا یقین ہو اس کے بعد حدث ہونے میں شک ہو تو وہ طاہر ہے۔ (۵)

---

(۱) بأسوري خرج دبره، إن أدخله بيده انتقض وضوءه، وإن دخل بنفسه لا. (الدر المختار: ۱/۲۰۷/ أركان الوضوء)

(۲) وكذا لو خرج بعض الدودة فدخلت۔ (الدر المختار: ۱/۲۰۷/ اركان الوضوء)

(۳) شك في بعض وضوئه أعاد من شك فيه لوفى خلاله ولم يكن الشك عادة له، وإلا لا۔ (الدر المختار: ۱/۲۰۹/ أركان الوضوء)

(٤) (قوله: وإلا لا) أي وإن لم يكن في خلاله بل كان بعد الفراغ منه وإن كان أول ما عرض له الشك أو كان الشك عادة له۔ (رد المحتار: ۱/۲۰۷/ اركان الوضوء)

(٥) إذا علم سبق الطهارة وشك في عروض الحدث بعدها أو بالعكس أخذ باليقين وهو السابق. قال في الفتح إلا إن تأيد اللاحق۔ (رد المحتار: ۱/۲۱۰/ أركان الوضوء)

حدث کا یقین ہو اور طہارت میں شک ہو

مسئلہ: ۲۱۔ اگر حدث کا یقین ہو اور طہارت میں شک ہو تو محدث (بے وضو) ہے۔ (۱)

حدث کے بعد طہارت یا طہارت کے بعد حدث میں شک ہونا

مسئلہ: ۲۲۔ اگر طہارت اور حدث دونوں کا یقین ہے۔ لیکن شک اس میں ہے کہ حدث کے بعد طہارت ہے یا طہارت کے بعد حدث ہے تو تجدید وضو کا عادی ہے تو اس کو محدث سمجھ کر تجدید وضو ضروری ہے۔ اور اگر وضو ہونے پر تجدید کا عادی نہیں ہے تو وہ طاہر سمجھا جائے گا۔ (۲)

پانی، کپڑا، بدن اور برتن کے ناپاک ہونے میں شک ہونا

تنبیہ: اگر پانی، کپڑا، بدن، برتن کے نجس ہونے میں شک ہو جائے تو وہ طاہر ہے۔ (۳)

تیمم کی گنجائش کب ہے؟

مسئلہ: ۲۳۔ اگر غسل یا وضو کرنے میں مرض ہو جانے کا یا مرض کے شدید ہو جانے کا یا دیر سے صحتیاب ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم جائز ہے۔ یونہی اگر پانی کا استعمال تو مضر نہ ہو لیکن وضو کرنے میں جو حرکت ہوگی اس سے مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو جیسا کہ مرض اسہال میں

(۱) ولو أيقن بالطهارة وشك بالحدث أو بالعكس أخذ باليقين- (الدر المختار: ۱/۲۱۰/ارکان الوضوء)

(۲) قال في الدر: ولو تيقنهما وشك في السابق فهو متطهر وفي الشامي تحته: لأن الغالب أن الطهارة بعد الحدث ط. لكن في ''حاشية الحموي'' عن ''فتح المدبر'' للعلامة محمد السمديسي: من تيقن بالطهارة والحدث وشك في السابق يؤمر بالتذكر فيما قبلهما. فإن كان محدثا فهو الآن متطهر لأنه تيقن الطهارة بعد ذلك الحدث وشك في انتقاضها لأنه لا يدري هل الحدث الثاني قبلها أو بعدها وإن كان متطهرا؛ فإن كان يعتاد التجديد فهو الآن محدث لأنه متيقن حدثا بعد تلك الطهارة وشك في زواله لأنه لا يدري هل الطهارة الثانية متأخرة عنه أم لا؟ بأن يكون والى بين الطهارتين- (ردالمحتار: ۱/۲۱۰/ارکان الوضوء)

(۳) من شك في إنائه أو في ثوبه أو بدن أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن- (ردالمحتار: ۱/۲۱۰/ارکان الوضوء)

یا بعض آپریشنوں میں ہوتا ہے تو تیمم جائز ہے۔(۱)

محض وہم کی وجہ سے تیمم کرنا جائز نہیں

تنبیہ: ۱۔ خوف سے مراد ہر خیال نہیں ہے نہ شک ہے۔ بلکہ اس بارے میں ظن غالب معتبر ہے۔ خواہ اپنے تجربہ سے ہو یا تجربہ تو نہ ہو لیکن اپنے حالات کے اعتبار سے ظن غالب حدوث یا امتداد یا اشتداد مرض کا ہو یا کسی ایسے طبیب نے تجویز کیا ہو جو حاذق مسلم اور بظاہر عادل ہو اور بعض فقہاء نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کا عادل ہونا شرط قرار دیا ہے۔(۲)

تیمم کے سلسلے میں غفلت اور بے احتیاطی

تنبیہ: ۲۔ اس وقت مسئلہ تیمم میں تساہل برتا جاتا ہے۔ ذرا خیال نقصان کا ہوا اور تیمم کرلیا یا ہر کس و ناکس کے اس کہنے سے کہ پانی مضر ہوگا، تیمم کرلیا یا ہر طبیب کے کہنے سے تیمم شروع کردیا۔ بلکہ بکثرت ڈاکٹروں کے کہنے سے تیمم کرتے ہوئے دیکھا گیا یا اس طبیب کے کہنے سے جو نہ نماز کا پابند ہے نہ داڑھی شرعی یکمشت رکھتا ہے نہ حلال و حرام کی فکر ہے۔

غرض معمولی بہانہ بناکر تیمم شروع کردیتے ہیں، تو خوب سمجھ لیجئے! کہ شریعت نے ان خیالات و اخبار کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے۔ اسلئے ہرگز تیمم نہیں ہوتا۔ نہ نماز ہوتی ہے۔ اس مسئلے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب تک تمام شرائط نہ پائی جاویں جو اوپر مذکور ہوئیں اس وقت تک تیمم جائز نہیں ہے۔

---

(۱) (أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرك. وفي الشامي: ولا فرق عندنا بين أن يشتد بالتحرك كالمبطون أو بالاستعمال كالجدري. (ردالمحتار: ۱/۴۴۲/۱ركان الوضوء)

(وكذا في قاضي خان: ۱/۵۸/ فصل فيما يجوز له التيمم)

(۲) ثم معرفة ذلك باجتهاد المريض والاجتهاد غير مجرد الوهم بل هو غلبة ظن عن أمارة أو تجربة أو بإخبار طبيب مسلم غير ظاهر الفسق۔ (هندية: ۱/۲۹/باب اعذار اباحة الافطار)

(وكذا في ردالمحتار: ۱/۴۴۲/۱ركان الوضوء)

تجربہ کے بنیاد پر پانی کو مضر قرار دینا

تنبیہ: ۳۔ یہ مسئلہ نہ مل سکا کہ اگر کسی ایسے آدمی نے جو حکیم نہیں ہے، اپنے تجربہ سے بتلایا کہ اس حالت میں تم کو پانی مضر ہوگا تیمّم کرلو تو اس شخص میں ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے یا نہیں؟ جو طبیب کے قول کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے۔ ظاہر تو یہی ہے کہ وہ شرائط ضروری ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ علماء سے تحقیق کرلی جائے۔

پانی کا استعمال مضر ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم

تنبیہ: ۴۔ اگر وضوو غسل میں ٹھنڈا یا تازہ پانی مضر ہے۔ لیکن گرم پانی مضر نہیں تو گرم پانی سے وضوو غسل فرض ہے۔ تیمّم جائز نہیں ہے۔ اکثر لوگ اس میں جہل یا کسل کی وجہ سے لاپرواہی برتتے ہیں۔ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ البتہ اگر گرم پانی باجرت بھی نہ مل سکتا ہو یا اجرت موجود نہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔ (۱)

جو شخص پانی اور مٹی کے استعمال پر قدرت نہ رکھتا ہو

مسئلہ: ۲۴۔ جو شخص ایسی جگہ محبوس ہے، جہاں نہ پانی ہو نہ مٹی وغیرہ جس سے تیمّم کرسکے یا کوئی ایسی بیماری لگ گئی، جس میں نہ پانی کا استعمال کرسکتا ہو نہ مٹی کا۔ جیسے تمام جسم میں زخم ہو جائے یا اعضاء وضو میں ایسا زخم ہو جائے جس کی وجہ سے نہ پانی کا استعمال کرسکتا ہو نہ مٹی کا تو مفتیٰ بہ قول جمہور حنفیہؒ کا یہ ہے کہ اس حالت میں بھی نماز نہ چھوڑے۔

پھر اگر جگہ ہو تو واجب ہے کہ نمازی کی طرح نماز پڑھ لے۔ لیکن علامہ شامیؒ کی تحقیق یہ ہے اس میں نہ قرأت کرے نہ نیت۔ صرف صورت نمازیوں کی بنالے۔ اور اگر رکوع وسجدہ کی جگہ بھی نہ ہو تو کھڑے ہو کر اشارہ سے پڑھ لے۔ پھر ازالہ عذر کے بعد قریب تر وقت میں نماز کا اعادہ کرلے۔ (۲)

---

(۱) إذا لم تكن له أجرة حمام ولا ما يدفئه. وما قيل إنه في زماننا يتحيل بالعدة فمما لم يأذن به الشرع. نعم إن كان له مال غائب يلزمه الشراء نسيئة وإلا لا۔ (الدر المختار: ۱/۲۲۲/باب التيمم)

(۲) وأما فاقد الطهورين. ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما. وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوى. وفي الشامي: (قوله: يتشبه) أي بالمصلين وجوبا. فيركع ويسجد إن وجد مكانا يابسا. وإلا يومئ قائما۔

جہاز اور ریل میں تیمم کا حکم

تنبیہ :۱۔ اگر سفر ریل یا ہوائی جہاز وغیرہ میں ہو اور یہ صورت طہارت حاصل نہ کر سکنے کی پیدا ہو جائے تو حکم سابق پر عمل کرے۔

تنبیہ : ۲۔ اگر وضو ہو لیکن نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے۔ جیسا کہ کبھی ریل میں پیش آ جاتا ہے۔ اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حکم صلوٰۃ معذور میں دیکھو۔

تنبیہ : ۳۔ یہ مسئلہ قابل تحقیق ہے کہ اگر ریل سے اترنا ممکن نہ ہو تو بصورت مذکورہ سفر ختم کر کے اسٹیشن پر اتر کر بطہارت نماز پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ کیونکہ فقہاء نے محصور کو فاقد الطہورین سے تعبیر کیا ہے۔ جس کا حبس واطلاق اختیاری نہیں ہے اور سفر ریل اختیاری ہے۔

قیدی شخص کے لئے تیمم کا حکم

مسئلہ : ۲۵۔ محبوس نے اگر آبادی میں پانی پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھی ہے تو بعد انطلاق اعادہ کرلے اور اگر بیرون آبادی ایسا کیا ہے تو اعادہ نہیں ہے۔ (۱)

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ ریل کے مسافر کا یہی حکم ہے کہ اگر ریل میں پانی نہ مل سکتا ہو اور اسٹیشن پر اتر کر وضو نہ کر سکتا ہو تو اگر اسٹیشن پر گاڑی کھڑی ہونے کی حالت میں تیمم سے نماز پڑھی ہے تو اعادہ ہے۔ اور اگر ریل چلنے کی صورت میں پڑھی ہے، تو اعادہ نہیں ہے۔ اسلئے تیمم بھی چلتی ریل میں کرے۔ اور بعد تیمم اگر اسٹیشن آ جائے تو تیمم کا اعادہ کرلے۔ غالباً یہی حکم استاذی حضرت میاں سید اصغر حسینؒ نے رسالہ رفیق سفر میں لکھا ہے۔

- ثم يعيد كما سيأتي في التيمم: ونقل ط أنه لا يقرأ فيها. (۱/۲۴۳/باب التيمم) (وكذا في قاضي خان: ۱/۵۸/فصل فيما يجوز له التيمم)

(۱) قال في الدر المختار: صلى المحبوس بالتيمم، إن في المصر أعاد وإلا لا- (۱/۲۴۳/باب التيمم)

المحبوس في المصر اذا لم يجد ماء و وجد ترابا نظيفا فانه يتيمم ثم يعيد- (فتاویٰ قاضی خان /۱/۵۸/فصل فيما يجوز له التيمم)

اعضاکے زخمی ہونے کی حالت میں تیمم کا حکم

مسئلہ:٢٦۔ جن اعضاء کو وضومیں دھونا فرض ہے اگران میں سے اکثر ایسا مجروح یعنی زخمی ہوکہ پانی کااستعمال نہ کرسکتاہوتو تیمّم کرلے۔اوراگران اعضاء میں سے اکثر صحیح ہوں تو صحیح کودھولے اور مجروح کومسح کرلے۔ اگر زخم پر مسح نہ کرسکتاہوتوپٹی باندھ کرپٹی پر مسح کرلے۔ اگرپٹی باندھنا بھی ممکن نہ ہوتواس کی طہارت حقیقی و حکمی ساقط ہوجائے گی۔(١)

تنبیہ:۔اکثر مجروح ہواس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔بعض نے کہاہے کہ ہرہر عضوکااکثر حصہ اگرمجروح ہوتو تیمّم کرےاوراگراکثر حصہ صحیح ہوتو صحیح کودھولے، مجروح حصہ کا مسح کرلے۔اور بعض نے عدداعضاء میں اکثر کااعتبار کیاہے،اسلئے اگرسراورچہرہ اوردونوں ہاتھ مجروح ہوں تو تیمّم کرلے۔اوراگریہ اعضا صحیح ہوں تودھولے۔ مشائخ مذھب نے اس قول ثانی کواختیار ہے۔اسلئے مفتی بہ قول ثانی ہے۔

یہ تفصیل تووضومیں ہے۔رہاغسل اس میں جسم کااکثر حصہ معتبر ہے۔اسلئے اگراکثر مجروح ہےتوغسل کا تیمّم کرلےاوراگراکثر صحیح ہےتواس کودھولےاورباقی کامسح کرلے۔(٢)

---

(١) تيمم لو كان أكثره أي أكثر أعضاء الوضوء عددا وفي الغسل مساحة مجروحاً أو به جدري اعتباراً للأكثر وبعكسه يغسل الصحيح ويمسح الجريح وكذا إن استويا غسل الصحيح من أعضاء الوضوء، ولا رواية في الغسل ومسح الباقي منها وهو الأصح؛ لأنه أحوط فكان أولى. (درمختار:١/٢٨٢/باب التيمم)

(٢) وقد اختلفوا في حد الكثرة: فمنهم من اعتبرها في نفس العضو، حتى لو كان أكثر كل عضو من الأعضاء الواجب غسلها جريحاً تيمم وإن كان صحيحاً يغسل. وقيل في عدد الأعضاء حتى لو كان رأسه ووجهه ويداه مجروحة دون رجليه مثلا تيمم. وفي العكس لا. اهـ درر البحار. قال في البحر: وفي الحقائق المختار الثاني. ولا يخفى أن الخلاف في الوضوء؛ أما في الغسل فالظاهر اعتبار أكثر البدن مساحة. اهـ. وما استظهره أقره عليه أخوه في النهر ونقله نوح أفندي عن العلامة قاسم فلذا جزم به الشارح. (قوله ولا رواية في الغسل) أي لا رواية في صورة المساواة عن أئمتنا الثلاثة. وإنما فيها اختلاف المشايخ؛ فقيل تيمم كما لو كان الأكثر جريحاً؛ لأن غسل البعض طهارة ناقصة والتيمم طهارة كاملة. وقيل يغسل الصحيح ويمسح الجريح كعكس الأولى؛ لأن الغسل طهارة حقيقية بخلاف التيمم. واختلف الترجيح والتصحيح كما في الحلبة. ورجح في البحر تصحيح الثاني بأنه أحوط وتبعه في المتن. ثم اعلم أني لم أر من خص نفي الرواية في صورة المساواة بالغسل كما فعل الشارح. (شاميه:١/٢٨٢/باب التيمم)

تنبیہ :۔ یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ عضو صحیح کا دھونا بغیر زخم میں پانی گئے ممکن ہو اگر ایسا نہ ہو مثلاً پیٹھ کے نچلے حصہ میں زخم ہو تو غسل میں جب جسم کے اوپری حصہ پر پانی گزرے گا تو وہ ضرور بہہ کر پیٹھ پر جائے گا، اسلئے اس زخم کے اوپر جو حصہ ہے وہ سب مجروح سمجھا جائے گا۔اب دیکھیں گے کہ زخم کے نیچے کا حصہ جو بحکم صحیح ہے وہ اکثر ہے یا نہیں۔اگر اکثر ہے تو اسفل کو دھو کر بقیہ حصۂ جسم کا مسح کرلیں گے۔اور اگر وہ حصہ اقل (کم) ہے تو عضو کا دھونا ساقط ہوگیا بہ نیت غسل تیمّم کرلیں گے۔(۱)

زخمی اور صحیح اعضا کے برابر ہونے کی حالت میں تیمّم کا حکم

مسئلہ :۲۷۔ اگر اعضاء وضو میں سے مجروح و صحیح بالکل مساوی (برابر) ہوں، ایسے ہی وجوب غسل کی صورت میں تمام بدن کا نصف حصہ حقیقۃً یا حکماً مجروح ہو اور نصف صحیح ہو تو اعضاء صحیحہ کو دھولے اور مجروح کو مسح کرلے۔ لیکن علامہ شامیؒ نے امام محمدؒ سے بصورت مساوات میں تیمّم نقل فرمایا ہے۔بظاہر راجح یہی ہے، واللہ اعلم۔اس کی مزید تحقیق کرلی جائے۔(۲)

دونوں ہاتھ اور چہرہ زخمی ہو تو تیمّم کا حکم

مسئلہ :۲۸۔ اگر دونوں ہاتھ ایسے مجروح ہوں کہ ان کو دھو نہ سکتا ہو اور یہی حال چہرہ کا بھی ہو تو تیمّم کرلے۔(۳)

---

(۱) لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل إلخ. لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم فلو كانت الجراحة بظهره مثلا وإذا صب الماء سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها. (شاميه:١/٢٨٢/باب التيمم)

(۲) (و) كذا (إن استويا غسل الصحيح) وفي العيون عن محمد إذا كان على اليدين قروح لا يقدر على غسلها وبوجهه مثل ذلك تيمم. وإن كان في يديه خاصة غسل ولا تيمم. وهذا يدل على أنه يتيمم مع جراحة النصف انتهى كلام السراج. فقد وجدت الرواية عن محمد في الوضوء. فقولهم لا رواية: أي في الغسل كما قال الشارح. لكن يرد على الشارح أنه جعل حكم المساواة في الوضوء الغسل والمسح. والذي في العيون التيمم فتدبر. (شاميه:١/٢٨٢/باب التيمم)

(۳) إذا كان على اليدين قروح لا يقدر على غسلها وبوجهه مثل ذلك تيمم - (شاميه: ١/٢٨٢/باب التيمم)

صرف دونوں ہاتھ زخمی ہو

مسئلہ: ۲۹۔ اگر صرف دونوں ہاتھ ایسے مجروح ہوں کہ دھونہ سکتا ہو تو بقیہ اعضاء کو دھولے اور ہاتھوں پر مسح کرلے۔ (۱)

سر کا اگلا چوتھائی حصہ زخمی ہو تو پٹی پر مسح کا حکم

مسئلہ: ۳۰۔ اگر سر کا اگلا حصہ چوتھائی سر کی مقدار میں مجروح ہونے کی وجہ سے اس پر مسح نہ کرسکتا ہو تو جو پٹی اس پر بندھی ہوئی ہے، اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ چھوتائی سر کی مقدار میں پچھلے حصہ پر مسح کرنا فرض ہے۔ (۲)

بچہ کا پانی میں ہاتھ ڈالنا

مسئلہ: ۳۱۔ اگر کسی بچے نے وضوکے پانی میں ہاتھ ڈال دیا اور اس کے ہاتھ میں نجاست لگنے کا یقین نہیں ہے، تو مستحب یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کرے۔ بشرطیکہ دوسرا پانی موجود ہو ورنہ اسی پانی سے وضو کرنا واجب ہے۔ اگر دوسرا پانی ہوتے ہوئے بھی ایسے پانی سے وضو کرلے تو وضو ہو جائے گا۔ (۳)

اوپر سے کسی چیز کا کپڑے یا جسم پر گر جانا جس کے پاک یا نجس ہونے کا علم نہ ہو

مسئلہ: ۳۲۔ اگر اوپر سے کوئی چیز کپڑے یا جسم پر گر جائے جیسا کہ سڑک پر چلتے ہوئے اتفاقاً ہو جاتا ہے۔ اور یہ بظن غالب معلوم نہ ہو کہ وہ چیز طاہر ہے یا نجس؟ تو دھولینا مستحسن ہے۔ اگر بغیر دھوئے نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائیگی۔ (۴)

---

(۱) إذا كان على اليدين قروح لا يقدر على غسلها وبوجهه مثل ذلك تيمم. وإن كان في يديه خاصة غسل ولا تيمم. (شاميه: ۱/۲۸۲/باب التيمم) (وكذا في فتاوى قاضي خان: ۱/۵۷/فصل فيما يجوز له التيمم)

(۲) وان كان الجراحة في جانب راسه لم يجزه الاان يمسح في الجانب الاخر مقدار المسح. (مبسوط: ۱/۷۳)

(۳) اذا أدخل الصبي يده في كوز ماء ولا يعلم على يده قذر فالمستحب ان لايتوضاء به۔ (مبسوط: ۱/۸۶)
وفي فتاوى قاضي خان: الصبي اذا أدخل يده في بئر اوفي الإناء لايتوضأ منه استحسانا مالم ينزح وان لم ينزح وتوضاء جاز. (فصل فيما يقع في البئر ۱/۱۷)

(٤) من سال عليه من موضع شيء لايدري ما هو فغسله أحسن. (مبسوط: ۱/۸۵)

ناپاک کپڑے بدلنے میں شدید مشقت کا سامنا ہو

مسئلہ: ۳۳۔ اگر مریض ناپاک کپڑے پر ہو لیکن بدلنے میں شدید تکلیف ہو تو اسی پر نماز پڑھ لے۔(۱)

معذور شرعی کی تعریف اور حکم

مسئلہ: ۳۴۔ جس شخص کو کوئی ایسا زخم ہو جو ہمہ وقت بہہ رہا ہو یا کچھ کچھ پاخانہ نکلا کرتا ہو جیسا کہ چیچک یا بعض دنبل میں ہوتا ہے۔ یا ہمہ وقت پیشاب کے قطرات یا استحاضہ کا خون ہمہ وقت آتا ہوں یا آشوب چشم کی وجہ سے ہمہ وقت آنکھ سے کیچڑ پانی آتا ہو۔ اگر ان چیزوں میں ایسا تسلسل اور استمرار ہے کہ فرض نماز پڑھنے کی مقدار میں بھی منقطع اور رکتے نہیں۔ تو جب پوری نماز کا وقت اس حالت میں گزر گیا تو ایسا شخص کو شریعت کی اصطلاح میں معذور کہا جاتا ہے۔

اور یہ اس وقت تک معذور کے احکام کے مستحق ہے جب تک کہ ایک نماز کا پورا وقت اس طریق سے نہ گزر جائے کہ اس مرض کا بالکل اثر نہ رہے۔ مثلاً ظہر کے اول وقت کوئی زخم بہنا شروع ہوا اور آخر تک بہتا رہا تو یہ شخص معذور ہو گیا۔ اب عصر کے وقت مثلاً صرف آدھا گھنٹہ بہہ کر بند ہو گیا پھر بھی یہ معذور رہے گا۔ ایک ہفتہ کے بعد مثلاً صبح صادق سے طلوع آفتاب تک زخم بالکل نہ بہا تو اب یہ معذور نہیں ہے۔

معذور کا حکم یہ ہے کہ وقت شروع ہونے کے بعد جب اس نے وضو کر لیا تو جب تک اس نماز کا وقت نہ نکل جائے اس وقت تک فرض، نفل، ادا، قضا جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اس عذر کے علاوہ کسی اور وضو توڑنے والی چیز کا اس سے صدور ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ مثلاً زخم کے سیلان کی وجہ سے معذور ہوا تھا۔

---

(۱) مريض تحته ثياب نجسة إن كان بحال لا يبسط شيء إلا ويتنجس من ساعته يصلي على حاله وكذا إذا لم يتنجس الثاني لكن يلحقه زيادة مشقة بالتحويل. كذا في فتاوى قاضي خان. (هنديه:۱/۱۳۷/ الباب الرابع عشر في صلاة المريض) (وكذا في الشامي:۱/۵۵۷/)

اب اس نے ظہر کے لئے وضو کیا تو کتنا ہی سیلان ہوتا رہے یہ ظہر کے آخر وقت تک وضو نہ کرے گا اسی وضو سے سب نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ البتہ اگر ریح خارج ہوئی یا استنجا کیا یا نکسیر پھوٹی تو ان وجوہ سے وضو ٹوٹ گیا۔ اب بغیر جدید وضو کئے ہوئے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ خوب سمجھ لیجئے۔ (۱)

مریض کے لئے بول یا ریح رکوانا ممکن ہو

تنبیہ:۔ سلسل بول یا ریح والا مریض اگر بہ تکلف روک کر نماز پڑھ سکتا ہو تو اس کو معذور نہ کہیں گے۔ بلکہ واجب ہے کہ بہ تکلف روک کر نماز پڑھے۔ (۲)

معذور کے دوسرے زخم سے خون نکل جائے

مسئلہ:۳۵۔ ایک شخص کے ایک دنبل ہے جس سے ہمہ وقت خون وغیرہ سائل رہتا ہے، اسلئے وہ معذور ہے۔ دوسرے زخم سے بھی خون نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔ کیونکہ معذور یہ شخص پہلے زخم کی وجہ سے ہوا تھا۔ نہ کہ دوسرے کی وجہ سے اسلئے مکرر وضو کرنا ہوگا۔ (۳)

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث ولو حكماً وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض اللام للوقت كما في {لدلوك الشمس} [الإسراء: ۷۸] ثم يصلي به فيه فرضاً ونفلاً فدخل الواجب بالأولى فإذا خرج الوقت بطل. (۱/۵۵۳—۵۵۶/باب الحيض) (وكذا في البحر الرائق: ۱/۲۲۶/باب الحيض)

(۲) (قوله: لا يمكنه إمساكه) أما إذا أمكنه خرج عن كونه صاحب عذر كما يأتي. (ردالمحتار: مطلب في احكام المعذور/۱/۵۵۳) (قوله: وبرده لا يبقى ذا عذر) قال في البحر: ومتى قدر المعذور على رد السيلان برباط أو حشو أو كان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده، وخرج برده عن أن يكون صاحب عذر. (ردالمحتار: ۱/۵۵۷/باب الانجاس)

(۳) (و) المعذور (إنما تبقى طهارته في الوقت) بشرطين (إذا) توضأ لعذره و (لم يطرأ عليه حدث آخر. أما إذا) توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم (طرأ) عليه حدث آخر. بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر (فلا) تبقى طهارته. (ردالمحتار: مطلب في احكام المعذور: ۱/۵۵۸) (وكذا في كبيرى: ۱/۳۳)

معذور کا دوسرا زخم بھی مسلسل بہہ پڑے

مسئلہ :۳۶۔ بصورت مذکورہ(۳۵) اگر دوسرا زخم بھی مسلسل سائل ہوگیا جس کی تفصیلی کیفیت مسئلہ (۳۴) میں مذکور ہے تو اس دوسرے زخم کے سیلان سے بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔(۱)

چیچک کے مریض کا دوسرا دانہ بہہ جانا

مسئلہ :۳۷۔ چیچک کے مریض سے کوئی دانہ اس طریق سے سائل ہوا کہ اس کو طہارت میں معذور قرار دیدیا گیا۔

(جس کی تفصیل مسئلہ :۳۴ میں گزر چکی ہے) پھر دوسرا دانہ سائل ہوا تو وضو ٹوٹ گیا۔ غرض چیچک کا ہر ہر دانہ بمنزلہ مستقل زخم کے ہے۔ اسلئے ہر دانہ کے سیلان سے معذور کا حکم اسی وقت ملے گا جب معذور کی تعریف صادق آوے۔ جو مسئلہ (۳۴) میں بتلائی گئی۔ اگر تعریف صادق نہ آئے تو اس کے سیلان سے وضو ٹوٹ جائیگا۔ جب چیچک وغیرہ کسی مرض میں کئی زخموں سے رطوبت بہتی ہوئی دیکھے اور تقدیم وتاخیر کا فیصلہ نہ کرسکے کہ پہلے کس زخم سے رطوبت بہتی ہوئی دیکھی ہے تاکہ اس وقت سے معذور شمار کرے اور جب تک سب زخم خشک ہو کر پورا ایک وقت نماز کا ختم نہ ہو جائے اپنے آپ کو معذور تصور کرے۔(۲)

---

(۱) والمعذور إنما تبقى طهارته في الوقت بشرطين إذا توضأ لعذره و لم يطرأ عليه حدث آخر. أما إذا توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم طرأ عليه حدث آخر. بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر فلا تبقى طهارته. (ردالمحتار: مطلب فى احكام المعذور ۵۵۸/۱/) (وكذا فى كبيرى:۱/۱۳۳)

(۲) وفي التنوير مع شرحه: توضأ لعذره و (لم يطرأ عليه حدث آخر. أما إذا) توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم (طرأ) عليه حدث آخر. بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر (فلا) تبقى طهارته. وفى الشامي: يشمل من به جدري سال منها ماء فتوضأ ثم سال منها قرحة أخرى فإنه ينتقض؛ لأن الجدري قروح متعددة فصار بمنزلة جرحين في موضعين من البدن أحدهما لا يرقأ لو توضأ لأجله ثم سال الآخر. (۵۵۸/۱/باب الحيض) وفى البحر :إذا سال الدم من أحد منخريه فتوضأ. ثم سال من المنخر الآخر فعليه الوضوء. (۳۷۴/۱/باب الحيض)

ناک کے زخم اور نکسیر کا حکم

مسئلہ :۳۸۔ ناک کا ایک نتھنا اس طریقہ سے سائل ہوا کہ طہارت میں اس شخص کو معذور قرار دیدیا گیا۔ ایسے شخص نے وضو کیا۔ پھر دوسرے سوراخ سے بھی خون یا پانی سائل ہوا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسلئے ناک کا ہر نتھنا مستقل ہے۔(۱)

معذور کا زخم تھوڑی دیر کے لئے رک کر پھر بہہ جاتا ہو

مسئلہ :۳۹۔ ایک شخص کسی ناسور کے ہمہ وقت سیلان کی وجہ سے طہارت میں معذور تھا۔ اس نے استنجا کیا۔ پھر نماز یا تلاوت کے لئے وضو کیا۔ پھر وہ ناسور جو کچھ دیر کے لئے رکا ہوا تھا سائل ہو گیا تو اس کو مکرر وضو کرنا پڑے گا۔ اسلئے کہ سابق وضو ناسور کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔(۲)

معذور کے لئے زخم باندھنے کا حکم

مسئلہ :۴۰۔ معذور کے لئے واجب ہے کہ اگر باندھنا مضر یا تکلیف دہ نہ ہو تو زخم کو باندھ دے۔ تا کہ بقدر امکان نجاست سے بچ سکے۔(۳)

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: توضأ لعذره و (لم يطرأ عليه حدث آخر، أما إذا) توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم (طرأ) عليه حدث آخر، بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر (فلا) تبقى طهارته. وفي الشامي: يشمل من به جدري سال منها ماء فتوضأ ثم سال منها قرحة أخرى فإنه ينتقض؛ لأن الجدري قروح متعددة فصار بمنزلة جرحين في موضعين من البدن أحدهما لا يرقأ لو توضأ لأجله ثم سال الآخر. (۱/۵۵۸/باب الحيض)

وفي البحر: إذا سال الدم من أحد منخريه فتوضأ، ثم سال من المنخر الآخر فعليه الوضوء. (۱/۲۲۳/باب الحيض)

(۲) اذا توضأ صاحب العذر فحدث آخر غير الذى ابتلى به والحدث الذى به صار صاحب عذر منقطع ثم سال فعليه الوضوء لان الوضوء لم يقع لذالك. (كبيرى :۱۳۳)

وفي التنوير مع شرحه: أما إذا) توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم (طرأ) عليه حدث آخر، بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر (فلا) تبقى طهارته. (۱/۵۵۸/باب الحيض)

(۳) وفي التنوير مع شرحه: يجب رد عذره أو تقليله بقدر قدرته- وفي ردالمحتار: ومتى قدر المعذور على رد السيلان برباط أو حشو أو كان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده-(۱/۵۵۸/باب الحيض)

(وكذا في كبيرى :۱۳۳)

معذور کے لئے بہتی ہوئی نجاست روکنا ممکن ہو

مسئلہ: ۴۱۔ اگر باندھنے سے یااور کسی تدبیر سے نجاست کا سیلان منقطع ہو سکتا ہے۔اور وہ تدبیر مریض کے لئے مضر یا شدید تکلیف دہ نہیں ہے۔ تواس تدبیر کاانتظام کرناواجب ہے۔اور یہ شخص اس مسلسل سیلان کی وجہ سے معذور کے حکم کا مستحق نہیں ہوگا۔ خوب سمجھ لو! بکثرت لوگ ناواقفی سے اس کااہتمام نہیں کرتے اسلئے نماز نہیں ہوتی۔ (۱)

زخم کی جگہ کو باندھنے کا حکم

مسئلہ: ۴۲۔ فصد لینے والا اگر فصد کی جگہ کو باندھے توخون رک جائیگا ورنہ سائل رہیگاتویہ معذور نہیں ہے۔ باندھناواجب ہے۔ (۲)

معذور کے کپڑوں کا حکم

مسئلہ: ۴۳۔ معذور کے زخم سے جوخون وغیرہ نکل کر کپڑے کولگ رہاہے۔اگروہ ایک درہم سے کم ہے تو دھونا مسنون ہے۔اگر مساوی ہے تودھوناواجب ہے،اگر زائد ہو جائے تودھونافرض ہے۔ (۳)

مسئلہ: ۴۴۔ اگرزخم کاسیلان اس طریقہ سے ہورہاہے کہ جب کپڑادھوتاہے فوراًدوسراخون لگ جاتاہے۔ اتناموقع نہیں ملتاکہ دھوکر بغیر نجاست لگے ہوئے نماز پڑھ لے توبغیر دھوئے ہوئے نماز پڑھناجائز ہے۔ (۴)

---

(۱) وفي الشامي: ومتى قدر المعذور على رد السيلان برباط أو حشو أو كان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده، وخرج برده عن أن يكون صاحب عذر. (۱/۵۵۸/ باب الحيض) (وكذا في كبيري:۱۳۲)

(۲) الفصيد لايكون صاحب عذر بخلاف الحائض المحتشة-(كبيري:۱/۱۳۲)

(۳) وفي الدر المختار: وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض. (باب النجاسة: ۱/۲۱۶/ دار القلم)

(٤) وفي التنوير مع شرحه: وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي: الصلاة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله. هو المختار للفتوى. (۱/۵۵۶/باب الحيض) (وكذا في كبيري:۱۳۲)

مریض کے لئے کپڑے تبدیل کرنے اور دھونے کا حکم

مسئلہ: ۴۵۔ بصورت مسئلہ (۴۴) اگر دھونے کے بعد اتنا وقت مل سکتا ہے کہ فرض نماز کپڑے کی طہارت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔(۱)

ناک سے خون کا نکلنا

مسئلہ: ۴۶۔ اگر ناک صاف کرتے وقت بستہ خون (جما ہوا منجمد خون) گرے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: ۴۷۔ اگر ناک سے سائل خون آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۲)

چیچڑی کا بدن سے خون چوسنا

مسئلہ: ۴۸۔ اگر چیچڑی (ایک قسم کے خون پینے والے کیڑے کا نام جو اکثر کتے، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کے جسم پر چمٹا رہتا ہے) بدن سے اتنا خون پی لے کہ اگر وہ خون جسم سے نکلتا تو بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اگر اس سے کم پیا تو وضو نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: ۴۹۔ یہی حکم جو مسئلہ (۴۸) میں مذکور ہوا جونک (پانی کا کیڑا جو فاسد خون نکالنے کے واسطے آدمی کے جسم پر لگاتے ہیں) کا بھی ہے۔(۳)

---

(۱) وفي الشامي: لو علمت المستحاضة أنها لو غسلته يبقى طاهرا إلى أن تصلي يجب بالإجماع. (۱/۵۵۷/باب الحيض)

(۲) وفي البحر: ولو استنثر فسقطت من أنفه [illegible]لة دم لم تنقض وضوءه، وإن قطرت قطرة دم انتقض. (۱/۱۵/نواقض الوضو) (وكذا في كبيرى: ۱۳۴)

(۳) وفي ا[illegible] [illegible]كر محمد رحمه الله تعالى في الأصل إذا خرج [illegible] الجرح دم قليل فمسحه ثم خرج أيضاً ومسحه فإن كان الدم [illegible] لو ترك ما قد مسح منه سال انتقض وضوءه وإن كان لا يسيل لا ينتقض وضوءه—القراد إذا مص [illegible]نسان فامتلأ دما إن كان صغ[illegible] لا ينقض وضوءه كما لو مصت الذباب أو البعوض وإن كان كبيرا ي[illegible] وكذا العلقة إذا مصت عضو إ[illegible] حتى ام[illegible]ت من دمه انتقض وضوءه. (۱/۱۱/الفصل الخامس في نو[illegible] ضوء) (وكذا في كبيرى: ۱۳۴)

قے کا کپڑوں کو لگ جانا

مسئلہ:۵۰۔ تھوڑی سی قے جو منہ بھر کر نہیں ہے۔یوں ہی اتنا خون جو سائل نہیں ہے۔اگر کپڑے میں لگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا اگرچہ زیادہ مقدار کپڑے کی ملوث ہو جائے۔(۱)

تھوڑی سی قے یا خون کا پانی میں گر جانا

مسئلہ:۵۱۔ صحیح یہ ہے کہ بصورت مذکورہ (۵۰) اگر یہ قے یا خون ماء قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔(۲)

شرمگاہ سے کیڑا یا سنگریزہ (چھوٹا پتھر) ساقط ہونا

مسئلہ:۵۲۔ اگر مرد یا عورت کے پیشاب یا پاخانہ کی جگہ سے کیڑا یا سنگریزہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۳)

پاخانہ کے راستہ میں کسی چیز کا داخل ہو کر واپس نکلنا

مسئلہ:۵۳۔ پاخانہ کی راستہ سے جو چیز اندر داخل ہوئی جب نکلے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔مثلاً حقنہ دیا گیا پھر صابن تیل وغیرہ باہر آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(یعنی حقنہ کی صورت میں تیل وغیرہ کے باہر آنے سے وضو ٹوٹ جائیگا) مرتب۔(۴)

---

(۱) ما یخرج من بدن الإنسان إذا لم یکن حدثا لا یکون نجسا کالقيء القلیل والدم إذا لم یسل. (هندیة:۱/۱۱/نواقض الوضوء) (وکذا في کبیری:۱۳۳)

(۲) وفي التنویر مع شرحه: وکل ما لیس بحدث أصلا بقرینة زیادة انباء کقيء قلیل ودم لو ترك لم یسل لیس بنجس. (۱/۲۹۴/نواقض الوضوء)

(۳) الدودة إذا خرجت من الدبر فهو حدث وإن خرجت من قبل المرأة والذکر فکذلك وکذلك الحصاة. (هندیه:۱/۱۰/نواقض الوضوء) وفي البحر: خارج من السبیلین وخارج من غیرهما فالأول ناقض مطلقا فتنقض الدودة الخارجة من الدبر والذکر والفرج. (۱/۵۹/نواقض الوضوء)

(٤) ولو احتقن بالدهن ثم سال منه یعید الوضوء. کذا في محیط السرخسي وکل ما وصل إلی الداخل من الأسفل ثم عاد نقض لعدم انفکاکه عن بلة وإن لم یتم الدخول بأن کان طرفه في یده. (هندیة:۱/۱۱/نواقض الوضوء) (وکذا في الشامي: ۱/۳۰۷/کتاب الطهارة)

کان یا ناک سے تیل کا واپس نکلنا

مسئلہ: ۵۴۔ اگر کان میں تیل ڈالا جو کچھ دیر بعد ناک سے یا کان سے باہر نکل آیا تو وضو نہ ٹوٹا۔

تیل کا منہ سے نکل آنا

مسئلہ: ۵۵۔ بصورت مذکورہ (۵۴) اگر منہ سے نکل آیا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۱)

غسل کے بعد ناک سے پانی کا نکلنا

مسئلہ: ۵۶۔ اگر غسل میں کان سے پانی اندر چلا گیا پھر ناک سے نکلا تو وضو نہ ٹوٹا۔ (۲)

کان سے زرد پانی نکلنے کا حکم

مسئلہ: ۵۷۔ اگر کان سے زرد پانی درد کے ساتھ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر بغیر درد نکلا ہے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (۳)

بوجہ بیماری آنکھوں سے آنسو یا پیپ کا بہنا

مسئلہ: ۵۸۔ آشوب چشم کی وجہ سے جو آنسو آنکھوں سے نکلتے ہیں، اگر اپنے تجربہ یا کسی تجربہ کار کے بتلانے یا کسی طبیب حاذق کی تشخیص سے یہ ظن غالب ہو جائے کہ یہ آنسو نہیں ہے بلکہ پیپ ہے یا آنسو ہے مگر مواد پیپ وغیرہ سے ملا ہوا ہے تو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرنا واجب ہے۔

---

(۱) (۵۴-۵۵) وفي الهندية: ولو صب دهناً في أذنه فمكث في دماغه ثم سال من أذنه أو من أنفه لا ينقض الوضوء وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى إن خرج من فمه فعليه الوضوء؛ لأنه لا يخرج من الفم إلا بعدما وصل إلى المعدة وهي محل النجاسة فصار له حكم القيء. كذا في محيط السرخسي. (۱/۱۰/ نواقض الوضو)

(۲) وفي الهندية: ولو دخل الماء أذن رجل في الاغتسال ومكث ثم خرج من أنفه لا وضوء عليه. (۱/۱۰/نواقض الوضو)

(۳) وفي التنوير مع شرحه: (كما) لا ينقض (لو خرج من أذنه) ونحوها كعينه وثديه (قيح) ونحوه كصديد وماء سرة وعين (لا بوجع وإن) خرج (به) أي بوجع (نقض) لأنه دليل الجرح- وفي الشامية: قوله لا بوجع- الظاهر إذا كان الخارج قيحاً أو صديداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علة. نعم هذا التفصيل حسن فيما اذا كان الخارج ماء ليس غير- (كتاب الطهارة: ۱/۱۴۷/ سعيد)

اسلئے یہ شخص بحکم معذور ہے۔ (جس کی تفصیل مسئلہ ۴۴ میں آچکی ہے) اور اگر آنسو میں پیپ وغیرہ کے ہونے میں احتمال ہو تو ظن غالب بطریق مذکور نہ ہو تو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔ (۱)

زخم سے کیڑا گرنا ناقض وضو نہیں

مسئلہ: ۵۹۔ زخم سے جو کیڑے گرتے ہیں وہ ناقض وضو نہیں ہیں۔ (۲)

جماہوا خون کی قے سے وضو کا حکم

مسئلہ: ۶۰۔ اگر خون بستہ (جماہوا) کی قے ہو تو صحیح یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا۔ ہاں اگر منہ بھر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۳)

دردِ سر کی وجہ سے مسح چھوڑنا

مسئلہ: ۶۱۔ دردِ سر کی شدت کی وجہ سے وضو میں اگر سر پر مسح نہ کر سکتا ہو یا غسل واجب ہے لیکن دردِ سر کی شدت کی وجہ سے سر دھو نہ سکتا ہو تو راجح مفتی بہ قول یہ ہے کہ وضو میں سر کے مسح کرنے کی فرضیت ساقط ہو جائیگی۔ اور غسل میں سر کا دھونا ساقط ہو جائے گا۔ (۴)

---

(۱) وفي فتح القدير: في عينه رمد يسيل دمعها يؤمر بالوضوء لكل وقت لاحتمال كونه صديدا. وأقول: هذا التعليل يقتضي أنه أمر استحباب. فإن الشك والاحتمال في كونه ناقضا لا يوجب الحكم بالنقض إذا اليقين لا يزول بالشك والله أعلم. نعم إذا علم من طريق غلبة الظن بإخبار الأطباء أو علامات تغلب ظن المبتلى يجب. (۱/۱۸۵/ فصل في الاستحاضة) (وكذا في الشامي: ۱/۳۰۵/ نواقض الوضوء)

(۲) الدودة الخارجة عن رأس الجرح لا تنقض الوضوء. (هنديه: ۱/۱۱/نواقض الوضوء) (وكذا في الشامي: ۱/۲۸۸/نواقض الوضوء)

(۳) وفي الهندية: وإن كان علقا لا ينقض اتفاقا وإن صعد من الجوف إن كان علقا لا ينقض اتفاقا إلا أن يملأ الفم. (۱/۱۱/نواقض الوضوء) (وكذا في الشامي: ۱/۲۸۹/ نواقض الوضوء)

(٤) وفي التنوير مع شرحه: من به وجع رأس لا يستطيع معه مسحه محدثا ولا غسله جنبا ففي الفيض عن غريب الرواية يتيمم. وأفتى قارئ الهداية أنه يسقط عنه فرض مسحه. (۱/۲۸۲/باب التيمم) (وكذا في البحر: ۱/۲۸۶/باب التيمم)

بارش میں کیچڑ کا کپڑوں کو لگ جانا

مسئلہ: ۶۲۔ موسم بارش میں راستہ کا کیچڑ جس میں نجاست بھی ہوتی ہے اگر جسم یا کپڑے میں لگ جائے اور اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو تو جسم اور کپڑا پاک رہیگا۔ (۱)

راستے کی کیچڑ کا کپڑوں پر لگ جانا

مسئلہ: ۶۳۔ بصورت مذکورہ (۶۲) جس شخص کو عموماً آمدورفت کی ضرورت پڑتی ہو پس اگر نجاست کا اثر غالب بھی ہو (بشرطیکہ عین نجاست نہ ہو) تو نجاست معاف ہے۔ بغیر جسم و کپڑا دھوئے نماز درست ہے۔ (۲)

مسئلہ: ۶۴۔ حکم مذکور (۶۳) چونکہ عذر کی وجہ سے دیا گیا ہے اسلئے جس شخص کی ایسے راستہ میں آمدورفت نہیں رہتی اس کو بغیر دھوئے نماز درست نہیں ہے۔

کیچڑ کا پانی، کھانے کی چیز یا جسم وغیرہ کو لگ جانا

مسئلہ: ۶۵۔ بصورت مذکورہ (۶۳، ۶۲) میں چونکہ طہارت کا حکم ضرورت کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اسلئے اگر پانی یا سیال کھانے میں ایسا ہی کپڑا یا جسم پر لگ جائے تو وہ پانی اور کھانا ناپاک ہو جائے گا۔ خوب سمجھ لو! (۳)

---

(۱) وفي الشامي: ينبغي أنه حيث كان العفو للضرورة، وعدم إمكان الاحتراز أن يقال بالعفو وإن غلبت النجاسة ما لم ير عينها لو أصابه بلا قصد وكان ممن يذهب ويجيء، وإلا فلا ضرورة. (۱/۵۸۳/باب الانجاس) وفي البحر: مشى في الطين أو أصابه لا يجب في الحكم غسله ولو صلى به جاز ما لم يتبين أثر النجاسة. (۱/۴۰۱/ باب الانجاس)

(۲) وفي الشامي: من لا يمر بها أصلا في هذه الحالة فلا يعفى في حقه حتى إن هذا لا يصلي في ثوب ذاك. (۱/۵۸۳/باب الانجاس)

(۳) وفي ردالمحتار: وقد حكى في القنية أيضا قولين فيما لو ابتلت قدماه مما رش في الأسواق الغالبة النجاسة. ثم نقل أنه لو أصاب ثوبه طين السوق أو السكة ثم وقع الثوب في الماء تنجس. (۱/۵۸۳/ باب الانجاس) (وكذا في البحر: ۱/۴۰۹/ باب الانجاس)

نوشادر کا حکم

مسئلہ:٦٦۔ نوشادر (ایک دوا کا نام) اگرچہ نجاست کے دھوئیں سے تیار ہوتا ہے لیکن پاک ہے۔(۱)

ناپاک فرش اور گوبر وغیرہ کے غبار کا پانی میں گرنا

مسئلہ:٦٧۔ ناپاک فرش اور گوبر وغیرہ کے جھاڑنے سے جو غبار اڑتا ہے۔ اگر وہ پانی میں بھی پڑ جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔

ناپاک مٹی کا پانی میں گرنا

مسئلہ:٦٨۔ البتہ اگر ناپاک مٹی پڑ جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔(۲)

گوبر کی راکھ پاک ہے

گوبر وغیرہ کی راکھ طاہر (پاک) ہے۔(۳)

جسم پر تیل لگنے کی صورت میں وضو کا حکم

مسئلہ:٧٠۔ اگر جسم میں تیل لگنے کی وجہ سے پانی بہہ جاتا ہو اور جسم میں اثر نہ کرتا ہو تو صرف پانی بہالینا کافی ہے۔ پانی کا جسم کو تر کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)

---

(١) وفي ردالمحتار: أقول: وأما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر كما يعلم مما مر. (١/٥٨٣/باب الانجاس) (وكذا في الهندية: ١/٤٧/الفصل الثاني في أعيان النجاسة)

(٢) وفي الشامي: لا عبرة للغبار النجس إذا وقع في الماء إنما العبرة للتراب. (١/٥٨٣/ باب الانجاس) (وكذا في الهندية: ١/٢٣/الفصل الثاني فيما يجوز به التوضوء)

(٣) وفي التنوير مع شرحه: لا يكون نجسا رماد قذر وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار. (١/٥٨٣/باب الانجاس) (وكذا في الهندية: ١/٤٣)

(٤) وفي التنوير مع شرحه: ولا يمنع الطهارة ونيم أي خرء ذباب وبرغوث لم يصل الماء تحته وحناء ولو جرمه به يفتى ودرن ووسخ عطف تفسير وكذا دهن ودسومة۔ (١/٢٢٦/كتاب الطهارة)

ناپاک رنگ کپڑوں پر لگ جائے

مسئلہ:۷۱۔ اگر کسی نجاست کا رنگ کپڑے وغیرہ میں اس طرح سے لگ گیا ہو کہ بغیر گرم پانی وصابون کے زائل نہیں ہو سکتا ہے تو گرم پانی اور صابون کا استعمال ضروری نہیں ہے۔(۱)

ناپاک تیل یا گھی جسم یا کپڑوں پر لگ جائے

مسئلہ:۷۲۔ اگر ناپاک تیل یا گھی میں ہاتھ ڈالا یا کپڑے میں لگ گیا پھر ہاتھ یا کپڑا بغیر صابون کے پانی سے دھو دیا لیکن تیل یا گھی کا اثر ہنوز باقی ہے تو ہاتھ اور کپڑا پاک ہو گیا روغن کے اثر کا زائل کرنا ضروری نہیں ہے۔(۲)

بوجہ عذر دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا

مسئلہ:۷۳۔ اگر بائیں ہاتھ میں کوئی دنبل (پھوڑا) وغیرہ ایسا عذر ہو کہ جس کی وجہ سے اس سے استنجا نہ کر سکتا ہو تو بلا کراہت داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا جائز ہے۔(۳)

بوجہ عذر دوسرے سے وضو اور استنجاء کرانا

مسئلہ:۷۴۔ اگر مریض یا مریضہ خود وضو نہ کر سکتا ہو تو دوسرے شخص سے وضو کرانا جائز ہے۔ البتہ اگر خود استنجاء نہ کر سکتا ہو تو اپنے لڑکے، لڑکی، ماں یا کسی اور سے استنجا کرانا جائز نہیں ہے۔ بغیر استنجا کیے ہوئے نماز پڑھ لے۔ ہاں بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو استنجا کرا سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) وإن كانت شيئاً لا يزول أثره إلا بمشقة بأن يحتاج في إزالته إلى شيء آخر سوى الماء كالصابون لا يكلف بإزالته. هكذا في التبيين وكذا لا يكلف بالماء المغلي بالنار. هكذا في السراج الوهاج. (هنديه:۱/۴۲/الفصل الاول فی تطهير الانجاس) (وكذا فی التنوير مع شرحه:۱/۵۹۰/ باب الانجاس)

(۲) وفي الهندية: وإذا غمس الرجل يده في السمن النجس أو أصاب ثوبه ثم غسل اليد أو الثوب بالماء من غير حرص وأثر السمن باق على يده يطهر وبه أخذ الفقيه أبو الليث وهو الأصح. هكذا في الذخيرة. ۱/۴۲/الفصل الاول فی تطهير الانجاس) (وكذا في التنوير مع شرحه:۱/۵۹۰/باب الانجاس)

(۳) وإذا كان باليسرى عذر يمنع الاستنجاء بها جاز أن يستنجي بيمينه من غير كراهة. (هنديه:۱/۵۰/الفصل الثالث فی الاستنجاء) (وكذا في البحر: ۱/۴۲۱/ باب الانجاس)

(۴) وفي الهندية: المرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وعجزت عن الوضوء ولها ابنة أو أخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء. (۱/۵۰/ الفصل الثالث فی الاستنجاء) و كذا في فتاوى قاضي خان:۱/۴۳/فصل فی صفة الوضوء)

بوجہ عذر کھڑے ہو کر استنجاء کرنا

مسئلہ :۷۵۔ اگر کسی بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر استنجانہ کر سکتا ہو تو اس عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر بھی استنجا کرنا جائز ہے۔(۱)

مسئلہ :۷۶۔ ۷۷ مسئلہ (۵۸) میں گزر چکا ہے۔

عضو مخصوص کے نجس ہونے کی صورت میں بیوی سے مباشرت کرنا

مسئلہ :۷۸۔ ذکر اگر نجس ہو خواہ پیشاب لگنے کی وجہ سے یا جماع کرنے کی وجہ سے تو جب تک دھونہ لیا جائے مکرر جماع کرنا جائز نہیں ہے۔

استنجاء پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے کیا ہو

مسئلہ :۷۹۔ اگر استنجاء پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے کیا تھا۔ مثلاً مٹی کپڑا وغیرہ تو اگر پانی مل سکتا ہو تو بلا ذکر دھوئے ہوئے وطی جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر پانی نہ مل سکتا ہو تو بغیر دھوئے ہوئے بھی وطی کر سکتے ہیں۔

مباشرت کے دوران شرمگاہ سے مذی یا منی کا لگ جانا

مسئلہ :۸۰۔ دوران وطی میں اگر عضو باہر نکالا پھر داخل کیا تو اگرچہ مذی و منی کی وجہ سے ذکر نجس ہو چکا ہے۔ لیکن جائز ہے۔

مستحاضہ سے مباشرت کا حکم

مسئلہ :۸۱۔ مستحاضہ سے جماع جائز ہے حالانکہ دم استحاضہ سے ذکر نجس ہو جائے گا۔ یہ وسعت ضرورت کی وجہ سے ہے۔

سلسل بول کے لئے مباشرت کا حکم

مسئلہ :۸۲۔ سلسل بول والا وطی کر سکتا ہے حالانکہ ذکر نجس ہے۔ یہ حکم بھی ضرورت کی وجہ سے ہے۔

---

(۱) ویکرہ أن یبول قائما أو مضطجعا أو متجردا عن ثوبه من غیر عذر فإن کان بعذر فلا بأس به (هندیه:۱/۴۲/الفصل الاول فی تطهیر الانجاس) (وکذا فی التنویر مع شرحه:۱/۶۱۳/باب الاستنجاء)

عضو مخصوص سے خون، پیپ بہنے کی صورت میں مباشرت کا حکم

مسئلہ: ۸۳۔ عضو مخصوص میں کوئی زخم ہو جس سے رطوبت پیپ وغیرہ نکلتا ہو۔ جس کی وجہ سے عضو طاہر نہ رہ سکتا ہو تو بھی وطی جائز ہے۔ یہ بھی مثل سلسل بول وغیرہ کے ہے۔ (۱)

*****

(۱) (۸۲—۸۳) أفتى بعض الشافعية بحرمة جماع من تنجس ذكره قبل غسله إلا إذا كان به سلس فيحل كوطء المستحاضة مع الجريان؛ ويظهر أنه عندنا كذلك لما فيه من التضمخ بالنجاسة بلا ضرورة لإمكان غسله، بخلاف وطء المستحاضة ووطء السلس تأمل. وبقي ما لو كان مستنجيا بغير الماء. ففي فتاوى ابن حجر أن الصواب التفصيل، وهو أنه إن كان لعدم الماء جاز له الوطء للحاجة، وإلا فلا. (ردالمحتار: ۱/۵۴۲/مطلب فى حكم الوطوء المستحاضة ومن بذكره نجاسة) اقول (الشيخ الكبير المفتى عبدالمجيد) وبه علم حكم الجماع بعد الجماع بغير ان يغسل ذكره فافهم فالناس عنه غافلون. نعم لوخرج الذكر من غير انزال فالظاهر انه لاباس به مع ان الذكر نجس للضرورة انتهى عبارة الشيخ. (فى تاييدالعبارة المذكورة آنفا) ظاهره جوازه فى حال سيلانه وان لزم منه تلويث ... ان التلوث بالنجاسة مكروه فالظاهر حمله على ما اذاكان بلاعذر. (ردالمحتار: ۱/۵۴۲/ مطلب فى حكم الوطوء المستحاضة ومن بذكره نجاسة) وفى الهندية: (ودم الاستحاضة) كالرعاف الدائم لا يمنع الصلاة ولا الصوم ولا الوطء. (۱/۳۹/الفصل الرابع فى الاحكام الحيض).

اضافہ شدہ مسائل

معذور ہونے کی شرائط

معذور ہونے اور باقی رہنے کے لیے فقہاء کرامؒ نے مندرجہ ذیل شرائط ذکر فرمائی ہیں۔

۱۔ معذور شرعی ہونے کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ کسی بھی نماز کے پورے وقت میں وضو توڑنے والا وہ عذر مسلسل باقی رہے، یعنی کسی ایک نماز کے وقت میں اتنی دیر بھی عذر بند نہ ہو، جس میں صرف فرض اعضاء دھوسکے، اور فرض و واجب نماز ادا کرسکے، بلکہ وضو سے لیکر نماز سے فراغت سے پہلے وہ عذر پیش آجائے۔

۲۔ ایک دفعہ معذور ہوجانے کے بعد معذور شرعی باقی رہنے کے لیے دوسری نمازوں کے پورے وقت میں مسلسل عذر کا باقی رہنا شرط نہیں بلکہ ایک نماز کے پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی آجائے اور باقی وقت میں بند رہے تو بھی معذور رہے گا۔

۳۔ معذور شرعی کا حکم اس وقت ختم ہوگا جبکہ کسی نماز کا مکمل ایک وقت مثلاً ظہر کا پورا وقت یا عصر کا پورا وقت یا مغرب کا وقت اس عذر سے خالی گزر جائے اور ایک دفعہ بھی عذر نہ پایا جائے تو اب معذور شرعی باقی نہ رہے گا، اس کے بعد بھی اگر وہی عذر لاحق ہو جائے پھر بھی معذور کا حکم نہ ہوگا۔

۴۔ اسی طرح اگر کسی تدبیر یا سبب سے اس عذر کو بند کرنے پر قدرت ہو تو معذور نہیں ہوگا۔(۱)

---

(۱) (عمدۃ الفقہ: ۲۵۳، فتاوی رحیمیہ: ۲/۲۷۲) وفي التنوير مع شرحه: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر في حق الابتداء، وفي حق البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت ولو مرة وفي حق الزوال يشترط استيعاب الانقطاع تمام الوقت حقيقة لأنه الانقطاع الكامل. (۱/۵۵۳۔۵۵۵ باب الحيض)

جس کے دونوں ہاتھ کٹے یا مفلوج ہوں وہ استنجاء کس طرح کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹ چکے ہوں یا فالج کا ایسا اثر ہو کہ پانی، مٹی اور ٹشو پیپر سے پاکی حاصل نہیں کر سکتا تو ایسے عاجز و معذور انسان سے استنجاء اور طہارت کا حکم معاف ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے سے دھلوانے کا مکلف بھی نہیں رہتا۔

لہٰذا اس مقام پر نجاست لگنے کی حالت میں ہی اگر نماز ادا کی تو نماز ہو جائے گی، البتہ اگر مریض کی بیوی ہو اور وہ ہر وقت اس کی صفائی کیلئے تیار و رضامند ہوں اور نجاست مخرج کی (دونوں) جگہ سے بڑھ گئی ہو تو صفائی کرانا واجب ہوگا اس کے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ یہی حکم اس معذور عورت کا ہے، جس کا شوہر اس کی طہارت کے لئے تیار ہو۔ (۱)

جس کے ہاتھ میں رعشہ ہو وہ وضو اور استنجاء کس طرح کرے؟

الف) اگر کسی شخص کے ہاتھ میں اس قدر رعشہ ہو کہ پانی سے اچھی طرح نہ تو استنجاء کر سکتا ہو اور نہ وضو پوری طرح کر سکتا ہو بلکہ کوئی حصہ خشک بھی رہ جاتا ہو تو ایسے شخص کو چاہیے کہ ڈھیلے یا ٹشو پیپر سے استنجاء کرے اور وضو و غسل کے بجائے تیمم کرے بشرطیکہ مریض کے پاس اولاد یا زوجہ یا کوئی خادم نہ ہو جو اس کو وضو و غسل کرا سکتا ہو یا وضو وغیرہ کے لئے نوکر رکھنے کی قدرت نہ ہو۔

ب) لیکن اگر بیوی استنجاء کرانے پر رضامند ہو اور نجاست مخرج کے علاوہ ادھر ادھر پھیل گئی ہو تو ڈھیلے سے استنجاء درست نہ ہوگا، بلکہ بیوی کی مدد سے استنجاء کرنا ضروری ہوگا۔ استنجاء بیوی کے علاوہ کسی اور سے کرانا جائز نہیں، اگر کوئی شخص وضو و غسل کرانے پر رضامند ہو تو اس کی مدد سے وضو اور غسل کرنا واجب ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲/ ۱۵۵) مريض عجز عن الاستنجاء ولم يكن له من يحل له جماعه سقط عنه الإستنجاء لأنه لا يحل مس فرجه إلا لذلك۔ (طحطاوی علی المراقی: ۱/۲/فصل فی الاستنجاء)

(۲) (ماخذہ: مریض کے شرعی احکام: ۳۷) إن وجد خادما: أي من تلزمه طاعته كعبده وولده وأجيره لا يتيمم اتفاقا. وإن وجد غيره ممن لو استعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لا يتيمم أيضا بلا خلاف. (۱/۲۳۳/باب التيمم. فتاوی شامی)

کیا دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے استنجاء کرا سکتا ہے؟

پاخانہ اور پیشاب کی جگہ ستر غلیظ ہے، بیوی کے علاوہ کسی اور کے سامنے اس حصہ کا کھولنا حرام ہے، حتی کہ اگر کسی کو نماز پڑھنی ہو اور اس مقام پر زیادہ نجاست لگی ہے جس کا عام حالات میں دھلنا ضروری ہے لیکن اگر کسی ایسی جگہ ہو کہ دھلنے میں لوگ دیکھ لیں گے تو اس شخص سے طہارت کا حکم ہی ساقط ہو جاتا ہے اور اسی حال میں اس کے لئے نماز پڑھنا درست ہوتا ہے۔

اس شرعی مسئلے کا تقاضا تو یہی ہے کہ بیوی کے علاوہ کوئی دوسرا اس حصہ کو صاف بھی نہیں کر سکتا، لیکن اگر کسی کی بیوی نہیں ہے یا وہ خود خدمت کی محتاج ہے اس سے اس کی صفائی نہیں ہو سکتی جبکہ ان دونوں جگہوں سے اگر ناپاکی کو صاف نہ کیا جائے تو بدبو کے ساتھ ساتھ بیماریوں کے پیدا ہونے کا قوی خطرہ ہے تو اس مجبوری کی حالت میں کسی دوسرے سے اس حصہ کا صاف کرانا جائز ہوگا۔ ہاں اس صورت میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ ہاتھ میں دستانہ وغیرہ پہنے ہو۔(۱)

استنجے کے قطرے کا شبہ ہونا

واضح رہے کہ اگر محض قطرے کا شبہ اور وہم ہو تو اس سے وضو فاسد نہیں ہوتا، نہ نماز میں نقصان لازم آتا ہے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ دیکھنا بھی واجب نہیں، البتہ اگر غالب ظن یہ ہو جائے کہ قطرہ آگیا ہے تو دیکھنا واجب ہے، نماز میں ہاتھ لگا کر دیکھ لے اور خارج صلوۃ کی جس صورت سے آسانی ہو دیکھ لے اور اگر نماز میں قطرہ کا شک ہو گیا ہو غالب ظن نہ ہو تو بعد فراغ از نماز فوراً دیکھ لینا چاہیے، اگر تری کا تیقن ہو جائے تو اعادہ صلوۃ واجب ہے اور ایسے مبتلی کو بعد وضو کے اپنے عضو اور لنگی کو بھگو لینا چاہئے پھر جب تک پیشاب کے قطرہ کا تیقن نہ ہو ہر وہم کو اس پر محمول کرے کہ پانی کی تری ہوگی، جب تک کہ عضو اور کپڑا خشک نہ ہو جائے۔(۲)

(۱) وفي الهندية: وصورة استنجائه أن يلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوأة؛ لأن مس العورة حرام كالنظر إليها. (۱/۱۵۸/الباب الحادی و لعشرون/الفصل الثانی فی الغسل) وفی الشامية: لكن قدمنا أن ظاهر المذهب أنه لا يجوز له التيمم إن كان لو استعان بالزوجة تعينه وإن لم يكن ذلك واجبا عليها. (۱/۲۳۳/باب التيمم)

(۲) (امداد الاحکام: ۱/۳۲۹)

تعویذ والی انگوٹھی پہن کر استنجاء خانہ جانا

اگر انگوٹھی میں اللہ کا نام ہو یا کسی آیت وغیرہ کی تختی گلے میں ہو، جو تختی غلاف سے خالی ہو، تو چاہیے کہ استنجاء خانہ جاتے وقت ان اشیاء کو باہر نکال کر رکھ دیں، یا کم از کم جیب میں رکھ لیں کھلی حالت میں استنجاء خانہ لے جانا تقاضہ ادب کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔(۱)

پیشاب کے بعد جس کو قطرہ آتا رہتا ہو وہ کب معذور ہوگا؟

اگر کسی کو پیشاب کے بعد قطرے آتے رہتے ہو تو اگر نماز کا پورا وقت اس حال میں گزر جائے کہ برابر قطرے آتے رہے اور اتنی مہلت نہ مل سکے کہ وضو کرکے نماز پڑھ سکے تو یہ معذور کے حکم میں ہوگا، لیکن اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر معذور شمار نہ ہوگا۔(۲)

ہاتھ کٹا شخص وضو اور استنجاء کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں اور وہ بول و براز کے بعد مخرج کو اپنے ہاتھ سے پاک کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ شخص کسی دوسرے سے طہارت حاصل کروانے کا شرعاً مکلف نہیں ہے، بلکہ طہارت کے بغیر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ (ہاں اسکی بیوی یا باندی یہ خدمت انجام دے کر مستحقِ اجر و ثواب ہو سکتی ہے، تاہم بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا) ایسی مجبوری کی حالت میں اگر ممکن ہو تو صرف چہرے کو پاک دیوار وغیرہ پر لگا کر مسح کرکے تیمم کرلے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو ویسے ہی نماز پڑھ لے۔(۳)

---

(۱) ویکرہ ان یدخل فی الخلاء ومعہ خاتم علیہ اسم اللہ تعالی. أو شیئ من القرآن. (ھندیۃ: ۱/۵۰)

وفی الشامي: ونزع خاتم علیہ اسمہ تعالیٰ او اسم نبیہ حال الاستنجاء. (مطلب: فی تیمم مندوبا الوضوء: ۱/۲۶۸) (کتاب الفتاویٰ؛ ۲/۹۳)

(۲) إن استوعب عذرہ تمام وقت صلاۃ مفروضۃ بأن لا یجد في جمیع وقتھا زمنا یتوضأ ویصلي فیہ خالیا عن الحدث. (التنویر مع شرحہ: باب الحیض؛ ۱/۵۵۳ مکتبہ رشیدیہ)

(۳) (کتاب المسائل: ۱/۲۱۱)

مقطوع الیدین والرجلین إذا کان بوجھہ جراحۃ یصلي بغیر طھارۃ ولا یتیمم ولا یعید علی الأصح وبھذا ظھر أن تعمد الصلاۃ بلا طھر غیر مکفر فلیحفظ وقد مر وسیجيء في صلاۃ المریض. قولہ إذا کان بوجھہ جراحۃ وإلا مسحہ علی التراب إن لم یمکنہ غسلہ. (رد المحتار: ۱/۲۷۵ مکتبہ رشیدیہ)

نماز کی حالت میں قطرے آنے کا حکم

اگر کوئی شرعی معذور نہ ہو تو جو نمازیں قطرے آنے کی حالت میں یا قطرے آنے کے بعد بغیر وضو کئے ناپاک کپڑے سے (جبکہ مقدارِ عفو سے زائد ہو) پڑھی ہوں، ان سب کا اعادہ ضروری ہے۔ ایسی صورت میں (غیر معذور) قطرہ آنا ناقض وضو ہے، قطرہ کے لئے مستقل کپڑا رکھیں، نماز کے وقت اس کو الگ کر دیا کرے یا نماز کے لئے مستقل لنگی رکھیں، اگر اتفاقاً وہ ناپاک ہو جائے تو پاک کر لیں۔(۱)

درس اور سبق کے دوران قطرے آنے کا حکم

اگر درس اور سبق کے دوران قطرے آنے کا مسئلہ ہو اور وضو کے لئے جانے کی صورت میں سبق فوت ہونے کا خطرہ ہو تو اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ سبق کے لئے پاک رہنا ضروری نہیں، قرآن کریم کو بلاوضو ہاتھ نہ لگائیں اور ضرورت پیش آئے تو رومال سے پکڑ لیں، کتاب میں گنجائش ہے، احتیاط کرنا چاہیں تو کتاب کو بھی رومال سے پکڑلیں، وضو میں سبق کے وقت زحمت ہو اور بغیر وضو کتاب سمجھ میں نہ آئے تو تیمم کی گنجائش ہے، زیادہ تشویش میں نہ پڑیں۔(۲)

کبھی قطرے آجائیں اور کبھی نہیں تو کیا کیا جائے؟

جس شخص کو کبھی قطرے آتے ہو اور کبھی نہیں تو نماز کے دوران قطرہ آنے سے نماز ٹوٹ جائے گی، فوراً نیت توڑ کر وضو کرنا چاہئے اور کپڑا بھی پاک کرنا چاہئے۔ اسلئے کہ معذور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ایک نماز کا مکمل وقت اسطرح گزر جائے کہ عذر مسلسل جاری رہے اور درمیان میں اتنا وقفہ بھی نہ ملے جس میں وضو کرکے وقتیہ نماز ادا کرسکے۔(۳)

---

(۱) ولو صلى مع هذا الثوب صلوات ثم ظهر أن النجاسة في الطرف الآخر يجب عليه إعادة الصلوات التي صلى مع هذا الثوب. (خلاصة الفتاوى: ۱/۴۰/ الفصل السادس في غسل الثوب)

(۲) (فتاوىٰ محموديه؛ ۵/۲۲۰)

ولو صلى مع هذا الثوب صلوات ثم ظهر ان النجاسة فى الطرف الآخر . يجب عليه اعادة الصلوات التى صلى مع هذا الثوب۔ (۱/۴۰؛ خلاصة الفتاوى: الفصل السادس فى غسل الثوب)

(۳) والمعذور من لا يمضي عليه وقت صلاة إلّا والّذي ابتلى به يوجد فيه. (ملتقى الابحر : ۱/۸۳؛ دار الكتب العلمية. بيروت)

اگر چھینک یا کھانسی پر پیشاب کے قطرات آجائیں

اگر کسی کو چھینک آنے پر، کھانسی کرنے پر یا وزن اٹھانے پر پیشاب کے قطرات آتے ہو، تو اس کی وجہ سے وضو واجب ہوگا، ایسے شخص کو چاہیے کہ نماز سے پہلے یا قرآن کو چھونے سے پہلے وضو کرلے، البتہ زبانی قرآن پاک پڑھنے سے پہلے وضو کرنا ضروری نہیں، اگر پیشاب کے قطرات ہتھیلی کی گہرائی کے برابر پھیل گئے ہوں، تو کپڑے کے آلودہ حصہ کو بھی دھونا واجب ہوگا، اگر اس سے کم ہو تو واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔(۱)

بیت الخلاء میں ایسی چیز لے جانا جس پر اللہ پاک یا کسی نبی کا نام یا قرآنی آیت لکھی ہو

بیت الخلاء جاتے وقت افضل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کا نام ہو، یا کوئی قرآنی آیت وغیرہ لکھی ہوئی ہو تو اس کو باہر رکھ کر اندر داخل ہو، تاہم اگر ایسی کوئی چیز کسی کپڑے وغیرہ میں چھپی ہوئی ہو تو اس کے اندر لے جانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر کوئی ایسی چیز جس پر اللہ تعالیٰ یا کسی نبی یا قرآنی آیت یا اور کوئی معظم نام جیسے احمد، عزیز وغیرہ لکھا ہو، اور وہ کسی کپڑے وغیرہ میں چھپی ہوئی نہ ہو بلکہ ظاہر ہو تو اس کا بیت الخلاء کے اندر لے جانا مکروہ ہے۔(۲)

*****

---

(۱) (کتاب الفتاویٰ؛ ۲/۷۳)

وفي الدر المختار: (وعفا) الشارع (عن قدر درهم) وإن كره تحريما، فيجب غسله، وما دونه تنزيها فيسن، وفوقه مبطل وهو مثقال كثيف وعرض مقعر الكف. (الدر المختار/ باب الانجاس ۱/۵۱۷/مكتبه رشيديه)

(۲) لما في الهندية(۱/۵۰): ويكره ان يدخل في الخلاء ومعه خاتم عليه اسم الله تعالیٰ أو شيئ من القرآن۔

وفي رد المحتار(۱/۶۱۵ فصل الاستنجاء/مكتبه رشيديه): (تتمه) إذا أراد أن يدخل الخلاء ينبغي أن يقوم قبل ان يغلبه الخارج ولا يصحبه شيئ عليه اسم معظم ولا حاسر الرأس۔

معذور کا وضو (اضافہ شدہ مسائل)

کیا عورت پر شوہر کو وضو کرانا واجب ہے؟

اگر شوہر یا بیوی کسی بھی عذر کی وجہ سے وضو کرنے پر قادر نہ ہو تو ایک کا دوسرے کو وضو کرانا قانوناً واجب نہیں کہ ان کو مجبور کیا جائے۔ البتہ اگر ان میں کوئی ایک دوسرے کو وضو کرانے پر بخوشی رضامند ہوں تو وضو کرنا فرض ہوگا اور تیمم کرنا جائز نہ ہوگا۔ (۱)

ناپاک دواء لگانے کے بعد اگر پانی کا استعمال مضر ہو

جس دوا میں سور کی چربی وغیرہ ہو اس کا استعمال اس وقت تک جائز نہیں جب حکیم حاذق مسلم یہ نہ کہہ دے کہ مریض کے لئے شفاء اسی دوا میں ہے، اور کوئی دوا نافع نہ ہوگی، اور اس صورت میں اگر دھونا مضر ہو تو عضو نجس کو کھول کر اس پر مسح کرے اور کھولنا بھی مضر ہو تو پٹی پر مسح کرے یعنی بھیگا ہاتھ اس پر پھیر لے اور یہ مسح اس وقت تک کافی ہے، جب تک عضو صحت یاب نہ ہو، البتہ اگر پٹی کو بدلتے ہوئے ہر دفعہ نیا مسح کر لیا کرے تو احوط ہے، اور اگر یہ عضو اعضاء وضو میں سے ہو تو ہر وضو کے وقت مسح لازم ہوگا اور تیمم بعد الوضو سے کچھ نہیں ہوگا، اس کی کچھ ضرورت نہیں، بلکہ لغو ہوگا، اور اگر شفاء اس دواء میں منحصر نہ ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں، کوئی ایسی دوا استعمال کرے جس کے اجزاء طاہر ہوں۔ (۲)

---

(۲) (عمدۃ الفقہ: ۲/۲۰۸)

والزوجة لما لم يكن عليه أن يعاهدها في مرضها فيما يتعلق بالصلاة لا يجب عليها ذلك إذا مرض. فلا يعد قادرا بفعلها. اهـ لكن قدمنا أن ظاهر المذهب أنه لا يجوز له التيمم إن كان لو استعان بالزوجة تعينه وإن لم يكن ذلك واجبا عليها. (ردالمحتار: ۱/۲۳۳/سنن التيمم)

(۲) (امداد الاحکام: ۱/۳۳۹)

اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع كما في رضاع البحر. لكن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوي: وقيل يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتوى. (الدر المختار ۱/۲۱۰ مكتبه رشيديه)

دوا اس طرح چمٹ جائے کہ چھڑانا ممکن نہ ہو

اگر کسی زخم پر دوا یا روئی اس طرح چمٹ جائے کہ اس کا چھڑانا ممکن نہ ہو بلکہ چھڑانے میں خون بہنے کا قوی اندیشہ ہو تو اس صورت میں اس پر پانی بہالینا کافی ہے۔ اور اگر پانی بہانا بھی نقصاندہ ہو تو مسح کرلینا کافی ہے، البتہ جس حصے سے چھڑانے میں کوئی نقصان نہ ہو تو اس حصہ سے چھڑانا واجب ہے۔ (یعنی الگ کرنا واجب ہوگا) (۱)

چپکی ہوئی دواء بعد میں چھوٹ جائے

روئی یا دوا خشک ہو کر اس طرح چپک گئی کہ بغیر نقصان کے چھڑانا ممکن نہ رہا۔ اس صورت حال میں اس نے وضو یا غسل میں اس پر پانی بہالیا یا مسح کرلیا، پھر نماز پڑھنے کے بعد یا اس سے پہلے باآسانی چھوٹ گئی تو اس حصہ پر پانی بہالینا کافی ہوگا نماز پڑھ لینے کی صورت میں لوٹانے کی حاجت نہیں۔ (۲)

مصنوعی دانتوں کا حکم

مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مستقل طور پر لگا دیے جائیں اور پھر ان کو آسانی سے نکالا نہ جاسکے۔

دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ حسبِ ضرورت ان کا استعمال کیا جائے اور حسبِ ضرورت نکالا لیا جائے۔

پہلی صورت میں یہ مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا حکم اصل دانتوں ہی کا ہوگا۔ وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا اور غسل میں فرض..........

---

(۱) (المستفاد امداد الاحکام؛ ۱/۳۳۵) "ولو ضره غسل شقوق رجليه جاز" أي صح "إمرار الماء على الدواء الذي وضعه فيها" أي الشقوق للضرورة "ولا يعاد الغسل" ولو من جنابة "ولا المسح" في الوضوء." (طحطاوی علی المراقی الفلاح:۳۱)

(۲) (امداد الاحکام؛ ۱/۳۳۵)

وكذا الحكم لو سقط الدواء أو برئ موضعها ولم تسقط وينبغي تقييده بما إذا لم يضر إزالتها. فإن ضره فلا. (۱/۵۱۹/تنویر الابصار؛ باب المسح علی الخفین)

دانت نکالنے اور تہہ تک پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرامؒ نے اس طرح دانت لگانے یا سونے چاندی کے تاروں سے کسنے کی اجازت دی ہے۔ اب ظاہر ہے اس اجازت کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کے اندرونی حصوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ورنہ اجازت بڑی پریشان کن بھی ہوگی اور بے معنی بھی۔ جبکہ دوسری صورت میں اس کی حیثیت ایک زائد چیز کی ہوگی، یعنی غسل اسی وقت درست ہوسکے گا جب اس کو نکال کر اصل جسم تک پانی پہنچ جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو غسل درست نہ ہوگا۔ (۱)

دانتوں کو سونا، چاندی یا پتھر وغیرہ سے بھر دینا

دانتوں میں کیڑا لگ جانے کی وجہ سے اگر کوئی علاج مستقل مفید نہ ہو اور ڈاکٹر نے چاندی بھر دینے کا کہا ہو تو اس صورت میں وضو میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔ ہاں غسل میں اشکال ہوسکتا ہے کیونکہ غسل میں منہ دھونا فرض ہے۔ لیکن فقہاء کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ مواضع ضرورت میں نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔ چنانچہ علامہ محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ "شریعت کا ضابطہ ہے کہ بغرضِ علاج بدن کے کسی بھی حصہ میں کوئی چیز اس طرح لگا دی جائے کہ اس کا نکالنا ناممکن یا مشکل ہو تو وہ حصہ بدن کے حکم میں ہوتا ہے، چنانچہ دوسرے اعضاء کی طرح وضو غسل میں صرف اس کے اوپری حصے پر پانی بہالینا کافی ہوتا ہے۔"

لہٰذا دانتوں کی تکلیف سے بچنے کے لئے اور اس کی حفاظت کے لئے سونا، چاندی، سیمنٹ وغیرہ سے سوراخوں کو جو بند کر دیا جاتا ہے اور جس سے بوقت وضو و غسل اندر پانی نہیں پہنچتا تو چونکہ وہ دانت کا حصہ بن چکا ہے، اس لیے اوپر پانی کا پہنچ جانا کافی ہوگا۔ (۲)

(۱) (جدید فقہی مسائل:۱/۹۳)

وفی الشامیۃ: الاصل وجوب الغسل الا انہ سقط للحرج. (۱/۱۵۳/ابحاث الغسل)

(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۲/۴۳)، (فتاوی رحیمیہ: ۹/۲)

لا یجب غسل مافیہ حرج کعین وان اکتحل بکحل نجس. (التنویر مع شرحہ:۱/۲۴۳/کتاب الطہارۃ)

وفی الہندیۃ: والصرام والصباغ ما فی ظفرھما یمنع تمام الاغتسال وقیل کل ذلک یجزیھم للحرج والضرورۃ، ومواضع الضرورۃ مستثناۃ عن قواعد الشرع. (۱/۱۳/الفصل الثانی فی الغسل)

وفی الشامیۃ: الاصل وجوب الغسل الا انہ سقط للحرج۔ (۱/۱۵۳/ابحاث الغسل)

رنگ ساز وغیرہ کے جسم پر رنگ کی وجہ سے وضو اور غسل کا حکم

رنگ ساز اور اسی طرح جو لوگ مختلف قسم کے کام کرتے ہیں اگر کام کاج کے دوران ہاتھ پاؤں وغیرہ میں رنگ یا کوئی دلدادہ (لیسدار) چیز مثلاً ایلفی، بونڈ، گلو وغیرہ لگ کر اعضاء وضو پر اس کی تہہ جم گئی ہو اور اس کی وجہ سے پانی جلد تک نہیں پہنچ پاتا تو وضو اور غسل کی صحت کے لیے ایسے چیز کا ہر حال میں جسم سے صاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر وہ چیز پانی کے ساتھ مل جاتی ہے اور وہ پانی کو جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا تو ایسی چیز کو اگر صاف نہ بھی کیا جائے تو بھی وضو اور غسل درست ہو جائے گا۔ اور اگر ناخن میں سرایت کر چکا ہے اور اس کو صاف کرنا اذیت سے خالی نہیں اور اچھی طرح صفائی کے باوجود بھی رنگ ناخنوں میں برقرار ہے، تو حرج و اذیت کی وجہ سے وضو اور غسل درست ہو جائیں گے اور اگر ناخن طویل ہیں تو ان کو لازمی طور پر کاٹ لیا جائے۔(۱)

اگر موزے اتارنے سے ضرر لاحق ہوتا ہو

اگر کسی شخص نے ایسے موزے یا جوتے پہن رکھے ہیں کہ جن پر مسح کرنا جائز نہیں، یا ان پر مسح کرنا تو جائز تھا، مگر ان پر مسح کی مدت ختم ہو چکی ہے، لیکن پاؤں سے ان کو اتارنے کی صورت میں دونوں یا ایک پاؤں کے خراب یا ضائع ہونے کا ڈر ہے، جیسا کہ فوجیوں کے فل بوٹ ہوتے ہیں، اور برفانی علاقوں میں خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔

یا مثلاً کوئی شخص ایسے برفستان میں ہے کہ اگر وہاں پاؤں سے موزے اتارے جائیں تو سردی کی وجہ سے پاؤں خراب یا بے کار ہونے کا قوی اندیشہ ہے ....

(۱) (کما فی الهندیة؛۴/۱/) وماتحت الاظافیر من اعضاء الوضوء حتی لو کان فیه عجین یجب ایصال الماء الی ما تحت هکذا فی الخلاصة و اکثر المعتبرات... سئل ابو القاسم عن وافر الذی یبقی فی اظفاره الدرن او االذی یعمل عمل الطین والمراة التی صبغت اصبعها بالحناء او الصران او الصبغ قال کل ذالک سواء یجزیهم وضو ئهم اذلا یستطاع الا متناع عنه الا بحرج والفتوی علی الجواز من غیر فصل بین المدنی والقروی کذا فی الذخیره۔

تو ایسی صورت میں موزے زخم پر بندھی ہوئے پٹی کے حکم میں ہو جاتے ہیں کہ جب تک زخم ٹھیک نہ ہو پٹی پر مسح کرتے رہنا درست ہوتا ہے، لہٰذا مذکورہ بالا صورت میں وضو کے دوران ان کے اوپر سے مسح کرنا جائز ہے۔ (۱)

جو عضو کاٹ دیا گیا ہو اس کے دھونے کا حکم

جب کسی کا ایسا عضو کاٹ دیا جائے، جس کا وضو یا غسل میں دھونا ضروری تھا تو اگر وہ مکمل کاٹ دیا گیا ہو تو اس کے دھونے کا حکم ختم ہو جاتا ہے تاہم اگر اس کا کچھ حصہ باقی ہو اور وہ فرض دھونے کی حدود میں داخل ہو تو اس باقی ماندہ حصہ کا دھونا ضروری ہوگا۔ (۲)

انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا حکم

انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا دارومدار خون کے نکلنے پر ہے، لہٰذا خون کے نکلنے یا نکالنے سے وضو ٹوٹنے کا ضابطہ معلوم ہونا چاہئے، اور وہ یہ ہے کہ:

اگر خون اتنی مقدار میں نکلا کہ اس کو اپنے محل میں یونہی چھوڑ دیا جاتا تو بہہ جاتا، تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر اتنی مقدار میں نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، اس تفصیل کو سامنے رکھ کر انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ ملاحظہ ہو:

انجیکشن تین طرح کے دیے جاتے ہیں:

(۱) وریدی انجیکشن جو رگ میں دی جاتی ہے، جس کو (intevenos) کہتے ہیں۔

---

(۱) (مأخذه: مریض کی نماز: مؤلف مفتی رضوان: ۲۷۲)

وفي معراج الدراية ولو مضت، وهو يخاف البرد على رجله بالنزع يستوعب بالمسح كالجبائر اهـ فأفاد الاستيعاب وأنه ملحق بالجبائر لا جبيرة حقيقة۔ (البحر الرائق؛ ۱/۱۸۷/المسح على الخفين)

(۲) (المستفاد: مریض کی نماز؛ مؤلف مفتی رضوان؛ ۲۷۲)

واتفقوا على انه اذا قطع محل الفرض بكماله او اكثر منه لم يجب عليه شئ، وذهبوا إلى انه بقي شئ من محل الفرض وجب غسله اذا كان مما يغسل ومسحه اذا كان مما يمسح۔ (الموسوعة الفقهيه: ۲۹/۲۳۹)

ولو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شيء سقط الغسل، ولو بقي وجب. (الدر المختار، ۱/۲۳۹، كتاب الطهارة۔ مكتبه رشيديه)

(۲) عضلاتی، جو گوشت میں لگائی جاتی ہے، جس کو (muscullag) کہتے ہیں۔
(۳) جلدی، جو انجیکشن چمڑے میں لگائی جاتی ہے، جس کو (subquitenius) کہتے ہیں۔
جب ڈاکٹر وریدی انجیکشن دیتے ہیں تو اس کی سوئی کے ذریعہ جب تک خون سرنج میں کھینچ نہیں لیتے اس وقت تک دوا بدن میں داخل نہیں کرتے، چوں کہ وہ خون بہنے کے بقدر ہوتا ہے اس لئے وریدی انجیکشن سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ یہی حکم بلڈ ٹیسٹ کا ہے۔

البتہ عضلاتی اور جلدی انجیکشن میں عموماً خون نہیں نکالا جاتا، اس لئے اس انجیکشن سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ انجیکشن کے بعد اس مقام سے بہنے کی بقدر خون نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

اسی طرح اگر معمولی مقدار میں خون نکلتا رہا اور بار بار روئی کے پھائے سے پوچھتا رہا، یا وہاں پر پھایہ رکھ دیا تو چونکہ وہ بہنے کے بقدر ہو جاتا ہے، اس لئے اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

حاصل یہ ہے کہ جو انجیکشن رگ میں لگایا جاتا ہے، اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ رگ میں سوئی پہنچنے کا تحقق اس وقت ہوتا ہے جب کہ خون سرنج میں آجائے، اور جب تک خون سرنج میں نہیں آتا اس وقت تک دوا جسم میں داخل نہیں کی جاتی۔

البتہ جلد یا گوشت میں لگائے جانے والے انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا مدار خون نکلنے پر ہے، پس اگر جسم میں سوئی داخل کرتے یا نکالتے وقت قطرہ بھر یا اس سے زیادہ خون نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا، وگرنہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۱)

---

(۱) (نظام الفتاوی: ۱/۴۴)

و في الشامية: لو مص العلق او القراد الكبير وامتلأ دما فإنه ناقض كما سيأتي متنا فالأحسن ما في النهر عن بعض المتأخرين من أن المراد السيلان و لو بالقوة: أي فإن دم الفصد و نحوه سائل إلى ما يلحقه حكم التطهير حكما. تأمل. (۱/۱۳۴، دار الفكر)

اما العلق إذا مصت العضو حتى امتلئت قليلا بحيث لو سقطت وشقت لسال منها الدم انتقض الوضوء و إن مصت قليلا بحيث لو شقت لم يسل لا ينتقض. (كبيري ۱/۱۳)

و إذا فصد و خرج منه دم كثير و لم يتلطخ رأس الجرح فإنه ينقض. (كبيري: فصل في نواقض الوضوء ۱/۱۲۹)

نالی والے مریض کا جو ناپاک پانی منہ یا جسم کے کسی بھی حصے سے خارج ہو، وہ ناقض وضو ہے

pleural fluid اس پانی کو کہتے ہیں جو پھیپھڑے اور چھاتی کے درمیانی خلاء میں بھر جاتا ہے اس کی وجہ سے مختلف بیماریاں ہوتی ہیں۔ یہ پانی دو قسم کا ہوتا ہے، ایک زردی مائل اور دوسرا سرخی مائل ہوتا ہے، اس میں خون کی آمیزش ہوتی ہے۔ ascetic fluid اس پانی کو کہتے ہیں جو پیٹ میں پڑ جاتا ہے یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زردی مائل اور دوسرا سرخی مائل ہوتا ہے، سرخی مائل پانی میں خون کی آمیزش ہوتی ہے۔

(الف) کیا Pleural fluid پاک ہے؟

(ب) کیا Pleural fluid نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(ج) کیا زردی مائل اور سرخی مائل Pleural fluid دونوں کے احکامات ایک ہیں؟

(د) کیا Ascitic fluid پاک ہے؟

(ہ) کیا Ascitic fluid کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

(ز) کیا Ascitic fluid سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

(ح) کیا زردی مائل اور سرخی مائل Ascitic fluid دونوں کے احکامات ایک ہیں؟

(ط) کیا پھیپھڑوں اور چھاتی کے درمیانی خلاء میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا؟

(ی) اگر بلغم کے ساتھ خون کی آمیزش ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا؟

جن پانیوں کے بارے میں آپ نے تفصیل لکھی ہے، چونکہ آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ پانی کس راستے سے خارج ہوتے ہیں۔ آیا پیشاب پاخانے کے راستے خارج ہوتے ہیں یا منہ سے خارج ہوتے ہیں یا جسم کے کسی اور حصے مثلاً زخم وغیرہ کے راستے خارج ہوتے ہیں یا جسم کے اندر ہی رہتے ہیں، لہٰذا ان سب امور کے بارے میں اصولی جواب یہ ہے کہ اس قسم کے پانی جب تک جسم کے اندر موجود ہوں تو وضو وغیرہ کے لئے ناقض نہیں ہیں لیکن اگر پیشاب پاخانہ کی جگہ سے نکل جائیں یا جسم کے کسی اور حصے سے خارج ہو کر اپنی جگہ سے بہہ جائیں تو وضو ٹوٹ جائے گا اور بلغم کا حکم یہ ہے کہ صرف بلغم سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر بلغم کے ساتھ خون آئے تو خون اگر بلغم پر غالب ہو

تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر بلغم غالب ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۱)

نیز واضح ہو کہ ان اشیاء کے خارج ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر کسی نے زبردستی خود منہ بھر کر قے کی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ قے بلغم کی نہ ہو۔ (۲)

کان سے پیپ نکلنے سے ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا

کان سے پانی اگر کسی بیماری یا زخم وغیرہ کی وجہ سے نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور بغیر کسی بیماری کے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ کان سے پیپ نکلنے کی صورت میں ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۳)

---

(۱) في الدر المختار: وينقضه خروج منه كل خارج نجس بالفتح ويكسر منه أي من المتوضئ الحي معتادا أو لا، من السبيلين أو لا إلى ما يطهر ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفي غيرهما عين السيلان ولو بالقوة الخ- وفي الشاميه: (قوله: كل خارج) لعل فائدته التعميم من أول الأمر لئلا يتوهم اختصاص النجس بالمعتاد أو الكثير تأمل- (۱/۱۳۲)

وفيه أيضا: لا ينقضه قيء من بلغم على المعتمد أصلا إلا المخلوط بطعام فيعتبر الغالب، ولو استويا فكل على حدة و ينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكما للغالب أو ساواه احتياطا لا ينقضه المغلوب بالبزاق- (۱/۱۳۸)

(۲)(ماخذه: جدید مڈیکل کے مسائل:۵۱)

في الهنديه: اذا قاء او استقاء ملء الفم او دونه عاد بنفسه او اعاد او خرج فلافطر على الاصح الا فى الاعادة والاستقاء بشرط ملء الفم هكذا فى النهر الفائق هذا كله اذا كان القيئ طعاما او ماءً او مرة فان كان بلغماً فغير مفسد للصوم الخ- (۱/۲۰۴)

(۳) قال ابن عابدين رحمه الله تعالى تحت قوله: (قوله: لا بوجع) تقييد لعدم النقض بخروج ذلك، وعدم النقض هو ما مشى عليه الدرر والجوهرة والزيلعي معزيا للحلواني. قال في البحر: وفيه نظر. بل الظاهر إذا كان الخارج قيحا أو صديدا لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علة، نعم هذا التفصيل حسن فيما إذا كان الخارج ماء ليس غير. اهـ.

وأقره في الشرنبلالية. وأيده بعبارة الفتح الجرح والنفطة وماء الثدي والسرة والأذن إذا كان لعلة سواء على الأصح اهـ فالضمير في كان للماء فقط فهو مؤيد لكلام البحر. -

چہرہ وغیرہ کی سرجری میں وضو اور غسل کا حکم

بعض اوقات چہرے وغیرہ کی سرجری کروانی پڑتی ہے مثلاً کسی حادثے میں زخمی ہوگیا اور چہرے پر بدنما داغ اور نشانات پڑ گئے۔ ایسی صورت میں شرعاً سرجری کروانا جائز ہے اور اس کے ساتھ وضو اور غسل بھی درست ہے، کیونکہ سرجری کا حکم اصل بدن والا ہے۔(۱)

پیشاب کی نلکی سے پیشاب نکلے تو وضو کا حکم

اگر کسی شخص کا آپریشن کیا جائے اور پیشاب کے باہر نکلنے کے لئے خصوصی نلکی لگا دی جائے جس سے پیشاب آتا رہے تو اس نلکی سے پیشاب آنا ناقض وضو ہے۔ کیونکہ نجاست متعینہ مقام سے نکلے یا کسی اور جگہ سے بہر حال ناقض وضو ہے، البتہ اگر مسلسل اس سے پیشاب آتا رہے اور روکنے کی قوت ختم ہو جائے تو وہ معذور کے حکم میں ہوگا اور ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرنے کے بعد جب تک اس کے علاوہ کوئی اور ناقض وضو پیش نہ آجائے یا نماز کا وقت نہ گزر جائے ....

- وفيه إشارة إلى أن الوجع غير قيد بل وجود العلة كاف. وما بحثه في البحر مأخوذ من الحلبة، واعترضه في النهر بقوله لم لا يجوز أن يكون القيح الخارج من الأذن عن جرح برئ، وعلامته عدم التألم فالحصر ممنوع اهـ: أي الحصر بقوله لا يخرجان إلا عن علة. وأنت خبير بأن الخروج دليل العلة ولو بلا ألم. وإنما الألم شرط للماء فقط. فإنه لا يعلم كون الماء الخارج من الأذن أو العين أو نحوها دما متغيرا إلا بالعلة والألم دليلها بخلاف نحو الدم والقيح. ولذا أطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشترطوا سوى التجاوز إلى موضع يلحقه حكم التطهير، ولم يقيدوه في المتون ولا في الشروح بالألم ولا بالعلة. فالتقييد بذلك في الخارج من الأذن مشكل لمخالفته لإطلاقهم- (۱/۱۴۸،۱۴۷/ مكتبه رشيديه)

(۱) (طهارت کے جدید مسائل؛ ۳۹) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ- (سورة المائدة:۶)

وہی وضو اس کے لئے کفایت کرے گا۔(۱)

پائپ کے ذریعے اندرون جسم دوا داخل کرنے سے وضو کا حکم

اگر کوئی شخص بواسیر کا مریض ہو اور پائپ کے ذریعے جسم کے اندرونی حصہ میں دوا پہنچائی جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

چنانچہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

إذا اخرج دبره ان عالجه بيده او بخرقة حتى ادخله تنتقض طهارته لانه يلتزق بيده شيئ من النجاس۔ (بدائع الصنائع: ۱/۱۰)

معدہ تک نلکی پہنچائی جائے۔

بعض میڈیکل تحقیق کے لئے حلق کے ذریعے معدہ تک نلکی پہنچائی جاتی ہے اور پھر وہ نلکی کھینچ لی جاتی ہے یا گوشت کا کوئی ٹکڑا کاٹ کر اپنے ساتھ لاتی ہے ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اس کو مقام نجاست سے نکالا گیا ہے اس لئے بعید نہیں کہ اس میں کچھ نجاست لگی ہو۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

وكذلك خروج الولد، والدودة، والحصا، واللحم، وعود الحقنة بعد غيبوبتها؛ لأن هذه الأشياء.وإن كانت طاهرة في أنفسها لكنها لا تخلو عن قليل نجس يخرج معها۔ (بدائع الصنائع: ۱/۲۵)

ترجمہ: "اسی طرح بچہ کی پیدائش، کیڑا، کنکری اور گوشت نیز حقنہ کی لکڑی کا اندر چھپ جانے کے بعد نکلنا ناقض وضو ہے کیوں کہ گو یہ بذات خود پاک ہیں لیکن نجاست کی معمولی مقدار سے خالی یہ بھی نہیں ہوتیں جو اس کے ساتھ نکل آتی ہیں۔(۲)

---

(۱) (جدید فقہی مسائل: ۱/۴۳)

وفي الدر المختار: فلو نزل البول إلى قصبة الذكر لا ينقض لعدم ظهوره، بخلاف القلفة فإنه بنزوله إليها ينقض الوضوء۔ (مطلب نواقض الوضوء: ۱/۲۸۵) (كذا في بدائع الصنائع: ۱/۲۲)

(۲) (جدید فقہی مسائل: ۱/۹۸،۹۹)

علاج کیلئے کمر سے نیچے حصہ بے حس کر دینے سے وضوٹوٹنے کا حکم

اس زمانے میں علاج کیلئے بعض صورتوں میں انسان کو بے حس کر دیا جاتا ہے، کیا اس کا وضو پر اثر پڑ سکتا ہے؟ اس کی کئی صورتیں ہیں۔

ا۔ انسان کو مکمل طور پر بے ہوش اور بے حس کر دیا جائے۔

۲۔ صرف کمر سے نیچے کا کل حصہ بے حس کو دیا جائے۔

ان دونوں صورتوں میں وضو ٹوٹ جائے گا، پہلی صورت میں وجہ واضح ہے کہ بے ہوش ہو چکا ہے اور غشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں سبیلین کا حصہ بے حس ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے اعضاء پر گرفت نہیں کر سکتا اور ناقض وضو پیش آئے تو اسے احساس ہی نہ ہوگا، لہٰذا اس کا حکم بھی مکمل بے ہوشی والا ہے اور وضو ٹوٹ جائے گا۔

۳) کمر سے اوپر یا نیچے کوئی ایک عضو بے حس کر دیا گیا مثلاً ایک ٹانگ یا قدم یا ہاتھ یا جبڑا وغیرہ تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، یہ غشی کے حکم میں نہیں ہے، سبیلین سے اگر کچھ نکلتا ہے تو اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ (۱)

انجکشن کے ذریعے خون نکالنے سے وضوٹوٹنے کا حکم

واضح رہے کہ انجکشن کے ذریعے خون نکلوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ خون سے وضو کے ٹوٹ جانے کیلئے "بہنا" ضروری ہے، وہ اگرچہ یہاں بالفعل نہیں پایا جا رہا لیکن بالقوۃ پایا جا رہا ہے یعنی اس میں بہنے کی صلاحیت موجود ہے۔، لہٰذا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

---

(۱) (طھارت کے جدید مسائل : ۵۳)

وینقضه اغماء ومنه الغشی وجنون وسکر۔ (الدر المختار: ۱/۲۹۹، کتاب الطھارۃ، مکتبه رشیدیه)

(۲) لمافي الهندية (۱/۱۱): القراد اذا مص عضو انسان فامتلأ دما ان كان صغيرا لا ينقض وضوئه كما لو مصت الذباب او البعوض وان كان كبيرا ينقض۔

وفي الدر المختار (۱/۱۳۵): ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفى غيرهما عين السيلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض والا لا۔ وفي الشامية (۱/۱۳۴): فالاحسن ما فى النهر عن بعض المتأخرين من ان المراد السيلان ولو بالقوة اى فان دم الفصد ونحوه سائل الى ما يلحقه حكم التطهير حكما۔

بدن میں گلوکوز یا خون چڑھوانا

گلوکوز یا خون چڑھاتے وقت اگر نلکی یا سوئی کے حصہ میں خون آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر خون رگ سے بالکل اوپر نہ آئے، بلکہ صرف گلوکوز کا پانی یا خون اندر جاتا رہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۱)

نشہ آور ادویہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم

دوائی اگرچہ بذاتِ خود ناقض وضو نہیں مگر جب اس کے نشہ کی وجہ سے انسان پر غشی طاری ہو جائے تو وضو باقی نہیں رہے گا، ورنہ بغیر نشہ کے وضو متاثر نہیں ہوگا۔ (۲)

عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر وضو کرنا

کھڑے ہو کر وضو کرنے میں چونکہ چھینٹے پڑنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے بیٹھ کر وضو کرنا چاہیے۔ لیکن اگر مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر وضو کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یعنی اگر بیٹھنے کا موقع نہیں ہے تو کھڑے ہو کر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن چھینٹوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (۳)

---

(۱) (طہارت کے جدید مسائل: ۵۳) (وقد مر تخریجه تحت عنوان: انجکشن سے وضو ٹوٹنا)

(۲) وينقضه إغماء ومنه الغشي وجنون وسكر بأن يدخل في مشيه تمايل ولو بأكل الحشيشة. وقال ابن عابدين: (قوله: وسكر) هو حالة تعرض للإنسان من امتلاء دماغه من الأبخرة المتصاعدة من الخمر ونحوه، فيتعطل معه العقل المميز بين الأمور الحسنة والقبيحة. (رد المحتار، ۱/۱۴۴، باب نواقض الوضو)

الغشى والسكر قال وحد السكر فى هذا الباب ان لا يعرف الرجل من المراة وهو اختيار بعض المشائخ. والصحيح ما نقل عن شمس الائمة الحلوانى انه اذا دخل فى بعض مشيته تحرك. (الفتاوى الهنديه: ۱/۱۲) (وكذا في فتاوى حقانيه: ۲/ ۵۱۳)

(۳) (آپ کے مسائل: ۲/۳۳) وفي التنوير مع شرحه: الجلوس فى مكان مرتفع تحرزاً عن الماء المستعمل واستقبال القبلة واستقبال القبلة. (۱/۲۸۱، كتاب الطهارة، مكتبه رشيديه)

کھڑے ہو کر بیسن میں وضو کرنا

آج کل گھروں میں واش بیسن لگے ہوئے ہیں، لوگ کھڑے ہو کر بیسن سے وضو کر لیتے ہیں اس صورت میں وضو تو ہو جائیگا لیکن افضل یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کر لیا جائے۔ (۱)

وضو میں پیر کھڑے ہو کر دھونا

بیٹھے ہوئے وضو کر لیا جائے پھر اگر بیٹھ کر پاؤں دھونے میں دقت ہو یا کھڑے ہو کر مستعمل پانی سے حفاظت ہوتی ہو تو کھڑے ہو کر پاؤں دھونے میں مضائقہ نہیں بلکہ استعمال شدہ پانی سے حفاظت کیلئے کھڑے ہو کر پاؤں دھونا بہتر ہے۔ (۲)

وضو میں گرمی دانے سے پانی نکلنے کا حکم

موسم گرما اور برسات میں اکثر گرمی دانے نکل آتے ہیں اور چھل دینے سے ان میں سے پانی نکلتا ہے، اگر دانہ ٹوٹنے سے پانی از خود نہیں بہا، بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل گیا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر پانی زخم سے ابھر کر اوپر آگیا اور دانہ سوراخ سے زائد جگہ میں پھیل گیا مگر اوپر ابھرنے کے بعد نیچے نہیں اترا تو اس کے ناقض وضو ہونے میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ ناقض وضو نہیں ہے یعنی اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۳)

(۱-۲) (والجلوس في مكان مرتفع) تحرزا عن الماء المستعمل. وعبارة الكمال: وحفظ ثيابه من التقاطر. (درمختار: ۱/۱۲۷/سنن الوضو)

(۳) (احسن الفتاوی: ۲/۳۹)

وفي رد المحتار: (قوله: عين السيلان) اختلف في تفسيره؛ ففي المحيط عن أبي يوسف أن يعلو وينحدر. وعن محمد إذا انتفخ على رأس الجرح وصار أكثر من رأسه نقض. والصحيح لا ينقض. اهـ. قال في الفتح بعد نقله ذلك. وفي الدراية جعل قول محمد أصح ومختار السرخسي الأول وهو الأولى اهـ. أقول: وكذا صححه قاضي خان وغيره. وفي البحر تحريف تبعه عليه ط فاجتنبه. (۱/۲۸۵؛ مطلب: نواقض الوضو. مكتبه رشيديه)

کھجلی کے دانوں سے وضو کا حکم

کھجلی کے دانوں سے بعض مرتبہ مسلسل پانی بہتا ہے، اگر وہ پانی اپنی جگہ سے بہہ جائے تو ناقض وضو بھی ہے۔ (یعنی جب وہ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے پھیل جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا) اور اس طرح کپڑے پر لگ جائے وہ بھی نجس ہو جائے گا۔ (۱)

پھوڑے اور پھنسی کے نوچنے سے وضو ٹوٹنے کا حکم

کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا یعنی کھوڑن نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگی لیکن وہ خون، پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے کسی طرف نکل کر بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

اسی طرح اگر کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون، پیپ اسی گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر رہے، باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۲)

پھوڑے پھنسی کو دبانے سے خون نکل آئے

اگر پھوڑے پھنسی کا خون خود سے نہیں نکلا، بلکہ اس نے دبا کر نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا جبکہ وہ خون بہہ جائے۔ (۳)

معمولی خون پونچھنے سے وضو کا حکم

اگر کسی کے زخم سے ذرا سا خون نکلنے لگا اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا، پھر اس کے بعد ذرا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا، اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہیں پایا تو دل ہی دل میں سوچے (خیال کرے) اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا

---

(۱) (فتاوی محمودیہ: ۳۲/۲)

وان قشرت نفطة وسال منها ماء او صديد او غيره ان سال عن راس الجرح نقض. (الهندية: ۱۱/۱)

(۲) (بهشتی زیور؛ ۵۰/۱۱. بحواله رد المختار؛ ۱۴/۱؛ وشرح تنویر ۳۵/۱؛ کتاب الفقه ۱۳۹/۱) وان قشرت نفطة وسال منها ماء او صديد او غيره ان سال عن راس الجرح نقض۔ (الهندية: ۱۱/۱)

(۳) (مأخذه: بهشتی زیور؛ ۵۰/۱۱. بحواله رد المختار؛ ۱۴/۱/ کتاب الفقه ۱۳۹/۱)

اور اگر ایسا نہ ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۱)

پٹی کے اندر سے خون نکلنے پر وضو کا حکم

کسی کے جسم پر پھوڑا یا پھنسی ہو اور اس سے خون پیپ نکلتا ہے، اسی وجہ سے اس پر روئی (وغیرہ) رکھ کر پٹی باندھ دی ہے، اندر ہی اندر خون نکلتا رہتا ہے پٹی باندھنے کی وجہ سے باہر نہیں آتا، اگر اتنا خون نکلے کہ اسے روکا نہ جاتا تو زخم کے مقام سے آگے بڑھ جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۲)

خون سے وضو کب ٹوٹ جاتا ہے؟

زندہ آدمی کے جسم سے اگر خون یا پیپ یا کوئی ناپاک چیز نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ جسم سے ٹپک جائے یا اپنے مقام سے بہہ کر اس مقام پر پہنچ جائے، جس کا دھونا وضو یا غسل میں فرض یا واجب ہے۔

اسی طرح اگر زندہ آدمی کے جسم سے کوئی ناپاک چیز نکلے اور اپنے مقام سے نہ بہے مگر ایسی ہو کہ وہ جسم پر چھوڑ دی جائے تو ضرور اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۳)

جسم کے کسی بھی حصہ سے سفید پانی نکلنے سے وضو کا حکم

جسم کے کسی حصہ سے سفید پانی نکلے اور اس کے نکلنے سے انسان کو تکلیف ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ ظاہر میں کوئی زخم معلوم ہوتا ہو یا نہیں اور اگر اس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو مگر کوئی طبیب (ڈاکٹر وغیرہ) حاذق تجویز کرے یا اور کسی طریقہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ پیپ ہے اور کسی زخم سے آئی ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔(۴)

---

(۱) (بهشتی زیور:۱/۵۰، بحواله رد المختار:۱/۱۷/کتاب الفقه ۱/۱۳۹)

(۲) (فتاوی رحیمیه:۴/۳۶۷/بحواله کبیری:۱۳۰)

(۳) (علم الفقه:۷۶)

(۴) (علم الفقه:۷۶، بحواله مسائل رفعت قاسمی:۱/۸۶)

زخم سے وضو ٹوٹنے کے مسائل

اگر کسی کو کوئی زخم ہو اس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر (از خود) گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۱)

زخم کے لئے پانی مضر ہو

اگر زخم کو پانی نقصان دیتا ہے تو اس جگہ کو دھونے کے بجائے اس پر مسح کر سکتے ہیں۔ (۲)

زخم سے ہر وقت خون رستا ہو

اگر زخم میں سے خون ہر وقت رستا رہتا ہے اور کسی وقت بھی موقوف نہیں ہوتا تو ہر نماز کے پورے وقت کے اندر ایک بار وضو کر لینا کافی ہے اور کبھی رستا اور کبھی نہیں تو جب بھی خون نکل کر بہہ جائے تو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ (۳)

زخم سے خون نکل کر زخم میں رہے

زخم سے خون وغیرہ نکل کر زخم ہی میں رہے اور زخم ایسا ہو کہ جس کا دھونا نقصان کرے تو وضو فاسد نہ ہوگا۔ (۴)

وضو کے بعد زخم کے کھال کو الگ کرنا

اعضائے وضو پر اگر زخم ہو اور وضو کے بعد اس زخم کے اوپر کی کھال (کھرٹن وغیرہ) الگ کر دی جائے (خون نکلے بغیر) تو صرف چمڑی (جلد) الگ کرنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور نہ اس مقام کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی، خواہ جلد (کھال کھرٹن) کے جدا ہونے میں تکلیف ہو یا نہ ہو۔ (۵)

---

(۱) (بہشتی زیور: ۱/۳۹)

(۲) وفي الدر المختار: في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه- (۱/۱۰۲/ سنن الوضو)

(۳) (آپ کے مسائل: ۲/۳۷)

وفي التنوير مع شرحه: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة— إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث. (۱/۳۰۵/ مطلب في احكام المعذور)

(٤) (علم الفقه ۱/۷۱) (٥) (مأخذه: علم الفقه: ۱/۷۲)

فصد کرانے، نکسیر پھوٹنے اور پھوڑے پھنسی سے خون وغیرہ نکلنے سے وضو کا حکم

اگر کسی نے فصد کرائی (زخم وغیرہ سے خون نکلوایا) یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر خون، پیپ وغیرہ زخم کے منہ پر ہی رہے، زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔(۱)

سوئی چبھوانے سے خون نکلا مگر بہہ نہیں

اگر کسی کے جسم پر سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہہ نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر ذرا سا بھی بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔(۲)

زخم کے پٹی پر خون ظاہر ہو جائے

اگر زخم پر پٹی باندھی اور خون وغیرہ کی تراوٹ پٹی پر ظاہر ہو گئی تو اب وضو نہ رہا کیونکہ وضو کرنے کے بعد خون وغیرہ ظاہر ہونے سے وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ تراوٹ بہنے کی طرح ہے کہ اگر یہ پٹی نہ ہوتی تو خون بہہ جاتا۔(۳)

زخم سے رستا ہوا خون کو ٹیشو پیپر وغیرہ کے ذریعے صاف کرنے سے وضو کا حکم

ایک زخم سے خون رستا رہتا ہے اور کپڑے کو لگتا رہتا ہے مگر بہتا نہیں تو ایک مجلس میں مختلف دفعات میں کپڑے پر لگنے والے خون کا اندازہ کیا جائے اگر یہی مجموعہ اس قدر نظر آئے کہ اگر کپڑا اس کو جذب نہ کرتا تو خون بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اگر ایک مجلس میں تو اتنا خون کپڑے پر نہیں لگا مگر مختلف مجالس کا مجموعہ اتنا ہو گیا تو وہ ناقض نہیں ہے۔(یعنی اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا)(۴)

---

(۱) (بهشتی زیور: ۱/۵۰)

والمعاني الناقضة للوضو كل ما خرج من السبيلين والدم والقيح والصديد اذا خرج من بدنه فتجاوز إلى موضع يلحقه حكم التطهير۔ (قدوری: نواقض الوضو: ۱۱)

(۲) (بهشتی زیور ۱/۵۰. بحواله غنیة ۱۳۸) (۳) (کشف الاسرار: ۹۳)

(٤) (احسن الفتاوی: ۲/۲۸)

مدل: وعليه فما يخرج من الجرح الذي ينز دائما وليس فيه قوة السيلان ولكنه إذا ترك يتقوى اجتماعه ويسيل عن محله فإذا نشفه أو ربطه بخرقة وصار كلما خرج منه شيء -

وضو کے بعد معذور کا دوسرا زخم بہہ جائے

اگر کسی کا ایسا زخم تھا کہ ہر وقت بہا کرتا تھا۔اس نے وضو کیا پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور وہ بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔(۱)

زخم کو دبانے سے رطوبت نکل جائے

زخم کے دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سائلہ (بہنے والی) نکلے جو کہ موقع زخم سے (یعنی زخم کی جگہ سے) باہر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکل کر زخم ہی میں رہے تو وضو نہیں ٹوٹتا، الغرض بلا قصد دب جانا یا قصداً دبانا برابر ہے۔(۲)

آنکھ سے پانی نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم

تیز روشنی سے، دھوپ کی تپش سے، پیاز کاٹنے سے، نماز میں کھانسی روکنے سے، آنکھوں میں سے پانی نکل آنا ناقض وضو نہیں ہے، یعنی اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اگر آنکھ دکھنے آئی اور اس وقت چکنا پانی یا پیپ نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، بلا درد اور بغیر تکلیف کے پانی نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۳)

- تشربته الخرقة ينظر، إن كان ما تشربته الخرقة في ذلك المجلس شيئا فشيئا بحيث لو ترك واجتمع أسال بنفسه نقض، وإلا لا، ولا يجمع ما في مجلس إلى ما في مجلس آخر. (۲۸۶/۱رد المحتار: مطلب نواقض الوضو، كتاب الطهارة، مكتبه رشيديه)

(۱) (بهشتی زیور:۵۳۹) (علم الفقه:۸۰/۱)

(۲) (فتاوی دار العلوم: ۱۳۷/۱و۱۳۹؛ بحواله ردالمختار ۱۲۷/۱)

(۳) (فتوی رحیمیه؛ ۲۷۶/۲)

كما لا ينقض لو خرج من أذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع وإن خرج به أي بوجع نقض لأنه دليل الجرح. فدمع من بعينه رمد أو عمش ناقض، فإن استمر صار ذا عذر مجتبى، والناس عنه غافلون. (۲۰۶/۱رد المحتار: مطلب نواقض الوضو، مكتبه رشيديه)

آنکھ کے اندر پھنسی دانہ ٹوٹ جائے

اگر کسی کی آنکھ کے اندر کوئی پھنسی دانہ وغیرہ تھا اور وہ ٹوٹ گیا، یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر آنکھ سے باہر وہ پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (۱)

عورت کی چھاتی سے جو پانی نکلتا ہے اس سے وضوء ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

زخم کی وجہ سے نکلنے والا پانی یعنی پیپ ناپاک ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن جو پانی بغیر زخم کے نکلتا ہے وہ پاک ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔ (۲)

جسم سے پاک چیز نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

جسم سے پاک چیز کے نکلنے سے وضو نہیں جاتا جیسے آنکھ سے آنسو یا جسم سے پسینہ کا بہہ جانا۔ (۳)

سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے آنکھ سے پانی نکل جائے

سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی آنکھ سے نکلتا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۴)

درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی نکل جائے

آنکھوں سے جو پانی درد کے ساتھ برآمد ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (۵)

---

(۱) (بهشتی زیور ۱/۵۰)
من رمدت عینه فسال منها ماء بسبب الرمد ینتقض وضوءه وظاهره أن المدار علی الخروج لعلة وإن لم یکن معه وجع۔ (۱/۳۰۶/ردالمحتار: مطلب نواقض الوضو، مکتبه رشیدیه)

(۲) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: قوله: کدم وقیح اشارة الی ان ماء الصدید ناقض کماء الثدی والسرة والاذن اذا کان لمرض علی الصحیح. (حاشية الطحاوی علی مراقی الفلاح ص ۴۸) (نیز ملاحظہ ہو: فتاوی هندیه ۱/۱۰۔ رد المحتار: ۱/۱۴۷)

(۳) (علم الفقه؛ ۱/۷۳؛ در مختار ۱/۹۳)

(٤) (فتاوي دار العلوم دیوبند: ۱/۱۳۶)

(٥) (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱/۱۳۱) (۳،۴،۵) وعن محمد إذا کان في عینیه رمد وتسیل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت کل صلاة لأني أخاف أن یکون ما یسیل منها صدیدا فیکون صاحب العذر. اهـ. قال في الفتح: وهذا التعلیل یقتضي أنه أمر استحباب. فإن الشك والاحتمال لا یوجب الحکم بالنقض. إذ الیقین لا یزول بالشك نعم إذا علم بإخبار الأطباء أو بعلامات تغلب ظن المبتلی، یجب. اهـ. قال في الحلیة: ویشهد له قول الزاهدي عقب هذه المسألة: وعن هشام في جامعه إن کان قیحا فکالمستحاضة وإلا فکالصحیح. اهـ. ثم قال في الحلیة: وعلی هذا ینبغي أن یحمل علی ما إذا کان الخارج من العین متغیرا. (۱/۳۰۶ رد المحتار: مطلب نواقض الوضو، کتاب الطهارة، مکتبه رشیدیه)

جو پانی دکھتی ہوئی آنکھ سے نکلے

وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے جب تک متغیر نہ ہو، مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقضِ وضو نہ ہوگا اور نجس بھی نہ ہوگا۔ (۱)

نزلہ کی وجہ سے آنکھ سے پانی نکلنے کا حکم

نزلہ کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر آنکھ سے پانی کسی زخم کی وجہ سے نکلے خواہ وہ زخم ظاہر میں معلوم ہوتا ہو یا کسی طبیب (ڈاکٹر وغیرہ) کی تشخیص سے معلوم ہو تو اس پانی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

کان یا ناف میں دانہ، زخم یا پانی کا بہہ جانا

اگر کسی کے کان کے اندر دانہ ٹوٹ جائے تو جب تک خون، پیپ سوراخ کے اندر اسی جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک تو وضو نہیں ٹوٹتا اور جب ایسی جگہ پر آ جائے کہ جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۳)

درد کی وجہ سے کان سے پانی نکلنا

اگر کسی کے کان میں درد ہوتا ہو اور کان سے پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے اگرچہ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو، لیکن اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا، بشرطیکہ.....

---

(۱) (فتاوی دار العلوم ؛ ۱/۱۴۴، آپ کے مسائل اور ان کا حل؛ ۲/۲۷، فتاوی رشیدیہ؛ ۱/۲۸۳)

(۲) (فتاوی دار العلوم ۱/۱۳۱) (۱،۲) وعن محمد إذا كان في عينيه رمد وتسيل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت كل صلاة لأني أخاف أن يكون ما يسيل منها صديدا فيكون صاحب العذر. اهـ. قال في الفتح: وهذا التعليل يقتضي أنه أمر استحباب. فإن الشك والاحتمال لا يوجب الحكم بالنقض، إذ اليقين لا يزول بالشك نعم إذا علم بإخبار الأطباء أو بعلامات تغلب ظن المبتلى، يجب. اهـ. قال في الحلية: ويشهد له قول الزاهدي عقب هذه المسألة: وعن هشام في جامعه إن كان قيحا فكالمستحاضة وإلا فكالصحيح. اهـ. ثم قال في الحلية: وعلى هذا ينبغي أن يحمل على ما إذا كان الخارج من العين متغيرا. (۱/۳۰۶، رد المحتار: مطلب نواقض الوضوء، كتاب الطهارة، مكتبه رشيديه)

(۳) (بہشتی زیور: ۱/۵۰، کتاب الفقہ؛ ۱/۱۳۹)

کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔(۱)

درد کی وجہ سے ناف سے پانی نکلتا ہو

اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۲)

کان سے میل کچیل، خون یا مواد کا نکلنا

کان کے میل نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر کان سے مواد یا خون بہا اور وہ اس حصے تک آگیا جس کا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کان سے صرف پانی نکلا تو یہ دیکھا جائیگا کہ یہ پانی تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف، اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔(۳)

قے سے وضو ٹوٹنے کا تفصیلی حکم

واضح رہے کہ منہ بھر کر قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور منہ بھر کر قے کی تعریف یہ ہے کہ جس کو آدمی تکلف سے منہ میں روکے رکھے (یعنی مشکل سے منہ میں روکے) اور اگر تھوڑی تھوڑی قے کئی دفعہ ہو تو اس کے مجموعہ کا اعتبار کیا جائے۔ لہٰذا اگر تھوڑی تھوڑی کرکے کئی دفعہ قے کی ہو لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی (ہوتی) تو منہ بھر کر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی مرتبہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی یعنی طبیعت اچھی ہو گئی تھی پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی

(۳.۲.۱) كما في الشامي: بل الظاهر اذا كان الخارج قيحا أو صديدا لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علة. نعم هذا التفصيل حسن في ما اذا كان الخارج ماء ليس غير. (شامي: ۲۰۵/۱ مطلب نواقض الوضوء) (۱-۲-۳) وفي التنوير مع شرحه: كما لا ينقض لو خرج من أذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع وإن خرج به أي بوجع نقض لأنه دليل الجرح، وسع من بعينه. تحته قال في الشامي: ولذا أطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشترطوا سوى التجاوز إلى موضع يلحقه حكم التطهير—الغرب في العين بمنزلة الجرح فيما يسيل منه فهو نجس. (۲۰۶-۲۰۵/۱/ردالمحتار: مطلب نواقض الوضو، مكتبه شيديه)

اور تھوڑی سے قے ہوگئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری مرتبہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (۱)

قے میں خون گر جائے

اگر کسی کی قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہنے والا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو یا زیادہ، اور اگر جمے ہوئے خون کے ٹکڑے گرے تو منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۲)

تھوڑی سی قے میں کیڑا اگر جائے

اگر کوئی ناپاک چیز قے میں نکلی جیسے کیڑا وغیرہ تب بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔ (جب کہ منہ بھر کر نہ ہو) (۳)

دماغ، پیٹ یا منہ سے بہنے والا خون نکل جائے

دماغ، پیٹ، منہ سے بہنے والا خون نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا خواہ منہ بھر کر ہو یا کم ہو۔ (۴)

---

(۱) وينقضه قيء ملأ فاه بأن يضبط بتكلف من مرةٍ أو علق أو طعام. (۲۸۹/۱؛ رد المحتار: مطلب نواقض الوضو، كتاب الطهارة، مكتبه رشيديه)

ويجمع متفرق القيء ويجعل كقيء واحد لاتحاد السبب وهو الغثيان عند محمد وهو الأصح؛ لأن الأصل إضافة الأحكام إلى أسبابها إلا لمانع كما بسط في الكافي. (قوله: ويجمع متفرق القيء إلخ) أي لو قاء متفرقا بحيث لو جمع صار ملء الفم فأبو يوسف يعتبر اتحاد المجلس، فإن حصل ملء الفم في مجلس واحد نقض عنده وإن تعدد الغثيان. ومحمد يعتبر اتحاد السبب وهو الغثيان اهـ درر. وتفسير اتحاده أن يقيء ثانيا قبل سكون النفس من الغثيان، فإن بعد سكونها كان مختلفا. (۲۹۳/۱؛ رد المحتار: مطلب؛ في حكم كيّ الحمصة، مكتبه رشيديه)

(۲) والصاعد من الجوف إن علقا فلا اتفاقا ما لم يملأ الفم، وإن سائلا فعنده ينقض مطلقا. وعند محمد لا ما لم يملأ الفم. (۲۸۹/۱/ رد المحتار: مطلب نواقض الوضو، مكتبه رشيديه)

(۳) ولا خروج دودة من جرح أو أذن أو أنف أو فم وكذا لحم سقط منه. (شامية: ۲۸۸/۱/ مطلب في نواقض الوضو/ مكتبه رشيديه)

(٤) والحاصل أنه إما أن يكون من الرأس أو من الجوف، علقا أو سائلا. فالنازل من الرأس إن علقا لم ينقض اتفاقا، وإن سائلا نقض اتفاقا. والصاعد من الجوف إن علقا فلا اتفاقا ما لم يملأ الفم، وإن سائلا فعنده ينقض مطلقا. (شامية: ۲۸۹/۱/ مطلب في نواقض الوضو/ مكتبه رشيديه)

تھوڑا سا خون اور قے نجس نہیں

جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس (ناپاک) ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں، تو اگر تھوڑا سا خون نکل کر زخم سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی منہ بھر کر نہیں ہوئی تو یہ تھوڑا سا خون اور یہ تھوڑی سی قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر کر قے ہوئی یا خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے۔ اور اگر اتنی (منہ بھر کر) قے کر کے کسی برتن مثلاً کٹورے، گلاس یا لوٹے کو منہ لگا کر کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا۔ اس لئے چلو سے یعنی ہاتھ سے پانی لینا چاہئے۔(۱)

شیر خوار بچے کے قے کا حکم

چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر قے منہ بھر کر نہیں ہے تو وہ نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر کر ہو گی تو نجس ہو گی، اگر کپڑے پر لگ جائے اور اس کی مقدار درہم یا اس سے زیادہ ہو تو اس کا دھونا ضروری ہو گا۔ (۲)

الٹی کپڑوں کو لگ جائے

واضح رہے کہ اگر قے منہ بھر کر ہو تو وہ نجس ہے لہٰذا اگر جسم یا کپڑے پر لگ جائے اور مقدار میں ایک درھم یا ایک درھم سے زیادہ ہو تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے۔ پاک کئے بغیر ان کپڑوں میں نماز درست نہیں ہو گی۔

البتہ قے اگر منہ بھر کر نہ آئے تو یہ نجس اور ناپاک نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا جسم پر لگ جائے اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی گئی تو نماز ہو جائیگی۔ البتہ از راہ نظافت دھو لینا افضل ہے ....

---

(۱) (بہشتی زیور: ۵۴)

وكل ما ليس بحدث أصلا بقرينة زيادة الباء كقيء قليل ودم لو ترك لم يسل ليس بنجس عند الثاني، وهو الصحيح رفقا بأصحاب القروح۔ (رد المحتار: ۱/۲۹۳/ مطلب في نواقض الوضو/ مكتبه رشيديه)

(۲) وينقضه قيء ملأ فاه من مرة أو علق أو طعام أو ماء وصل إلى معدته وإن لم يستقر، وهو نجس مغلظ، ولو من صبي ساعة ارتضاعه، هو الصحيح لمخالطة النجاسة۔ (رد المحتار: ۱/۲۹۰/ مطلب في نواقض الوضو/ مكتبه رشيديه)

جسم دار نجاست میں وزن کا اعتبار ہے اور پتلی ہو تو مساحت (پھیلاؤ) کا اعتبار ہوگا یعنی ہتھیلی کے گڑھے کے بقدر معاف ہے اس سے زیادہ معاف نہیں ہے۔(۱)

تاجران کتب کے لئے بلا وضو قرآن مجید چھونا

تاجران کتب کے لئے بغیر وضو کے قرآن کریم کا بلاواسطہ چھونا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ رومال سے چھوئے اور چاقو یا قلم سے اوراق کھول کر دکھائے ہاتھ نہ لگائے اور جن کتابوں میں ایک دو آیت قرآنی لکھی ہوئی ہوں اس کو بلا وضو پڑھنا جائز ہے اگرچہ موضع آیت کو ہاتھ سے چھونا جائز نہیں ہے۔(۲)

قعدہ اور سجدہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو

اگر کسی شخص کو بواسیر کا مرض ہو اور جب نماز پڑھتا ہو تو رکوع اور سجدہ کی حالت میں اور بیٹھنے کی صورت میں بھی ہمیشہ فضلہ خارج ہوتا رہتا ہو، اور کھڑے ہونے کی صورت میں یہ صورت پیش نہ آتی ہو تو اگر واقعتاً بیٹھنے اور رکوع و سجدہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو تو حالت قیام میں (کھڑے ہی کھڑے) نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ کے لئے اشارہ کرے۔ اگر پاخانہ کے مقام میں کوئی کپڑا وغیرہ لگانے سے فضلہ خارج نہ ہو اور کپڑے کی بیرونی جانب تک نجاست نہ پہنچے تو کپڑا رکھ کر رکوع و سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہوگا۔(۳)

---

(۱) وفي الهندية: وهي نوعان الأول المغلظة وعفي منها قدر الدرهم واختلفت الروايات فيه والصحيح أن يعتبر بالوزن في النجاسة المتجسدة وهو أن يكون وزنه قدر الدرهم الكبير المثقال وبالمساحة في غيرها وهو قدر عرض الكف۔ (۱/۴۵)

وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريما، فيجب غسله، وما دونه تنزيها فيسن، وفوقه مبطل. وهو مثقال في كثيف وعرض مقدار الكف. (الدر المختار: ۱/۵۷۱/ باب الأنجاس/ مكتبه رشيديه)

(۲) (امداد الاحکام؛ ۱/۲۲۱) و في التفسير القرطبي؛ لا يمسه الا المطهرون ـ الا يمس القرآن الا طاهر ـ وقال ابن عمر: قال النبي ﷺ لاتمس القرآن الا وانت طاهر وقالت اخت عمر لعمر عند اسلامه وقد دخل عليها و دعا بالصحيفة لا يمسه الا المطهرون فقام و اغتسل واسلم. (تحت سورة الواقعه؛ آية؛ ۷۹)

(۳) وقد يتحتم القعود كمن يسيل جرحه إذا قام أو يسلس بوله أو يبدو ربع عورته أو يضعف عن القراءة أصلا أو عن صوم رمضان ولو أضعفه عن القيام الخروج لجماعة صلى في بيته منفردا به يفتى. (شامية: ۱/۶۸۲/باب صلوة المريض/مكتبه رشيديه)

شرمگاہ میں موجود روئی کا تر ہونا

اگر پیشاب کے سوراخ میں رکھی ہوئی روئی کا اندرونی حصہ تر ہوگیا لیکن جب تک روئی کا ظاہری حصہ تر نہ ہوگا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

اسی طرح جس شخص کو قطرہ آتا ہے اگر سوراخ کے اندر قطرہ نظر آتا ہو، تو وضو باقی رہے گا جب تک باہر کی طرف یعنی منہ پر ظاہر نہ ہوگا وضو نہ ٹوٹے گا یعنی قطرہ باہر نہ نکلے اندر نظر آئے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۱)

شرمگاہ میں رکھی ہوئی روئی تر ہو جائے تو وضو کا حکم

جس کو پیشاب کا مرض ہو اگر وہ شخص اپنے پیشاب کے سوراخ میں روئی بھر دے اور روئی کا ظاہر حصہ پیشاب سے تر ہو جائے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن یہ اس وقت ناقضِ وضو ہوگا جب روئی پیشاب کے سوراخ سے اوپر اٹھی اور ابھری ہوئی ہو یا اس کے برابر ہو اور اگر وہ سوراخ کے سرے سے نیچی ہے یعنی اندر کی طرف ہے اس صورت میں روئی کے تر ہونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اس وجہ سے کہ اس صورت میں نکلنا پایا نہیں گیا۔

یہی حکم اس روئی کا بھی ہے جو کوئی پیچھے پاخانے کی جگہ (مقعد) میں ڈال لے یا اندام نہانی (عورت) شرمگاہ میں ڈال لے، یعنی اگر وہ روئی اس مقام سے ابھری ہوئی باہر ہے یا کم از کم برابر کی سطح میں ہے اور تری اوپر آ گئی ہے تو ناقضِ وضو ہے۔ (وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں) لیکن اگر روئی کا اوپر والا حصہ تر نہ ہو بلکہ صرف اندر کا حصہ تر ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۲)

---

(۱) (فتاوی دار العلوم: ۱/۲۳۵)

(۲) كما ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو القطنة عالية أو محاذية لرأس حليل وإن متسفلة عنه لا ينقض وكذا الحكم في الدبر والفرج الداخل وإن ابتل الطرف الداخل ينقض. (رد المحتار: ۱/۳۰۶/ مطلب في ندب مراعاة الخلاف/ مكتبه رشيديه)

شرمگاہ میں رکھی ہوئی روئی گر جائے تو وضو کا حکم

مذکورہ صورت میں اگر وہ روئی سوراخ سے نکل کر گر گئی تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ تر ہے تب تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور یہی حکم اس شخص کے وضو کا بھی ہے جس نے اپنی انگلی اپنے پیچھے کے مقام میں ڈالی لیکن پوری انگلی اندر نہیں گئی، یعنی انگلی تر نکلی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر انگلی خشک نکلی تو نہیں ٹوٹے گا۔(۱)

استنجاء کے وقت انگلی کا شرمگاہ میں داخل ہونا

اگر کوئی پوری انگلی اپنی شرمگاہ میں اسطرح ڈال دے کہ وہ غائب کردے (چھپ جائے) تو اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ روزہ دار تھا اور اس نے استنجاء کے وقت ایسا کیا کہ پوری انگلی اندر پچھلے حصہ میں ڈالی تو اسکا روزہ بھی باطل ہو جائے گا۔(۲)

کیا معذور اشراق کے وضو سے ظہر پڑھ سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص معذور ہو اور اس نے وضو کرکے فجر کی نماز پڑھ لی، پھر طلوع آفتاب کے بعد نیا وضو کرکے اشراق پڑھی اور کچھ دیر کے بعد اسی وضو سے چاشت کی نماز پڑھی تو چاشت کی نماز ہو گئی بلکہ اسی وضو سے ظہر کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ معذور کا وضو وقت کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے۔اس لئے ظہر کا وقت ختم ہونے تک فرائض ونوافل جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔(۳)

---

(۱) ولو سقطت؛ فإن رطبه انتقض، وإلا لا. (حاشية ابن عابدين/۱/۳۰۷/ مطلب فی ندب مراعاة الخلاف/ مكتبه رشيديه)

(۲) (كشف الاسرار: ۱/۱۴)

وكذا لو أدخل أصبعه في دبره ولم يغيبها. فإن غيبها أو أدخلها عند الاستنجاء بطل وضوءه وصومه.
(۱/۳۰۷؛فتاوی شامی: مطلب فی ندب مراعاة الخلاف. مكتبه رشيديه)

(۳) (المستفاد: احسن الفتاوی؛ ۲/۷۸)

وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضا ونفلا فإذا خرج الوقت بطل-وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعيد أو ضحى لم يبطل إلا بخروج وقت الظهر. (حاشية ابن عابدين: ۱/۵۵۵/ مطلب فی احكام المعذور/ مكتبه رشيديه)

کیا معذور مغرب کی نماز کے لیے وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے؟

واضح رہے کہ معذور آدمی کیلئے وقت سے پہلے وضو کرنا درست نہیں ہوتا۔ لہٰذا معذور شخص کیلئے مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا درست نہیں ہے بلکہ مغرب کا وقت شروع ہونے کے بعد ہی وضو کرے۔ اگر رکعت فوت ہونے کا خوف ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ (۱)

زخم پر پٹی باندھی مگر اندر خون نکلتا رہا؟

اگر کسی کے جسم پر پھوڑا نکلا ہو اور اس سے خون اور پیپ نکلتا رہتا ہو اس وجہ سے اس نے اس پر روئی رکھ کر پٹی باندھ دی ہو لیکن اندر ہی اندر خون نکلتا رہتا ہے، پٹی کی وجہ سے باہر نہیں نکلتا، تو اس صورت میں اگر اتنا خون نکلے کہ اسے روکا نہ جاتا تو زخم کے مقام سے آگے بڑھ جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

کسی شخص کے زائد ہاتھ اور پیروں کے دھونے کا حکم

بالفرض اگر کسی شخص کے ایک جانب دو ہاتھ یا دو پیر ہوں تو اگر دونوں طاقت میں برابر ہوں بایں طور کہ وہ ان سے پکڑنے اور چلنے کا کام لیتا ہے تو دونوں کا دھونا فرض ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک کار آمد ہے اور دوسرا بے کار ہے تو صرف کار آمد کا دھونا فرض ہوگا۔ بیکار کو دھونا فرض نہ ہوگا۔ (۳)

زائد انگلی کا حکم

ہاتھ یا پیر کی زائد انگلیوں کو دھونا بھی فرض ہے۔ (۴)

---

(۱) وحكمه الوضوء لكل فرض-فإذا خرج الوقت بطل. (رد المحتار: ۱/۵۵۵/ مطلب فى أحكام المعذور/ مكتبه رشيديه)

(۲) لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض- (رد المحتار: ۱/۲۸۶/ مطلب في نواقض الوضو/ مكتبه رشيديه)

(۳) (كتاب المسائل؛ ۱/۱۳۶)

ولو خلق له يدان ورجلان، فلو يبطش بهما غسلهما، ولو بإحداهما فهي الأصلية فيغسلها۔ (در مختار؛ سنن الوضو. ۱/۱۰۲)

(٤) وكذا الزائدة إن نبتت من محل الفرض، كأصبع وكف زائدين. (درمختار؛ سنن الوضو. ۱/۱۰۲)

تھوک میں خون کا اثر ہو

اگر دانت یا منہ سے خون نکلا اور خون کی سرخی تھوک پر غالب آ گئی یعنی تھوک بالکل سرخ ہو گیا، تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر تھوک صرف زرد ہو تو خون مغلوب ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۱)

زکام اور دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سخت زکام کے وقت ناک سے نکلنے والا پانی اور آنکھ دکھتے وقت نکلنے والے صاف آنسو ناقض وضو نہیں ہیں۔ البتہ اگر یہ محقق ہو جائے کہ یہ پانی کسی اندرونی زخم سے آرہا ہے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

پستان یا ناف سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلنا

اگر عورت یا مرد کے پستان یا ناف سے کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۳)

وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے

جس شخص کو وہم کی بیماری ہو اور اسے بار بار اعضائے وضو کے دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ ہوتا ہو، اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھوئے اور شک پر عمل نہ کرے (ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے رہنے نہ دے گا)۔..............................

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: ينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكما للغالب أو ساواه احتياطا لا ينقضه المغلوب بالبزاق والقيح كالدم والاختلاط بالمخاط كالبزاق. وفي الشامي: وعلامة كون الدم غالبا أو مساويا أن يكون البزاق أحمر. وعلامة كونه مغلوبا أن يكون أصفر. (سنن الوضو: ۱/۱۳۸)

(۲) قال في الفتح: وهذا التعليل يقتضي أنه أمر استحباب. فإن الشك والاحتمال لا يوجب الحكم بالنقض. إذ اليقين لا يزول بالشك نعم إذا علم بإخبار الأطباء أو بعلامات تغلب ظن المبتلى. يجب. (رد المحتار: ۱/۵۵۳/ مطلب فى أحكام المعذور/ مكتبه رشيديه) (وكذا في البحر: سنن الوضو. ۱/۱۳۸.) (وكذا في كتاب المسائل: ۱/۱۶۱)

(۳) الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدي والعين والأذن لعلة سواء على الأصح. (رد المحتار: ۱/۵۵۳/ مطلب في أحكام المعذور/ مكتبه رشيديه)

اور تین مرتبہ کے بعد اس شکی شخص کے لئے پانی بہانا درست نہ ہوگا۔ (۱)

وضو میں اکثر شک ہو تو نیا وضو کرے یا نہ کرے؟

واضح رہے کہ محض شک کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے اگر کسی شخص کو اکثر وضو میں شک ہوتا رہتا ہو تو ایسے شخص کو ہر نماز کے لئے نئے سرے سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کو چاہیئے کہ اس کی طرف بالکل التفات نہ کرے، کیونکہ یہ شیطانی وسوسہ ہے اور حدیث شریف میں اس سے بچنے کی تلقین آئی ہے۔ (۲)

وضو کے بعد اگر وضو میں شک پڑا

اگر کسی کو وضو سے فراغت کے بعد شک ہو جائے، چاہے یہ شک وضو کے بعد ہو یا نماز کے بعد تو ایسے شک کا کوئی اعتبار نہیں، لہٰذا ایسے وضو سے نماز کی ادائیگی صحیح ہے، دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (۳)

---

(۱) (قوله: لطمأنينة القلب) لأنه أمر بترك ما يريبه إلى ما لا يريبه، وينبغي أن يقيد هذا بغير الموسوس، أما هو فيلزمه قطع مادة الوسواس عنه وعدم التفاته إلى التشكيك؛ لأنه فعل الشيطان وقد أمرنا بمعاداته ومخالفته۔ (شامی: ۱/۱۵۵) (كتاب المسائل: ۱/۱۵۳)

(۲) لما في الهندية (۱/۱۳): في الاصل من شك في بعض وضوئه وهو اول ماشک غسل الموضع الذی شک فيه فان وقع ذلک کثيرا لم يلتفت اليه هذا اذا كان الشک فی خلال الوضوء فان كان بعد الفراغ من الوضوء لم يلتفت الی ذلک ومن شک فی الحدث فهو علی وضوئه ولو كان محدثا فشک فی الطهارة فهو علی حدثه ولا يعمل بالتحری كذا فی الخلاصة.

وفی الدر المختار (۱/۱۵۰): شک فی بعض وضوئه أعاد ما شک فيه لو فی خلاله ولم يكن الشک عادة له والا لا.

وفی الشامية تحته: (قوله والالا) أی وان لم يكن فی خلاله بل كان بعد الفراغ منه وان كان أول ما عرض له الشک أو كان الشک عادة له وان كان فی خلاله فلا يعيد شيئا قطعا للوسوسة عنه كما فی التاتارخانية وغيرها.

(۳) لما في الهندية (۱/۱۳) من شک فی بعض وضوئه ... فان وقع ذلک کثيرا لم يلتفت اليه هذا اذا كان الشک فی خلال الوضوء فان كان بعد الفراغ من الوضوء لم يلتفت الی ذلک۔

بے ہوشی ناقض وضو ہے

اگر کوئی شخص بے ہوش ہو جائے یا اس پر غشی طاری ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۱)

پاگل پن ناقض وضو ہے

اگر کسی شخص پر جنون یا دیوانگی طاری ہو جائے تو اس کا وضو ختم ہو جائے گا۔ (۲)

وضو کے بعد زخم کا کھرنٹ اترنا

اگر وضو کرنے کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارا اور نیچے سے کوئی خون وغیرہ نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (۳)

پانی اور مٹی نہ پانے والا شخص کیا کرے؟

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو کہ وہاں نہ تو پانی ہو اور نہ ہی تیمم کے لئے پاک مٹی میسر ہو تو مفتی بہ قول کے مطابق اس وقت نماز جیسے اعمال کرے گا، تاہم قرات وغیرہ نہیں کرے گا اور نہ ہی نماز کی نیت کرے گا۔ بعد میں طہارت پر قدرت ہو جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرے گا۔ (۴)

---

(۱) وينقضه إغماء ومنه الغشي ثم لما كان سلب الاختيار في الإغماء أشد من النوم كان ناقضا على أي هيئة كان. (رد المحتار: ۱/۱۴۲/ مكتبه رشيديه)

(۲) (قوله: والجنون) صاحبه مسلوب العقل، بخلاف الإغماء فإنه مغلوب، والإطلاق دال على أن القليل من كل منهما ناقض لأنه فوق النوم مضطجعا- (رد المحتار: ۱/۱۴۲/ مكتبه رشيديه)

(۳) وكذا لو كان على أعضاء وضوئه قرحة كالدملة وعليها جلدة رقيقة فتوضأ وأمر الماء عليها ثم نزعها لا يلزمه إعادة غسل على ما تحتها- (رد المحتار: ۱/۱۰۱/ أركان الوضو/ مكتبه رشيديه)

(۴) وأما فاقد الطهورين. ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما، وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوى. (قوله: يتشبه) أي بالمصلين وجوبا. فيركع ويسجد إن وجد مكانا يابسا، وإلا يومئ قائما ثم يعيد كما سيأتي في التيمم: ونقل ط أنه لا يقرأ فيها- (رد المحتار: ۱/۸۰/ كتاب الطهارة/ مكتبه رشيديه) (كتاب المسائل: ۱/۱۸۹)

ہوائی جہاز کے مسافروں کا حکم

ہوائی جہاز میں سفر کے دوران اگر پانی کا نظم ہو جیسا کہ اکثر جہازوں میں ہوتا ہے تو وضو کر کے نماز پڑھنی ہوگی، اگرچہ ضرورۃً اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ ہی دھویا جائے۔ لیکن اگر کوئی ایسے جہاز میں سفر کرے جس میں پانی کا انتظام بالکل ہی نہ ہو اور نہ ہی تیمم کی کوئی صورت بن سکتی ہو تو وہ بلاطہارت نمازیوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے نماز ادا کرے گا۔ بعد میں جب طہارت پر قدرت ہو جائے تو اس نماز کا اعادہ کرے گا۔(۱)

نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آیا

اگر نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد کوئی زخم ہوگیا جس کا خون بند نہ ہو رہا ہو تو ایسا شخص آخری وقت تک انتظار کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے گا، دوسری نماز کے پورے وقت میں بھی خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ ضروری نہیں کیونکہ عذر متحقق ہوگیا اور اگر پورے وقت خون جاری نہیں تو پہلی نماز کا اعادہ لازم ہے کیونکہ یہ شخص معذور نہیں بنا۔(۲)

خروج ریاح کے مریض کا سونے سے وضو ٹوٹنے کا حکم

جو شخص ریاح بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور ہوگیا ہو اس کے حق میں سونے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس کے حق میں نوم ناقض وضو ہے جبکہ بعض حضرات کے نزدیک ناقض وضو نہیں......................

(۱) وأما فاقد الطهورين، ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما، وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوى. (قوله: يتشبه) أي بالمصلين وجوباً، فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً، وإلا يومئ قائماً ثم يعيد كما سيأتي في التيمم: ونقل ط أنه لا يقرأ فيها. (رد المحتار: ۱/۸۰/كتاب الطهارة/ مكتبه رشيديه) (وكذا في كتاب المسائل: ۱/۱۸۹)

(۲) ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلى آخره، فإن لم ينقطع يتوضأ ويصلي ثم إن انقطع في أثناء الوقت الثاني يعيد تلك الصلاة. وإن استوعب الوقت الثاني لا يعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض. (رد المحتار: ۱/۱۴۳/ مطلب في أحكام المعذور/ مكتبه رشيديه) (وكذا في كتاب المسائل: ۱/۲۰۸)

یہی قول زیادہ صحیح ہے، تاہم احتیاطاً وضو کرنا چاہئے۔(١)

بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سوجائے

بیماری اور ضعف کی وجہ سے لیٹ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر نماز کے دوران سوجائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔(٢)

قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے تاکہ اس کے اندرونی حصہ سے پیشاب باہر نہ آنے پائے، اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہ آئے گا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔(٣)

---

(١) (قوله: وينقضه حكماً) نبه على أن هذا شروع في الناقض الحكمي بعد الحقيقي بناء على أن عينه غير ناقض بل ما لا يخلو عنه النائم، وقيل: ناقض. ورجح الأول في السراج وبه جزم الزيلعي، بل حكي في التوشيح الاتفاق عليه. نوم من به انفلات ريح غير ناقض-وأقول: ينبغي أن يكون عينه ناقضاً اتفاقاً فيمن فيه انفلات ريح إذ ما لا يخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ينقض فالمتوهم أولى نهر. قلت: فيه نظر والأحسن ما في فتاوى ابن الشلبي، حيث قال: سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم؟ فأجبت بعدم النقض، بناء على ما هو الصحيح من أن النوم نفسه ليس بناقض، وإنما الناقض ما يخرج. ومن ذهب إلى أن النوم نفسه ناقض لزمه النقض.(رد المحتار:١/١٣١/مطلب في أحكام المعذور/مكتبه رشيديه)

(٢) لو نام المريض وهو يصلي مضطجعاً قيل: لا تنتقض طهارته كالنوم في السجود والصحيح النقض كما في الفتح وغيره، زاد في السراج وبه نأخذُ. (رد المحتار:١/١٣١/سنن الوضو/مكتبه رشيديه)

(٣) قلت: ومن كان بطيء الاستبراء فليفتل نحو ورقة مثل الشعيرة ويحتشي بها في الإحليل فإنها تتشرب ما بقي من أثر الرطوبة التي يخاف خروجها، وينبغي أن يغيبها في المحل لئلا تذهب الرطوبة إلى طرفها الخارج. وللخروج من خلاف الشافعي. وقد جرب ذلك فوجد أنفع من ربط المحل لكن الربط أولى إذا كان صائماً لئلا يفسد صومه على قول الإمام الشافعي. (رد المحتار:١/٣٢٥/ مطلب فروع في الاستبراء/مكتبه رشيديه)

پیشاب کے سوراخ میں رکھی ہوئی روئی کا اندرونی حصہ تر ہوگیا تو وضو نہیں ٹوٹا

اگر کسی شخص نے مخرج بول میں روئی رکھی اور روئی کا اندرونی حصہ تر ہوگیا، ظاہری حصہ تر نہیں ہوا تو اس کا وضو ٹوٹا نہیں، جب تک روئی کا ظاہری حصہ تر نہ ہوگا وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۱)

بیماری کی وجہ سے وضو میں کلی نہ کرنے کا مسئلہ

واضح رہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سننِ وضو میں داخل ہے، اگر کوئی شخص اس کو بدون عذر ترک کرے تو گناہ گار ہوگا، تاہم عذر کی وجہ سے کلی ترک کرنے پر وضو متاثر نہ ہوگا اور نہ ہی گناہ لازم آئے گا۔(۲)

عورت کے پیشاب گاہ سے نکلنے والی ہوا ناقض وضو نہیں

صحیح قول کے مطابق عورت کے اگلے مقام (پیشاب گاہ) سے خارج ہونے والی ہوا سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لہٰذا وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے۔(۳)

پیشاب کے قطروں سے وضو اور کپڑوں کا حکم

واضح رہے کہ جس شخص کو نماز کے ابتدائی وقت سے قطرات شروع ہوئے اور آخری وقت تک اتنی دیر کے لئے بھی نہیں رکے کہ وضو کرکے فرض نماز ادا کرسکے تو یہ شخص شرعاً معذور ہے ایک دفعہ وضو کرلینے سے وقت کے اندر قطرات آنے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا.............

---

(۱) كما ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو القطنة عالية أو محاذية لرأس الإحليل وإن متسفلة عنه لا ينقض وكذا الحكم في الدبر والفرج الداخل وإن ابتل الطرف (الداخل لا) ينقض. (رد المحتار: ۱/۱۳۸/مكتبه رشيديه)

(۲) وغسل الفم بمياه ثلثة والانف بمياه وهو سنتان مؤكدتان - فلو تركهما اثم على الصحيح سراج. قال في الحلية لعله محمول على ما اذا جعل الترك عادة من غير عذر. (رد المحتار: ۱/۱۲۶/سنن الوضو/ مكتبه رشيديه)(وكذا في حقانيه: ۲/۵۰۷)

(۳) وفي الدر المختار: ولا خروج ريح من قبل غير مفضاة. أما هي فيندب لها الوضوء، وقيل: يجب، قيل: لو منتنة. (۱/۱۳۳/: مطلب في احكام المعذور، مكتبه رشيديه)

وضو کرکے نماز پڑھ لے۔ اگرچہ دورانِ وضو یا نماز قطرات ٹپکتے رہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرا وقت آنے پر پھر تازہ وضو کرکے نماز پڑھ لے۔ اگر کپڑا اتنی دیر بھی پاک نہیں رہتا کہ فرض ادا کرسکے تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی ورنہ دھونا ضروری ہوگا جب کہ قدرِ درہم کو پہنچ جائے۔ (۱)

راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی کی چھینٹوں کا حکم

راستوں میں چلتے ہوئے عموماً جو ناپاک پانی کے چھینٹے اور کیچڑ وغیرہ کپڑوں یا بدن پر لگ جاتے ہیں اس میں بوجہ عموم بلوی اور دفع حرج کے حضرات فقہاء کرام نے گنجائش لکھی ہے کہ ان سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ البتہ اگر کوئی ایسی نجاست لگ جائے جو نظر آرہی ہو یا ظن غالب ہو کہ اس کو نجاست لگی ہے تو ایسی صورت میں دھونا ضروری ہوگا۔ نیز یاد رہے کہ یہ جواز کی صورت اس وقت ہے جب ضرورت شدیدہ ہو ورنہ عدم ضرورت شدیدہ کے وقت ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ (۲)

---

(۱) وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي: الصلاة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله، هو المختار للفتوى. (رد المحتار: ۱/۲۸۲/ رشيديه) (كذا في خير الفتاوى: ۱/۳)

(۲) لما في التاتارخانية(۱/۲۸۸): روى المعلى عن محمد رحمه الله انه قال الروث لايمنع جواز الصلوٰة وان كان كثيرا فاحشا قيل هذا آخر أقواله ورجع الى هذا القول حين جاء مع الخليفة الى الري ورأى اسواقهم وسككهم مملوءة من الأوراث فرجع الى هذا القول دفعا للبلوى قال مشايخنا على قياس هذه الرواية طين بخارا لايمنع جواز الصلوٰة وان كان كثيرا فاحشا مع أن التراب مخلوطا بالعذرات دفعا للبلوى وفي الفتاوىٰ العتابيه مالم يرعين النجاسة. وفي الشامية(۱/۳۲۴) (قوله وطين شارع) طين الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلاة معه وقدمنا ان هذا قاسه المشايخ على قول محمد آخر بطهارة الروث والخثي ومقتضاه انه طاهر لكن لم يقبله الامام الحلوانی كما في الخلاصة. قال في الحلبة اى لايقبل كونه طاهراً وهو متجه بل اشبه المنع بالقدر الفاحش منه الالمن ابتلى به بحيث يجئ ويذهب في ايام الأوحال في بلادنا الشامية لعدم انفكاك طرقها من النجاسة غالبا مع عسر الاحتراز بخلاف من لايمر بها اصلا في هذه الحالة فلا يعفى في حقه حتى ان هذا لايصلي في ثوب ذاك اهـ أقول والعفو مقيد بما اذا لم يظهر فيه أثر النجاسة كما نقله في الفتح

کھجلی کے دانوں کے پانی کا حکم

کھجلی کے دانوں سے نکل کر اگر پانی اپنی جگہ سے بہہ جائے تو ناقض وضو بھی ہے اور جس کپڑے پر لگ جائے وہ بھی نجس ہو جائے گا۔(۱)

جلق موجبِ غسل اور مفسدِ صوم ہے یا نہیں؟

جلق سے اگر منی نہیں نکلی تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اگر مذی نکلی ہے تو عضو کا دھولینا اور وضو کرلینا کافی ہے، غسل واجب نہیں نہ روزہ فاسد ہوا۔ اگر منی نکلی جائے تو روزہ بھی فاسد ہو گیا اور غسل بھی واجب ہے۔(۲)

پاؤں کی پھٹن پر دوا لگانے کے بعد وضو کا حکم

بعض اوقات سردیوں کے موسم میں عام طور پر پاؤں پھٹ جاتے ہیں اگر ان پر کوئی کریم یا کوئی اور ایسی چیز لگا دی جائے کہ اس کی تہہ جم جائے جس کی وجہ سے پانی بظاہر نیچے نہیں پہنچتا، اب ایسی صورت میں پریشانی یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت ایسی کسی بھی چیز کا ہٹانا مشکل ہوتا ہے تو کیا ایسی صورت میں اس کریم کے لگے رہنے کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ جب پاؤں پر کوئی ایسی دوا لگا دی جائے جس کی وجہ سے پانی جلد تک نہیں پہنچ سکے تو حرج کی بنا پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے۔..........................

ـ عن التجنيس ... (والحاصل ان الذي ينبغي انه حيث كان العفو للضرورة وعدم امكان الاحتراز ان يقال بالعفووان غلبت فيها النجاسة مالم يرعينها لواصابها بلا قصد وكان ممن يذهب ويجئ والا فلا ضرورة) وقد حكى في القنية ايضا قولين فيما لوابتلت قدماه ممارش في الاسواق الغالبة النجاسة ثم نقل انه لوأصاب ثوبه طين السوق أو السكة ثم وقع الثوب في الماء تنجس۔

(۱) ولذا أطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشترطوا سوى التجاوز إلى موضع يلحقه حكم التطهير۔ (ردالمحتار: ۱/۲۰۵/نواقض الوضو/مكتبه رشيديه)

(۲) (قوله: وكذا الاستمناء بالكف) أي في كونه لا يفسد لكن هذا إذا لم ينزل أما إذا أنزل فعليه القضاء كما سيصرح به وهو المختار. (رد المحتار: ۲/۳۶۲/ كتاب الصوم / مطلب في حكم الاستمناء بالكف/ مكتبه رشيديه)

اور اگر دوا ایسی ہے کہ پانی بہانے پر بھی تکلیف ہو تو صرف مسح کرنا کافی ہے، اور اگر مسح کرنے میں بھی تکلیف ہو تو مسح بھی چھوڑ دیا جائے اور صرف آس پاس کی جگہ دھودی جائے۔ البتہ ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز نہیں۔(۱)

سرجری کے ذریعے لگائے گئے ہاتھ اور پاؤں کو وضو اور غسل میں دھونا

اگر سرجری کے ذریعے مصنوعی ہاتھ یا پاؤں لگایا جائے تو اس صورت میں اگر ہاتھ ہتھیلی کے اوپر تک کٹا ہو اور پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک کٹا ہوا ہو اور اس کی جگہ مصنوعی ہاتھ اور پاؤں لگایا ہو تو وضو میں ان کو دھونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ غسل میں مصنوعی ہاتھ اور پاؤں کو نکال کر باقی بدن کا دھونا ضروری ہے۔ اگر ہاتھ ہتھیلی کے اوپر تک کٹا ہوا نہ ہو اور پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک کٹا ہوا نہ ہو بلکہ نیچے سے کٹا ہو تو اس صورت میں اگر مصنوعی ہاتھ یا پاؤں کو کھولنا ممکن ہو تو ان کو کھول کر ہاتھ اور پاؤں کا جتنا حصہ وضو میں دھونا فرض ہے اس کو دھونا ضروری ہوگا۔

اور اگر اس کو کھولنا اور الگ کرنا ممکن نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں میں اس کے اوپر گیلا ہاتھ پھیر دینا کافی ہوگا، البتہ اگر سرجری کے ذریعے اصلی ہاتھ اور پاؤں ہی کو جوڑا گیا ہو تو وہ جڑنے کے بعد دوبارہ جسم کا حصہ بن جائیں گے، وضو اور غسل دونوں میں ان کا دھونا فرض ہوگا۔(۲)

---

(۱) في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه- (قوله: وإلا تركه) أي وإن لم يمسحه بأن لم يقدر على المسح تركه— ولو كان في رجله فجعل فيه الدواء يكفيه إمرار الماء فوقه ولا يكفيه المسح. (رد المحتار: ۱/۱۰۲/سنن الوضو، مكتبه رشيديه)

وفي الهندية: ولو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شيء سقط الغسل ولو بقي وجب- وكذا غسل موضع القطع- سئل الخجندي عن رجل زمن رجله بحيث لو قطع لا يعرف هل يجب عليه غسل الرجلين في الوضوء؟ قال "نعم". كذا في التتارخانية- (۱/۵)

(۲) لا يجب غسل ما فيه حرج كعين وإن اكتحل بكحل نجس وثقب انضم و لا داخل قلفة يندب هو الأصح قاله الكمال، وعلله بالحرج فسقط الإشكال. (قوله: وثقب انضم) قال في شرح المنية: وإن انضم الثقب بعد نزع القرط وصار بحال إن مر عليه الماء يدخله وإن غفل لا فلا بد من إمراره ولا يتكلف لغير الإمرار من إدخال عود ونحوه فإن الحرج مدفوع- (رد المحتار: ۱/۱۵۲-۱۵۳/ مكتبه رشيديه)

متفرق طور پر تھوڑی تھوڑی قے آنے سے وضو کا حکم

اگر متفرق طور پر تھوڑی تھوڑی مقدار میں اتنی قے ہوئی ہو جو منہ بھر کر ہو اور اس کا سبب (متلی وغیرہ) ایک ہی ہو اگرچہ یہ قے وقفہ کے ساتھ مختلف مجالس میں ہو تو اصح قول کے مطابق اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۱)

انجکشن کے ذریعے مریض کے پیٹ سے پیشاب نکالنے پر وضو ٹوٹنے کا حکم

اگر انجکشن کے ذریعے مریض کے پیٹ سے پیشاب نکالا جائے تو مریض کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ احناف کے ہاں احد السبیلین (پیشاب و پاخانے کا مقام) کے علاوہ سے بھی اگر نجاست نکل آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے نیز اگرچہ یہاں خروج نجس نہیں ہے بلکہ اخراج (نکالنا) ہے۔ لیکن اخراج سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۲)

کھانسی میں بلغم کے ساتھ خون آئے تو وضو ٹوٹنے کا حکم

کھانسی کے ساتھ جو بلغم آئے وہ بنفسہ پاک ہے۔ لیکن اگر اس بلغم میں خون کی آمیزش ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ خون غالب ہے یا بلغم۔ اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر بلغم غالب ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا.................................

---

(۱) ویجمع متفرق القيء ویجعل کقيء واحد لاتحاد السبب وهو الغثیان عند محمد وهو الأصح۔ (در مختار: ۱/۱۴۰/مکتبه رشیدیه)

وإن قاء قلیلاً قلیلاً لو جمع یبلغ ملء الفم قال محمد رحمه الله: ان اتحد السبب جمع و الا فلا وهذا اصح. (فتاوی هندیة ۱/۱۱)

(۲) (نجم الفتاوی؛ ۲/۷۰)

والخارج بنفسه سیان في حکم النقض علی المختار کما في البزازیة. قال لأن في الإخراج خروج فصار کالفصد. وفي الفتح عن الکافي أنه الأصح. واعتمده القهستاني. وفي القنیة وجامع الفتاوی أنه الأشبه، ومعناه أنه الأشبه بالمنصوص روایة والراجح درایة؛ فیکون الفتوی علیه۔

وفی الشامیه: (قَوْلُهُ: لِأَنَّ فِي الْإِخْرَاجِ خُرُوجًا) ۔وفیه أنه لا تأثیر یظهر للإخراج وعدمه بل لکونه خارجا نجسا، وذلك یتحقق مع الإخراج کما یتحقق مع عدمه. فصار کالفصد. (رد المحتار: ۱/۱۳۶۔۱۳۷/مکتبه رشیدیه)

البتہ خون اور بلغم کے برابر ہونے کی صورت میں احتیاط اسی میں ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔(۱)

سوزشِ آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا ہو تو وضو و نماز کا حکم

اگر کسی آدمی کی آنکھ میں سوزش ہو رہی ہو اور اس کی وجہ سے آنکھ سے پانی نکل رہا ہو تو اس مرض میں مبتلا آدمی کا وضو ٹوٹ جائیگا۔ البتہ اگر پانی کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا ہو اور مسلسل پیش آتا رہتا ہو اور ایک نماز کے مکمل وقت میں اس کو اتنا وقت بھی نہ ملتا ہو کہ وہ باوضو ہو کر وقتی فرض ادا کرسکے تو وہ شرعاً معذور ہے۔ جس کے لئے نماز کا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے پر ایک مرتبہ وضو کرے جس سے وقت کے اندر اندر وہ فرائض، نوافل، تلاوت اور ہر قسم کی عبادت ادا کرسکتا ہے۔(۲)

مچھر اگر زیادہ مقدار میں خون چوس لے تو وضو کا حکم

کبھی کبھار مچھر اس طرح کاٹتا ہے کہ سارا مچھر خون سے بھر جاتا ہے، اور ایسی حالت میں ہوجاتا ہے کہ اگر اس پر ہاتھ لگ جائے تو وہیں مر جاتا ہے اور اس کا سارا خون جسم پر لگ جاتا ہے، اب بعض دفعہ یہ خون کافی زیادہ ہوتا ہے مگر اس طرح مچھر کے کاٹنے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اسی طرح وہ مقدار جو مچھر کے مرنے سے جسم یا کپڑوں پر لگتی ہے، وہ بھی معاف ہے۔(۳)

---

(۱) غلب على بزاق حكما للغالب أو ساواه احتياطا لا ينقضه المغلوب بالبزاق والقيح كالدم والاختلاط بالمخاط كالبزاق. (التنوير مع شرحه: ۱/۱۳۸/ نواقض الوضو/مكتبه رشيديه)

(۲) فدمع من بعينه رمد أو عمش ناقض. فإن استمر صار ذا عذر مجتبى، والناس عنه غافلون. وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث. (الدر المختار: ۱/۲۰۵/ نواقض الوضو/مكتبه رشيديه)

(۳) والا (لا) ينقض (كبعوض وذباب) كما في الخانية لعدم الدم المسفوح. (رد المحتار: ۱/۱۳۹/مكتبه رشيديه)

وضو کی حالت میں معدہ تک نلکی پہنچانے کا حکم

بعض میڈیکل تحقیق کے لئے حلق کے ذریعے سے معدہ تک نلکی پہنچائی جاتی ہے اور پھر وہ نلکی کھینچ لی جاتی ہے یا گوشت کا کوئی ٹکڑا کاٹ کر اپنے ساتھ لاتی ہے ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اس کو مقام نجاست سے نکالا گیا ہے اس لئے بعید نہیں کہ اس میں کچھ نجاست لگی ہوئی ہو۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

وكذالك خروج الولد والدودة والحصا واللحم وعود الحقنة بعد غيوبته لأن هذه الاشياء وان كانت طاهرة في انفسها لكنها لا تخلو عن قليل نجس يخرج معها.(۱)

ترجمہ: "اسی طرح بچہ کی پیدائش، کیڑا، کنکری اور گوشت نیز حقن کی لکڑی کا اندر چھپ جانے کے بعد نکلنا ناقض وضو ہے کیوں کہ گو یہ بذاتِ خود پاک ہیں لیکن نجاست کی معمولی مقدار سے خالی یہ بھی نہیں ہوتی جو اس کے ساتھ نکل آتی ہے۔"

پیشاب کی نلکی سے وضو کا حکم

اگر کسی شخص کا آپریشن کیا جائے اور پیشاب کے باہر نکلنے کے لئے خصوصی نلکی لگادی جائے جس سے پیشاب آتا رہے تو اس نلکی سے بھی پیشاب کا آنا ناقض وضو ہے، البتہ اگر مسلسل اس سے پیشاب آتا رہے اور روکنے کی قوت ختم ہو جائے تو وہ معذور کے حکم میں ہوگا اور ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرنے کے بعد جب تک اس کے علاوہ کوئی اور ناقض وضو پیش نہ آجائے یا نماز کا وقت نہ گزر جائے یہ وضو اس کے لئے کفایت کرے گا۔ (۲)

---

(۱) (بدائع الصنائع: ۱/۱/۱۱) (جدید فقہی مسائل: ۱/۳۰)

(۲) (جدید فقہی مسائل: ۱/۳۰) (وينقضه) خروج منه كل خارج (نجس)(منه) أي من المتوضئ الحي معتادا أو لا. من السبيلين أو لا. (رد المحتار: ۱/۲۸۳/ نواقض الوضو/مکتبہ رشیدیہ)

پائپ کے ذریعے اندرون جسم دوا داخل کرنا

اگر کوئی شخص بواسیر کا مریض ہو اور پائپ کے ذریعے جسم کے اندرونی حصہ میں دوا پہنچائی جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔(۱)

معذور وضو کرانے کیلئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے

اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہو گیا ہو کہ ہاتھ بالکل بھی کام نہیں کر رہا جس کی وجہ سے وہ خود وضو نہ کر سکتا ہو تو گھر کے لوگوں میں سے کوئی آدمی اس کا وضو کرادیا کرے۔ اگر اس کی ملک میں کوئی جائیداد ہو تو وضو کرانے کے لئے ایک تنخواہ دار آدمی مقرر کر دیا جائے یعنی خادم کا انتظام کر دیا جائے۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہو سکتی ہوں تو تیمّم کرکے نماز ادا کرلیا کرے۔

اصل یہ ہے کہ نماز کے وقت کوئی وضو کرانے والا ہو تو وضو کرانا ضروری ہے ورنہ تیمم کرکے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

زخم کے اوپر جمے ہوئے خون کا حکم

جب تک خون، پیپ، وغیرہ زخم سے بہہ کر جسم پر نہیں آتا اس وقت تک اس کو نجس نہیں کہا جاتا، کیونکہ معدن میں ہے۔ پس ایسے خون وغیرہ کا زخم سے ازالہ کرنا ضروری نہیں۔ ھدایہ میں ہے: "مالایکون حدثاً لایکون نجسا"

اور اگر زخم اس حالت میں ہے کہ موجودہ خون دور کرنے کے بعد نیچے سے تندرست جسم ظاہر ہوگا یا اس کے قریب، تو ایسی صورت میں اس کا چھڑانا ضروری ہوگا۔ اسی طرح اگر زخم بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور تہہ مذکور کے ازالہ سے زخم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا........................

---

(۱) إذا خرج دبره ان عالجه بيده او بخرقة حتى ادخله نتقض طهارته لانه يلتزق بيده شئ من النجاسة.(بدائع الصنائع: ۱/۱۰) (جدید فقهی مسائل؛ ۱/۶۳)

(۲) حاصل ما فيه أنه إن وجد خادما: أي من تلزمه طاعته كعبده وولده وأجيره لا يتيمم اتفاقا- وَإِنْ وَجَدَ غَيْرَهُ مِمَّنْ لَوْ اسْتَعَانَ بِهِ أَعَانَهُ وَلَوْ زَوْجَتَهُ فَظَاهِرُ الْمَذْهَبِ أَنَّهُ لَا يَتَيَمَّمُ أَيْضًا بِلَا خِلَافٍ. (رد المحتار: ۱/۲۱۵/سنن التيمم/ مكتبه رشيديه)

تواسے اکھاڑ دینا ضروری ہے۔ (۱)

جس کے دانت نہ ہوں اس کے لئے مسواک کا حکم

اگر کسی کے دانت نہ ہوں تو کیا مسوڑھوں پر مسواک کرنا سنت ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق مراقی الفلاح میں ہے کہ:

''وفضله يحصل ولوكان الاستياك بالاصبع او خرقة خشنة عند فقده اى السواك او فقد اسنان او ضرر بفمه۔ الخ'' (۲)

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ دانت نہ ہونے کی صورت میں فضیلت مسواک انگلی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ مسواک کا استعمال سنت نہیں رہتا۔ در مختار میں ہے۔ ''ویستاک عرضا لا طولا'' اس پر علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ: ''لانه یجرح لحم الاسنان'' (۳)

زخم سے پٹی اتارنے کا حکم

زخم کے قریبی حصے پر جو دوائی مانع نفوذ ماء جم گئی ہے اگر اس کے دور کرنے میں زخم کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو اسے دور کرنا ضروری ہوگا ورنہ نہیں۔

اگر زخم کے دیر سے اچھا ہونے کا اندیشہ اور غالب گمان ہو تو ایسی صورت میں پٹی اتارنا واجب نہ ہوگا اور اگر زخم بالکل درست ہو گیا ہے تو پٹی اتار دینی چاہئے۔ (۴)

---

(۱) والشئ مادام فى معدنه لا يعطى له حكم النجاسة. (رد المحتار: ۹۲/۲/باب شروط الصلوة/ مكتبه رشيديه)

(۲) (ص ۳۸)

(۳) (شامية: ۱/۷۸) (خير الفتاوى: ۲/۸۷)

(٤) في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه ولو بيده.قال فى الشاميه: ولو كان في رجله فجعل فيه الدواء يكفيه إمرار الماء فوقه ولا يكفيه المسح. ولو أمره فسقط إن عن برء يعيده وإلا-(رد المحتار: ۲۳۹/۱/ أركان الوضو/ كتاب الطهارة/ مكتبه رشيديه)

ایک ہاتھ سے شل آدمی کا وضو اور تیمم

اگر کسی کا ایک ہاتھ کٹا ہو یا شل ہو تو وہ دوسرے ہاتھ سے وضو کرے گا، اور اگر وضو پر قدرت نہ ہو خواہ بیماری کی وجہ سے ہو یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہو تو تیمم کرے۔(۱)

پاؤں کی پھٹن میں موم بھر کر وضو و غسل کرنا

اگر کسی آدمی کے پاؤں سردی کی وجہ سے پھٹنے لگے اور وہ شخص اس میں علاج کے طور پر موم وغیرہ بھر دے تو اگر وہ پھٹن اتنی گہری ہے کہ اسکے اندر پانی کا پہنچنا تکلیف اور ضرر کا باعث ہے، تو اوپر سے پانی بہالینا کافی ہے اس کو نکالنے کی ضرورت نہیں، اور اگر اندر پانی پہنچنے سے چنداں تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو موم لگے رہنے سے وضو اور غسل درست نہ ہوں گے، بلکہ حتی الامکان موم کو نکال کر پانی بہانا ضروری ہے۔(۲)

مسواک کرتے ہوئے خون نکل آنا

اگر کسی کو وضو کے دوران مسواک کرنے سے مسوڑھوں سے خون نکلتا رہتا ہو اور خون لعاب پر غالب ہو تو ایسی صورت میں اس کا وضو صحیح نہیں ہوگا اسے چاہئے کہ مسواک نہ کرے اس کے بجائے آہستگی کے ساتھ انگلی پھیر لیا کرے، یہ انگلی پھیرنا مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا۔(۳)

---

(۱) أنه إن وجد خادماً: أي من تلزمه طاعته كعبده وولده وأجيره لا يتيمم اتفاقاً. وإن وجد غيره ممن لو استعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لا يتيمم أيضاً بلا خلاف. وقيل على قول الإمام يتيمم. (رد المحتار: ۱/۲۲۲/ باب التيمم/مكتبه رشيديه)

(۲) واذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشحم أو المرہم ان كان لايضره ايصال الماء لايجوز غسله و وضوئه. وان كان يضره يجوز اذا أمر الماء على ظاہر ذلك۔(كبيرى شرح منية المصلى؛ ۴۹)

واذا كان برجله شقاق فجعل فيها الشحم وغسل الرجل ولم يصل الماء الى ماتحته ينظر ان كان يضر ايصال الماء الى ماتحته يجوز. و ان كان لايضره لايجوز. (الفتاوى التاتارخانيه؛۱/۲۰۷. وكذا في كتاب النوازل؛ ۲/۵۲)

(۳) خشنة "عند فقده" أي السواك أو فقد أسنانه أو ضرر بفمه لقوله عليه السلام: "يجزئ من السواك الأصابع". (مراقى مع طحطاوى؛ ۳۸)

لا ينقضه المغلوب بالبزاق قال في الشامية: وعلامة كون الدم غالباً أو مساوياً أن يكون البزاق أحمر. وعلامة كونه مغلوباً أن يكون أصفر بحر۔(رد المحتار: ۱/۲۶۷/سنن الوضو/مكتبه رشيديه)

وضو کے بعد دانتوں سے خون آنا

اگر دانتوں سے وضو کے بعد ہی خون نکلتا ہے، دوبارہ وضو کرنے پر پھر خون نکلنا شروع ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں خون بند ہونے کا انتظار کرنا چاہیے اور خون بند ہونے کے بعد احتیاط سے وضو کرکے نماز ادا کرے۔(۱)

*****

(۱) (کتاب النوازل:۱/۲۷)

وفي الدر المختار: و ينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكماً للغالب أو ساواه احتياطاً لاينقضها لمغلوب بالبزاق- (۱/۲۶۷/سنن الوضو/مکتبہ رشیدیہ)

ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلى آخره. فإن لم ينقطع يتوضأ ويصلي ثم إن انقطع في أثناء الوقت الثاني يعيد تلك الصلاة.وإن استوعب الوقت الثاني لا يعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض. (رد المحتار: ۱/۵۰۵/مطلب أحكام المعذور/مکتبہ رشیدیہ)

معذور کا تیمم (اضافہ شدہ مسائل)

سردی کی وجہ سے تیمم

اگر سردی کے سبب ٹھنڈے پانی کے استعمال کرنے سے اپنی جان چلے جانے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے یا مرض و بیماری کے پیدا ہو جانے یا پہلے سے پیدا شدہ مرض و بیماری بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا ڈر ہو، وہ خواہ سفر میں ہو یا حضر میں اور یا شہر میں تو اکثر فقہاء کرام کے نزدیک مذکورہ حالتوں میں تیمم کرنا بہر حال جائز ہے بشرطیکہ گرم پانی میسر نہ ہو اور اس کا انتظام بھی نہ ہو سکتا ہو اگر گرم پانی کا استعمال بھی نقصان دہ، مثلاً لباس اتارنے کی وجہ سے مذکورہ اعذار لاحق ہوتے ہوں تب بھی تیمم کرنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ اکثر فقہاء کرام کے نزدیک سردی کے سبب تیمم جائز ہونے کے لئے شہر سے باہر ہونا ضروری نہیں، بلکہ ضرورت اور مجبوری کا پایا جانا کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک سردی کے سبب سے تیمم کا جواز صرف جنبی کے لئے ہے الا یہ کہ وضوسے بھی سابقہ تفصیل کے مطابق نقصان ہوتا ہو۔(۱)

ریل اور موٹر میں تیمم

ریل گاڑی اور موٹر میں تیمم سے نماز کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱۔ ریل گاڑی کے دوسرے کسی ڈبے میں بھی پانی نہ ہو۔

۲۔ راستہ میں ایک میل شرعی (۱۸۳ء۱کلومیٹر) کے اندر کہیں پانی کا وجود نہ ہو۔

۳۔ اگر ریل گاڑی یا موٹر کے تختے پر اتنا غبار ہو کہ بخوبی ہاتھ کو لگے تو اس پر تیمم کرے۔

۴۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

---

(۱) (المستفاد: مریض کی نماز/ ۳۳./مفتی رضوان)

وفي الدر المختار: من عجز عن استعمال الماء لبعده ولو مقيما في المصر ميلا أو لمرض أو برد يهلك الجنب أو يمرضه ولو في المصر إذا لم تكن له أجرة حمام ولا ما يدفئه۔ (در مختار: ۱/۲۲۳/ باب التيمم/مكتبه رشيديه)

۵۔ قبلہ رخ پڑھے، قبلہ معلوم نہ ہو تو غور کے بعد جدھر دل شہادت دے اس طرف رخ کرے، ان میں سے کسی ایک شرط پر قدرت نہ ہو تو جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لے مگر بعد میں قضا کرے۔ (۱)

حالتِ بخار میں تیمم

بخار اگر ایسا ہے کہ پانی سے مضرت اور مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے تو تیمم کرکے نماز پڑھنا درست ہے۔ (۲)

اندیشہ بخار میں تیمم

اگر کسی شخص کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے سردی ہو کر بخار ہونے کا اندیشہ ہے، اگر یہ شخص گرم پانی سے وضو کر سکتا ہو تو تیمم کرنا اس کو درست نہیں ہے۔ بلکہ گرم پانی سے وضو کرنا ضروری ہے۔ (۳)

بوجہ عذر تیمم کی گنجائش کب ہے؟

اگر پانی کے استعمال سے مریض کے مرجانے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال کرنے سے مرض کے دیر سے اچھا ہونے کا خطرہ ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم جائز ہوگا۔ اگر کوئی بالفعل تندرست ہے لیکن گمان غالب ہے کہ پانی کے استعمال سے بیمار ہو جاؤں گا

(۱) أو خوف عدو كحية أو نار على نفسه ولو من فاسق أو حبس غريم أو ماله ولو أمانة: ثم إن نشأ الخوف بسبب وعيد عبد أعاد الصلاة وإلا لا؛ لأنه سماوي -قال فى رد المحتار: تحت: (قوله ثم إن نشأ الخوف إلخ) اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد: كأسير منعه الكفار من الوضوء، ومحبوس في السجن، ومن قيل له إن توضأت قتلتك جاز له التيمم ويعيد الصلاة إذا زال المانع- (در مختار: ۲۱۷/۱/ سنن التيمم/مكتبه رشيديه)

(۲) (من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا أو لمرض يشتد او يمتد بغلبة الظن. (رد المحتار: ۲۳/ باب التيمم/مكتبه رشيديه)

فصار الأصل أنه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم إجماعا. (رد المحتار: ۱/ باب التيمم/مكتبه رشيديه)

تو تیمم جائز ہے، اگر وضو کر سکتا ہے لیکن غسل کرنے سے نقصان ہوتا ہے تو وضو بھی کرلے اور غسل کی جگہ تیمم کرلے، اگر ٹھنڈے پانی سے مرض وغیرہ کا اندیشہ ہے اور گرم پانی میسر نہیں آتا تو تیمم جائز ہے، اسی طرح اگر ایسی سخت سردی ہے کہ گرم پانی سے غسل کرنے میں مرض یا موت کا اندیشہ ہے تو تیمم جائز ہے خواہ یہ صورت جنگل میں پیش آئے یا بستی میں۔

نوٹ: اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سخت سردی میں ہمیشہ تیمم جائز ہے کیونکہ بہت سخت سردی میں گرم پانی سے غسل کرکے عموماً نہ کوئی بیمار ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے، البتہ اگر کسی خاص مقام میں اتفاق سے ایسی سخت سردی ہو کہ گرم پانی سے بھی ضرر ہو اور کوئی ایسا کپڑا وغیرہ نہ ہو جس کو غسل کے بعد اوڑھ کر گرمائش حاصل کی جائے وہاں پر تیمم جائز ہوگا۔ (۱)

زخمی اور چیچک کے مریض کے لئے تیمم کا حکم

اگر کسی کے ہاتھ پاؤں اور چہرے پر خارش کی پھنسیاں یا زخم ہو تو اگر وضو کے اعضاء (چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں) میں سے اکثر پر زخم ہوں تو تیمم کرے، ورنہ صحیح اعضاء کو دھوئے اور زخمی حصہ پر مسح کرے، اور غسل کا بھی یہی حکم ہے، مگر اس میں اعضاء کے عدد کے بجائے پورے بدن کی پیمائش کو دیکھا جائے گا، اگر آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں تو تیمم کرے اور اگر آدھے بدن پر یا اس سے کم پر ہوں تو صحیح حصے کو دھوئے اور زخمی حصے پر مسح کرے، البتہ اگر بدن کے تندرست حصہ پر پانی بہانے سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہو تو اتنا تندرست حصہ بھی زخم کے حکم میں شمار ہوگا۔ (۲)

---

(۱) مَنْ عَجَزَ عَنِ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لبعده ميلاً أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة الظن أَوْ بَرْدٍ يُهْلِكُ الْجُنُبَ أَوْ يُمْرِضُهُ وَلَوْ فِي الْمِصْرِ۔ (درمختار/۱/۲۳۳/باب التيمم، مكتبه رشيديه)

(۲) تَيَمَّمَ لَوْ كَانَ أَكْثَرُهُ أي أكثر أعضاء الوضوء عددا وفي الغسل مساحة مجروحا أو به جدري اعْتِبَارًا لِلْأَكْثَرِ وَبِعَكْسِهِ يَغْسِلُ الصحيح ويمسح الجريح وكذا إن استويا غسل الصحيح من أعضاء الوضوء. ولا رواية في الغسل ومسح الباقي منها وهو الأصح؛ لأنه أحوط فكان أولى۔ (در مختار: ۱/۲۴۲/ باب التيمم/ مكتبه رشيديه)

دونوں ہاتھوں پر پھنسیاں پر ہو تو تیمم کا حکم

اگر دونوں ہاتھوں پر پھنسیاں ہوں اور ان کو پانی نقصان کرتا ہے تو تیمم درست ہے۔ البتہ اگر کوئی دوسرا شخص وضو کرانے والا ہو تو جوازِ تیمم میں اختلاف ہے، ارجح و احوط عدمِ جواز ہے یعنی وضو کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

مریض کے لئے دوسرے شخص سے تیمم کرانا

اگر مریض خود تیمم کرنے پر قادر نہ ہو تو کسی اور شخص سے بھی تیمم کراسکتا ہے تاہم اس صورت میں مریض پر خود نیت کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

صاحبِ عذر کے لئے خادم نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم

اگر کسی شخص کے ہاتھ پاؤں پر ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے یہ شخص خود وضو کرنے پر قادر نہ ہو تو اگر خادم یا معاون کی کوئی ممکن صورت میسر ہو تو وضو کرے ورنہ تیمم کرکے نماز پڑھے۔ (۳)

جیل خانے میں پانی نہ ملنے پر تیمم کا حکم

افغانستان اور کشمیر کے جہاد میں جو لوگ کفار کی جیلوں میں محبوس ہیں اگر دشمن باوجود پانی کی موجودگی کے ان کو وضو یا غسل کے لئے نہ چھوڑیں تو چونکہ تیمم کے جواز کے لئے پانی پر عدمِ قدرت ضروری ہے اور یہ عدمِ قدرت چاہے مسافت کی وجہ سے ہو یا مرض کی وجہ سے یا دشمن کی وجہ سے ہو تو ان تمام صورتوں میں تیمم کرکے نماز پڑھی جاسکتی ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں.....

---

(۱) (احسن الفتاوی: ۵٦/۲)
وَصَحَّح فِي الْفَيْض وَغَيْرِه التَّيَمُّم. كَمَا يَتَيَمَّم لَوْ الْجُرْح بِيَدَيْه وَإِنْ وَجَدَ مَنْ يُوَضِّئُهُ خِلَافًا لَهُمَا. (رد المحتار: ۲۸۳/۱باب التیمم/مکتبہ رشیدیہ)

(۲) فَلَوْ أَمَرَ غَيْرَهُ بِأَنْ يُيَمِّمَهُ جَازَ بِشَرْطِ أَنْ يَنْوِيَ الْآمِر- (رد المحتار: ۲۳۷/۱/سنن التیمم/مکتبہ رشیدیہ)

(۳) أَوْ كَأَنْ لَا يَجِدَ مَنْ يوضئه وَلَا يَقْدِرُ بنفسه اتِّفَاقًا. وَإِنْ وَجَدَ خَادِمًا كَعَبْدِهِ وَوَلَدِهِ وَأَجِيرِهِ لَا يُجْزِئه التَّيَمُّمُ اتِّفَاقًا. (البحر الرائق: ۱۳۰/۱/باب التیمم)

اگر قیدی تیمم کرکے نماز ادا کریں تو جائز ہے۔(۱)

کینسر کے مریض کے لیے اگر پانی نقصان دہ ہو تو مسح کر سکتا ہے یا نہیں؟

اگر کوئی شخص کینسر کا مریض ہو اور ڈاکٹر نے اس کو چہرے پر پانی لگانے سے منع کیا ہو تو یہ شخص چہرے پر موٹا کپڑا لگا کر مسح کر لے اور نماز پڑھ لے پانی لگانے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر دوسرے اعضاء کے لئے بھی پانی مضر ہو تو تیمم کرے گا۔(۲)

غسل مضر ہو، وضو مضر نہ ہو تو تیمم کا حکم

اگر ایسے شخص کو جنابت لاحق ہو جائے جو کسی معتبر عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکتا ہو مثلاً مرض بڑھنے یا طول پکڑنے کا خطرہ ہو یا پانی غسل کیلئے ناکافی ہو تو ایسی صورت میں صرف وضو پر قدرت ہونے کے باوجود جنابت دور کرنے کیلئے صرف تیمم کافی ہے۔ اس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جنابت دور کرنے کے بعد وضو توڑنے والا کوئی عارض لاحق ہو جائے تو ضرورت پڑنے پر وضو کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) (المستفاد فتاوی حقانیه؛ ۵۲۶/۲)

مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لبعده وَلَوْ مُقِيمًا فِي الْمصرِ ميلا أَوْ لِمَرَضٍ يشتد أَوْ يَمتدُ بِغَلَبَة ظن أَوْ قول حاذق مُسْلِم. (أَوْ بَرْد) يهْلِكُ الْجُنب أَوْ يُمْرضه۔۔۔(أَوْ خوف عَدُو) كَحَيَّة أَوْ نار عَلَى نَفْسه وَلَوْ مِنْ فَاسِق أَوْ حَبْس غَرِيم أَوْ مَاله. (أَوْ عطش) وَلَوْ لِكلبه أَوْ رَفِيق الْقَافلة. (الدر المختار: ۱/۲۲۱۔۲۲۳/باب التيمم/مكتبه رشيديه)

(۲) (فتاوی دار العلوم زکریا: ۱/۴۷۹)

(تَيَمَّم لو) كَان (أَكْثَره مَجْروحا) أَوْ بِه جدري اعْتبارا لِلْأَكْثَرِ (وَبِعَكْسِهِ يَغسِلُ) الصَّحِيحَ وَيَمْسَحُ الْجَرِيحَ. قَال في الشامية: (قَوْلُهُ وَبِعَكْسِهِ) وَهُو ما لو كان أكثر الْأَعْضاءِ صَحِيحا يَغْسِلُ إلَخ. لَكِنْ إذَا كَانَ يُمْكِنُهُ غَسْلُ الصَّحِيحِ بِدُونِ إصَابَةِ الْجَرِيحِ وَإِلَّا تَيَمَّمَ حِلْيَة. (قَوْلُهُ وَيَمْسَحُ الْجَرِيحَ) أَيْ إنْ لَمْ يَضُرَّه وَإِلَّا عَصَبَهَا بِخِرْقَةٍ وَمَسَحَ فَوْقَهَا خَانِيَّة وَغَيْرها وَمُفَاد كَمَا قَالَ ط أَنَّهُ يَلْزَمُهُ شَدُّ الْخِرْقَةِ إنْ لَمْ تَكُنْ مَوْضُوعَة۔ (رد المحتار: ۱/۲۵۷/باب التيمم / مكتبه رشيديه. هكذا في حاشية الطحطاوی على المراقی: ۶۷)

(۳) (المستفاد فتاوی عثمانیه: ۱/۳۹۶)

اذا تيمم عن جنابة ثم بال مثلاً فهذا ناقض للوضوء لا ينتقض به تيمم الغسل. بل ينتقض طهارة الوضوء- (رد المحتار: ۱/۲۴۳/باب التيمم مكتبه رشيديه)

وفي الهندية: ولو كان مع الجنب ماء يكفي للوضوء تيمم. ولا يجب التوضؤ به إلا إذا كان مع الجنابة حدث يوجب الوضوء-(باب في التيمم. فصل في المتفرقات: ۱/۳۰)

تیمم ایسی حالت میں کہ پانی ٹھنڈا یا گرم نقصان دے

اگر ٹھنڈا پانی استعمال کرنے کی صورت میں جان کی ضائع ہونے یا کسی عضو کے ہلاک ہونے یا بیمار ہو جانے کا یقین یا ظن غالب ہے اور گرم پانی کا انتظام نہ ہو سکتا ہو یا مرض کی وجہ سے گرم پانی بھی نقصان دہ ہو تو تیمم کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔(۱)

وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کا حکم

اگر کسی نماز کا وقت کم رہ گیا ہو مگر اس میں وضو کرکے نماز ادا کی جا سکتی ہے تو اس صورت میں وضو کرنا ہی ضروری ہے، ایسی صورت میں تیمم کرکے نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر نماز کا وقت اتنا کم رہ گیا ہو کہ وضو کرکے وقتی نماز ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو، بلکہ یقین ہو کہ وضو کیا تو نماز کا وقت نکل جائیگا، تو ایسی صورت میں احتیاط کے پیش نظر تیمم کرکے وقت کے اندر نماز پڑھ لے تاہم بعد میں وضو کرکے نماز کی قضا بھی کرلے۔(۲)

محض تیمم سے بدن پر لگی نجاست پاک نہیں ہوتی

واضح رہے کہ اگر عذرِ شرعی کی بناء پر تیمم کیا ہے تو اس سے بدن پر لگی نجاست پاک نہیں ہوتی بلکہ اس کو مستقلاً پاک کرنا ضروری ہے۔(۳)

عذر کی وجہ سے مسجد کی فرش یا دیوار سے تیمم کرنا

واضح رہے کہ تمام حالات میں مسجد کی فرش یا دیوار سے تیمم کرنا مکروہ ہے کیونکہ تیمم کی صورت میں یہ حدث کیلئے مزیل ہوگا اور مسجد کی فرش اور دیوار واجب التعظیم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف ازالہ حدث کی نسبت کرنے میں ایک قسم کی بے ادبی کا پہلو ہے۔........

---

(۱) (مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لبعده ميلا (أَوْ لِمَرَضٍ) يَشْتَدُّ أَوْ يَمْتَدُّ بِغَلَبَةِ ظَنٍّ أَوْ قَوْلِ حَاذِقٍ مُسْلِمٍ او يتحرك... تيمم لهذه الأعذار كلها۔ (الدر المختار: ۱/۲۲۳/ باب التيمم/ مكتبه رشيديه)

(۲) لا يَتَيَمَّمُ لِفَوْتِ جُمُعَةٍ وَوَقْتٍ وَلَوْ وِتْرًا لِفَوَاتِهَا إلَى بَدَلٍ، وقيل تيمم لفوات الوقت. قال الحلبي فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيده۔ (الدر المختار: ۱/۲۴۲/ باب التيمم/ مكتبه رشيديه)

(۳) تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي. ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر. (الهداية/۱/۷۱، باب الانجاس)

البتہ عذر کی وجہ سے مسجد کی فرش یا دیوار پر تیمم کرنے کی گنجائش ہے۔ جیسے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں ہو اور اسے غسل کی حاجت پیش آگئی اور فوراً نکلنا تاریکی یا بارش وغیرہ اعذار کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو تیمم کر لینا مستحب ہے، تاکہ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھرنا لازم نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہاں کوئی اور مٹی وغیرہ نہ ہو تو بیماری اور دیگر اعذار کی وجہ سے مسجد کی فرش اور دیوار سے تیمم کرنا جائز ہے۔ (۱)

پانی نہ ہونے کی صورت میں مشروبات سے وضو کا حکم

مشروبات پیپسی، سیون آپ، ڈیو وغیرہ چونکہ ماء مطلق میں داخل نہیں ہے اسلئے پانی نہ ہونے کی صورت میں ان سے وضو کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں تیمم کیا جائیگا۔ (۲)

نزلے کے مریض کے لئے حالت جنابت میں تیمم کا حکم

اگر کوئی نزلے کا مریض ہو اور سردی کی وجہ سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو یہ مریض اس وقت تیمم کر سکتا ہے جب اس کو خود ظنِ غالب ہو یا کوئی ماہر ڈاکٹر یا طبیب اس کو یہ بتائے کہ پانی کے استعمال سے مرض بڑھنے کا خطرہ ہے، محض وہم کا اعتبار نہیں۔ اس صورت میں اگر گرم پانی کے استعمال پر بھی قدرت نہ ہو یا اس سے بھی مرض بڑھنے کا ظنِ غالب یا یقین ہو تو ایسی صورت میں تیمم کرنے کی گنجائش ہے۔ (۳)

---

(۱) تَيَمَّمَ لِهَذِهِ الْأَعْذَارِ كُلِّهَا بِمُطهر مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ نَقْعٌ أَيْ غُبَار. (الدر المختار: ۱/۲۳۳/باب التيمم /مكتبه رشيديه)

ويكره مسح الرجل بطين الردغة بأسطوانُ المسجد أو بحائطه- (قاضی خان؛ ۱/۶۵. فصل فی المسجد)

وفي الولوالجية: النائم اذا احتلم وهو في المسجد إن أمكنه أن يخرج من ساعته واغتسل حتى لا يبقى في المسجد جنباً وإن لم يمكن بأن كان في وسط الليل ولم يقدر على الخروج يستحب له التيمم حتى لا يبقى في المسجد جنباً- (۱/۵۳)

(۲) كما في القرآن الكريم: فلم تجدوا ماء فتيمموا إلخ. (سورة مائدة: آيت ۶)

(۳) (أَوْ لِمَرَض يَشْتَدُّ أَوْ يَمْتَدُّ بِغَلَبَةِ ظَنٍّ أَوْ قَوْلِ حَاذِقٍ مسلم -ولو بتحرك أو لم يجد من توضئه. (الدر المختار: ۱/۲۳۳/ باب التيمم /مكتبه رشيديه)

ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطأ برؤه يتيمم - ويعرف ذلك الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق. (۱/۲۸، فتاوى هنديه)

نمازِ جنازہ کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم کرنے کا حکم

واضح رہے کہ بغیر وضو نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں، جس طرح دیگر نمازوں کیلئے طہارت شرط ہے اسی طرح نماز جنازہ کیلئے بھی طہارت شرط ہے۔ البتہ اگر اچانک جنازہ سامنے آجائے یا جنازہ کیلئے جانا ہو اور وضو میں مشغول ہونے سے نماز جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کرکے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ تیمم کرنے والا امام یا میت کا ولی نہ ہو کیونکہ ان دونوں کو ایسی صورت میں بھی وضو کرنا ضروری ہے۔ (۱)

چلتی ہوئی ریل سے چشمے یا تالاب وغیرہ دکھائی دینے سے تیمم نہیں ٹوٹتا

اگر کوئی شخص ریل میں سفر کر رہا ہو اور اس نے پانی ملنے نہ کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور اثناءِ راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کا چشمہ یا تالاب وغیرہ دکھائی دیں تو محض چلتی ہوئی ریل سے چشمہ یا تالاب وغیرہ صرف دکھائی دینے سے تیمم نہیں ٹوٹے گا، جب تک کہ اس پانی کے استعمال پر قدرت حاصل نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) ویجوز التیمم اذا حضرته الجنازة والولی غیره فخاف ان اشتغل بالطهارة ان تفوته الصلاة ولا یجوز للولی وهو الصحیح هکذا فی الهدایة۔ (۳۱/۱؛ فتاوی هندیه)

(قَوْله بخلاف صلاة جنازَة) أيْ فَإِنَّ تَيمها تَجُوز بِهِ سَائِرُ الصَّلَوَاتِ لَكِنْ عِنْدَ فَقْدِ الْمَاءِ. وَأَمَّا عِنْدَ وُجُوده إذَا خَاف فَوْتَهَا فَإِنَّمَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاة عَلى جنازَة أُخْرَى إذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا فَاصل كَمَا مَرَّ. وَلَا يَجُوزُ بِهِ غَيْرُهَا مِنْ الصَّلَوَات۔ (رد المحتار: ۲۲۵/۱/ باب التیمم)

(۲) (المستفاد نجم الفتاوی؛ ۱۱۷/۱)

وَالْحاصل أَنَّ كُل ما يَمْنَع وجوده التَّيَمُّم نَقَضَ وجوده التَّيَمُّم وما لا يَمْنَع وجوده التَّيَمُّم في الِابْتِدَاء فَلَا يَنْقُض وجوده بَعْد ذَلِكَ التَّيَمُّمُ. قال فی الشامیه تحت (قَوْلُهُ وَالْحَاصِلُ) أَرَادَ به التَّنْبِيهَ على أَنَّ ذَلِكَ قَاعدة كلِيَة تُغْنِي عَنْ ذِكْرِ قُدْرَةِ الْمَاء الْكَافِي فَافْهَمْ۔ (رد المحتار: ۲۵۶/۱/ باب التیمم)

وان مر علی الماء وهو فی موضع لا یستطیع النزول الیه الخوف عدو أو سبع لم ینقض هکذا فی السراج الوهاج۔ المسافر اذا مر فی الفلاة بماء موضوع فی حب أو نحوه لا ینتقض تیممه. (۳۰/۱/ فتاوی هندیه)

زخموں کی وجہ سے نہانا ممکن نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر جسم کے زخم پر پانی لگنے کی صورت میں زخم بڑھنے کا اندیشہ ہو تو وضو اور غسل کے دوران اس حصے کو چھوڑ کر باقی جسم کو پانی سے دھولیا جائے، اور اس جگہ کوئی چیز باندھ دی جائے یا کوئی ایسی تدبیر کر لی جائے جس سے پانی نہ پہنچے، اور زخم والے حصے پر گیلے ہاتھ سے صرف مسح کر لیا جائے اور اگر مسح بھی نقصان دہ ہو تو مسح کو بھی چھوڑ دے، وضو اور غسل ہو جائیگا۔

اور جب تک اس طرح پانی سے وضو اور غسل کرنا ممکن ہو کہ زخم سے متأثرہ جگہ محفوظ رہے تو تیمم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ لیکن اگر پانی کا استعمال کرنا نقصان دہ ہو یا مرض کی وجہ سے حرکت کرنا ممکن نہ ہو یا ڈاکٹر نے حرکت کرنے سے منع کیا ہو تو تیمم کرکے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

فالج کے مریض کو پانی نقصان دے تو تیمم کر سکتا ہے

اگر کوئی ماہر مسلمان ڈاکٹر یا حکیم یہ بتائے کہ پانی کے استعمال سے خواہ گرم ہو یا ٹھنڈا فالج کا خطرہ ہے تو وضو اور غسل دونوں میں تیمم کی گنجائش ہے۔ البتہ اگر ٹھنڈا پانی کے استعمال میں خطرہ ہو مگر گرم پانی کے استعمال سے خطرہ نہ ہو تو گرم پانی سے وضو اور غسل کرنا ضروری ہوگا۔ تیمم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

مرگی کے مریض کے لئے غسل کے بجائے تیمم کا حکم

اگر غسل کرنے سے مرگی کا دورہ پڑنے کا یقین یا غالب گمان ہو تو تیمم کرنا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) تَيَمَّم لو كان أَكْثَره أَيْ أَكْثَرُ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ عَددا وفِي الْغُسْلِ مِسَاحةمَجْروحا أَوْ به جدري اعْتِبَارا لِلْأَكْثَر (وَبِعَكْسِه يَغْسِلُ) الصَّحِيحَ وَيَمْسَحُ الْجَرِيحَ۔ (رد المحتار: ۱/۴۸۲/ باب التيمم. مكتبه رشيديه)

(۲) ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطا برؤه يتيمم الخ — (الى قوله) — ويعرف ذلک الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أوتجربة أواخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق كذا فى شرح منية المصلى. (۱/۱۵؛ فتاوى هنديه)

(۳) ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطا برؤه يتيمم الخ — (الى قوله) — ويعرف ذلک الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق كذا فى شرح منية المصلى. (۱/۱۵؛ فتاوى هنديه)

پانی لگنے سے چہرے کے دانوں سے خون نکلتا ہو

بعض لوگوں کے پورے چہرے پر مہاسے ہو جاتے ہیں۔ جن میں کبھی تو خون اور کبھی پیپ بھر جاتا ہے جب بھی چہرے پر پانی لگتا ہے تو خون یا پیپ بہہ پڑتا ہے، ایسی صورت میں اگر تر ہاتھ سے پورے چہرے پر مسح کر سکتا ہو تو مسح کر لیں اور باقی اعضاء کو دھولے اور اگر مسح بھی نہ کر سکتا ہو تو پھر وضو کے بجائے تیمم کر لیں۔(۱)

صبح نہانے سے زکام، بخار وغیرہ کا اندیشہ ہو جبکہ دوپہر میں نہیں

اگر کسی شخص کو سردی کے ایام میں جنابت لاحق ہوا، اب اگر وہ صبح غسل کرتا ہے تو شدید زکام یا بخار کا خطرہ ہے۔ لیکن اگر دوپہر میں یا دھوپ نکلنے کے بعد غسل کرتا ہے تو نقصان نہیں ہوتا، تو ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ اگر گرم پانی کا انتظام ہو سکتا ہو تو گرم پانی سے غسل کرنا ضروری ہوگا۔ البتہ اگر گرم پانی کا انتظام نہ ہو سکتا ہو یا وہ بھی نقصان دہ ہو تو پھر ایسی صورت میں تیمم کرنے کی گنجائش ہے۔ تاہم مذکورہ صورت میں ظہر کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔(۲)

وضو کی اجازت نہ ہونے پر تیمم کا حکم

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ ایک میل شرعی (جو کلو میٹر کے حساب سے ۱۷۰۹ء ا ہوتا ہے) کی مسافت تک پانی ہے یا نہیں اگر ایک میل تک پانی مل سکتا ہو تو پانی حاصل کر کے وضو کرے گا، اور اگر ایک میل تک پانی نہیں یا اسے پانی کا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہ ہو تو اگر ظن غالب یہی ہے کہ پانی نہیں ہوگا، تو بھی تیمم کرنا جائز ہوگا۔

لیکن اگر پانی کے موجود ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو تو تلاش کرنا ضروری ہوگا۔.........

(۱) في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه ولو بيده. (الدر المختار: ۱/۲۲۹/اركان الوضو. كتاب الطهارة/ مكتبه رشيديه)

(۲) (فتاوى دار العلوم ديوبند: ۱/۲۳۶)

ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطأ برؤه يتيمم الخ--- (الى قوله) --- ويعرف ذلك الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق كذا في شرح منية المصلي۔ (۱/۱۵؛ فتاوى هنديه)

تلاش کے بعد اگر مل جائے تو ٹھیک ورنہ تیمم کرلے۔اور اگر پانی تو ہے لیکن وضو کی جگہ نہیں تو تیمم جائز نہیں وضو کرنا ہی ضروری ہوگا۔اور اگر پانی موجود ہے لیکن وضو کی اجازت نہیں تو دیکھا جائے گا کہ اگر وضو کرنے سے شدید مشقت کا اندیشہ ہے مثلاً منع کرنے والا قید میں ڈال دے گا یا قتل کردے گا تو بھی تیمم کرنا جائز ہوگا،ورنہ نہیں۔اور ایسے میں نماز پڑھنے کی صورت میں بعد میں جب یہ عذر ختم ہو جائے تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

اور اگر پانی اور تیمم کیلئے کوئی چیز نہ پائے تو اگر نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں تشبہ بالمصلین کرے گا یعنی جیسے نماز میں حرکات وسکنات ہوتی ہیں خاموشی (بغیر قراءت کے) کے ساتھ ویسے ہی کرے گا اور بعد میں جب پانی وغیرہ مل جائے تو دوبارہ ان نمازوں کی قضاء کرلے۔(۱)

*****

(۱) لما فی الهندية (۱/۲۷):يجوز التيمم لمن كان بعيداً من الماء ميلاً هو المختار فی المقدار سواء كان خارج المصر أو فيه وهو الصحيح.

وفی الدر المختار (۱/۲۵۲):(والمحصور فاقد)الماء والتراب (الطهورين) بأن حبس فی مكان نجس ولا يمكنه اخراج تراب مطهر ... (يؤخرها عنده :وقالا يتشبه) بالمصلين وجوبًا.

پٹی اور مسح کے متعلق مسائل (اضافہ شدہ مسائل)

پلستر پر مسح کرنے کا حکم

اگر زخمی جگہ پر پلستر لگا ہو اور پلستر اتار کر ارد گرد کی جگہ کو دھویا جا سکتا ہو اور زخم پر مسح یعنی گیلا ہاتھ پھیرا جا سکتا ہو، تو پھر پلستر پر مسح جائز نہیں، بلکہ پلستر اتارنا چاہئے اور زخم کی جگہ پر مسح کیا جائے اور ارد گرد کی جگہ کو دھویا جائے۔ اور اگر پلستر اتار کر زخم پر مسح نہ کیا جا سکتا ہو، لیکن ارد گرد کی جگہ کو دھویا جا سکتا ہو تو پلستر اتار کر ارد گرد کی جگہ کو دھو لیا جائے اور زخم والی جگہ پر پلستر کے اوپر مسح کر لیا جائے،، اور اگر دونوں صورتیں ممکن نہ ہو، یعنی پلستر کا اتارنا تکلیف دیتا ہو تو پورے پلستر پر مسح کر لیا جائے، غسل صحیح ہو جائے گا۔ (۱)

ناپاک دوا زخم پر لگانے کے بعد اس پر مسح کرنا

جس دوا میں سور کی چربی وغیرہ ہو، اس کا استعمال اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ حکیم حاذق مسلم یہ نہ کہہ دے کہ مریض کئے لئے شفاء اسی دوا میں ہے، اور اس کیلئے کوئی اور دوا نافع نہ ہوگی، اس صورت میں اگر دھونا مضر ہو تو عضو نجس کو کھول کر اس پر مسح کرے، اور کھولنا بھی مضر ہو تو پٹی پر مسح کرے، یعنی بھیگا ہاتھ اس پر پھیر لے، اور یہ مسح اس وقت تک کیلئے کافی ہے، جب تک عضو صحتیاب نہ ہو، البتہ اگر پٹی کو بدلتی ہوئے ہر دفعہ نیا مسح کر لیا کرے تو احوط ہے، اور اگر یہ عضو اعضاء وضو میں سے ہو تو ہر وضو کے وقت مسح لازم ہوگا، اور تیمم بعد الوضوء سے کچھ نہ ہوگا، اس کی کچھ ضرورت نہیں، بلکہ لغو ہوگا، اور اگر شفا اس دوا میں منحصر نہ ہو، تو اس کا استعمال جائز نہیں، کوئی ایسی دوا استعمال کرے جس کے اجزاء طاہر ہوں۔ (۲)

---

(۱) (خیر الفتاوی: ۲/۱۳)

وفي التنوير مع شرحه: ويمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة. وقال العلامة ابن عابدين الشامي تحته: أي على كل فرد من أفرادها سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة وعليها كعصابة المفتصد أو لم يكن تحتها جراحة أصلا بل كسر أو كي. و هذا معنى قول الكنز كان تحتها جراحة أو لا. لكن إذا كانت زائدة على قدر الجراحة. فإن ضره الحل والغسل مسح الكل تبعا. وإلا فلا بل يغسل ما حول الجراحة ويمسح عليها لا على الخرقة ما لم يضره مسحها. فيمسح على الخرقة التي عليها م ويغسل حواليها وما تحت الخرقة الزائدة لأن الثابت بالضرورة يتقدر بقدرها كما أو ضحه في البحر. (۱/۲۸۰، باب المسح على الخفين / مكتبه رشيديه)

(۲) (امداد الاحکام: ج:۱، ص: ۲۳)

کینسر کے مریض کے لئے مسح کرنے کا حکم

اگر کوئی شخص کینسر کا مریض ہو، اور ڈاکٹر نے اس کو چہرے پر پانی لگانے سے منع کیا ہو تو ایسے کینسر کے مریض کے لئے حکم یہ ہے کہ: "یہ شخص چہرے پر موٹا کپڑا لگا کر مسح کرلے، اور نماز پڑھ لے، پانی لگانے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر دوسرے اعضاء کے لئے بھی پانی مضر ہو تو تیمم کریگا"۔(۱)

پٹی پر مسح کرنے کے متعلق چند اہم بنیادی مسائل کا بیان

۱۔زخم، پھوڑے، پھنسی پر اگر پٹی بندھی ہو، اور اس کو کھول کر دھونا، یا مسح کرنا نقصان دہ یا مشکل ہو تو پٹی کے اکثر حصہ پر مسح کرلینا کافی ہے۔

۲۔ مسح ایک ہی دفعہ کافی ہے، مکرر کرنا سنت نہیں۔

۳۔پٹی پر مسح صحیح ہونے کے لئے پٹی کے اکثر حصہ پر مسح کرنا ضروری ہے۔

۴۔ مسح صحیح ہونے کے لئے نیت شرط نہیں ہے۔

۵۔ مسح کرنے والا امامت بھی کرسکتا ہے۔(۲)

---

(۱) الدر المختار: (كتاب الطهارة، مطلب :في فاقد الطهورين .ج:۱، ص :۲۸۱، ط:رشيديه، كوئٹه) وأقره المصنف (تيمم لو) كان (أكثره) أي :أكثر أعضاء الوضوء عدداً وفي الغسل مساحة (مجروحاً) أو به جدري اعتباراً للأكثر (وبعكسه يغسل)۔۔۔إلخ وفي الشامي تحت قوله: (وبعكسه) وهو ما لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل إلخ لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم .(حلبة)۔۔۔(ويمسح الجريح) أي: إن لم يضره وإلا عصبها بخرقة ومسح فوقها. (خانية) وغيرها. ومفاده كما قال ط .إنه يلزمه شد الخرقة إن لم تكن موضوعة.

مرقي الفلاح:(كتاب الطهارة، باب التيمم .ص :۱۳۶، دار الكتب العلمية بيروت،). (وإن كان أكثره صحيحاً غسله)أي الصحيح (ومسح الجريح) بمروره على الجسد وإن لم يستطع فعلى خرقة وإن ضره تركه۔۔إلخ۔

(۲) (عمدة الفقه: ج:۱، ص: ۲۴۳)

پٹی کی دو گرہوں کے درمیان کھلی جگہ کا حکم

ہاتھ، کہنی یا بدن کے کسی اور حصہ میں پٹی کی دو گروہوں کے درمیان کچھ جگہ کھلی رہ جائے، اور اس درمیانی کھلے حصے کو دھونے میں پٹی کے تر ہونے اور زخم کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس کھلے حصہ پر بھی مسح کر لینا کافی ہوگا، ہاں اگر کھول کر اس حصے کا دھونا مضر نہ ہو تو اس کو دھونا ضروری ہوگا۔ (۱)

پٹی کے اوپر خون یا پیپ ظاہر ہو جائے

اگر کسی زخم پر پٹی بندھوائی ہو، اس کے بعد خون یا پیپ کی تری باہر تک آگئی تو وضو ٹوٹ گیا، اگر باہر تک نہیں آئی تو نہیں ٹوٹا، اور اگر وہ بندھن دوہرا تھا، پیپ کی تری ایک تہہ میں باہر آگئی، اور دوسرے سے باہر نہیں آئی، تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

زخم کے منہ سے پیپ بہہ کر پھایہ پر آجائے

جس زخم پر روئی یا پھایہ رکھا ہو، اور اس زخم سے پیپ بہتی ہو، اس طرح کہ زخم کے منہ سے پیپ باہر آجاتی ہو، لیکن پیپ پھایہ کے اندر ہی رہتی ہو، باہر نہ آتی ہو، پھر بھی وضو ٹوٹ جائے گا، البتہ جس کا زخم ہر وقت بہتا ہو، بوجہ معذور ہونے کے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (۳)

زخم پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

پوری پٹی (پلاستر وغیرہ) پر مسح کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ اکثر حصہ پر مسح کر لینا کافی ہے، پس اگر مثلاً زخم پورے ہاتھ پر ہو اور اس پر پٹی رکھی (بندھی) ہو تو جس حصے پر پٹی ہے اسکے نصف سے زائد پر مسح کرنا کافی ہے۔ (۴)

---

(۱) (عمدۃ الفقہ: ج: ۱، ص ۲۴۲)

(۲) (عمدۃ الفقہ: ج: ۱، ص ۲۴۲)

(۳) (امداد الفتاوی: ج: ۱، ص: ۳۴)

(۴) وفی التنویر مع شرحه (۵۰۴/۱ باب المسح علی الخفین): ولا يشترط فی مسحها استيعاب وتكرار فی الأصح فيكفی مسح أكثرها مرة به يفتى. (۵۰۴/۱ باب المسح علی الخفین)

پٹی متاثرہ حصے سے زیادہ پر بندھی ہو تو مسح کا حکم

اگر پٹی مرض سے متاثرہ حصے سے زیادہ حصے پر بندھی ہے، تو دو صورتیں ہوں گی، یا تو اس کی پٹی کا کھولنا نقصان دہ ہوگا یا نہ ہوگا، اگر نقصان دہ نہ ہو تو کھولنا واجب ہے اور اس کے نیچے کے حصہ عضو کو دھونے میں مضرت کا اندیشہ نہ ہو تو اسے دھولیا جائے، اگر دھونا مرض کے لئے نقصان دہ ہے تو صرف مرض کی جگہ پر مسح کرنا اور اس کے ارد گرد صحت مند حصے کو دھونا واجب ہے اور اگر پھائے کی جگہ کا مسح کرنا بھی مضر ہو تو ارد گرد کی جگہ کو دھولیا جائے۔(۱)

پٹی کا کھولنا نقصان دہ ہو

اگر پٹی کا کھولنا نقصان دہ ہو تو پٹی کے اوپر ہی مسح کرنا واجب ہے، پٹی کو کھولنے کی زحمت نہ دی جائے گی اگرچہ اس کے نیچے کے حصے کا دھونا یا مسح کرنا ممکن ہو، کیونکہ اس حالت میں پٹی پر مسح کرنا واجب ہے، جو مرض سے متاثر اور غیر متاثر حصے کو ڈھکے ہوئے ہے، اور مسح پٹی (پلاستر وغیرہ) کے بیشتر حصہ پر کیا جائے۔(۲)

پلاستر پر مسح کے لئے وضو ضروری نہیں ہے

پٹی (پلاستر وغیرہ) پر یا زخم کے پھائے پر مسح کرنا ان کے نیچے کے حصے کے دھونے کے برابر ہے اس کا بدل نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر پٹی (پلاستر) ایک پیر پر ہے تو اس پر مسح کیا جائے گا اور دوسرے کو دھویا جائے گا، اور اس مسح کی (پلاستر وغیرہ کی) کوئی مدت مقرر نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کہ اس کو باوضو باندھے یا بے وضو۔(۳)

(۱-۲) (کتاب الفقه: ج:۱، ص: ۲۷۰)

وفی الشامی: (۱/۵۱۷/مطلب في لفظ الكل) كان تحتها جراحة أو لا. لكن إذا كانت زائدة على قدر الجراحة فإن ضره الحل والغسل مسح الكل تبعا. وإلا فلا بل يغسل ما حول الجراحة ويمسح عليها لا على الخرقة ما لم يضره مسحها. فيمسح على الخرقة التي عليها م ويغسل حواليها وما تحت الخرقة الزائدة۔ (۱/۵۱۷/مطلب في الكل)

(۳) وفي التنوير مع شرحه: (باب المسح على الخفين، ۱/۵۱۶) وحكم مسح جبيرة كغسل لما تحتها فلا تتوقف أي بوقت معين ويجمع مسح جبيرة رجل معه. أي مع غسل الأخرى لا مسح خفها. ويجوز أي يصح مسحها ولو شدت بلا وضوء. (باب المسح على الخفين، ۱/۵۱۶)

مسح کے لئے نیت شرط نہیں ہے

چھوٹا بڑا حدث اس (پلاستر کے مسح) میں برابر ہے۔ (چھوٹے سے مراد بے وضو ہونا اور بڑے سے مراد بے غسل ہونا) اور اس کے مسح میں باتفاق روایات نیت کی بھی شرط نہیں ہے۔(۱)

مسح کتنے بار کیا جائے گا؟

ایک بار مسح کافی ہے، یہی صحیح ہے۔(۲)

دھونا اور مسح کو جمع کرنا

مسئلہ: پاؤں کو دھونے اور موزوں پر مسح کرنے کو جمع کرنا شرعاً درست نہیں۔(۳)

زخم پر پٹی باندھی مگر اندر خون نکلتا رہا؟

اگر پھوڑے یا زخم سے خون وپیپ نکلتا ہو، اس وجہ سے اس پر روئی رکھ کر پٹی باندھ دی ہے، لیکن اندر ہی اندر خون نکلتا رہتا ہے، تو اگر اتنا خون نکلے کہ اسے روکا نہ جائے تو زخم کے مقام سے آگے بڑھ جانے کی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔(۴)

زخم صحیح ہونے پر پٹی گر جائے

زخم کی پٹی اگر زخم درست ہونے سے پہلے گر گئی تو دوبارہ پٹی باندھنے پر از سر نو مسح کرنا ضروری نہیں، اس لئے کہ عذر باقی ہے۔ ہاں اگر زخم صحیح ہونے کے بعد پٹی گر گئی یا کھول دی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کا حصہ دھونا ضروری ہوگا، اور پٹی ہٹنے کی وجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا۔(۵)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه: وکذا لا یشترط فیها نیة إتفاقا. (۵۲۰/۱، باب المسح علی الخفین)

(۲) وفی التنویر مع شرحه: ولا یشترط فی مسحها استیعاب وتکرار فی الأصح. فیکفی مسح أکثرها مرة. به یفتی. (۵۱۱/۱، باب المسح علی الخفین)

(۳) وفی الشامی: لا یجمع مسح جبیرة مع مسح خف. (۵۱٦/۱، باب المسح علی الخفین)

(۴) (فتاوی رحیمیه. ۲٦۹)

وفی الشامی: قوله ولو شد: قال فی البدائع. ولو ألقی علی الجرح الرماد أو التراب فتشرب فیه أو ربط علیه رباطا، فابتل الرباط ونفذ قالوا: یکون حدثا. لأنه سائل وکذا لو کان الرباط ذا طاقین فنفذ إلی أحدهما لما قلنا. (۲۹۳/۱، نواقض الوضو، رشیدیه)

(۵) لما فی رد المحتار: فیمن أحدث وعلی بعض أعضاء وضوئه جبائر. فتوضأ ومسحها ثم تخفف ثم برء لزمه غسل قدمیه. (مطلب نواقض المسح ۲٦۸/۱)

پٹی بدلنے یا کھولنے پر مسح کا اعادہ مستحب ہے

اگر کسی شخص نے زخم پر دوہری پٹی باندھ رکھی تھی اس میں سے اوپر والی پٹی کھول لی، یا دوا لگانے کے لئے دوسری پٹی بدلی تو مسح کا اعادہ ضروری نہیں ہے، البتہ مستحب ہے کہ اوپر کی پٹی ہٹانے کے بعد نیچے والے پٹی پر مسح کرلیا جائے، اس طرح نئی بدلی گئی پٹی پر بھی نیا مسح کرنا مستحب ہے۔(۱)

اوپر کی پٹی گر جائے تو نیچے پر اعادہ مسح واجب نہیں

اوپر کی پٹی دور ہو جائے تو نیچے کی پٹی پر مسح کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ مندوب ہے۔(۲)

پھایہ پر مسح کا حکم

اگر زخم کو پانی نقصان کرتا ہو یا پھایہ ہٹانے میں تکلیف ہو تو پھایہ ہٹائے بغیر اس پر مسح کرے۔(۳)

انگلیوں میں ورم پیدا ہونے سے پاؤں پر مسح کا حکم

سردی کے موسم میں بسا اوقات پاوں میں سوجن پیدا ہو کر انگلیاں متورم ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے پانیکے استعمال سے تکلیف ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں اگر ٹھنڈے پانی کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہے، تو گرم پانی استعمال کرے، اور اگر گرم پانی دستیاب نہ ہو، یا گرم پانی کا استعمال بھی باعث تکلیف ہو تو پھر اس پر مسح کافی رہے گا، تاہم اگر جبیرہ کے نیچے مسح کرنے سے تکلیف نہ ہو تو جلد پر مسح کرے گا، اور اگر جلد پر مسح کرنے سے تکلیف ہوتی ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو، تو جبیرہ کے مسح پر اکتفا ہو سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) ولو بدلها بأخرى او سقطت العليا لا يجب اعادة المسح بل يندب. (در مختار: ۱/۲۸۰/باب المسح على الخفين)

(۲) (احسن الفتاوی: ۲، ۶۴)

قال العلاء: ولو بدلها بأخرى او سقطت العليا لا يجب اعادة المسح بل يندب. (باب المسح على الخفين/۱/۵۱۶)

(۳) (احسن الفتاوی: ۲، ۶۴) قال في التنوير: وحكم مسح جبيرة وخرقة قرحة وموضع فصد ونحو ذلك كغسل لما تحتها. (باب المسح على الخفين: ۱/۵۱۳)

(۴) والمسح على الجبائر على وجوه إن كان لا يضره غسل ما تحته يلزمه الغسل وإن كان يضره الغسل بالماء البارد ولا يضره الغسل بالماء الحار يلزمه الغسل بالماء الحار، وإن كان يضره الغسل ولا يضره المسح يمسح ما تحت الجبيرة ولا يمسح فوقها. (البحر الرائق/۱/۱۶۸/باب المسح على الخفين)

عذرِ شرعی کی صورت میں موزوں پر مسح کا حکم

اگر کسی شخص سے ہر وقت ہوا خارج ہوتی رہتی ہے اور وہ موزوں پر مسح کرنا چاہتا ہے، مگر چونکہ موزوں پر مسح کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ کامل وضو پر پہنے ہوئے ہو اور یہ شخص اس شرط کو پورا نہیں کر سکتا، یعنی چند سیکنڈ کے بعد فوراً ہوا خارج ہو جاتی ہو، تو یہ شخص نمازوں کے اوقات کے اندر تو موزوں پر مسح کر سکتا ہے، وقت کے نکلنے کے بعد مسح نہیں کر سکتا، مثلاً ظہر کی نماز کے لئے وضو کر کے موزے پہن لے، اب اگر ظہر کے وقت کے اندر اس کو حدث (اس حدث کے علاوہ جس میں یہ مبتلا ہے) لاحق ہوتا ہے تو یہ وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر سکتا ہے، ظہر کا وقت نکلنے کے بعد مسح نہیں کر سکتا، چنانچہ عصر کی نماز کے لئے وضو کرتے وقت پاؤں دھوئے گا۔(۱)

بار بار پٹی اتارنا زخم کے لئے مضر ہو

اگر زخم پر مسح کرنا یا دھونا مضر نہ ہو تو پٹی کو اکھاڑ کر مسح کرنا یا زخم کو دھونا واجب ہوگا، سوال یہ ہے کہ نہ مسح اور نہ دھونا مضر ہے لیکن بار بار اکھاڑنے سے زخم دیر سے اچھا ہوگا، نیز پٹی اکھیڑنے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی اگر معمولی تکلیف یا قابلِ برداشت تکلیف ہو، یا پٹی اکھاڑنے سے یا دوا ہٹانے سے زخم کے جھڑنے یا بہنے کا صرف ڈر ہو یا واقعی بہنے لگتا ہو، یا تازہ ہو جاتا ہو یا تکلیف ہوتی ہو، تو ان صورتوں میں پٹی اکھاڑنے کا حکم یہ ہے کہ جوازِ تیمم کے لئے فقہاء نے تاخیرِ شفا یعنی دیر سے اچھا ہونے کو بھی عذرِ معتبر اور ضررِ واقعی قرار دیا ہے۔..............

---

(۱) لما في الهندية: (۱/۳۴): المعذور إذا كان عذره غير موجود وقت الوضوء ولبس الخفين يجوز له المسح إلى المدة كالاصحاء بخلاف ما إذا وجد العذر مقارنا للوضوء او اللبس احدهما يجوز المسح في الوقت لا خارجه هكذا في البحر الرائق.

وفي الشامية : (۱/۲۰۲): ثم إنه لا يخلو إما ان يكون العذر منقطعاً وقت الوضوء واللبس معاً او موجودا فيهما او منقطعا وقت الوضوء موجودا وقت اللبس او بالعكس فهي رباعية . ففي الاول حكمه كالاصحاء لوجود اللبس على طهارة كاملة فمنع سراية الحدث للقدمين. وفي الثلاثة الباقية يمسح في الوقت فقط. فإذا خرج نزع وغسل كما في البحر.

لہٰذا ان سب صورتوں کا اجمالی جواب یہ ہے کی جن صورتوں میں پٹی اکھاڑنے سے زخم کے بڑھ جانے یادیر سے اچھا ہونے کا غالب گمان ہو، ان صورتوں میں مسح جائز ہوگا، شدید تکلیف بھی اس میں داخل ہے، محض معمولی تکلیف کی صوررت میں مسح جائز نہ ہوگا۔(۱)

آپریشن کے بعد آنکھ پر مسح

آنکھ پر آپریشن کے بعد پٹی باندھ دی جاتی ہے، اس درمیان آنکھ میں پانی لگنا مضر ہوتا ہے، اس صورت میں چہرے کے جن حصوں کو بآسانی دھو سکتا ہے ان کو دھولیں، اور جس کو دھونے میں پانی کے اندر جانے کا خطرہ ہو تو اس پر تر ہاتھ پھیرلیں، اور پٹی پر مسح کرلیں، اور اگر پٹی باندھی نہ ہوئی ہو اور آنکھ پر پانی بہانا مضر ہو تو تر ہاتھ سے مسح کرلیں، اگر تر ہاتھ کا پھیرنا بھی تکلیف دہ اور مضر ہو تو ہاتھ بھی نہ پھیرے۔ نیز آنکھوں پر لگی ہوئی پٹی پر مسح کرنا ضروری نہیں۔(۲)

ایک عضو کے دھونے سے دوسرے عضو کو خطرہ

اگر کسی شخص کو تنفس یا کوئی اور مرض ہو، البتہ اس کے اعضاء وضو بالکل صحیح سالم ہیں، جن کو پانی سے دھلنے میں کوئی تکلیف نہیں، البتہ ہاتھ، پاؤں یا چہرہ دھونے سے دوسرے مرض پر خراب اثر پڑتا ہے، مثلاً بڑھ جاتا ہے، یادیر سے ٹھیک ہوگا، تو ایسی صورت میں گرم پانی سے......

---

(۱) (خیر الفتاوی:۲،۲۳۰)

وفي التنوير مع شرحه/باب المسح على الخفين ۱/۵۱۷) ويترك المسح كالغسل إن ضر وإلا لا يترك وهو أي مسحها مشروط بالعجز عن مسح نفس الموضع فإن قدر عليه فلا مسح عليها. والحاصل لزوم غسل المحل ولو بماء حار، فإن ضر مسحه، فإن ضر مسحها، فإن ضر سقط أصلا۔

(۲) وفی التنوير مع شرحه: ويمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة .وقال العلامة ابن عابدين الشامي تحته: أي على كل فرد من أفرادها سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة وعليها كعصابة المفتصد أو لم يكن تحتها جراحة أصلا بل كسر أو كي، و هذا معنى قول الكنز كان تحتها جراحة أو لا. لكن إذا كانت زائدة على قدر الجراحة، فإن ضره الحل والغسل مسح الكل تبعا، وإلا فلا بل يغسل ما حول الجراحة ويمسح عليها لا على الخرقة ما لم يضره مسحها . فيمسح على الخرقة التي عليها م ويغسل حواليها وما تحت الخرقة الزائدة لأن الثابت بالضرورة يتقدر بقدرها كما أوضحه في البحر.

(۱/۵۱۰باب المسح على الخفين / مكتبه رشيديه)

اس عضو کو دھو کر علی الفور خشک کر لیا جائے، اگر اس سے نقصان نہ ہوتا ہو، تو یہی تدبیر اختیار کرنا ضروری ہوگا، لیکن اگر یہ تدبیر مفید نہ ہو، تو اس صورت میں اس عضو پر مسح کرنا کافی ہوگا۔(۱)

جگہ جگہ پھوڑے ہو تو غسل یا مسح کا حکم

۱۔آدھے بدن سے زائد حصوں پر زخم ہو اور آدھے سے کم صحیح ہو ان پر کوئی زخم نہ ہو، اور ایسے شخص کو غسل کی حاجت ہو تو اس کے لئے غسل کی نیت سے تیمم کر لینا کافی ہے۔

۲۔آدھے بدن سے کم پر زخم ہے تو اس صورت میں صحیح سالم حصہ بدن کو دھونا اور باقی بدن پر تر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے، اور اگر تر ہاتھ کا پھیرنا بھی نقصان دہ ہو، تو پھر ہاتھ پھیرنے کا حکم ساقط ہو جائے گا۔

۳۔ اور اگر آدھے بدن سے کم حصہ پر زخم ہے، لیکن اس کا دھونا بھی نقصان دہ ہے، تو اس صورت میں غسل کے بجائے تیمم کی اجازت ہوگی۔(۲)

ہاتھ پاؤں پر زخم ہو تو مسح کا طریقہ

ہاتھ، چہرہ یا پاؤں کے کسی حصہ میں زخم ہو اور پانی نقصان کرتا ہو، تو زخم کے مقام پر مسح کر لینا کافی ہے، مسح میں اگر پورے زخم اور ارد گرد کے پورے حصے پر تر ہاتھ نہ پہنچ سکے، بلکہ کچھ خشک ہی رہ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور اگر زخم کے حصہ پر مسح کرنا بھی نقصان دہ ہو، تو پھر مسح بھی معاف ہے۔ (۳)

---

(۱)(امداد المفتین: بحوالہ مریض کے شرعی احکام: ۵۶)

وفی التنویر مع شرحہ/باب المسح علی الخفین/۱/۲۸۰) (ویترك) المسح كالغسل (إن ضر وإلا لا) يترك (وهو) أي مسحها (مشروط بالعجز عن مسح) نفس الموضع (فإن قدر عليه فلا مسح) عليها. والحاصل لزوم غسل المحل ولو بماء حار. فإن ضر مسحه. فإن ضر سقط أصلا.

(۲)(امداد المفتین: ۱۰۸۲۔بحوالہ مریض کے شرعی احکام) وفی التنویر مع شرحہ: تيمم لو كان أكثره أي أكثر أعضاء الوضوء عددا وفي الغسل مساحة مجروحا أو به جدري اعتبارا للأكثر وبعكسه يغسل الصحيح ويمسح الجريح و كذا إن استويا غسل الصحيح من أعضاء الوضوء، ولا رواية في الغسل ومسح الباقي منها وهو الأصح؛ لأنه أحوط فكان أولى وصحح في الفيض وغيره التيمم۔(۱/۲۵۷/باب التیمم)

(۳)(عزیز الفتاوی: ۱، ۱۶۷)

وفي التنوير مع شرحه:(ويترك) المسح كالغسل إن ضر وإلا لا...فيكفي أكثر مسحها. (باب المسح على الخفين /۱/۲۸۰)

سر پہ وِگ لگانے کا حکم

واضح رہے کہ انسان یا خنزیر کے بالوں کی وِگ (wig) لگانا، لگوانا جائز نہیں، ان کے علاوہ کسی بھی جانور کے بالوں کی وِگ لگانا اور لگوانا جائز ہے بشرطیکہ کسی کو دھوکہ نہ دیا جائے۔(۱)

وگ پر مسح کرنے کا حکم

اگر وگ کے بال جسم کے ساتھ پیوست ہو جائیں اور جسم سے الگ نہیں ہو سکتے تو اس پر مسح کرنا جائز ہے اور اگر یہ بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست نہ ہوں، جب چاہیں لگالیں اور جب چاہیں ہٹادیں تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں۔ اس لئے وضو میں ان کو ہٹا کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے نیز فرض غسل میں بھی ان کو ہٹا کر سر میں اور سر کے بالوں میں پانی پہنچانا لازم ہے۔

انسان اور خنزیر کے بالوں کی وِگ

انسانی بالوں اور خنزیر کے بالوں کو اپنے جسم کے ساتھ لگوانا بہر حال ناجائز ہے، ان کے علاوہ بوقتِ ضرورت اور حاجت کسی جانور یا مصنوعی بال جو ناپاک نہ ہو اسے لگوانے یا بالوں کو کسی خاص محلول سے سر میں چپکانے کی گنجائش ہے، جبکہ دھوکہ دہی نہ ہو، پھر جن بالوں کو لگوانا اور چپکانا جائز ہے ان میں جسم کے ساتھ پیوست کرکے مستقل طور پر لگوالینا بھی جائز ہے اور عارضی طور پر بھی، پھر اگر جسم کے ساتھ مستقل پیوست ہو جائیں..............................

---

(۱) في الفتاوى الهندية: (٥ : ٣٥٨) و وصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها كذا في الاختيار شرح المختار - ولا بأس للمرأة أن تجعل في قرونها وذوائبها شيئاً من الوبر كذا في فتاوى قاضي خان في جواز صلاة المرأة مع شعر غيرها الموصول اختلاف بينهم والمختار أنه يجوز.

وفي فتح القدير : (٦ : ٤٢٦) فالواصلة هي التي تصل الشعر بشعر النساء والمستوصلة المعمول بها بإذنها ورضاها وهذا اللعن للانتفاع بما لا يحل الانتفاع به ألا ترى أنه رخص في اتخاذ القراميل وهو ما يتخذ من الوبر ليزيد في قرون النساء للتكثير مع عدم الكثرة وإلا لمنع القراميل ولا شك أن الزينة حلال قال الله تعالى : قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده فلولا لزوم الإهانة بالإستعمال لحل وصلها بشعور النساء أيضاً وفي الحديث لعن الله النامصة والمتنمصة أيضاً والنامصة هي التي تنقش الحاجب لترقه والمتنمصة التي يفعل بها ذلك.

اور وہ جسم سے بغیر کاٹے یا اکھاڑے الگ نہ ہو سکتے ہوں تو ان پر وضو میں مسح کرنا جائز ہے اور غسل میں بھی یہ رکاوٹ نہیں بنیں گے، لیکن اگر جسم کے ساتھ مستقل پیوست نہ ہوں بلکہ عارضی ہوں کہ جب چاہیں نکالے جاسکتے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں نیز ایسے بال اگر غسل کے دوران سر میں پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہوں تو فرض غسل کے وقت انہیں اتار کر پانی پہنچانا لازم ہوگا۔(۱)

سرجری کے ذریعے بال لگوانے کا حکم

بذریعہ سرجری (hair transplantation) آدمی کے اپنے گردن کے بال (follicle) یعنی بال کی جڑوں کے ساتھ جڑی ہوئی کھال نکال کر بطورِ علاج اپنے سر میں لگوانے کی گنجائش ہے اور اس کی بقدرِ ضرورت گنجائش ہے (اگر اپنے ہی جسم کے بال ہوں تو یہ جائز ہے اور اگر کسی دوسرے شخص کے بال حاصل کیے جائیں تو یہ جائز نہیں جیسا کہ ماقبل میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے)،

لہٰذا اگر کسی کے سر کے بال کسی مرض کی وجہ سے یا قدرتی طور پر وقت سے پہلے گر گئے ہوں اور بالوں کو اگانے کے لئے اور کوئی طریقہ علاج نہ ہو تو اس صورت میں مذکورہ ٹرانسپلانٹ کرانا بطورِ علاج اختیار کرنے کی گنجائش ہے، کیونکہ یہ ازالہ عیب اور علاج ہے۔

البتہ چونکہ بڑھاپے میں مرد کے لئے بال نہ ہونا یا کم ہونا اس درجے کا عیب شمار نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے مذکورہ ٹرانسپلانٹ کرانے کی اجازت ہو اس لئے ایسے شخص کے لئے مذکورہ ٹرانسپلانٹ کرانے کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔

(۱) في بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع : (۵ : ۱۲۵) ويكره للمرأة أن تصل شعر غيرها من بني آدم بشعرها؛ لقوله ﷺ : " لعن الواصلة والمستوصلة " ولأن الآدمي بجميع أجزائه مكرم والانتفاع بالجزء المنفصل منه إهانة له ولهذا كره بيعه ولا بأس بذلك من شعر البهيمة وصوفها لأنه الانتفاع بطريق التزين بما يحتمل ذلك ولهذا احتمل الاستعمال في سائر وجوه الانتفاع فكذا في التزين۔

وفي مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر : (۲ : ۲۲۳) ويكره وصل الشعر بشعر آدمي سواء كان شعرها أو شعر غيرها؛ لقوله ﷺ: "لعن الواصلة والمستوصلة" الحديث۔

واضح رہے کہ مذکورہ ٹرانسپلانٹ کرانے کے ذریعے اگر بال اصل بالوں کی طرح بدن کا حصہ بن جاتے ہوں تو ان پر وضو اور غسل بھی جائز ہوگا اور احرام سے حلال ہونے کے لئے انہی بالوں کو کترانا (قصر کرنا) اور مونڈوانا بھی واجب ہوگا۔(۱)

*****

(۱) وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: (۵: ۱۳۲) ولو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الأولى بالإجماع وكذا يكره أن يعيد تلك السن الساقطة مكانها عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى ولكن يأخذ سن شاة ذكية فيشدها مكانها وقال أبو يوسف: لا بأس بسنه ويكره سن غيره۔ قال: ولا يشبه سنه سن ميت استحسن ذلك۔ وبينهما عندي فصل ولكن لم يحضرني . ووجه الفصل له من وجهين: أحدها: أن سن نفسه جزء منفصل للحال عنه لكنه يحتمل أن يصير متصلا في الثاني بأن يلتئم فيشد بنفسه فيعود إلى حالته الأولى . وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز كما إذا قطع شيء من عضوه فأعاده إلى مكانه۔ فأما سن غيره فلا يحتمل ذلك۔ والثاني: أن استعمال جزء منفصل عن غيره من بني آدم إهانة بذلك الغير والآدمي بجميع أجزائه مكرم ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه۔ وجه قولهما: أن السن من الآدمي جزء منه فإذا انفصل استحق الدفن ككله والإعادة صرف له عن جهة الاستحقاق فلا تجوز وهذا لا يوجب الفصل بين سنه وسن غيره. (فتوى نمبر ۱۳۰۸: ۳۹/ دار الإفتاء دار العلوم كراچی)

معذور کا غسل (اضافہ شدہ مسائل)

انیما کے عمل سے غسل واجب نہ ہونے کا حکم

پتہ کے ایکسرے کے لئے مریض کا ایکسرے سے قبل انیما کیا جاتا ہے، یعنی اجابت کی جانب سے ایک خاص نلکی کے ذریعہ مریض کی آنتوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے، کہ آنتیں خوب بھر جاتی ہے، اور پانی اس دوران واپس آنے لگتا ہے، جس سے مریض کی ٹانگیں، کپڑے وغیرہ بھیگ جاتے ہیں، اس حالت میں مریض کو طہارت خانہ پہنچایا جاتا ہے، جہاں مریض کو پہنچایا ہوا پانی اجابت کے ذریعہ خارج ہو جاتا ہے،، شاید اس طریقے کا مقصد آنتوں کی صفائی ہے۔ اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ انیما کے اس عمل سے غسل واجب تو نہیں ہوتا، مگر خارج شدہ پانی چونکہ نجس ہے اس لئے بدن اور کپڑوں پر جو نجاست لگ جاتی ہے اس کا دھونا ضروری ہے، نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد بغیر غسل کئے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (۱)

مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا

کفایت المفتی جدید میں ہے:

سوال:۔ یہاں پر ایک ہسپتال ہے جس میں مخصوص طور پر تپِ دق اور سل کا علاج کیا جاتا ہے، اس ہسپتال میں بخار کے درجہ کو ناپنے کے لئے تھرمامیٹر بجائے منہ یا بغل میں رکھنے کے مقعد میں رکھا جاتا ہے، وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ منہ یا جسم کی کسی اور جگہ کی گرمی قابلِ اعتبار نہیں، بخار کا درجہ روزانہ اس طور سے کم سے کم چار دفعہ صبح، دوپہر، شام اور رات کو ناپا جاتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس حالت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے؟ اور قرآن شریف کو کس طرح چھوئے؟ کیونکہ مریض دن میں چار چھ دفعہ کیسے نہائے؟ امید ہے کہ جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

---

(۱) (مأخذہ: آپ کے مسائل /۰)

وفي التنوير مع شرحه: (وفرض الغسل عند خروج مني ... وعند إيلاج حشفة هي ما فوق الختان ادمي احتراز عن الجني. وفي الشامية: لو قالت معي جني يأتيني مرارا وأجد ما أجد إذا جامعني زوجي لا غسل عليها لإنعدام سببه وهو الإيلاج. (۱/۳۰۸ مطلب أبحاث الغسل)

جواب:۔ مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا، پس مریض اس عمل کے بعد وضو کرکے نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید کو چھو سکتا ہے۔(۱)

بواسیر کے مسوں پر تیل لگاتے ہوئے تر انگلی کا داخل کرنا

بواسیر کی ایسی دوا جو تیل کی قسم سے ہو اور وہ انگلی پر لگا کر بواسیر کے مسے پر لگائی جاتی ہو اور پھر شرمگاہ سے انگلی نکال جاتی ہو، تو اب سوال یہ ہے کہ با وضو ہونے کی حالت میں وضو قائم رہا یا نہیں؟ اور جو تیل پاخانہ کے مقام پر اس عمل سے لگا رہا، نجس ہے یا نہیں؟ اور پاجامہ کی رومالی میں وہ تیل لگ جانے سے رومال نجس ہوئی یا نہیں؟ اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ جب انگلی کو تر کرکے دبر میں داخل کیا جائے تو وضو ہر حال میں ٹوٹ جائے گا، خواہ غائب ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح جو تیل دبر میں لگایا گیا ہے، جب وہ باہر نکل آئیگا، تو وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ وہ تیل نجس ہے، پس رومالی میں جو تیل لگا ہوا ہے، اگر وہ اندر سے آنے والا ہے، تب تو رومالی ناپاک ہے، اور اگر وہ تیل جو اندر سے نہیں آتا، باہر ہی سے لگ جاتا ہے، تو ناپاک نہیں، بہر حال اس سلسلے میں احتیاط ضروری ہے۔ مریض کو چاہئے کہ جب وہ تیل لگا چکے تو فوراً کسی دوسرے کپڑے سے دبر اور اس کے حوالی کو اچھی طرح تیل سے صاف کر دیا کرے، اس کے بعد بھی اگر تیل کا اثر باہر ظاہر ہو، تو وہ اندر سے آنے والا ہے، جس سے یقیناً کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔(۲)

---

(۱) وكذا لو أدخل أصبعه في دبره ولم يغيبها، فإن غيبها أو أدخلها عند الإستنجاء بطل وضوءه. (الدر المختار: ۱/۳۹)

(۲) المستفاد: (امداد الاحکام: ۱/۳۲۸)

قال في الدر: كذا لو أدخل أصبعه في دبره ولم يغيبها، فإن غيبها أو أدخلها عند الاستنجاء بطل وضوءه وصومه. (قوله: ولم يغيبها) لكن الصحيح أنه تعتبر البلة أو الرائحة. ذكره في المنتقى لأنه ليس بداخل من كل وجه. ولهذا لا يفسد صومه فلا ينتقض وضوءه اهـ حلبة عن شرح الجامع لقاضي خان. فإذا وجدت البلة أو الرائحة ينقض. وفي المنية: وإن أدخل المحقنة ثم أخرجها وإن لم يكن عليها بلة لم ينقض والأحوط أن يتوضأ اهـ. وفي شرحها: وكذا كل شيء يدخله وطرفه خارج غير الذكر (قوله: فإن غيبها) قال في شرح المنية: وكل شيء غيبه ثم خرج ينقض وإن لم يكن عليه بلة لأنه التحق بما في البطن ولذا يفسد الصوم. بخلاف ما إذا كان طرفه خارجاً. (۱/۳۹)

بواسیری مسوں سے نکلنے والے پانی کا حکم

واضح رہے کہ بواسیری مسوں سے جو پانی نکلتا ہے وہ ناپاک ہے، وہ پانی کپڑے یا جسم وغیرہ کے جس حصہ پر لگ جائے وہ حصہ ناپاک ہو جائے گا، اس پانی کے نکلنے سے وضو بھی ٹوٹ جائیگا۔(۱)

عورت کا فرج میں دوا رکھنا موجبِ غسل ہے یا نہیں؟

قابلہ جو دوا رکھتی ہے اس کے دوا رکھنے سے قولِ مختار کے مطابق تو مطلقاً غسل واجب نہیں ہوتا۔ البتہ صاحبِ منیہ نے بحثاً کہا ہے کہ احتیاط موجبِ غسل میں ہے، بشرطیکہ مقصود استمتاع ہو واستلذاذ ہو، اور جہاں مقصود محض تداوی ہو، توان کے نزدیک بھی غسل نہیں۔ البتہ چند صورتوں میں وضوٹوٹ جاتا ہے۔

(۱) دوائی رکھنے سے رطوبت خارج ہو جائے۔

(۲) دوائی فرج میں داخل ہونے کے بعد بہہ کر خارج ہو جائے۔

(۳) دوائی ڈالتے وقت انگلی وغیرہ داخل کی پھر نکالتے وقت انگلی پر تری ہو۔(۲)

ڈاکٹرنی کا عورت کے اندام نہانی میں انگلی داخل کرنا

اگر انگلی داخل کرتے وقت عورت کی شہوت برانگیختہ ہو جائے تو ایک قول میں عورت پر غسل واجب ہو جائے گا، اور ایک قول میں نہیں، جب تک انزال نہ ہو، اور احتیاط غسل ہی میں ہے۔ اور اگر عورت کی شہوت برانگیختہ نہ ہو تو غسل کسی قول میں واجب نہیں۔...................

---

(۱) كما في الهداية: (الفصل الخامس في نواقض الوضوء) منها ما يخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر-(۱/۹)

(۲) قال في الدر: ولا عند إدخال أصبعه ونحوه في الدبر أو القبل على المختار . و نقل الشامي من كلام نوح افندي على التجنيس أن المختار وجوب الغسل في القبل إذ قصدت الإستمتاع لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب .قال : وقوله: لأن المختار وجوب الغسل...بحث منه سبقه إليه شارح المنية حيث قال والأولى أن يجب في القبل ...وقد نبه في الإمداد أيضا على أنه بحث من شارح المنية-(۱/۳۹)

اور فاعل ادخال اصبع پر بھی غسل نہیں۔(۱)

دانتوں پر چڑھے خول اور تاروں کے ساتھ واجب غسل کا حکم

موجودہ زمانے میں کسی مصلحت کی بناء پر دانتوں پر خول چڑھاتے ہیں یا تاروں کے ذریعے دانتوں کو باندھتے ہیں تو غسل میں اس کا کیا حکم ہے، جبکہ انہیں نکالنے میں دشواری پیش آتی ہے؟

احسن الفتاوی میں ہے:

بعض لوگوں کے دانت ہلتے ہیں اور بعض کے بالکل گر جاتے ہیں اور اس کے بعد یہ لوگ سونے کا خول چڑھاتے ہیں اب جبکہ غسل کی حاجت پیش آتی ہے تو کیا غسل کے وقت اس خول کو نکالنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اکثر یہ بہت مضبوط ہوتے ہیں بغیر ڈاکٹر کے نکالنے کے نہیں نکل سکتے اور بہت مشکل ہوتا ہے تو کیا اس کو درن و عجین پر قیاس کر سکتے ہیں یا نہیں؟ عجین کا تو اتارنا آسان ہے لیکن یہ تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہے؟

جواب: ایسا خول لگانا ضرورت میں داخل ہے اور اتارنے میں حرج ہے، وھو مدفوع شرعاً ، لہٰذا بدوں اتارے غسل صحیح ہو جائے گا۔(۲)

اگر کوئی شخص بغرض زینت خول وغیرہ چڑھائے تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ جب کہ آٹا اگر سوکھ جائے یا چکنا میل ناخن کے اندر ہو تو فقہاء کرام کے اقوال کے مطابق غسل نہیں ہوگا اس کا جواب کفایۃ المفتی میں یہ مذکور ہے۔

"دانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھانا ناجائز نہیں، اور محض زینت کے لئے...

---

(۱) قال في الدر : ولا عند إدخال أصبعه ونحوه في الدبر أو القبل على المختار. و نقل الشامي من كلام نوح افندي على التجنيس أن المختار وجوب الغسل في القبل إذ قصدت الإستمتاع لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب .قال : وقوله: لأن المختار وجوب الغسل...بحث منه سبقه إليه شارح المنية حيث قال والأولى أن يجب في القبل ...وقد نبه في الإمداد أيضاً على أنه بحث من شارح المنية. (۱/۳۹)

(۲) ونظائرها مشهورة فی کتب القوم مسطورة بل نصوا علی جواز اتخاذ الاسنان من الذهب وشدها به ولو كان مانعاً عن صحة الغسل لما افتوا به۔

مکروہ ہےاور ضرورةً چڑھایا ہو یا بلا ضرورت ، بہر صورت وضو اور غسل کے لئے مانع نہیں ہے، کیونکہ یہ جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے،بخلاف آٹے اور چکنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں ہے۔(۱)

جذامی یعنی برص کے مریض کو غسل کون دے؟

جس کو جذام کا مرض ہو اس کے مرنے پر اگر اس کو ہاتھ لگا کر غسل دینا دشوار ہو تو اس پر (مرد میت پر مرد، اور عورت میت پر عورت) لوٹے وغیرہ سے پانی بہادیا جائے اور یہ بھی نہ ہوسکے تو ہاتھ پر تھیلی وغیرہ باندھ کر صرف تیمم کرادیا جائے۔(۲)

پانی میں ڈوبنے والے کو غسل دینا؟

اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینافرض ہے، پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہیں ہوگا، اس لئے کہ میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے، اور ڈوبنے میں ان کا کوئی فعل نہیں ہوا، ہاں اگر نکالتے وقت میت کو تین غوطے غسل کی نیت سے پانی میں (حرکت) دے دیں تو غسل ہو جائے گا اس طرح اگر میت کے اوپر بارش برس جائے ، یا اور کسی طرح پانی پہنچ جائے، تب بھی غسل دینافرض رہے گا۔(۳)

---

(۱)(کفایت المفتی : ج:۲، ص ۲۱۳)۔

(۲) ولوكان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه. (هنديه:۱/۱۵۸/باب الجنائز/الفصل الثانی فی الغسل)

(۳) وفی البحر : والغريق يغسل ثلاثا عند أبي يوسف وعن محمد إذا نوى الغسل عند الإخراج من الماء يغسل مرتين. وإن لم ينو يغسل ثلاثا وفي رواية يغسل مرة واحدة .وفي فتح القدير الظاهر اشتراط النية فيه لإسقاط وجوبه عن المكلف لا لتحصيل طهارته هو وشرط صحة الصلاة عليه. (۲/۳۰۲/كتاب الجنائز)

(علم الفقه:۲/۱۸۳.فتاوی رحیمیه:۲/۳،۱۰۵.مظاهر حق:۲/۲۳.بحر الرائق:۱/۳۰.قاضی خان:۱/۳۰.امداد الفتاوی:۱/۲۷)

کرونا کے مریض کو غسل دینے کا طریقہ

اگر کسی مسلمان کا کرونا وائرس میں انتقال ہو جائے تو عام مرحومین کی طرح اسے بھی سنت طریقے کے مطابق غسل دینا شرعاً ضروری ہوگا، بالخصوص جبکہ طبی اعتبار سے غسل دینے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو؛ کیونکہ W.H.O (ڈبلیو، ایچ،او) یعنی عالمی ادارہ صحت کی تحقیق کے مطابق کرونا وائرس میں انتقال کرنے والے افراد کے لاشوں کے ساتھ تعامل سے کسی کے متاثر ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے؛البتہ میت کو رکھنے، اٹھانے اور غسل وغیرہ میں حفاظتی تدابیر خاص طور سے ملحوظ رکھی جائیں، ان میں غفلت و بے احتیاطی نہ کی جائے۔ غسل کے پانی میں جراثیم کش ادویات کو بھی ملایا جاسکتا ہے۔ میت کا قریبی رشتہ دار اسے غسل دینے کا زیادہ حق دار ہے۔

اگر کسی وجہ سے میت کے قریبی رشتہ دار یا عام مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ میت کو غسل دیں تو میت کو پانی سے غسل دینا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ میت کو غسل دینے کے بعد سنت کے مطابق کفن دینا اور نماز جنازہ کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے۔

اگر کسی جگہ ہسپتال کا عملہ غسل دینے کی اجازت نہ دیتا ہو تو علاقہ کے بااثر و رسوخ حضرات یا ملی تنظیمیں، ذمہ داران اعلی سے رابطہ کرکے اس مسئلہ کو حل کریں، اور W.H.O (ڈبلیو، ایچ،او) کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کی بنیاد پر غسل کی اجازت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں، البتہ اگر وہ ہسپتال میں غسل کا انتظام کرے یا اپنے عملہ کے ذریعہ غسل دلائیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اگر خدانخواستہ میت کو غسل دینے کی کوئی صورت نہ بن سکیں تو میت کو پیک کرنے سے پہلے تیمم کرادیا جائے، مجبوری میں یہ تیمّم، غسل کے بدل ہو جائے گا۔ اور اگر ہسپتال کا عملہ تیمّم کا طریقہ سیکھ کر خود کرا دے تو یہ بھی کافی ہوگا۔

اور اگر کسی جگہ تیمّم کی بھی صورت نہ بن سکے اور ہسپتال کی طرف سے میت کو مکمل پیک اور سیل کردیا گیا ہو اور اسے کھولنے کی قطعاً اجازت نہ ہو اور بہ صورت دیگر مختلف ناقابل برداشت مسائل وپریشانیوں کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں لواحقین کا میت سے دستبردار ہو جانا یا یوں ہی نماز جنازہ کے بغیر دفن کردینا درست نہ ہوگا.........

بلکہ ایسی مجبوری میں غسل اور تیمم کا حکم شرعا ساقط ہو جائے گا اور اسی حالت میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھ کر تدفین کر دی جائے گی۔ اور اس صورت میں چوں کہ میت کی پیکنگ یا لفافے پر پانی بہانے، بھیگا ہاتھ یا بھیگا کپڑا پھیرنے یا اوپر ہی سے تیمم کرانے کی کوئی شرعی بنیاد نہیں ہے، اس لیے پیکنگ پر پانی بہانے، مسح کرنے یا تیمم کرانے کی ضرورت نہیں؛ لہٰذا ان سب چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ غسل اور تیمم ساقط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح مطلق نماز کے لیے نمازی کی کلی یا جزئی طہارت ایسی شرط ہے، جو عذر و مجبوری میں ساقط ہو جاتی ہے۔

اسی طرح نماز جنازہ کے لیے میت کی طہارت بھی ایسی شرط ہے جو عذر و مجبوری میں ساقط ہو جاتی ہے۔ فقہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ اور پیکنگ یا لفافے پر پانی بہانا، مسح کرنا یا تیمم کرانا اس لئے درست نہیں کہ شریعت میں غسل یا تیمم کا حکم براہ راست بدن سے متعلق ہوتا ہے، کسی پیک کردہ چیز سے نہیں۔ اور پانی بہانے یا مسح کرنے کو مسح علی الجبیرہ پر قیاس کرنا غلط ہے؛ کیوں کہ یہ بدل سے اصل کی طرف عود کرنا ہے، جو غلط و باطل ہے؛ کیونکہ پانی بہانا، مسح کرنا غسل ہی کے درجے میں ہوتا ہے اور تیمم متعذر ہو چکا ہے۔ اور شریعت میں وضو یا غسل کے تمام اعضا پر مسح کی کوئی نظیر نہیں ہے؛ بلکہ اگر فقہاء کی صراحت کے مطابق مسح علی الجبیرہ، بعض اعضا کے غسل کے ساتھ جزوی طور پر پایا جاتا ہے۔

اور اگر اکثر اعضا زخمی ہوں انھیں دھویا نہ جاسکے تو غسل کا حکم ساقط ہو کر تیمم کا حکم ہوتا ہے۔ اور بعض علماء نے مسح علی الجبیرہ پر قیاس کرکے جو پیکنگ پر تیمم کا حکم دیا ہے، یہ باعث حیرت و تعجب ہے؛ کیوں کہ اصول فقہ میں یہ امر طے شدہ ہے کہ مقیس کا حکم، مقیس علیہ سے مختلف نہیں ہوتا اور یہاں مقیس علیہ کا حکم مسح (جو بہ حکم غسل ہوتا) ہے اور مقیس کا تیمم، نیز پیکنگ پر تیمم کرانے میں اعضائے تیمم پر استیعاب بھی نہیں ہو سکے گا؛ جبکہ وضو کی طرح تیمم میں بھی استیعاب شرط ہے۔(۱)

(۱) في الدر المختار (۱/۲۵۷): (تيمم لو) كان (أكثره) أي أكثر أعضاء الوضوء عددا وفي الغسل مساحة (مجروحا) أو به جدري اعتبارا للأكثر (وبعكسه يغسل) الصحيح ويمسح الجريح.

میت کو وبائی امراض کی وجہ سے جلانا

واضح رہے کہ میت کو وبائی امراض کی وجہ سے دفنانے کے بجائے جلانا سخت ناجائز و حرام ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے وجوبِ غسل کا مسئلہ

واضح رہے کہ وجوبِ غسل کا سبب نفسِ خروج منی یا دخولِ منی نہیں، بلکہ اصل علت اس میں لذت اور تسکینِ قلب ہوتی ہے، جو شہوت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں لذت اور تسکین کی علت مفقود ہوتی ہے، اور اس میں صرف مادہ منویہ عورت کے رحم میں بذریعہ مشین پہنچایا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس طریقہ سے وہ لذت و تسکین نہیں جو مرد کے جماع کرنے سے عورت کو حاصل ہوتی ہے۔

اس کی مثال عورت کا اپنی شرمگاہ میں اپنی انگلی داخل کرنے یا غیر آدمی کے ذکر وغیرہ کو داخل کرنے کی ہے، جو موجبِ غسل نہیں۔ البتہ اگر ٹیسٹ ٹیوب کے عمل کے وقت عورت کو انزال ہو جائے تو تب غسل واجب ہوگا، اگرچہ بدونِ انزال کے غسل کرنا زیادہ احوط ہے۔(۱)

- وفي مراقي الفلاح (۱/۱۲۱): (الثامن) منها: من شروط التيمم (زوال ما يمنع المسح) على البشرة (كشمع و شحم)؛ لأنه يصير به المسح عليه لا على الجسد۔

وفي مقدمة الغزوي (۳۲،۳۳): إذا اجنب الرجل و على جميع جسده أو على أكثره جراحة أو به جدري، فإنه يتيمم ولا يمسح على الجراحة ولا يغسل الموضع الصحيح. فإن كان أكثر بدنه صحيحا فإنه يغسل الصحيح و مسح على الباقي۔ وكذلك هذا الحكم في أعضاء الوضو۔ ولو ترك المسح على الجبيرة إن كان يضره جاز وإلا فلا۔

(۱)(فتاوی حقانیہ: ج: ۲، ص: ۵۳۳)

لما قال الحصكفي: وفرض الغسل عند خروج منى من العضو — منفصل عن مقره هو صلب الرجل و ترائب المرأة . . . . بشهوة أي لذة ولو حكما كمحتلم .ولم يذكر الدفق يشمل مني المرأة. لأن الدفق في غير ظاهر .(الدر المختار: /. ./باب الغسل) وأيضا قال: ولا عند إدخال أصبع و نحوه كذكر غير ادمي وذكر خنثى وميت وصبي لا يشتهى وما يصنع من نحو خشب في الدبر أو القبل على المختار.

جنابت کی حالت میں بوقتِ ضرورت مسجد میں جانا

اگر مسجد کے باہر سے گرم پانی میسر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے غسل میں بیماری بڑھنے کا خطرہ ہو تو گرم پانی کے لئے مسجد میں داخل ہونے نیز ایسا ہی بسا اوقات پانی کے پمپ کا بٹن مسجد کے اندر ہوتا ہے تو جنبی شخص پانی کی مشین چلانے کے لئے مسجد میں داخل ہونے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر مسجد سے باہر غسل کا انتظام نہ ہو اور ضرورت کے تحت مسجد میں داخل ہونا ضروری ہو تو تیمم کرکے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ (۱)

حالتِ جنابت میں بچوں کو دودھ پلانا

خاتون کے لئے حالتِ جنابت میں بچوں کو دودھ پلانا جائز ہے۔ (۲)

جن کے ساتھ مباشرت سے غسل کا حکم

اگر جن کے جماع کرنے کی وجہ سے عورت کو انزال ہو جائے تو پھر انزال کی وجہ سے غسل فرض ہوگا، ورنہ محض جن کے جماع کرنے سے غسل واجب نہیں ہوگا، البتہ اگر جن آدمی کی صورت میں آکر جماع کرتا ہو تو پھر بغیر انزال کے بھی غسل واجب ہو جائے گا۔ (۳)

---

(۱) (فتاوی حقانیہ: ج: ۲، ص ۵۳۳۔۔۔۵۳۸)

لکن لقائل أن يقول: إن مراد المبتغى أن الجنب إذا وجد ماء في المسجد وأراد دخوله للاغتسال يتيمم ويدخل۔ (رد المحتار: باب التيمم ۱/۲۳۳)

(۲) لما في المبسوط للسرخسي: (۱/۶۰): قَالَ (وَإِذَا عَرَقَ الْجُنُبُ، أَوْ الْحَائِضِ فِي ثَوْبٍ لَمْ يَضُرَّهُ) لِمَا رُوِيَ «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْحَائِضَ مِنْ نِسَائِهِ بِالِاتِّزَارِ، ثُمَّ كَانَ يُعَانِقُهَا طُولَ اللَّيْلِ، وَالْحَرُّ حَرُّ الْحِجَازِ فَكَانَا يَعْرَقَانِ لَا مَحَالَةَ، وَلَمْ يَتَحَرَّزْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَقِهَا». وَلِأَنَّهُ لَيْسَ عَلَى بَدَنِ الْإِنْسَانِ الْجُنُبِ، وَالْحَائِضِ نَجَاسَةٌ عَيْنِيَّةٌ فَهُوَ وَأَعْضَاءُ الْمُحْدِثِ سَوَاءٌ.

وفي رد المحتار: (۱/۳۰۲): ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أو نحوهما.

(۳) (نجم الفتاوی: ج: ۲، ص ۸۹)

لما في الهنديه: (۱/۱۵): لَوْ قَالَتْ امْرَأَةٌ مَعِي جِنِّيٌّ يَأْتِينِي فَأَجِدُ فِي نَفْسِي مَا أَجِدُ إذَا جَامَعَنِي زَوْجِي لَا غُسْلَ عَلَيْهَا۔

وفي الدر المختار: (۱/۱۶۰): احتراز عن الجني يعني إذا لم تنزل وإذا لم يظهر لها في صورة الآدمي كما في البحر۔

جریان اور دھات سے غسل کا حکم

کسی کو جریان اور دھات کا مرض ہو، مثلاً پیشاب سے پہلے یا بعد میں دھات نکلتی ہے، تو اس سے غسل واجب نہیں ہوگا، البتہ وضو کی حالت میں نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کپڑے کے جس حصہ پر لگے وہ بھی ناپاک ہو جائے گا، اگر قدرِ درھم سے زائد لگی ہے تو اس کا دھونا فرض ہے، لہٰذا اس کپڑے میں نماز درست نہیں ہوگی، اور اگر بقدرِ درھم ہے تو دھونا واجب ہے، اگر اسی حالت میں نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی، مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر درھم کی مقدار سے کم ہے، تو اس کا دھونا سنت ہے۔(۱)

بوجہ مرض روزانہ احتلام ہو جانا

اگر کسی کو بوجہ مرض روزانہ احتلام ہو جاتا ہو، اور ہر دن نہانے میں مشقت ہو تو اس پر ضروری ہے کہ ٹھنڈے پانی سے غسل مضر ہونے کی صورت میں گرم پانی کا انتظام کرے، اور اس سے غسل کرے، لیکن اگر گرم پانی سے بھی مریض ہونے یا مرض بڑھنے کا ظنِ غالب ہو، یا گرم پانی کا انتظام نہ ہو تو تیمم کرکے صبح کی نماز ادا کرے اور دھوپ نکلنے کے بعد (یعنی جس وقت غسل مضر نہ ہو)، غسل کرلے، اس نماز کو دھرانے کی حاجت نہیں۔(۲)

بغیر خواب کے ایک دو قطرہ پانی نکل آیا

مرض جریان میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تھکا ماندہ زیادہ ہو یا ٹھنڈک زیادہ ہو تو سو کر اٹھتے ہی یا چند قدم چلنے پر پیشاب کے راستے سے منی کی طرح گاڑھا سفید پانی نکل پڑتا ہے جبکہ اس نے کوئی خواب بھی نہیں دیکھا ہوتا ہے اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا اس کی نظیر کتبِ فقہ میں یہ ملتی ہے کہ کسی کو بوجھ اٹھانے کی بنا پر بغیر شہوت کے منی خارج ہو جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا، لہٰذا یہاں بھی غسل واجب نہیں ہوگا۔ البتہ وضو کی حالت ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۳)

---

(۱)(ماخذہ: مریض کے شرعی احکام: ۷۲)
وفی التنویر مع شرحه: وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريماً. فيجب غسله. وما دونه تنزيهاً فيسن. وفوقه مبطل۔ (باب الانجاس /۱/۵۷۱)

(۲)(فتاوی دار العلوم دیو بند: ۱/ ۲۵۱) وفی التنویر مع شرحه: أو برد يهلك الجنب أو يمرضه ولو في المصر إذا لم تكن له أجرة حمام ولا ما يدفئه. وفي الشامية: فصار الأصل أنه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم إجماعاً۔ (باب التيمم /۱/ ۴۴۳)

(۳)قال في رد المحتار: لو إنفصل بضرب أو حمل ثقيل على ظهره فلا غسل عندنا. (كتاب الطهارة: ۱/۳۳۰)
فإذا لم توجد شهوة لا غسل كما إذا حمل ثقيلا أو ضرب على صلبه فنزل منيه. (مراقی: ۳۰)

معذور کے کپڑوں کے مسائل (اضافہ شدہ مسائل)

معذور کے کپڑوں کا حکم

جس مریض کے زخم سے مسلسل خون رستا ہے، وہ جیسے ہی کپڑا بدلتا ہے ناپاک ہو جاتا ہے اور ناپاکی درہم کی مقدار سے زیادہ ہو، تو اس کپڑے کو پاک کرنے کے حکم میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اتنا وقفہ ملتا ہو کہ کپڑا دھو کر نماز پڑھے، تو نماز کے درمیان میں وہ دوبارہ ناپاک نہ ہوتا ہو تب تو اس کے ذمہ دھونا واجب ہوگا، اگر اتنا وقفہ نہ ملتا ہو بلکہ مسلسل کپڑے خون آلود ہوتے ہوں تو دھونا واجب نہیں ہوگا۔(۱)

مریض کے لئے کپڑے بدلنا مشکل ہو

اگر مریض کے لئے ناپاک کپڑے بدلنے میں شدید مشقت لاحق ہوتی ہو تو ایسے مریض کے لئے اسی حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے۔(۲)

سلسل بول والے کے وضو اور کپڑے کی طہارت کا مسئلہ

جسے نماز کے ابتدائی وقت سے قطرات شروع ہوئے اور آخری وقت تک اتنی دیر کے لئے بھی نہیں رکے کہ وہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص شرعاً معذور ہے کہ اس کا وضو ایک دفعہ کر لینے سے وقت کے اندر قطرات کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ وضو کر کے نماز پڑھ لے اگرچہ دوران وضو یا نماز قطرات ٹپکتے رہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرے وقت آنے پر پھر تازہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔مذکورہ صورت میں اگر کپڑا اتنی دیر بھی پاک نہیں رہتا کہ فرض ادا کر سکے..............

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: (١/٥٥٦/احكام المعذورين/رشيديه) وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي: الصلاة وإلا يتنجس قبل فراغه فلايجوز ترك غسله، هو المختار للفتوى.

(۲) وفي الدر المختار: (باب صلاة المريض ٢/١٠٣) مريض تحته ثياب نجسة، وكلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله وكذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه.

تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی ورنہ دھونا ضروری ہوگا جب کہ قدر درہم کو پہنچ جائے۔(١)

لیکوریا کے پانی کا حکم

لیکوریا کی بیماری میں جو پانی خارج ہوتا ہے وہ چونکہ رحم سے خارج ہوتا ہے اس لیے وہ مذی کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔

٢۔اس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔

٣۔اس کے نکلنے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

٤۔نماز نہیں ہوگی الا یہ کہ معذوری کی وہ صورت آجائے جو نمبر ٦،٥ میں آرہی ہے۔

٥۔اگر یہ پانی ہر وقت بہتا رہتا ہے اور اتنا وقفہ بھی نہیں ملتا کہ اس میں چار رکعات نماز ادا کی جا سکے تو پھر یہ عورت "معذور" کے حکم میں ہے، ایسی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کرلے اور اس سے فرض نماز، سنت و نوافل وغیرہ پڑھ سکتی ہے۔

٦۔جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا، تو اس کا وضو پانی نکلنے سے نہیں ٹوٹے گا، پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے گا تو اس کے لئے نیا وضو کرے۔(٢)

ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم

واضح رہے کہ عورت کے لئے حیض کا آنا ایک طبعی اور فطری امر ہے اس لئے شریعت مطہرہ نے ان ایام میں عورت کو معذور سمجھ کر عبادت کی ذمہ داری اس سے اٹھائی ہے، یہی وجہ ہے کہ جدید و قدیم طب میں حیض عورت کی صحت اور تندرستی کی نشانی سمجھی جاتی ہے، البتہ اگر کوئی عورت ادویات کے ذریعے اس کو بند کرے تو شرعی احکام اس سے متاثر نہیں ہوتے، یعنی حیض نہ آنے پر روزہ اور نماز کی ادائیگی ضروری ہے.........................

---

(١)(خیر الفتاوی ٢/٣)

(کما في الدر المختار: ج:١، ص:٣٠٣) (وإن سال على ثوبه) فوق الدرهم (جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) أي: الصلاة (وإلا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترك غسله. هو المختار للفتوى۔

(٢)(فتاوی عثمانی ١/٣٣٣)

لیکن عورت کی صحت کے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے سے احتراز بہتر ہے، تاہم اس طرح حیض بند کرنے سے روزہ درست رہے گا۔(۱)

عادت سے پہلے ماہواری آنے کا حکم

واضح رہے کہ ایک حیض کے ختم ہونے اور دوسرے حیض کے شروع ہونے کے درمیان کم از کم پندرہ دن پاکی کا ہونا شرعاً ضروری ہے، اگر پندرہ دن سے پہلے دوبارہ خون کا آنا شروع ہو جائے تو وہ ماہواری کا خون نہیں ہوگا بلکہ وہ استحاضہ کا خون ہوگا۔ البتہ اگر پندرہ دن سے زائد کا فاصلہ ہو تو پھر یہ ماہواری خون شمار کیا جائے گا بشرطیکہ تین دن سے کم نہ ہو۔(۲)

نماز کے دوران حیض آجانا

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض آگیا تو وہ نماز معاف ہے اور اگر نفل شروع کرنے کے بعد آیا ہے تو بعد میں اس نفل کی قضاء لازم ہوگی۔(۳)

---

(۱) وشرط صحة الاداء وهو الوقت القابل وهو اليوم المتعري عن الأكل والشرب وطهارة المؤدبين من الحيض والنفاس. (فتاوى تاتارخانية: (كتاب الصوم: ۲/۲۵۳)

(۲) لما في الهندية(۱/۳۷): اذا كان الطهر خمسة عشر يوماً أو أكثر يعتبر فاصلا فيجعل كل واحد من الدمين او احدهما بانفراده حيضا حسب ما امكن من ذلك-(ص۳۸): (منها) ان يسقط عن الحائض والنفساء الصلوة فلا تقضى هكذا في الكفاية... ومنها ان يحرم عليهما الصوم فتقضيانه هكذا في الكفاية.

وفى الدر المختار(۱/۲۸۵): (واقل الطهر) بين الحيضتين أو النفاس والحيض (خمسة عشر يوماً) ولياليها اجماعاً- (ص۲۸۴): فبه تترك الصلوة ولو مبتدأة فى الأصح. لان الاصل الصحة والحيض دم صحة شمنى:

وفى الشامية (۱/۲۸۴): (قوله فبه) اى فبا لبروز تترك الصلوة وتثبت بقية الأحكام. ولكن هذا مادام مستمر الما سيأتي من انه لو انقطع لدون أقله تتوضأ وتصلي.

(۳) ولو شرعت في النفل ثم حاضت وجب القضاء .أما في الفرض ففي الصوم تقضيه دون الصلوة وإن مضى من الوقت ما يمكنها أداؤها فيه . لأن العبرة عندنا لآخر الوقت. (ردالمحتار: ۱/۲۹۰)

حالت حیض میں سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا

حیض اور نفاس کی حالت میں آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے پڑھنے یا سننے والی حائضہ عورت پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔(۱)

قرآن کریم کی معلّمہ کے لئے حالت حیض میں پڑھائی کا حکم

اگر قرآن کریم پڑھانے والی معلّمہ (استانی) کے لئے حالت حیض میں بچیوں کو پڑھانا ناگزیر ہو تو اس کے لئے پوری ایک آیت ایک سانس سے پڑھنا ناجائز ہے، تاہم ایک ایک کلمہ الگ الگ کرکے الگ سانس میں پڑھانے کی گنجائش ہے۔ مثلاً: قل۔۔۔۔۔۔ھو۔۔۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد۔ یعنی ہر کلمہ کے درمیان سانس کے ذریعے فصل کرے۔ روانگی کے ساتھ پڑھنے سے گریز کرے۔(۲)

حالت حیض میں قرآنی اور مسنون دعائیں پڑھنا

حالت حیض میں ہر طرح کی دعائیں پڑھنا جائز ہے، حتی کہ وہ دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں جن کے الفاظ قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں وارد ہوئے ہیں۔(۳)

*****

---

(۱) وفي البحر الرائق:(٣٦/٢). وأما بيان من تجب عليه فكل من كان أهلا لوجوب الصلاة عليه إما أداء أو قضاء فهو من أهل وجوب السجدة عليه. ومن لا فلا؛ لأن السجدة جزء من أجزاء الصلاة فيشترط لوجوبها أهلية وجوب الصلاة من الإسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحيض والنفاس حتى لا تجب على كافر وصبي ومجنون وحائض ونفساء قرءوا أو سمعوا.

(۲)(رد المحتار: ١٧٣/١) والأصح أنه لا بأس بتعليم الحائض والجنب القرآن إذا كان يلقن كلمة كلمة لا على قصد قراءة القرآن كذا في الخلاصة والبزازية أي على قول الكرخي لأنه وإن منع ما دون الآية لكن ما به يسمى قارئا.

(۳) الدر المختار: (٢٩٣/١) ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالى.

حالت حیض میں دینی کتابوں کا مطالعہ اور درس

حالت حیض میں دینی کتابوں کا پڑھنا، مطالعہ کرنا اور درس دینا جائز ہے، لیکن ان میں جہاں قرآن کی آیت لکھی ہو اس جگہ کو ہاتھ لگانا اور وہ آیت زبان سے پڑھنا جائز نہیں۔(۱)

حائضہ پر دم کرنا

حیض یا نفاس والی عورت پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔(۲)

بیماری کی وجہ سے ایام حیض میں صرف دو دن خون آنا

آج کل بعض خواتین کو کمزوری، ضعفِ جسمانی اور دیگر امراض کی وجہ سے ایامِ ماہواری میں صرف ایک دن یا ڈیڑھ دن خون آکر بند ہو جاتا ہے۔ پھر اگلے مہینے میں بھی عادت کے مطابق اسی طرح ایک دن یا ڈیڑھ دن خون آکر بند ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں بعض ڈاکٹروں سے تحقیق کی تو انہوں نے بتایا کہ خون کی کمی کی وجہ سے بعض اوقات ایک، دو دن حیض آتا ہے اور یہ حیض ہی کا خون ہوتا ہے۔ نیز اس دوران ولادت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ مذکورہ صورت میں حنفیہ کے عام اصول کے اعتبار سے تو اس کا یہ خون حیض شمار نہیں ہوگا کیونکہ اس کی مدت تین روز سے کم ہے۔ البتہ اگر کسی خاتون کی مستقل عادت یہ بن گئی ہو کہ اسے مہینہ میں ایک دن یا ڈیڑھ دن خون آتا ہو اور اس کو تین دن یا اس سے زائد خون نہ آتا ہو تو اس کے لیے گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ اس خون کو حیض ہی کا خون کہا جائے، جس کو فقہ حنفی میں نادر حیض کہتے ہیں، لہٰذا مذکورہ صورت میں اس خاتون پر حائضہ کے احکام جاری ہوں گے۔(۳)

---

(۱) (رد المحتار: ۱/۱۷٦) وفي السراج عن الإيضاح أن كتب التفسير لا يجوز مس موضع القرآن منها، وله أن يمس غيره وكذا كتب الفقه إذا كان فيها شيء من القرآن۔

(۲) (احسن الفتاوی: ۲/٦۸)

(۳) النتف في الفتاوى: قال والحيض على وجهين: معروف ونادر فيقول أبي عبد الله وفي قول أبي حنيفه وصحابه النادر ليس بحيض فأما الحيض المعروف فهو ما بين الثلاث إلى العشرة فمتى وجدته المرأة -

بچوں کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل جاری ہو جائے تو:

۱۔اگر نفاس، حیض اور طہر کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے، یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو ان کو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔

۲۔اگر نفاس اور حیض کسی کی بھی مدت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولا چالیس دن نفاس، پھر بیس دن پاکی اور پھر دس دن حیض قرار دے گی۔

۳۔اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً پندرہ دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں، تو پندرہ دن نفاس سمجھ کر بیس دن پاکی اور پھر دس دن حیض شمار کرے گی۔

۴۔اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو تو پھر ۴۰ دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔(۱)

*****

- فهو حيض والنادر أن ترى يوما دما ثم ينقطع عشرة أيام أو أكثر فاستمرت به عادتها لاتجد غير ذلك فهذا حيض على النادر ولها حكم نفسها في ذلك و لايشاركها فيه غيرها ممن لا عادة لها بذلك. (۱/۱۳۲)

(۱) النفساء اذا استحاضت في نفاسها ثم استحاضتها على اربعة اوجه: احدها ان يكون نفاسها وطهرها وحيضها معروفا لها فتعمل على ما عرفت منها. والثاني كلها مجهولة فانها تعمل على ان نفاسها اربعون يوما وطهرها عشرون وحيضها عشرة أيام. والثالث ان يكون نفاسها معروفا وحيضها وطهرها مجهولا وهذه كالنادرة فتأخذ على عادتها التي عرفتها ثم تأخذ طهرها عشرين يوما ثم تأخذ حيضها عشرة أيام. والرابع ان يكون نفاسها مجهولا وطهرها وحيضها معروفا فتأخذ في النفاس على اربعين يوما وفي الحيض والطهر على ما عرفتها. (كتاب الحيض. استحاضة النفساء) (النتف في الفتاوى۹۱:)

استحاضہ (اضافہ شدہ مسائل)

سیلان الرحم کی بیماری میں مسلسل جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو حیض یا نفاس قرار نہ دیا جاسکے۔(۱)

سن یاس کی تحقیق

واضح رہے کہ مفتی بہ قول کے مطابق سن یاس پچپن سال ہے، چنانچہ اس کے اندر جو خون آئے وہ حیض شمار ہوگا۔ در مختار میں مرقوم ہے۔

(وقيل يحد بخمسين سنة وعليه المعمول) والفتوىٰ فى زماننا مجتبىٰ وغيره (تيسيراً) وحده فى العدة بخمس وخمسين قال فى الضياء وعليه الاعتماد۔

(الدر المختار ۱/۳۰۴)

وفى الشامية: (قوله وحده) اى المصنف فى باب العدة، قال فى البحر: وهوقول مشايخ بخارى وخوارزم وبخط الشارح فى هامش الخزائن۔قال قاضيخان وغيره وعليه الفتوىٰ ۔وفى نكت العلامة قاسم عن المفيد انه المختار، ومثله فى الفيض وغيره،وقال ايضا: انها اذا كانت عادتها قبل الاياس اصفر فرأته كذلك اوعلقا فرأته كذلك كان حيضاً۔ (رد المحتار: ۱/۳۰۴)

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ پچپن سال سے پہلے جو خون عورت کو آتا ہے وہ حیض ہے خواہ خون خود آئے یا دوا کے نتیجہ میں آئے، ہاں جو خون پچپن سال کے بعد آئے وہ اس وقت حیض شمار ہوگا جب کہ اس خون کا رنگ پچپن سال سے پہلے آنے والے خون کے رنگ سے ملتا ہو مثلاً پہلے خون کا رنگ اگر سرخ تھا اور اب زرد، سبز یا خاکی ہے تو یہ حیض شمار نہیں ہوگا، اور اگر سرخ وسیاہ ہے تو حیض شمار ہوگا۔

---

(۱) والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة أيام أو زاد على عشرة أيام في الحيض" لما رويناه "و" دم زاد "على أربعين في النفاس" أو زاد على عادتها. (مراقي الفلاح:۷۶)

قال الأزهري: الإستحاضة سيلان الدم في غير أوقاته المعتادة. (البحر الرائق:۱/۴۰)

استحاضہ کا حکم

پس مستحاضہ عورت معذور شخص کے حکم میں ہے۔ لہٰذا جن ایام کے خون کو حیض قرار دیا جائے ان ایام کی نمازوں کو نہیں چھوڑے گی؛ بلکہ معذور کی طرح ہر نماز کے لئے الگ وضو کر کے نماز وغیرہ پڑھتی رہے گی، اور استحاضہ کے زمانے میں شوہر کے لئے اس سے ہر طرح کا انتفاع حلال ہوگا۔ (١)

مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے

اگر مسلسل خون جاری رہنے میں مبتلا عورت کو یہ بات یاد نہ رہے کہ مہینہ میں کس وقت اور کتنے دن اس کو حیض آتا تھا اور کتنے دن وہ پاک رہتی تھی تو:

اگر وہ حیض اور استحاضہ میں کسی علامت سے امتیاز کرسکنے پر قادر ہو تو اپنے امتیاز پر عمل کرتے ہوئے عبادات انجام دے، یعنی حیض کے وقت نماز اور روزہ ترک کرے اور اس سے غسل کرکے بقیہ دنوں میں نماز روزہ ادا کرے۔

اگر خون میں امتیاز نہ کرسکتی ہو تو پھر خوب سوچ سمجھ کر غالب گمان پر عمل کرے، یعنی جس وقت اسے غالب گمان یہ ہو کہ اب حیض شروع ہوگیا ہے تو نماز ترک کردے، اور جب یہ گمان غالب ہو کہ اب استحاضہ شروع ہوگیا ہے تو غسل کرکے پاک ہوجائے اور نماز روزہ شروع کردے۔

اگر اتنی زیادہ بھول جائے کہ اس کو بالکل پتہ ہی نہ چل پائے کہ حیض ہے یا استحاضہ؟ تو یہ عورت مستحاضہ متحیرہ کہلاتی ہے اور اس پر لازم ہوجاتا ہے کہ ہر ممکن احتیاطی حکم پر عمل کرے مثلاً:

١۔ ہر نماز مستقل غسل کرکے پڑھے؛ کیونکہ ممکن ہے کہ یہی وقت اس کے حیض کے انقطاع کا ہو، پھر اگلی نماز کے وقت میں غسل کرکے پہلے سابقہ وقت کی نماز قضا پڑھے، اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے اور پھر ہر نماز کے وقت میں ایسا ہی کرتی رہے۔

٢۔ نفل نماز و روزہ نہ رکھے۔

---

(١) وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه ... إلى قوله ... أو إستحاضة ... (در مختار بيروت: ١/٣٠٣، زکریا: ١/٥٠٣)

۳۔ فرض و واجب نماز میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد مختصر سے مختصر قرات کرے۔
۴۔ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے۔
۵۔ قرآن کریم کو ہاتھ نہ لگائے۔
۶۔ مسنون اور نفلی طواف نہ کرے، اور طواف زیارت ادا کرلے مگر دس دن کے بعد اس کی قضا کرے، اور طواف وداع کرلے مگر اس کی بعد میں قضا نہیں ہے۔
۷۔ ایسی عورت مسجد میں داخل نہ ہو۔
۸۔ پورے رمضان کے روزے رکھے، اور رمضان کے بعد ۲۰ روزوں کی قضا کرے۔
۹۔ اس کا شوہر اس حال میں اس سے بالکل جماع نہ کرے۔

اگر ایسی عورت کو عدت طلاق گزارنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی عدت نو مہینہ، نو دن، بیس گھنٹہ میں پوری ہو گی۔ (۱)

نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نو سال کی عمر میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نو سال سے کم عمر میں خون آجائے تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔ (۲)

پچپن سال کی عمر کے بعد خون کا حکم

پچپن سال کی عمر کے بعد عموماً حیض نہیں آتا۔ لہٰذا اس عمر کے بعد عورت کو اگر خون آئے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا، اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو یعنی خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے، اور اگر دوسرا کوئی رنگ ہو تو حیض نہیں۔ البتہ اگر اس کی عادت پہلے سے اس دوسرے رنگ کے خون آنے کی رہی ہو تو اس رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوگا۔ (۳)

(۱) (کتاب المسائل: ۱/۲۳۲)(والتفصیل فی منهل الواردین ۱/۹۴-۱۰۱، والنتف فی الفتاوی ۹۰-۹۱)

(۲) بدائع الصنائع: (۱/۱۰۵) وأما وقته فوقته حين تبلغ المرأة تسع سنين فصاعدا عليه أكثر المشائخ فلا يكون المرئي فيما دونه حيضا.

(۳) ومارأته بعدها أي المدة المذكورة فليس بحيض في ظاهر المذهب إلا إذا كان دما خالصا- أي كالأسود والأحمر القاني . در. قال الرحمتي : وتقدم عن الفتح أنه لو لم يكن خالصا وكانت عادتها كذلك قبل الإياس يكون حيضا. (رد المحتار: ۱/۳۳۶، ۳۳۴، زکریا: ۱/۵۰۳)

حالت حمل میں خون کا حکم

اگر عورت کو حمل کے زمانے میں خوں نظر آئے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے، لہٰذا وہ اس کی وجہ سے روزہ اور نماز نہیں چھوڑے گی۔ (۱)

آپریشن کے ذریعے پیٹ کے راستے سے نکالے جانے والے بچے سے نفاس کا حکم

اگر فطری راستے کے بغیر آپریشن وغیرہ کے ذریعے پیٹ کے راستے سے بچے کو نکالا گیا اور اس دوران پیٹ سے خون نکل گیا لیکن شرم گاہ سے کچھ بھی خون نہیں نکلا تو یہ عورت نفاس والی شمار نہیں ہوگی، اگرچہ بچہ پر ولادت کے تمام احکام جاری ہونگے، البتہ اگر شرم گاہ سے بھی خون نکلتا رہے تو ایسی صورت میں خون نکلنے کی وجہ سے یہ عورت نفاس والی شمار ہوگی۔

اگر بچہ کی ولادت فطری راستے (شرمگاہ) سے ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق چاہے خون بہے یا نہ بہے، بہر صورت عورت پر غسل واجب ہوگا۔ اسی پر فتوی دیا گیا ہے۔ (۲)

توامین یعنی جڑواں بچوں کی ولادت سے نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کے حمل میں دو بچے ہوں جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوں، لیکن پیدائش میں چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہو تو شیخین (یعنی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ) کے مفتی بہ قول کے مطابق پہلے بچے کی پیدائش سے ہی بہنے والا خون نفاس شمار ہوگا، لہٰذا اگر چالیس دن رات (اگرچہ مدت نفاس) کے اندر اندر دوسرا بچہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں دوسرے بچے کی ولادت سے آنے والا خون بھی نفاس شمار کیا جائے گا، تاہم اگر پہلے بچے کی ولادت کے بعد چالیس دن رات مکمل ہوگئے اور اس کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہو گیا تو اب یہ دوسرا خون استحاضہ شمار ہوگا اس لئے کہ نفاس کی اکثر مدت یعنی چالیس دن کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہوتا ہے۔

---

(۱) وما تراه الحامل استحاضة۔ (تنویر الابصار مع الدر بیروت: ١/٣١٣، زكريا. ١/٤٨٨)

(۲) فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء وإلا فذات جرح۔ (درمختار: ١/٣٣٠)

وفي الهندية: المرأة إذا ولدت ولم تر الدم هل يجب عليها الغسل والصحيح أنه يجب. (١/١٦)

اگر ایک حمل میں دو سے زیادہ مثلاً تین بچے ہوں تو چھ ماہ کے فاصلے کا اعتبار دوسرے اور تیسرے بچے کی ولادت کے درمیان ہوگا لہٰذا اگر دوسرے اور تیسرے بچے کی ولادت کے درمیان کی مدت چھ ماہ سے کم ہو تو یہ ایک ہی حمل شمار ہوگا اگرچہ پہلے اور تیسرے بچے کی ولادت میں چھ ماہ سے زیادہ کا فاصلہ ہو۔ مذکورہ صورتوں میں وضع حمل کی تکمیل آخری بچے کی پیدائش پر ہوگی یعنی اگر حاملہ طلاق یا وفات کی عدت میں تھی تو دوسرے یا تیسرے بچے کی پیدائش پر عدت مکمل ہوگی۔(۱)

تین ماہ کا حمل ضائع ہونے کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا حمل تین ماہ کے بعد ضائع ہو جائے یا ضائع کر دیا جائے تو اگر اس حمل کے اعضاء (مثلاً ہاتھ، پیر وغیرہ) ظاہر ہوگئے ہوں تو پھر اس کے بعد آنے والا خون نفاس شمار ہوگا اور اگر اس حمل کے اعضاء وغیرہ کچھ ظاہر نہ ہوئے ہوں تو پھر اس کے بعد آنے والا خون اگر کم از کم تین روز تک آیا ہو، اور اس سے پہلے ایک طہر تام (پندرہ دن کا دورانیہ) گزرا ہو تو پھر یہ حیض (ماہواری) ہے اور اگر یہ صورت بھی نہ ہو تو پھر یہ خون نہ نفاس ہے اور نہ حیض بلکہ استحاضہ (بیماری) کا خون ہوگا۔(۲)

---

(۱) وفی فتح القدير: فإن ولدت ولدين في بطن واحد فنفاسها من الولد الأول عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله وإن كان بين الولدين اربعون يوما وقال محمد رحمه الله من الولد الأخير. (فصل في النفاس: ۱/۱۹۱)

(۲) لما فی الهندية (۱/۳۷): والسقط ان ظهر بعض خلقه من اصبع أو ظفر أو شعر ولد فتصير به نفساء هكذا فی التبيين۔

و فی الدر المختار (۱/۳۰۲): وسقط مثلث السين أى مسقوط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل أو اصبع أو ظفر أو شعر ولا يستبين خلقه الابعد مائة وعشرين يوما ولد حكما فتصير المرأة به نفساء والامة ام ولد يحنث به فی تعليقه وتنقضي به العدة فأن لم يظهرله شئ فليس بشئ والمرئى حيض ان دام ثلاثا مع طهر تام والا استحاضة۔

بچہ کٹ کٹ کر نکلے

اگر بچے کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آجائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا، اور اگر بچے کے ایک یا دو ہی اعضاء کٹ کر باہر آجائے اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا۔ لہٰذا اس صورت میں اس عورت پر نماز پڑھنا فرض ہوگا۔ (۱)

معذور کی نماز (اصل کتاب)

مسئلہ: ا۔ اگر مرض یا کبر سنی کی وجہ سے اتنا ضعف ہوگیا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے ضرر ہوتا ہے تو ایسے شخص کو فرض اور واجب نماز بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (۲)

تنبیہ: (الف) واجب سے مراد وتر، صلوۃ عیدین اور فجر کی سنتیں ہیں، فرض و واجب کے علاوہ نوافل تو بغیر عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (۳)

تنبیہ: (ب) ضرر کی چند صورتیں ہیں۔ مرض کی زیادتی یعنی شدت مرض ہو یا بدیر صحت یاب ہونے کا خطرہ غالب ہو، یا دردِ سر پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو یا قیام سے شدید تکلیف ہوتی ہو، ان اعذار سے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) وفی الدر المختار: (۱/ ۲۹۹): (عقب ولد) أو أكثره ولو متقطعاً عضوا عضوا لا أقله. فتتوضأ إن قدرت أو تتيمم وتومئ بصلاة ولا تؤخر۔

وفی الفقه الاسلامی (۱/۳۱): ويعد الدم عند هؤلاء دم النفاس بخروج اكثر الولد ولو متقطعاً عضواً عضواً ولو سقطاً استبان فيه بعض خلقة الانسان كاصبع أوظفر— فأن رأت دما بعد القاء نطفة او علقة فليس بنفاس۔

(۲) وفی ردالمحتار: واختلفوا في التعذر؛ فقيل ما يبيح الإفطار. وقيل التيمم. وقيل بحيث لو قام سقط. وقيل ما يعجزه عن القيام بحوائجه. والأصح أن يلحقه ضرر بالقيام كذا في النهاية والمجتبى وغيرهما۔ (باب صلاة المريض: ۲/۶۸۱)

وفی الهندية: وأصح الأقاويل في تفسير العجز أن يلحقه بالقيام ضرر وعليه الفتوى۔ (الباب الرابع عشر/فی صلوٰة المريض/۱/۱۹۶)

(۳) (قوله أي الفريضة) أراد بها ما يشمل الواجب كالوتر وما في حكمه كسنة الفجر، احترازا عما عدا ذلك من النوافل، فإنها تجوز من قعود بلا تعذر قيام. (رد المحتار: (باب صلاة المريض، ۲/۶۸۱/)

(۴) (أو) حكمي بأن (خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألما شديدا. (رد المحتار: (باب صلاة المريض، ۲/۶۸۱/)

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی حالت میں زخم سے رطوبت، خون یا پیشاب کے قطرات آتے ہوں

بعض صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنا واجب ہوجاتا ہے مثلاً قیام سے زخم سے رطوبت یا خون خارج ہوتا ہو یا پیشاب کے قطرات آنے لگتے ہوں یا کپڑے کی کمی کی وجہ سے جن اعضاء کا نماز میں چھپانا واجب ہے ان میں سے کسی کا چوتھائی حصہ کھل جاتا ہو یا قیام کے تعب کی وجہ سے بالکل قرأت نہ کر سکتا ہو تو ان صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنا واجب ہے۔اگر جماعت کیلئے جانے کیوجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ جماعت ترک کر کے گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔(۱)

بیٹھنے کی وجہ سے زخم سے خون بہتا ہو

مسئلہ ۔۳:۔ اگر بیٹھ کر بھی زخم بہتا ہو۔ البتہ چت لیٹ کر نہیں بہتا تو صحیح یہ ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے چت لیٹ کر نہ پڑھے اور زخم بہنے کی وجہ سے اگر معذور کی تعریف صادق آوے (جو طہارت معذور مسئلہ نمبر ۳۴ سے معلوم ہو سکتی ہے) تو باوجود خون وغیرہ جاری ہونے کے نماز صحیح ہو جائے گی۔(۲)

بوقت تکلیف حاملہ کے لئے نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ ۔۴:۔ حاملہ سے بچے کا بعض حصہ باہر نکل آیا اور نماز کا آخر ہے تو ہر اس صورت سے نماز پڑھ سکتی ہے جس میں بچہ کو ضرر نہ پہنچے ، یہاں تک کہ سر کے اشارے سے بھی اگر اور صورتیں بچے کیلئے مضر ہوں۔(۳)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه:وقد يتحتم القعود كمن يسيل جرحه إذا قام أو يسلس بوله أو يبدو ربع عورته أو يضعف عن القراءة أصلا أو عن صوم رمضان، ولو أضعفه عن القيام الخروج لجماعة صلى في بيته قائما به يفتى-(باب صلوة المريض:۲/۶۸۳) (وكذا فى البحر : (باب صفة الصلوة۱، /۵۶۵)

(۲) وفى الشامي: لو لم يقدر على الإيماء قاعدا، كما لو كان بحال لو صلى قاعدا يسيل بوله أو جرحه ولو مستلقيا لا صلى قائما بركوع وسجود لأن الاستلقاء لا يجوز بلا عذر- (باب صلوة المريض:۲/۶۸۳) (وكذا فى البحر : (باب صلوة المريض :۲/۱۷۹)

(۳) في رد المحتار:ومن العجز الحكمي أيضا مالو خرج بعض الولد وتخاف خروج الوقت تصلي بحيث لا تمسّ الولد ضرر-(باب صلوة امريض:۲/۶۸۳) (كذا فى البحر : باب صلوة المريض :۲/۱۷۹)

دشمن کے خوف سے بیٹھ کر نماز پڑھنا

مسئلہ۔۵:۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں خوف ہو کہ دشمن جو متلاشی ہے وہ واقف ہو جائے گا اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو واقف نہ ہو گا تو بیٹھ کر پڑھے۔(۱)

خیمہ وغیرہ کی چھت پست ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا

مسئلہ۔۶:۔ اگر کسی ایسے خیمے میں ہو جس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے قابل چھت نہ ہو بلکہ نیچی ہو اور باہر کیچڑ کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔(۲)

ریل، ہوائی جہاز اور گاڑی میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی گنجائش کب ہے؟

فائدہ:۔ اس سے موجودہ سواری ریل و ہوائی جہاز و موٹر وغیرہ کا حکم بھی معلوم ہو گیا کہ اگر ان سواریوں سے نیچے نہ اتر سکتا ہو، یا اتر سکتا ہو مگر بارش وغیرہ کی وجہ سے کوئی جگہ نماز پڑھنے کی نہ مل سکتی ہو اور سواری کے اندر کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے، تو اس عذر سے بھی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

نماز کے لئے اترنے کی صورت میں گاڑی چھوٹ جانے کا خطرہ ہو

کسی کو معمولی ضعف وغیرہ کی وجہ سے یہ خطرہ ہے کہ اگر محمل (اونٹ کا کجاوہ ؏) سے اتر کر نماز پڑھیں تو سوار نہ ہو سکیں گے، اور راستہ ہی میں رہ جائیں گے، تو محمل میں بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا درست ہے۔

---

(۱) في رد المحتار: ومن العجز الحكمي أيضا ما لو خرج بعض الولد وتخاف خروج الوقت تصلي بحيث لا يلحق الولد ضرر؛ وما لو خاف العدو لو صلى قائما أو كان في خباء لا يستطيع أن يقيم صلبه وإن خرج لا يستطيع الصلاة لطين أو مطر- (باب صلوة المريض:۲/۶۸۳) (كذا في البحر: باب صلوة المريض:۲/۱۶۹)

(۲) في رد المحتار: ومن العجز الحكمي أيضا ما لو خرج بعض الولد وتخاف خروج الوقت تصلي بحيث لا يلحق الولد ضرر؛ وما لو خاف العدو لو صلى قائما أو كان في خباء لا يستطيع أن يقيم صلبه وإن خرج لا يستطيع الصلاة لطين أو مطر- (باب صلوة المريض:۲/۶۸۳) (كذا في البحر: باب صلوة المريض:۲/۱۶۹)

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریل کے مسافر کو اگر یہ خوف ہو کہ اتر کر نماز پڑھنے میں ریل چھوٹ جائے گی اور مسافروں کی زیادتی کی وجہ سے ریل میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔ اگر بیٹھ کر پڑھنے کی گنجائش نہ ہو سکے تو تمام ان طریقوں سے اسی ترتیب سے پڑھ سکتا ہے جو طریقے مریض کی نماز کے بارے میں مذکور ہیں، مکرر دیکھ لیا جائے۔ (۱)

خود سواری سے اترنے پر قادر نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم

مسئلہ۔۸:۔ جو مریض اور مسافر سواری سے اترنے پر قادر نہ ہو اور دوسرا معین بھی موجود نہ ہو تو سواری پر بیٹھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ (اونٹ اور گھوڑے دونوں کی سواریوں کا ایک حکم ہے) (۲)

صرف بقدر تکبیر کھڑا ہو سکتا ہو

مسئلہ۔۹:۔ مریض کو اتنی قوت تو نہیں کہ کھڑے ہو کر تکبیر کے بعد قرأت کر سکے، ہاں اتنی قوت ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کے بعد ایک دو آیت پڑھ سکے، یا صرف اتنی قوت ہے کہ قیام کے بعد تکبیر کہہ سکتا ہے ایک آیت بھی اسکے بعد نہیں پڑھ سکتا۔ ان دونوں صورتوں میں واجب ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ کر نماز پوری کرے۔ (۳)

---

(۱) في رد المحتار: ومن به أدنى علة فخاف إن نزل عن المحمل بقي في الطريق يصلي الفرض في محمله وكذا المريض الراكب. إلا إذا وجد من ينزله. (باب صلوة المريض: ۲/۶۸۳)

(كذا في البحر: باب صلوة المريض: ۲/۱۶۹)

(۲) في رد المحتار: ومن به أدنى علة فخاف إن نزل عن المحمل بقي في الطريق يصلي الفرض في محمله وكذا المريض الراكب. إلا إذا وجد من ينزله. (باب صلوة امريض: ۲/۶۸۳)

(كذا في البحر: باب صلوة المريض: ۲/۱۶۹)

(۳) في التنوير مع شرحه: وإن قدر على بعض القيام ولو متكئا على عصا أو حائط قام لزوما بقدر ما يقدر ولو قدر آية أو تكبيرة على المذهب لأن البعض معتبر بالكل-وفي الشامية: (قوله على المذهب) في شرح الحلواني نقلا عن الهندواني: لو قدر على بعض القيام دون تمامه، أو كان يقدر على القيام لبعض القراءة دون تمامها يؤمر بأن يكبر قائما ويقرأ ما قدر عليه ثم يقعد إن عجز وهو المذهب الصحيح. (باب صلوة المريض: ۲/۶۸۳) (وكذا في الهندية: الباب الرابع عشر/في صلوة المريض/۱/۱۳۶)

جو شخص رکوع وقیام پر قادر ہو لیکن سجدہ پر قادر نہ ہو

جو شخص رکوع و قیام پر قادر ہو لیکن سجدہ پر قادر نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر جسم کے اشارہ سے نماز پڑھے۔ یہ بھی جائز ہے کہ کھڑے ہو کر اشارے سے نماز پڑھے جس کا طریقہ یہ ہے کہ سجدے کا اشارہ رکوع سے کچھ زیادہ جھک کر کرے۔ (۱)

سجدہ پر قادر ہو لیکن رکوع پر قادر نہ ہو

مسئلہ۔۱۱:۔ اگر سجدہ پر قادر ہو اور رکوع پر قادر نہ ہو تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیام اور سجدہ کرے۔ اور رکوع اشارہ سے ادا کرے۔ چونکہ ایسا ہونا مستبعد ہے اس لیے فقہاء کرامؒ نے اس سے تعرض نہیں کیا۔ علامہ شامی کی رائے یہی ہے۔ (۲)

(اس مسئلہ کے متعلق مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔ مرتب)

تختہ یا تکیہ وغیرہ اٹھا کر سجدہ کرنا

مسئلہ۔۱۲:۔ کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے تختی وغیرہ سر کی طرف لا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ بعض حاملہ عورتیں کرتی ہیں، ایسے وقت میں حکم یہ ہے کہ جہاں تک سجدہ کیلئے جھک سکتا ہو اتنی ہی کوئی بلند چیز زمین پر رکھ لے تاکہ اس پر سجدہ کرے۔.................

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: لا القيام أومأ قاعدا وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض ويجعل سجوده أخفض من ركوعه۔(باب صلوة المريض: ۲/۶۸۳) وفي الهندية:

لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلي قاعدا بإيماء وإن صلى قائماً بإيماء جاز عندنا۔ الباب الرابع عشر/في صلوٰة المريض/۱/۱۹۶)

(۲) في رد المحتار: ولم أر ما إذا تعذر الركوع دون السجود غير واقع اھ أي لأنه متى عجز عن الركوع عجز عن السجود نهر. قال ح: أقول على فرض تصوره ينبغي أن لا يسقط لأن الركوع وسيلة إليه ولا يسقط المقصود عند تعذر الوسيلة. كما لم يسقط الركوع والسجود عند تعذر القيام- (باب صلوة المريض: ۲/۶۸۳)

وفي البحر: ولم أر حكم ما إذا تعذر الركوع دون السجود وكأنه غير واقع وفي القنية أخذته شقيقة لا يمكنه السجود يومئ-(باب صلوة المريض: ۲/۱۸۰)

اور اگر زیادہ جھک نہ سکتا ہو تو سجدہ کو اشارے سے ادا کرے، اگر کمر کو جھکا کر سجدہ کر سکتا ہو تو صرف سر کے اشارہ سے سجدہ کرنا کافی نہیں ہے۔(۱)

پیشانی پر زخم کی صورت میں سجدہ کا حکم

اگر پیشانی میں ایسا زخم ہے کہ سجدہ میں نہیں رکھ سکتا تو سجدہ اشارے سے نہیں ادا ہو سکتا، بلکہ ناک سے سجدہ کرے۔(۲)

زمین پر کوئی چیز رکھ کر سجدہ کرنا

اگر زمین پر کوئی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کر سکتا ہو اور بغیر رکھے ہوئے سجدہ نہ کر سکتا ہو تو مصلی کے لیے لازم ہے کہ زمین پر کوئی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے اور محض سر کے اشارے سے نماز ادا نہ کرے۔

بوجہ عذر لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ۔۱۴: اگر کمزوری کیوجہ سے نہ خود بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہو نہ کسی چیز پر ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہو تو لیٹ کر سر کے اشارے سے نماز ادا کرے۔ جسکا طریقہ یہ ہے کہ دونوں پیر قبلہ کی طرف کرے

(۱) وفی التنویر مع شرحه: ولا یرفع إلی وجهه شیئاً یسجد علیه فإنه یکره تحریماً وفی ردالمحتار: أقول: هذا محمول علی ما إذا کان یحمل إلی وجهه شیئاً یسجد علیه، بخلاف ما إذا کان موضوعاً علی الأرض۔ (باب صلوة المریض: ۲/۶۸۵) (کذا فی البحر: باب صلوة المریض: ۲/۱۷۹)

(۲) في الفتاوی الهندیة: کتاب الطهارة/الفصل الأول في فرائض الصلاة /۱/ ۷۰) وکمال السنة في السجود وضع الجبهة والأنف جمیعاً ولو وضع أحدهما فقط إن کان من عذر لا یکره وإن کان من غیر عذر فإن وضع جبهته دون أنفه جاز إجماعاً ویکره إن کان بالعکس فکذلك عند أبي حنیفة رحمه الله وقالا: لا یجوز وعلیه الفتوی ولو وضع خده أو ذقنه لا یجوز لا في حالة العذر ولا في غیرها إلا أنه في حالة العذر بهما یومئ إیماء ولا یسجد. کذا في خزانة المفتین وإنما یجوز الاقتصار علی الأنف إذا سجد علی ما صلب منه وأما إذا سجد علی ما لان منه وهو الأرنبة فلا یجوز.

في رد المحتار: یظهر لي أنه لو کان قادرا علی وضع شيء علی الأرض مما یصح السجود علیه أنه یلزمه ذلك لأنه قادر علی الرکوع والسجود حقیقة. ولا یصح الإیماء بهما مع القدرة علیهما بل شرطه تعذرهما کما هو موضوع المسألة (باب صلوة المریض: ۲/۶۸۵) (کذا فی تبیین الحقائق: باب صلوة المریض/۲/۲۴۹)

اور سر مشرق کی طرف، اگر بسہولت ہوسکے تو دونوں گھٹنوں کو کھڑا کرے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے تاکہ اشارہ کرنا سہل ہو جائے، پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر دونوں ہاتھ باندھ لے اور رکوع و سجدہ سر کے اشارے سے ادا کرے۔ رکوع کے لئے جتنا سر اٹھایا ہے اس سے زیادہ سجدے کے لئے اٹھائے تکیہ رکھنے میں یا پیر موڑنے میں تکلیف ہو تو ترک کردے۔

مسئلہ۔۱۵:۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ داہنی یا بائیں کروٹ پر اس طرح سے لیٹے کہ چہرہ قبلے کی طرف ہو جائے۔

مسئلہ۔۱۶:۔ افضل طریقہ وہ ہے جو نمبر (۱۴) میں مذکور ہوا لیکن جو طریقہ (۱۵) میں مذکور ہے وہ بھی بلا کراہت جائز ہے۔ اسمیں بھی افضل داہنی کروٹ پر لیٹنا ہے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں ضرر کا اندیشہ ہو

مسئلہ۔۱۷:۔ اگر مریض بیٹھ کر نماز پر قادر ہو لیکن مضرت کا خطرہ ہو مثلاً آنکھ کا یا نزول آب کا یا کوئی اور آپریشن ایسا ہوا ہے جس میں معالج نشست پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تو بھی لیٹ کر بطریقہ مذکورہ ۱۴ و ۱۵ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (۱)

---

(۱) (۱۴-۱۵-۱۶-۱۷) وفی التنویر مع شرحه: وإن تعذر القعود ولو حكماً أومأ مستلقيا على ظهره ورجلاه نحو القبلة غير أنه ينصب ركبتيه لكراهة مد الرجل إلى القبلة ويرفع رأسه يسيرا ليصير وجهه إليها أو على جنبه الأيمن أو الأيسر ووجهه إليها والأول أفضل على المعتمد۔ (باب صلوة المريض: ۲/۶۸۶)

وفی البحر: (قوله وإن تعذر القعود أومأ مستلقيا أو على جنبه) لأن الطاعة بحسب الاستطاعة والتخيير بين الاستلقاء على القفا والاضطجاع على الجنب جواب الكتب المشهورة كالهداية وشروحها وفي القنية مريض اضطجع على جنبه وصلى وهو قادر على الاستلقاء قيل يجوز والأظهر أنه لا يجوز وإن تعذر الاستلقاء يضطجع على شقه الأيمن أو الأيسر ووجهه إلى القبلة اهـ. وهذا الأظهر خفي والأظهر الجواز وقدم المصنف الاستلقاء لبيان الأفضل وهو جواب المشهور من الروايات وعن أبي حنيفة أن الأفضل أن يصلي على شقه الأيمن وبه أخذ الشافعي لحديث عمران بن حصين السابق وللتصريح به في الآية ولأن استقبال القبلة يحصل به ولهذا يوضع في اللحد هكذا ليكون مستقبلا للقبلة فأما المستلقي يكون مستقبل السماء وإنما يستقبل القبلة رجلاه فقط ولنا ما روي عن عمر عن النبي ﷺ أنه «قال في المريض إن لم يستطع قاعدا فعلى القفا يومئ إيماء» ولأن التوجه إلى القبلة بالقدر الممكن فرض وذلك في الاستلقاء لأن الإيماء هو تحريك الرأس فإذا صلى مستلقيا يقع إيماؤه إلى القبلة وإذا صلى على الجنب يقع منحرفا عنها ولا يجوز الانحراف عنها من غير ضرورة۔ (باب صلوة المريض: ۲/۲۰۱)

مریض کے لئے نماز چھوڑنے کی گنجائش کب ہے؟

مسئلہ۔۱۸:۔ اگر سر کے اشارے سے بھی نماز پڑھنے کی قوت نہ ہو یعنی باوجود درستگی حواس کے اتنی قدرت نہ ہو کہ سر سے اشارہ کر سکے تو نماز فی الحال معاف ہو گئی۔

مسئلہ۔۱۹:۔ بصورت مذکورہ (۱۸) اگر اتنا ضعف نماز کے پانچ وقتوں سے زیادہ تک باقی رہے تو قوت آنے کے بعد قضا بھی نہیں اور اگر پانچ وقت تک اتنی قوت آجائے کہ لیٹ کر سر کے اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہو تو قضا کرنا واجب ہے۔

سکتہ، بیہوشی یا دماغی حالت درست نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم

مسئلہ۔۲۰:۔ اگر مریض کو ضعف شدید کی وجہ سے یا سکتہ یا بے ہوشی یا دماغی حالت کے درست نہ رہنے کیوجہ سے اتنا فہم بھی باقی نہ رہے کہ نماز فرض ہے اور یہ کیفیت پانچ وقت سے زیادہ تک باقی رہے تو قضا بھی نہیں ہے۔

نماز کا فدیہ ادا کرنے کا حکم

مسئلہ۔۲۱:۔ کتنا ہی ضعف ہو جائے زندگی میں نماز کا فدیہ ادا کرنا جائز نہیں ہے بخلاف صوم کے کہ بوقت عجز مریض کو حیات میں فدیہ ادا کرنا جائز ہے پھر اگر قوت آجائے تو قضا کرنا واجب ہے۔ البتہ نماز کے فدیے کی ادائیگی کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنا ممکن نہ ہو

مسئلہ۔۲۲:۔ شدید ضعف کے وقت استقبال قبلہ اور ستر عورت اور طہارت سب ساقط ہو جاتا ہے۔ جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لے۔

بوجہ عذر وقت سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ۔۲۳:۔ کسی بھی عذر کے ساتھ وقت سے پہلے نماز نہیں ہو سکتی۔

---

(۱) (۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-) فی التنویر مع شرحہ: وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وإن كان يفهم في ظاهر الرواية وعليه الفتوى كما في الظهيرية لأن مجرد العقل۔

شدید ضعف یا بیماری کی وجہ سے نماز کے افعال یاد نہ رہتے ہوں

مسئلہ۔ ۲۴ :۔ اگر مریض کے حواس درست ہو لیکن شدید ضعف کیوجہ سے نماز کے مختلف افعال قرات، رکوع، سجود، وغیرہ ضبط نہ کر سکتا ہو یا ذرا ذرا دیر میں غفلت ہو جاتی ہو تو نماز اسکے ذمہ لازم نہیں رہتی اس صورت میں قضا کرنے یا نہ کرنے کی تحقیق مسئلہ نمبر(۱۹۔۲۰) سے معلوم کیجئے۔

بوجہ عذر دوران نماز دوسرے کے بتانے پر نماز کے افعال ادا کرنا

مسئلہ ۲۵ :۔ بصورت مذکورہ(۲۴)چوبیس اگر کسی دوسرے کے بتلانے سے نماز ادا کی، مثلا اس نے کہا کہ رکوع کرلو، اب سجدہ کرلو، اگر اس دوسرے شخص کی تلقین سے ادا کیا ہے تو امید یہی ہے کہ نماز ادا ہو جائے گی اگرچہ اس طریقے سے ادا کرنا لازم نہ تھا۔ (۱)

آنکھ اور دل کے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ۔ ۲۶ :۔ اگر سر کے اشارے پر بھی قدرت نہ ہو تو آنکھ، قلب و بھوں کے اشارہ سے ادا کرنا کافی نہیں۔ اس کا مفصل حکم انیس بیس (مسئلہ نمبر۱۹۔۲۰) سے معلوم کیجئے۔

دوران نماز بیماری پیش آجائے

مسئلہ۔ ۲۷ :۔ اگر صحیح شخص نماز پڑھ رہا ہے کہ اثنائے نماز میں بیمار ہو گیا تو معذور مریض کی نماز کی ادائیگی کی جتنی صورتیں مذکور ہوئی ہیں۔ اسی ترتیب سے ان میں سے جس پر قادر ہو ادا کر لے یعنی بیٹھ کر جس ہیئت سے ممکن ہو۔.............................

- لا يكفي لتوجه الخطاب. وأفاد بسقوط الأركان سقوط الشرائط عند العجز بالأولى ولا يعيد في ظاهر الرواية بدائع- (باب صلوة المريض:۲/۶۸۵) (وكذا في البحر : ۲/۲۰۳/ كتاب الصلوة)

(۱) (۲۵۰۴۴) وفي التنوير مع شرحه: ولو اشتبه على مريض أعداد الركعات والسجدات لنعاس يلحقه لا يلزمه الأداء ولو أداها بتلقين غيره ينبغي أن يجزيه-وفي رد المختار: إنه ليس بتعليم وتعلم بل هو تذكير أو إعلام فهو كإعلام المبلغ بانتقالات الإمام فتأمل. (باب صلوة المريض:۲/۶۸۸)

(وكذا في البحر : ۲/۲۰۵/ باب صلوة المريض)

اگر نشست پر بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر۔ تفصیل اوپر گزری۔(۱)

ریل میں اچانک ہجوم کی وجہ سے قیام ورکوع پر قادر نہ ہو

فائدہ: ریل میں مسافر بہ اطمینان نماز سے پڑھ رہا تھا کہ دفعۃً مسافروں کا ایسا ہجوم ہوا کہ قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھنے پر قادر نہ رہا تو وہ مسافر اسی مسئلہ نمبر (۲۷) پر عمل کرے۔

دوران نماز عذر ختم ہو جائے

مسئلہ۔۲۸:۔ اگر مریض عذر کیوجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے کہ درمیان میں عذر ختم ہو گیا تو بقیہ نماز کھڑے ہو کر پوری کرے پوری نماز کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

اشارہ سے نماز پڑھنے کے دوران درست ہو گیا

مسئلہ۔۲۹:۔ اگر معذور اشارہ سے نماز کچھ ادا کر چکا ہو اور اثنائے نماز میں صحیح ہو گیا تو پوری نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ۔۳۰:۔ اگر اشارہ سے ابھی رکوع وغیرہ ادا نہیں کیا تھا کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر ہو گیا تو اس تحریمہ سے اپنی قدرت کے مطابق نماز پوری کرنے کے لیے نئی تحریمہ کی یا جو قراءت کر چکا ہے اسکو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

(۱) (۲۶-۲۷) وفی التنویر مع شرحه: ولم يومئ بعينه وقلبه وحاجبه خلافاً لزفر ولو عرض له مرض في صلاته يتم بما قدر على المعتمد- (باب صلوة المريض: ۲/۶۸۸) -

وفی مراقی الفلاح مع حاشیه الطحطاوی: "و" من عجز عن الإيماء برأسه "لم يوم" أي لم يصح إيماؤه "بعينه و" لا "بقلبه و" لا "حاجبه" لأن السجود تعلق بالرأس دون العين والحجب والقلب فلا ينتقل إليها خلفه كاليد لقوله صلى الله عليه وسلم: "يصلي المريض قائماً فإن لم يستطع فقاعداً فإن لم يستطع فعلى قفاه يومئ إيماء فإن لم يستطع فالله أحق بقبول العذر منه" وقد اختلفوا في معنى قوله عليه الصلاة فالله أحق بقبول العذر منه- (۱/۳۳۲/باب صلاة المريض)

(۲) (۲۸-۲۹-۳۰) وفی التنویر مع شرحه: ولو صلى قاعداً بركوع وسجود فصح بنى، ولو كان يصلي بالإيماء فصح لا يبني إلا إذا صح قبل أن يومئ بالركوع والسجود- (باب صلوة المريض: ۲/۶۸۸)

، کذافی مراقی الفلاح مع حاشیه الطحطاوی: ۱/۳۳۲/ باب صلاة المريض)

قبلہ کی طرف متوجہ ہونا ممکن نہ ہو

مسئلہ۔۳۱ :۔ اگر قبلہ کی طرف نہ خود متوجہ ہوسکتا ہو نہ دوسرا شخص موجود ہو جو متوجہ کرے تو جس رخ پر بھی نماز پڑھ لے صحت کے بعد اعادہ کی بھی ضرورت نہیں۔

قبلہ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دوسرا شخص موجود ہو

مسئلہ ۳۲:۔ بصورت مذکورہ (۳۱) اگر دوسرا شخص موجود ہو احقر کے نزدیک وہ تفصیل ہے جو طہارت معذور مسئلہ نمبر (۱۲) میں مذکور ہوئی۔ اور ہندیہ میں یہ لکھا ہے کہ مطلقاً بغیر اس دوسرے شخص سے کہے ہوئے اگر نماز پڑھ لے گا تو صحیح نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرے کے انکار کی صورت میں اگر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے گا تو بہر حال صحیح ہے۔(۱)

بوجہ عذر ناپاک بستر پر نماز پڑھنا

مسئلہ (۳۳) :۔ یہی تفصیل اسوقت بھی ہے جب ناپاک بستر پر مریض ہو اور خود بدل سکتا نہ ہو (خوب سمجھ لو) (۲)

مسلسل بہنے والا زخم یا اسہال کی صورت میں کپڑے تبدیل کرنے کا حکم

مسئلہ (۳۴) :۔ اگر کوئی زخم ایسا ہو کہ ہمہ وقت سائل ہو جس سے ہر کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے یا اسہال کیوجہ سے ہر لونگی پاجامہ وغیرہ ناپاک ہو جاتا ہو.........................

(۱) (۳۱-۳۲) فإن كان يعرف القبلة ولكن لا يستطيع أن يتوجه إلى القبلة ولم يجد أحدا يحوله إلى القبلة في ظاهر الرواية أنه يصلي كذلك ولا يعيد فإن وجد أحدا يحوله إلى القبلة ينبغي أن يأمره حتى يحوله فإن لم يأمره وصلى على غير القبلة لا يجوز. (هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر في صلاة المريض) (وكذا في البحر :۱/۴۹۸/باب شروط الصلاة)

(۲) وكذلك إذا كان على فراش نجس إن كان لا يجد فراشا طاهرا أو يجده لكن لا يجد أحدا يحوله إلى فراش طاهر يصلي على الفراش النجس وإن كان يجد أحدا يحوله إلى فراش طاهر ينبغي أن يأمره حتى يحوله فإن لم يأمره وصلى على الفراش النجس لا يجوز. هكذا في المحيط. (هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر في صلاة المريض) (وكذا في البحر :۲/۲۰۳/باب صلاة المريض)

تو کپڑے، بستر کے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

بوجہ عذر قرأت پر قادر نہ ہو

مسئلہ (۳۵):۔اگر ضعف کی وجہ سے قرات پر قدرت نہ ہو تو اشارے سے بغیر قرات کے نماز پڑھ لے۔(۲)

نشہ آور چیز کے استعمال سے بیہوش ہو جانا

مسئلہ (۳۶):۔اگر شراب نوشی یا اور کوئی نشہ آور چیز استعمال کرنے کیوجہ سے پانچ وقت سے بھی زیادہ بے ہوش رہا پھر بھی تمام نمازیں قضا کرنا فرض ہے۔(۳)

بیماری کی وجہ سے عورت کا شوہر سے وضو کرانے کا حکم

مسئلہ (۳۷):۔شوہر کے ذمہ مریضہ معذور عورت کو وضو کرانا (ضروری تو) نہیں ہے لیکن اگر کرادے تو بہتر ہوگا۔(۴)

معذور کا جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز ادا کرنا

مسئلہ (۳۸):۔جمعہ کی شرکت سے معذور شخص کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب لوگ جمعہ پڑھ لیں پھر یہ ظہر پڑھے۔(۵)

---

(۱) مريض تحته ثياب نجسة إن كان بحال لا يبسط شيء إلا ويتنجس من ساعته يصلي على حاله وكذا إذا لم يتنجس الثاني لكن يلحقه زيادة مشقة بالتحويل، كذا في فتاوى قاضي خان۔(هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر فی صلاة المريض) (وكذا فی البحر:۲/۲۰۲/باب صلاة المريض)

(۲) فإن عجز عن القراءة يومئ إيماء بغير قراءة۔ (هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر فی صلاة المريض) (وكذا فی ردالمحتار:۱/۶۸۸/كتاب الصلاة)

(۳) ولو شرب الخمر حتى ذهب عقله أكثر من يوم وليلة لا يسقط. (هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر فی صلاة المريض) (وكذا فی التنوير مع شرحه:۲/۲۹۲/باب صلاة المريض)

(۴) رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء فعلى المولى أن يوضئه ولو كان له امرأة مريضة ليس عليه أن يوضئها. كذا في المحيط. (هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر فی صلاة المريض)

(۵) ويستحب للمريض أن يؤخر الصلاة إلى أن يفرغ الإمام من صلاة الجمعة وإن لم يؤخر يكره وهو الصحيح. كذا في المضمرات۔ (هندية:۱/۱۹۷/الباب الرابع عشر فی صلاة المريض)

(و كذا فی المحيط: كتاب الصلاة)

زمانہ صحت کی نمازیں زمانہ مرض میں کیسے پڑھیں؟

مسئلہ:۔ (۳۹) اگر صحت کے زمانے کی فوت شدہ نماز مریض قضا کرے تو جس طرح سے ادائیگی پر قادر ہو ادا کر لے۔ مثلاً بیٹھ کر یا لیٹ کر غرض فوت شدہ نماز میں بھی بحکم معذور ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔(۱)

نماز میں کسی چیز کے سہارے سے کھڑا ہونا ممکن ہو

مسئلہ (۴۰):۔ اگر مریض چھڑی یا خادم وغیرہ کی مدد سے کھڑا ہو سکتا ہو تو فرض وواجب نماز بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔(۲)

سہارے کے ذریعے بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن ہو

مسئلہ (۴۱):۔ اگر مریض خود نہ بیٹھ سکتا ہو لیکن تکیہ یا دیوار کے سہارے بیٹھنے پر قدرت ہو تو سہارے سے بیٹھنا ضروری ہے لیٹ کر نماز درست نہ ہوگی۔(۳)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ (۴۲):۔ مریض جس طرح بھی بیٹھ سکتا ہو ویسے ہی بیٹھ کر نماز پڑھے مسنون طریقہ اس کے لیے ضروری نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) وإن قضى في المرض فوائت الصحة قضاها كما قدر قاعدا أو مومئا. كذا في السراجية- (هندية: ١/١٩٧/ الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر) (وکذا فی بدائع الصنائع: ٢/١٦١/باب صلاۃ الخوف)

(۲) ولو قدر على القيام متكئا الصحيح أنه يصلي قائما متكئا ولا يجزيه غير ذلك لو قدر على أن يعتمد على عصا أو على خادم له فإنه يقوم ويتكئ. كذا في التبيين- (هندية: ١/١٩١/الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض) (وکذا فی التنویر مع شرحہ: ٢/٣٨٦)

(۳) وإذا لم يقدر على القعود مستويا وقدر متكئا أو مستندا إلى حائط أو إنسان يجب أن يصلي متكئا أو مستندا. كذا في الذخيرة ولا يجوز له أن يصلي مضطجعا على المختار- (هندية: ١/١٩١/الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض) (وکذا فی التنویر مع شرحہ: ٢/٣٨٦)

(۴) ثم إذا صلى المريض قاعدا كيف يقعد الأصح أن يقعد كيف يتيسر عليه. هكذا في السراج الوهاج. وهو الصحيح- (هندية: ١/١٩١/الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض) (وکذا فی التنویر مع شرحہ: ٢/٣٨٦)

مریض کی نماز کا طریقہ

مسئلہ (۴۳):۔ مریض کی نماز مثل تندرست کی نماز کے ہے جو کچھ تندرست پڑھتا ہے مریض بھی پڑھے گا۔ البتہ اگر عاجز ہو تو قرات تسبیح اور تشہد وغیرہ جس سے عاجز ہو ان میں سے وہ ساقط ہو جائے گا حتی کہ اگر سب سے (قرات، تسبیح اور تشہد وغیرہ) عاجز ہو تو سب ساقط ہو جائیں گا۔ (۱)

بیٹھ کر یا ٹیک لگا کر نفل نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ (۴۴):۔ نفل نماز بغیر عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ ٹیک لگا کر اگر تھکنے کیوجہ سے پڑھے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔

طویل قرأت کی وجہ سے تھک کر فرض نماز میں ٹیک لگانا

مسئلہ (۴۵):۔ فرض نماز میں بھی اگر طول قرات کیوجہ سے تھک جائے اسلئے دیوار وغیرہ کی ٹیک لگالے تو مکروہ نہیں۔ (۲)

کشتی میں نماز پڑھنے کا تفصیلی حکم

مسئلہ (۴۶):۔ چلتی ہوئی کشتی میں اگر بغیر عذر کے بھی بیٹھ کر نماز پڑھ لی جائے تو جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر پڑھے۔..................

---

(۱) وفي التجريد ويفعل المريض في صلاته من القراءة والتسبيح والتشهد ما يفعله الصحيح وإن عجز عن ذلك كله تركه. كذا في التتارخانية۔(هندية: ۱/۱۹۱/الباب الرابع عشر في صلاة المريض)

(۲) (۴۴-۴۵) وفي التنوير مع شرحه: وللمتطوع الاتكاء على شيء كعصا وجدار مع الإعياء أي التعب بلا كراهة وبدونه يكره وله القعود بلا كراهة مطلقا هو الأصح ذكره الكمال وغيره.

وفي الشامية: (قوله وللمتطوع إلخ) لعل وجهه أن التطوع قد يكثر كالتهجد فيؤدي إلى التعب فلم يكره له الاتكاء بخلاف الفرض فإن زمنه يسير وإلا فالمفترض إن عجز فقد مر حكمه وإن تعب فالظاهر أنه لا يكره له الاتكاء تأمل. (قوله وبدونه يكره) أي اتفاقا لما فيه من إساءة الأدب شرح المنية وغيره. وظاهره أنه ليس فيه نهي خاص فتكون الكراهة تنزيهية تأمل۔(باب صلاة المريض: ۲/ ۲۹۰)

(وفي البحر: قوله وللمتطوع أن يتكئ على شيء إن أعيا) أي تعب لأنه عذر أطلق في الشيء فشمل العصا والحائط: ۲/۱۸۶/باب الصلاة)

یہ اس وقت ہے جب کہ کنارے آ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو۔ اگر کنارے آنا ممکن ہو تو کشتی میں بیٹھ کر نماز نہ ہو گی۔(۱)

مسئلہ (۴۷) :۔ اگر کنارے پر کشتی لنگر انداز ہو تو بلا عذر بیٹھ کر نماز جائز نہیں ہے۔

مسئلہ (۴۸) :۔ اگر پانی کی گہرائی میں کشتی لنگر انداز ہو جائے تو اگر ہوا کیوجہ سے شدید حرکت ہو رہی ہے تب تو بیٹھ کر نماز جائز ہے ورنہ قیام فرض ہے بیٹھ کر نماز درست نہ ہو گی۔(۲)

خروج ریح کے مریض کا سلسل بول والے کی اقتدا میں نماز پڑھنا

مسئلہ (۴۹) :۔ جو شخص ہمہ وقت ریح خارج ہوتے رہنے کیوجہ سے معذور ہے وہ سلسل بول والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

ایک ہی مرض کے دو معذوروں کا ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا

مسئلہ (۵۰) :۔ اگر دو شخص کسی ایک ہی عذر کے معذور ہوں۔ مثلاً دونوں تقاطر بول میں مبتلا ہوں تو آپس میں ایک دوسرے کی اقتدا کر سکتے ہیں۔

مختلف امراض کے معذوروں کا ایک دوسرے کی اقتدا کرنا

مسئلہ (۵۱) :۔ مختلف عذر کے معذور ایک دوسرے کی اقتدا نہیں کر سکتے۔(۳)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه: صلى الفرض في فلك جار قاعدا بلا عذر صح لغلبة العجز وأساء وقالا: لا يصح إلا بعذر وهو الأظهر وفی رد المحتار: (قوله وأساء) أشار إلى أن القيام أفضل لأنه أبعد عن شبهة الخلاف والخروج أفضل إن أمكنه لأنه أمكن لقلبه ـــ وعلى هذا ينبغي أن لا تجوز الصلاة فيها سائرة مع إمكان الخروج إلى البر وهذه المسألة الناس عنها غافلون۔ (باب صلاة المريض: ۲/ ۴۹۰) (وکذا فی البحر: ۲/۲۰۷/)

(۲) (۴۷-۴۸) وفی التنویر مع شرحه: والمربوطة في الشط كالشط في الأصح والمربوطة بلجة البحر إن كان الريح يحركها شديدا فكالسائرة وإلا فكالواقفة۔ (باب صلاة المريض: ۲/۴۹۰) (وکذا فی البحر: ۲/۲۰۷/باب الصلاة)

(۳) (۴۹-۵۰-۵۱) وفی التنویر مع شرحه: ولا يصلي من به انفلات ريح خلف من به سلس بول؛ لأن معه حدثا ونجسا. وفی الشامية: أقول: ويوافقه ما صرح به في السراج والتبيين والفتح وغيرها. من أن اقتداء المعذور بالمعذور صحيح إن اتحد عذرهما۔(باب الانجاس/۱/۳۰۸/) (وکذا فی الهندية: ۱/۱۳۲)

بوجہ مرض خود قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکتا ہو

مسئلہ (۵۲) :۔ مریض اگر خود قبلہ کی طرف بسبب ضعف متوجہ نہ ہو سکتا ہو تو دوسرے شخص کی اعانت سے متوجہ ہونے میں وہی تفصیل ہے جو مسائل طہارت معذور نمبر (۱۲) میں گزری مکرر بغور دیکھ لیا جائے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنے میں ضرر کا اندیشہ ہو

مسئلہ (۵۳) :۔ اگر قبلہ کی طرف متوجہ ہونے میں اضاعت مال کا اندیشہ ہو خواہ وہ مال اس کا ہو یا دوسرے شخص کی امانت ہو تو معذور قرار دیا جائے گا اور استقبال قبلہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔(۱)

تنبیہ : بعض نے کم سے کم مال کی اضاعت کی صورت میں بھی معذور قرار دیا ہے لیکن اقرب الی الفقہ یہ ہے کہ ایک درہم کی مقدار متعین کی جائے۔ علامہ شامی کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

کشتی میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو

مسئلہ (۵۴) :۔ اگر کشتی میں ہو اور استقبال قبلہ کے لیے حرکت سے غرق ہو جانے کا خوف ہو تو بھی معذور ہو گا اور استقبال قبلہ ساقط ہو جائے گا جس طرف قدرت ہو نماز پڑھ لے۔

سواری کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ممکن نہ ہو

مسئلہ (۵۵) :۔ اگر سواری کیچڑ و مٹی میں ہو اور کوئی خشک زمین نہ ملتی ہو تو جیسے اور ارکان ساقط ہو جائیں گے استقبال قبلہ بھی ساقط ہو جائے گا۔

---

(۱) (۵۲-۵۳) وفی التنویر مع شرحه: وقبلة العاجز عنها لمرض وإن وجد موجها عند الإمام أو خوف مال: وكذا كل من سقط عنه الأركان- وفی رد المحتار: (قوله أو خوف مال) أي خوف ذهابه بسرقة أو غيرها إن استقبل، وسواء كان المال ملكا له أو أمانة قليلا أو كثيرا ط ولم يعزه إلى أحد فليراجع. نعم سيأتي في مفسدات الصلاة أنه يجوز قطع الصلاة لضياع ما قيمته درهم له أو لغيره- (مطلب فی ستر العورة:۱/۴۳۲) -ريض صاحب فراش لا يمكنه أن يحول وجهه وليس بحضرته أحد يوجهه يجزيه صلاته إلى حيثما شاء. كذا في الخلاصة وكذا إذا كان يجد من يحوله ولكن يضره التحويل. (الهندية:۱/۱۳۲/الفصل الثالث فی استقبال القبلة)

سرکش گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت میں استقبال قبلہ کا حکم

مسئلہ (۵۶) :۔ سرکش گھوڑے پر سوار ہو جس سے اتر کر خود سوار ہونے کی قدرت نہ ہو اور نہ سواری پر رہ کر اسکی سرکشی کی وجہ سے قبلہ کی طرف متوجہ ہو سکتا ہو تو بھی معذور ہوگا۔ جس طرف قدرت ہو وہی اسکے حق میں سمت قبلہ ہے۔

تنبیہ: مسئلہ نمبر ۵۲ تا ۵۶ میں قدرت کے بعد ان تمام نمازوں کا اعادہ بھی نہیں ہے۔

سرکش گھوڑے پر سواری کی حالت میں نماز کا حکم

مسئلہ (۵۷) :۔ اگر معذور مذکورہ گھوڑے پر فرض نماز پڑھ رہا ہے تو قدرت کے وقت یہ ضروری ہے کہ سواری کھڑی کر دیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ البتہ اسکی سرکشی کیوجہ سے اس پر بھی قدرت نہ ہو تو معذور قرار دیا جائے گا اور سواری کے چلتے ہوئے نماز ہو جائے گی۔

سواری روک کر نماز پڑھنے سے قافلہ سے رہ جانے کا خوف ہو

مسئلہ (۵۸) :۔ اگر سواری روک کر نماز پڑھنے میں قافلے سے منقطع ہو جانے کا خوف ہو جس میں اس کا ضرر ہوگا تو استقبال قبلہ اور سواری کا کھڑا رکھنا سب ساقط ہو جائے گا۔ گھوڑے کے چلتے ہوئے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۵۹) :۔ بصورت مذکورہ (۵۵) اگر سواری سے اترنے پر قادر ہو تو کیچڑ میں کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۶۰) :۔ اگر بصورت مذکورہ (۵۵۔۵۹) اتر کر نشست پر (یعنی بیٹھ کر) بھی قادر ہو لیکن سجدہ نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ اس کی مزید تحقیق عاجز عن السجدہ میں پہلے گزر چکی ہے۔

گیلی زمین پر نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ (۶۱) :۔ اگر زمین تر ہو لیکن اتنی نرم نہ ہو کہ منہ کیچڑ میں گھس جانے کا خوف ہو تو زمین پر قیام در کوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے۔ کیچڑ کا کسی قدر منہ میں لگ جانا عذر نہیں۔ (۱)

(۱) (ص۔۔۔۱۱) وفی الشامية: ويشمل أي العذر ما إذا كان على لوح في السفينة يخاف الغرق إذا انحرف –

قبلہ رخ ہونے میں دشمن، چور یا جانور کا خوف ہو

مسئلہ (۶۲) :۔ اگر قبلہ رو ہونے میں دشمن یا چور یا سبع (درندے) کا خوف ہو تو معذور ہوگا اور جس طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھ لے گا نماز ہو جائے گی۔ (۱)

سواری پر خوف کی حالت میں استقبال قبلہ کا حکم

مسئلہ (۶۳) :۔ جو شخص دشمن کے خوف سے سواری پر بھاگ رہا ہے تو فرض نماز اسی حالت میں جس رخ پر بھی سواری بھاگ رہی ہے پڑھ لے۔ (۲)

تنبیہ :۔ تمام صورتیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔ ان میں مصلی چونکہ شرعی معذور ہے اس لئے قدرت کے بعد بھی اعادہ نہیں ہے۔

قیدی نے بوجہ عذر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی تو اعادہ نہیں

مسئلہ (۶۴) :۔ اگر کسی انسان کو ایسا مقید کیا گیا ہے کہ نماز میں قبلہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی ہے تو قید سے آزادی کے بعد نماز کا اعادہ نہیں۔ (۳)

- إليها، وما إذا كان في طين وردغة لا يجد على الأرض مكانا يابسا أو كانت الدابة جموحا لو نزل لا يمكنه الركوب إلا بمعين أو كان شيخا كبيرا لا يمكنه أن يركب إلا بمعين ولا يجده فكما تجوز له الصلاة على الدابة ولو كانت فرضا وتسقط عنه الأركان كذلك يسقط عنه التوجه إلى القبلة إذا لم يمكنه ولا إعادة عليه إذا قدر اهـ فيشترط في جميع ذلك عدم إمكان الاستقبال. ويشترط في الصلاة على الدابة إيقافها إن قدر، وإلا بأن خاف الضرر كأن تذهب القافلة وينقطع فلا يلزمه إيقافها ولا استقبال القبلة كما في الخلاصة، وأوضحه في شرح المنية الكبير والحلية، وقيد في الحلية مسألة الصلاة على الدابة للطين بما إذا عجز عن النزول، فإن قدر نزل وصلى واقفا بالإيماء زاد الزيلعي: وإن قدر على القعود دون السجود أومأ قاعدا، وأنه لو كانت الأرض ندية مبتلة بحيث لا يغيب وجهه في الطين صلى على الأرض وسجد- (مطلب فى ستر العورة:۱/۴۳۲) (وكذا فى البحر:۱/۴۹۹/باب الصلاة)

(۱) وفى الشامية: ويستوي فيه: أي في العجز الخوف من عدو أو سبع أو لص. حتى إذا خاف أن يراه إن توجه إلى القبلة جاز له أن يتوجه إلى أي جهة قدر. (مطلب فى ستر العورة:۱/۴۳۲)

(۲) وفى الشامية: وكذا الهارب من العدو راكبا يصلي على دابته- (مطلب فى ستر العورة:۱/۴۳۲)

(۳) وفى الشامية: بخلاف المقيد إذا صلى قاعدا فإنه يعيد عندهما لا عند أبي يوسف كما في شرح المنية، ومر تحقيق ذلك في التيمم. فينبغي أن يعيد هنا أيضا، إذ لا فرق بين صلاته قاعدا أو إلى غير القبلة، لأن القيد عذر من جهة العباد. لأنه بمباشرة المخلوق. وقال الرافعي: المقيد إذا صلى إلى غير القبلة، والذي مر تحقيقه في التيمم أن الخوف إذا حصل بوعيد أعاد وإلا لا. (مطلب فى ستر العورة:۱/۴۳۲)

سفر میں قبلہ معلوم کرنا مشکل ہو تو کیا کرے؟

مسئلہ (۶۵):۔ کسی ایسی جگہ ہے جہاں کی سمت قبلہ معلوم نہیں (جیسا کہ عموماً سفر میں پیش آتا ہے) تو اگر مسجد وہاں ہو تو اسی طرف پڑھنا فرض ہے۔ اگر نہ ہو اور وہ ستاروں سے سمت قبلہ معلوم کر سکتا ہو تو اپنے عمل کے بموجب اسی طرف نماز پڑھے یا کوئی بتانے والا موجود ہو تو اس سے دریافت کر لے۔ اگر بتلانے والا موجود ہو اور بغیر دریافت کئے ہوئے اندازے سے نماز پڑھ لی تو اگر سمت قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے نماز ہو گئی اگر غلط سمت تھی تو نماز نہیں ہوئی۔ (۱)

کوشش کے باوجود غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی

مسئلہ (۶۶):۔ اگر خود قبلہ معلوم نہ ہو نہ وہاں مسجد ہو نہ ستاروں سے معلوم کر سکتا ہو نہ کوئی بتلانے والا موجود ہو تو قلب میں جس سمت کے متعلق قبلہ ہونا آوے۔ اسی سمت نماز پڑھ لے بعد میں اگر یہ بھی محقق ہو جائے کہ غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے تو بھی اعادہ نہیں ہے۔ (۲)

کئی افراد کسی جگہ موجود ہوں مگر سمت قبلہ کسی کو معلوم نہ ہو

مسئلہ (۶۷):۔ اگر کئی آدمی موجود ہوں اور کسی کو سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو ہر شخص کا قبلہ وہی ہے جس سمت کی طرف اس کا قلبی میلان ہو۔......................

---

(۱) وفی الشامیة: (قوله بما مر) متعلق بمعرفة، والذي مر هو الاستدلال بالمحاريب والنجوم والسؤال من العالم بها، فأفاد أنه لا يتحرى مع القدرة على أحد هذه، حتى لو كان بحضرته من يسأله فتحرى ولم يسأله إن أصاب القبلة جاز لحصول المقصود وإلا فلا لأن قبلة التحري مبنية على مجرد شهادة القلب من غير أمارة وأهل البلد لهم علم بجهة القبلة المبنية على الأمارات الدالة عليها من النجوم وغيرها فكان فوق الثابت بالتحري، وكذا إذا وجد المحاريب المنصوبة في البلدة أو كان في المفازة والسماء مصحية وله علم بالاستدلال بالنجوم لا يجوز له التحري لأن ذلك فوقه- (مطلب فی ستر العورة:۱/۴۳۲) (وكذا في البحر:۱/۵۵۹)

(۲) وفی التنویر مع شرحه: ويتحرى هو بذل المجهود لنيل المقصود عاجز عن معرفة القبلة بما مر فإن ظهر خطؤه لم يعد- (مطلب فی ستر العورة:۱/۴۳۲)

وفی البحر: ولم يكن بحضرته من يسأله فصلى بالتحري، ثم تبين أنه أخطأ روي عن محمد أنه لا إعادة عليه (قوله: وإن أخطأ لم يعد) لأنه أتى بالواجب في حقه وهو الصلاة إلى جهة تحريه- (۱/۵۵۹/باب شروط الصلاة)

اپنا میلان قلبی ہوتے ہوئے اس کے خلاف دوسرے شخص کے میلان قلبی کی طرف نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔(۱)

کسی طرف بھی میلان قلبی نہ ہو

مسئلہ (۶۸) :۔اگر کسی طرف بھی میلان قلبی نہ ہو تو چاروں طرف ایک ایک مرتبہ نماز پڑھ لے۔

تنبیہ :۔علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مسئلہ میں تردد ہے کہ خود اپنا میلان اگر کسی طرف نہ ہو تو دوسرے کے میلان قلبی پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں۔واللہ اعلم۔(۲)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه: ویتحری هو بذل المجهود لنیل المقصود عاجز عن معرفة القبلة بما مر فإن ظهر خطؤه لم یعد ومن لم یقع تحریه علی شيء صلی لکل جهة مرة احتیاطاوإن شرع بلا تحر لم یجز وإن أصاب لترکه فرض التحري۔ (مطلب فی ستر العورة:۱/۴۳۲)(وکذافی الهندیة:۱/۱۲۱)

(۲) تحری فلم یقع تحریه علی شيء، قیل یؤخر، وقیل یصلي إلی أربع جهات، وقیل یخیر. اهـ ورجح في زاد الفقیر الأول حیث جزم به، وعبر عن الأخیرین بقیل واختار في شرح المنیة الوسط وقال إنه الأحوط، ونقل ح عن الهندیة عن المضمرات أنه الأصوب، فلهذا اختاره الشارح. وظاهر کلام القهستاني ترجیح الأخیر وهو الذي یظهر لي فإنه قال لو تحری ولم یتیقن بشيء فصلی إلی أي جهة شاء کانت جائزة ولو أخطأ فیه، وقیل إن لم یقع تحریه علی شيء أخر الصلاة، وقیل یصلي إلی الجهات الأربع کما في الظهیریة اهـ ومفاده أن معنی التخییر أنه یصلي مرة واحدة إلی أي جهة أراد من الجهات الأربع، وبه صرح الشافعیة والحنابلة. وأما ما في شرح المنیة الکبیر من تفسیره بقوله.

وقیل یخیر إن شاء أخر وإن شاء صلی الصلاة أربع مرات إلی أربع جهات فالظاهر أنه من عنده لأن عبارة فتاوی العتابي السابقة لیس فیها هذه الزیادة. ویرد علیه أنه إذا صلی إلی الجهات الأربع یلزم علیه الصلاة ثلاث مرات إلی غیر القبلة یقینا، وهو منهي عنه وترک المنهي مقدم علی فعل المأمور ولذا یصلي بالنجاسة إذا لزم من غسلها کشف العورة عند الأجانب علی أن المأمور به هنا ساقط لأن التوجه إلی القبلة إنما یؤمر به عند القدرة علیه وقبلة المتحري هي جهة تحریه. ولما لم یقع تحریه علی شيء استوت في حقه الجهات الأربع فیختار واحدة منها ویصلي إلیها وتصح صلاته وإن ظهر خطؤه فیها لأنه اتی بما في وسعه، وهذا الوجه یقوي القول الأخیر وهو التخییر علی المعنی الذي ذکرناه عن القهستاني۔ -

بلا تحری کے قبلہ کی طرف نماز پڑھی تو اعادہ ضروری ہے

مسئلہ (۶۹) :۔ بصورت مذکورہ (٦٦) اگر بغیر تحری کے (دل سے سمت قبلہ سوچے بغیر) نماز پڑھ لی تو اگر بعد میں معلوم ہو کہ جس سمت نماز پڑھی ہے وہی قبلہ تھا پھر بھی نماز نہیں ہوئی، مکرر پڑھنا پڑے گا۔ (۱)

*****

= ويضعف ما اختاره الشارح وادعى أنه الاحتياط فتدبر ذلك بإنصاف. وللقول الأول الذي اختاره الكمال في زاد الفقير وجه ظاهر أيضا، وهو أنه لما كانت القبلة عند عدم الدليل عليها هي جهة التحري ولم يقع تحريه على شيء صار فاقدا لشرط صحة الصلاة فيؤخرها كفاقد الطهورين.

لكن القول الأخير وهو وجوب الصلاة في الوقت مع التخيير إلى أي جهة شاء أحوط كما لو وجد ثوبا أقل من ربعه طاهر. ولعموم قوله تعالى {فأينما تولوا فثم وجه الله} [البقرة:] فإنه قيل نزل في مسألة اشتباه القبلة. وظاهر ما قدمناه عن القهستاني اختياره وبه يشعر كلام البحر. وهو مذهب الشافعية والحنابلة كما مر. مطلب إذا ذكر في مسألة ثلاثة أقوال فالأرجح الأول أو الثالث لا الوسط وقدمنا أول الكتاب عن المستصفى أنه إذا ذكر في مسألة ثلاثة أقوال فالأرجح الأول أو الثالث لا الوسط والله أعلم-

(رد المحتار/مطلب فی ستر العورة: ۱/۴۳۲)(وکذا فی البحر: ۱/۵۵۹)

احقر نے بھی کہیں نہیں دیکھا مزید تحقیق کر لی جاوے۔ (عبد المجید غفرلہ)

(۱) وفی التنویر مع شرحه: وإن شرع بلا تحر لم يجز وإن أصاب لتركه فرض التحري- (مطلب فی ستر العورة: ۱/۴۳۲)(وکذا فی البحر: ۱/۵۵۹/باب شروط الصلاة)

اضافہ شدہ مسائل

مریض کا نماز میں رونے، کھانسنے اور کراہنے کا حکم

اگر کسی مریض کو نماز کے دوران تکلیف، دکھ، اور درد وغیرہ کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر رونا آ جائے، یا کھانسنے اور کراہنے کی آواز مثلاً آہ یا اف نکل جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

لیکن اگر بغیر عذر کے یعنی اسے اس کے روکنے پر قدرت واختیار حاصل ہو، مگر وہ اپنے اختیار سے رونے، کھانسنے اور کراہنے کو نہ روکے، تو اگر رونے، کراہنے اور کھانسنے کے نتیجہ میں دو حرف کے بقدر آواز نکل جائے تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ اور اگر اس سے کم مثلاً ایک حرف کے بقدر آواز نکل جائے تو نماز فاسد ہوگی۔(۱)

جو شخص نماز میں قرأت پر قدرت نہ رکھتا ہو

واضح رہے کہ نماز میں قرأت کرنا اُس آدمی پر فرض ہے جو قرأت قرآن پر قادر ہو۔ اگر کسی کی زبان میں اتنی زیادہ لکنت ہو جس کی وجہ سے ایسے طریقہ پر قرآن پڑھتا ہو جس سے معنی میں فساد لازم آتا ہے اور وہ کسی بھی سورت کے صحیح پڑھنے پر قدرت نہیں رکھتا، بہت کوشش کرنے کے بعد وہ سیکھنے سے مایوس ہو جائے، اور کوئی معتبر قاری اس کی تصدیق بھی کرے کہ یہ کبھی بھی درست نہیں پڑھ سکتا تو اس کی نماز بغیر قرأت قرآن کے درست ہے۔(۲)

---

(۱) وفی الدر المختار: والتنحنح بحرفين بلا عذر أما به بأن نشأ من طبعه فلا- (۶۱۸/۱/باب ما يفسد الصلوة)-

وفی التاتارخانية: ولو تنحنح بغير عذر وحصل حرفان تفسد- (۲۲۲/۲/الفصل الخامس فی بيان ما يفسد الصلوة)

(۲) لما فی الشامية: (۵۸۲/۱): (قوله دائماً) ای فی آناء الليل وأطراف النهار. فمادام فی التصحيح والتعلم ولم يقدر عليه فصلاته جائزة وان ترک جهده فصلاته فاسدة كما فی المحيط وغيره. قال فی الذخيرة وانه مشكل عندی. لان ما كان خلقة فالعبد لا يقدر على تغييره اهـ وتمامه فی شرح المنية۔

وفی اعلاء السنن(۱۴۸/۲): عن رفاعة بن رافع رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم علم رجلاً الصلوة فقال ان كان معک قران فاقرأ والا فاحمد الله، وكبره، وهلله، ثم اركع، رواه ابو داؤد، والترمذی، وأخرجه النسائی، يضاً وقال الترمذی: حديث رفاعة رضی الله عنه حسن، كذا فی النيل (۱۱۸/۲) قوله عن رفاعة بن رافع رضی الله عنه الخ۔-

بس، ریل اور ہوائی جہاز میں بیٹھ کر نماز پڑھنا

ہوائی جہاز، ریل، بس یا کوچ میں نماز پڑھنے سے متعلق درج ذیل تفصیل ہے:

(الف) ہوائی جہاز، ریل گاڑی یا بس وغیرہ میں اگر فرض نماز پڑھنی پڑ جائے تو جو شخص قیام پر قادر ہو تو کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز ادا کرنا لازم ہے۔ چنانچہ اگر ریل یا بس میں قیام کی حالت میں گرنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ہاتھوں سے سیٹ یا کسی اور چیز کو پکڑا جا سکتا ہے۔ اگر کسی نے شرعی معذوری کے بغیر بیٹھ کر فرض نماز ادا کر لی تو اس کا لوٹانا لازم ہوگا۔

(ب) اسی طرح اگر کوئی شخص قیام پر قادر تو ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن نہیں مثلا کھڑے ہو کر پڑھنے کی جگہ میسر نہ ہو جیسا کہ عموما بس میں یہ صورت پیش آتی ہے تو بس ڈرائیور کو حکمت کے ساتھ بس روکنے کو کہا جائے اگر وہ نہ مانے اور نماز کے وقت بس سے اتر کر نماز ادا کرنا مشکل ہو اور اس میں کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز ادا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو مجبوری میں بیٹھ کر نماز ادا کر لی جائے۔ البتہ بعد میں اس نماز کو لوٹانا ضروری ہے یہی حکم جہاز اور ریل میں بھی ہے کہ اگر قیام پر قادر شخص کے لئے جہاز میں یا ریل میں بھیڑ وغیرہ (یعنی کسی انسانی رکاوٹ) کیوجہ سے کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو مجبوری میں بیٹھ کر نماز پڑھ لی جائے لیکن بعد میں اعادہ کرنا لازم ہوگا (لأنه عذر من وجهة العباد).

- قلت فيه دلالة على أن العاجز عن قرائة القران تسقط عنه القرائة مادام عاجزا، ويكفيه الذكر عوضا عنها، ولا يخفى أن الذكر لا يتقيد بالعربية ولا ينحصر فيها بل يحصل بأى لسان كان، كالايمان فانه لو آمن بغير العربية جاز اجماعاً لحصول المقصود. (كذا فى البحر (۱/۲۰۷))

وفيه ايضاً (۴/۱۳): قلت وقد صرح بوجوب التجويد وتصحيح الحروف فقهاء نا الحنفية ايضاً. قال فى غنية المستملى: وقال صاحب المحيط: والمختار للفتوى فى جنس هذه المسائل انه إن كان يجتهد آناء الليل وأطراف النهار فى التصحيح ولا يقدر عليه فصلاته جائزة وان ترك جهده فصلاته فاسدة وان ترك جهده فى بعض عمره لا يسعه أن يتركه فى باقى عمره ولو ترك تفسد صلاته. انتهى- وقال صاحب الذخيرة: وانه مشكل عندى لان ماكان خلقة فالعبد لا يقدر على تغييره "انتهى".

(ج) لیکن اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہی نہیں مثلا بہت ضعیف شخص ہے جو عام حالات میں بھی قیام نہیں کر سکتا یا کسی شخص کے لیے کسی شرعی معذوری کی وجہ سے بس میں قیام کرنا بہت دشوار ہو یعنی قیام کرنے میں کسی ضرر کا اندیشہ ہو مثلا کوئی بوڑھا آدمی ہے اس کے قیام کی صورت میں گرنے کا قوی اندیشہ ہے یا حاملہ عورت ہے تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی گنجائش ہے البتہ قبلہ رخ ہونا ضروری ہے. ایسی مجبوری کی صورت میں بعد میں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

قیام سے متعلق تفصیل اوپر ذکر کی جاچکی، جہاں تک رکوع اور سجدے کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ جو شخص باقاعدہ رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہو تو اس پر باقاعدہ رکوع اور سجدہ کرنا لازم ہے اگر کوئی شخص بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے سر ٹکا کر سجدہ نہیں کر سکا بلکہ اشارہ سے کیا تو اس پر نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی عذر مثلا کمر یا گھٹنے میں شدید تکلیف کے باعث سر ٹکا کر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ اشارے سے سجدہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ریل یا بس سے باہر عام حالات میں بھی جو شخص زمین پر سجدہ کرنے سے عاجز ہو تو اس کے لیے اشارہ کرنا جائز ہے البتہ سجدہ کے اشارے میں رکوع کے بنسبت زیادہ جھکنا ضروری ہے۔(۱)

جہاز میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو

اگر قیام پر قادر شخص کیلئے جہاز میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو، تو مجبوری میں سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھ لی جائے، چونکہ اس صورت میں قیام کرنے میں رکاوٹ بندوں کی طرف سے آئی ہے، ....

(۱) الفتاوی الهندية (۱/۶۳) ومن أراد أن يصلي في سفينة تطوعا أو فريضة فعليه أن يستقبل القبلة ولا يجوز له أن يصلي حيثما كان وجهه.

البحر الرائق (۱/۳۹) الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء ثم يعيد إذا خرج؛ لأن هذا عذر جاء من قبل العباد فلا يسقط فرض الوضوء عنه اهـ. فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالى لا تجب الإعادة وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة.

لہٰذا بعد میں اس نماز کا اعادہ کرنا لازم ہوگا۔(۲)

چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے کا طریقہ

ٹرین میں فرض، واجب، سنت اور نفل نماز پڑھنا جائز ہے، خواہ کوئی عذر ہو یا نہ ہو ٹرین چل رہی ہو یا رکی ہوئی ہو، البتہ ٹرین میں نماز ادا کرنے میں بھی استقبال قبلہ اور قیام شرط ہے، ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط اگر عذر کے بغیر فوت ہو جائے تو فرض اور واجب نماز ادا نہیں ہوگی، البتہ سنن ونوافل قیام کے بغیر بھی ادا ہو جاتی ہے۔

اگر ٹرین میں اس قدر رش ہو کہ قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو اور وقت کے اندر کسی اسٹیشن پر اتر کر استقبال قبلہ اور قیام کے ساتھ نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو اور ٹرین مشرق یا مغرب کی سمت جارہی ہوں (جیسا کہ پاکستان وغیرہ میں ہے) تو دو سیٹوں کے درمیان قبلہ رو ہو کر قیام اور رکوع کر کے نماز ادا کرے اور سجدہ کے لیے پچھلی سیٹ پر کرسی کی طرح بیٹھ جائے، یعنی پاؤں نیچے ہی رکھے اور سامنے سیٹ پر سجدہ کرے، اس عذر کی صورت میں سجدے کے لئے گھٹنے کسی چیز پر ٹیکنے کی ضرورت نہیں، اور اس کی وجہ سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

البتہ (پاکستان میں) اگر ٹرین شمال یا جنوب کی جانب جارہی ہو تو اس صورت میں مذکورہ طریقہ کار کے مطابق نماز ادا کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر مذکورہ صورتوں کے مطابق نماز ادا نہ کی جاسکتی ہو (مثلاً قیام ہی ممکن نہ ہو، یا قیام تو ممکن ہو لیکن قبلہ رخ نہ ہو سکے، یا سجدہ نہ کیا جاسکتا ہو) اور نماز کا وقت نکل رہا تو فی الحال "تشبہ بالمصلین" (نمازیوں کی مشابہت اختیار) کرلے،

---

(۲) الفتاوى الهندية (۱/ ۶۳) ومن أراد أن يصلي في سفينة تطوعاً أو فريضة فعليه أن يستقبل القبلة ولا يجوز له أن يصلي حيثما كان وجهه۔

البحر الرائق (۱/ ۱۴۹) الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء ثم يعيد إذا خرج؛ لأن هذا عذر جاء من قبل العباد فلا يسقط فرض الوضوء عنه اهـ. فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالى لا تجب الإعادة وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة.

پھر جب گاڑی سے اتر جائے تو فرض اور وتر کی ضرور قضا کرے۔(۱)

ٹرین میں رش کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو

ٹرین وغیرہ میں حتی الامکان کھڑے ہو کر قبلہ رو نماز پڑھنا فرض ہے، اور اگر آدمی کوشش کرے تو بھیڑ کے باوجود کسی نہ کسی طرح نماز پڑھنے کی شکل نکل ہی آتی ہے؛ لیکن بالفرض اگر حد سے زیادہ بھیڑ کی وجہ سے ٹرین میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا دشوار ہو جائے، اور اسٹیشن پر اتر کر نماز پڑھنے کی گنجائش بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں بیٹھے بیٹھے یا اشارہ سے نماز پڑھنا لازم ہے اور بعد میں اس نماز کا اعادہ کرنا بھی ضروری ہوگا۔(۲)

بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

واضح رہے کہ نماز کیلئے قبلہ اور قیام فرض ہے، جبکہ بس میں نماز پڑھنے کی صورت میں ان دونوں پر عمل کرنا مشکل ہے، لہٰذا نماز کا وقت ہونے پر بس کے ڈرائیور سے حکمت کے ساتھ بس روک کر نماز پڑھنے کا مطالبہ کیا جائے، لیکن اگر وہ روکنے کے لئے تیار نہ ہو اور نماز کا وقت نکلنے کا اندیشہ ہو تو بس میں اگر کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز پڑھنا ممکن ہو تو کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز پڑھ لے، لیکن اگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے کھڑا ہونا یا قبلہ کی طرف رخ کرنا ممکن نہ ہو تو فی الحال بس کی سیٹ پر بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے، لیکن بعد میں اس نماز کو لوٹانا ضروری ہوگا۔(۳)

---

(۱) الفتاوی الهندية (۱/۱۴۳): ومن أراد أن يصلي في سفينة تطوعا أو فريضة فعليه أن يستقبل القبلة ولا يجوز له أن يصلي حيثما كان وجهه.

البحر الرائق (۱/۱۴۹): الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء ثم يعيد إذا خرج؛ لأن هذا عذر جاء من قبل العباد فلا يسقط فرض الوضوء عنه اهـ.فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالى لا تجب الإعادة وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة.

(۲) (حاشیه امداد الفتاوی: ۱/۵۸۶، احسن الفتاوی: ۴/۸۹، فتاوی محمودیه: ۷/۵۳۲)

البحر الرائق (۱/۱۴۹): الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء ثم يعيد إذا خرج؛ لأن هذا عذر جاء من قبل العباد فلا يسقط فرض الوضوء عنه اهـ.فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالى لا تجب الإعادة وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة.

(۳) (احسن الفتاوی: ۴/۸۹، فتاوی محمودیه: ۷/۵۳۲)

مریض کا پیشاب کی تھیلی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم

مریض کے جسم کے ساتھ جو تھیلی لگائی جاتی ہے وہ دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ جس کے ساتھ نالی بھی ہوتی ہے اور تھیلی جسم سے الگ ہوتی ہے اس صورت میں چونکہ تھیلی کو آسانی سے الگ رکھنا ممکن ہے اس لئے نماز کے دوران تھیلی کو الگ رکھ دیں اور نالی نکالنے میں چونکہ سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے نالی کے ہوتے ہوئے بھی نماز درست ہوجائے گی، البتہ ہر نماز کے وقت آنے پر نیا وضو کرلے اور اس وضو سے اس وقت کے اندر اندر ہر طرح کی نماز، نفل، فرض وغیرہ ادا کرسکتے ہیں۔

دوسری وہ تھیلی جس کے ساتھ نالی لگی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ تھیلی جسم کے ساتھ چپکی ہوئی ہوتی ہے، تو اس صورت میں اگر تھیلی اتارنا مشکل ہو یا سخت تکلیف ہو تو اسی تھیلی کے ساتھ نماز ادا کریں، نیز اس صورت میں وضو کرنا لازم ہے تیمم کرنا جائز نہیں اور اگر مریض خود وضو نہیں کرسکتا تو کوئی دوسرا اسے وضو کرادے۔(۱)

کرسی پر نماز کے متعلق دار العلوم کراچی کا تحقیقی اور تفصیلی فتویٰ

جو لوگ رکوع یا سجدہ پر قادر نہ ہوں، ان کے نماز کے طریقے کے بارے میں دار العلوم کراچی کے دار الافتاء سے مختلف سوالات کے جواب میں بہت سے فتاوی جاری ہوتے رہے ہیں۔

ان فتاوی کا ایک انتخاب ایک رسالے کی صورت میں بھی شائع ہوا ہے۔ ان میں سے بعض فتاوی پر بندے کی تصدیق بھی ہے۔ لیکن بعد میں کچھ سوالات کے جواب میں اس مسئلے کی مزید تحقیق کی نوبت آئی، تو سابقہ فتاوی کے بعض امور کی وضاحت اور بعض امور سے رجوع ضروری معلوم ہوا۔ اس لیے ذیل میں تحقیق لکھی جارہی ہے۔

---

(۱) وفي تنوير الأبصار مع شرحه : (۲ : ۱۰۷ ط: مكتبة رشيدية كويتة) (ولو) كان (ربعه طاهرا صلى فيه حتما) إذ الربع كالكل . وهذا إذا لم يجد ما يزيل به النجاسة أو يقللها۔

البحر الرائق : (۱: ۵۲۹، ط : مكتبة دار إحياء التراث العربي) (قوله : ولو وجد ثوبا ربعه طاهر وصلى عاريا لم يجز --- فيجعل كأن كله طاهر في موضع الضرورة --- ولا يخفى أن محله ما إذا لم يجد ما يزيل به النجاسة ولا ما يقللها۔ الفتاوى الهندية (۱: ۱۱۳-ط : مكتبة دار الفكر . بيروت) تطهير النجاسة من بدن المصلي وثوبه--- حتى لو لم يتمكن من إزالتها إلا بإبداء عورته للناس يصلي معها۔

جو شخص قیام پر قادر ہو، سجدے پر نہیں، اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

(۱).....جو شخص زمین پر سر ٹکا کر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس کے بارے میں حضرات فقہاء حنفیۃ رحمہم اللہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اس سے قیام اور رکوع کی رکنیت ساقط ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کے لیے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنا جائز ہے، اور اگر قیام کی حالت میں اشارے سے نماز پڑھنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن خلافِ اولیٰ ہے۔ قیام کی حالت میں اشارے سے نماز پڑھنے کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا سجدے کی ہیئت سے قریب ہونے کی وجہ سے افضل ہے، جیساکہ ہدایہ میں فرمایا گیا ہے کہ "والأفضل هو الإيماء قاعدا لأنه أشبه بالسجود".(۱)

چنانچہ سابقہ فتاویٰ میں اسی موقف کو اختیار کرتے ہوئے علی الاطلاق یہ کہا گیا ہے کہ ایسے شخص سے قیام ساقط ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ حنفیۃ کا یہ مسئلہ کہ سجدے سے معذور ہونے کی صورت میں قیام بھی ساقط ہو جاتا ہے، اگرچہ خود امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے، چنانچہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الزیادات میں ہے کہ:

"قال محمد رحمه الله: رجل بحلقه جراح لا يقدر على السجود ويقدر على غيرها من الأفعال، فإنه يصلي قاعدا بإيماء". (شرح الزيادات، ج:۱، ص:۳۳۵و۳۳۶)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تو بظاہر اتنا مسئلہ ہی منقول ہے، لیکن اس کی یہ وجہ بھی قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الزیادات ہی میں بیان فرمائی گئی ہے کہ قیام سجدے کا وسیلہ ہے، اور جب سجدہ عذر کی وجہ سے ساقط ہو گیا تو قیام بھی ساقط ہو گیا، چونکہ شرح الزیادات میں درج کا طریقہ اختیار فرمایا گیا ہے، اس لیے یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ مسئلے کی یہ تعلیل بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے یا نہیں، البتہ ظاہر یہ ہے کہ تعلیل قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے، کیونکہ جیساکہ آگے آرہا ہے، امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ سے زماناً و رتبۃً متقدم ہیں، اس کی دوسری وجہ بیان فرمائی ہے۔

---

(۱) (هداية مع فتح القدير ج:۱، ص:۳۶۰)

قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے جو وجہ بیان فرمائی ہے، حنفیہ کی بیشتر کتابوں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے، لیکن علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قیام مستقل رکن ہے، اور ایک رکن کے ساقط ہونے سے دوسرے رکن کا ساقط ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"هذا مبني على صحة المقدمة القائلة: ركنية القيام ليس إلا للتوسّل إلى السجود وقد أتبعها بقوله: لما فيها من زيادة التعظيم، أي السجدة على وجه الانحطاط من القيام فيها نهاية التعظيم، وهو المطلوب، فكان طلب القيام لتحقيقه، فإذا سقط، سقط ما وجب له. وقد يمنع أن شرعيّته لهذا على وجه الحصر، بل له ولما فيه نفسه من التعظيم، كما يشاهد في الشاهد من اعتباره كذلك، حتّى يحبّه أهل التجبّر لذلك. فإذا فات أحد التعظيمين، صار مطلوبا بما فيه نفسه. ويدلّ على نفي هذه الدعوى أنّ من قدر على القعود والركوع والسجود، لا القيام، وجب عليه القعود، مع أنه ليس في السجود عقيبه تلك النهاية، لعدم مسبوقيته بالقيام." (۱)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الہمام کے اس اعتراض کو نہایت قوی قرار دے کر فرمایا ہے کہ:

"قلت: وهذا إيراد قوي لا يدان لدفعه." (۲)

پھر حضرت نے قیام کے مستقل رکن ہونے کے قوی دلائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"إن ركنية القيام قد ثبت بالنصّ، وهو قوله تعالى: [وقوموا لله قانتين] وقوله لعمران: صلّ قائماً، فإن لم تستطع فقاعداً، وبالإجماع، فلا يسقط وجوبه عن القادر عليه بالقياس الّذي ذكرتموه، فإن القياس أضعف الدّلائل لا يجوز معارضة القطعيّ له."

(۱) فتح القدير مع الكفاية، ج:۱، ص:۳۰۰

(۲) إعلاء السنن، ج:۷، ص:۲۰۱

حضرتؒ کی اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

"وتوكّل على العزيز الرّحيم الّذي يراك حين تقوم وتقلّبك في الساجدين"(۱)

"والّذين يبيتون لربّهم سجّدا وقياما"(۲)

جس میں "قیام" کو سجود سے الگ کرکے مستقل سبب مدح قرار دیا گیا ہے، نیز متعدد مقامات پر "قیام" کا لفظ بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے، جیسا کہ سورۂ مزمل میں کئی آیات اس پر شاہد ہیں جو قیام کی مستقل اور مقصودی حیثیت پر دلالت کرتی ہیں۔

لہٰذا علامہ ابن الہمام اور حضرت مولانا عثمانی قدّس سرّہما کی یہ بات بہت وزن رکھتی ہے کہ قیام صرف سجوذ کا وسیلہ ہی نہیں ہے، بلکہ ایک مستقل اور مقصود بالذات رکن ہے، اور سجود پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اس کے ساقط ہونے کی یہ وجہ کمزور ہے کہ وہ سجود کے تابع تھا، اس لیے سجدے کے ساقط ہونے سے وہ بھی ساقط ہوگیا۔

شاید اسی بنا پر علامہ سراج الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے لیے قیام کو واجب قرار دیا ہے، جو ائمہ ثلاثہ اور امام زفر رحمہم اللہ کا بھی مسلک ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"يفترض عليه أن يقوم للقراءة فإذا جاء أوان الركوع والسجود أومأ قاعدا." (۳)

اگرچہ علامہ ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو تمام دوسرے فقہاء حنفیہّ کے مخالف قرار دے کر اسے ان کے سہو پر محمول کیا ہے۔ (۴)

لیکن صاحبِ نہر کا یہ قول علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی اعتراض کے نقل فرمایا ہے۔ (۵)

---

(۱)(سورۃ الشعراء: ۲۱۷تا ۲۱۹)

(۲)(سورۃ الفرقان: ۶۴)

(۳)(النهر الفائق، ج: ۱، ص: ۳۳۷)

(۴)(رد المحتار، ج: ۲، ص: ۵۶۵، فقرہ: ۳۰۴۳)

(۵)(طحطاوی علی المراقی، ج: ۲، ص: ۲۱)

اور خود علامہ شامیؒ نے قہستانیؒ، زاہدیؒ اور ولوالجیہ سے نقل کیا ہے کہ ایسا شخص رکوع کے لیے کھڑے ہو کر اشارہ کرے، اور سجدے کے لیے بیٹھ کر، اور محیط برہانی میں شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔(۱)

جس کا حاصل بھی یہ ہے کہ اس سے قیام ساقط نہیں ہوتا، نیز علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے بشرؒ کا بھی (غالباً بشر بن المعلی مراد ہیں جو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) یہی قول نقل فرمایا ہے کہ:

"إنما سقط عنه بالمرض ما كان عاجزا عن إتيانه. فأمّا فيما هو قادر عليه لا يسقط."(۲)

چنانچہ حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ نہر کے قول کے بارے میں فرمایا ہے:

"والأحوط عندي ما ذكره في النهر من وجوب القيام عليه للقراءة... وهذا، وإن تفرّد صاحب النهر بذكره، ولم يوافقه عليه أحد من ناقلي المذهب، ولكنه قوي من حيث الدليل، فإن ظاهر حديث عمران مؤيّد له كما لا يخفى. والله تعالى أعلم".(۳)

لیکن ایسے شخص سے قیام ساقط ہونے کی ایک اور وجہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے، جو یہ ہے:

"إن الغالب أن من عجز عن الركوع والسجود كان عن القيام أعجز، لأن الانتقال من القعود إلى القيام أشقّ من الانتقال من القيام إلى الركوع. والغالب ملحق بالمتيقن في الأحكام. فصار كأنّه عجز عن الأمرين، إلا أنه متى صلّى قائما جاز، لأنه تكلّف فعلا ليس عليه ... فأمّا الحديث، فنحن نقول بموجبه أن العجز شرط. لكنّه موجود ههنا نظراً إلى الغالب لما ذكرنا أن الغالب هو العجز في هذه الحالة. والقدرة في غاية الندرة. والنادر ملحق بالعدم." (۴)

---

(۱) (المحيط البرهاني، ج:۳، ص:۴۷)

(۲) (المبسوط للسرخسي، ج:۱، ص:۲۱۳)

(۳) (إعلاء السنن، ج:۷، ص:۲۰۳)

(۴) (بدائع الصنائع، ج:۱، ص:۱۰۷)

صاحبِ بدائع نے اس مسئلے کی یہ دلیل سب سے پہلے بیان فرمائی ہے، اور سجدے کے تابع ہونے والی بات اس کے بعد ایک مزید وجہ کے طور پر بیان کی ہے، اور حضرت علامہ ظفر احمد صاحب عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی توجیہ کو راجح قرار دیا ہے، اور اس کے راجح ہونے کی ایک قوی وجہ یہ ہے کہ امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو بیان کرکے اسی وجہ پر اقتصار کیا ہے، اور یہ وجہ بیان نہیں فرمائی کہ قیام وسیلۂ سجدہ ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"لأن من سقط عنه الركوع عاجز عن القيام، وما سوى ذلك نادر." (۱)

اس تفصیل سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو، اور سجدہ نہ کر سکتا ہو، اسے قراءت کھڑے ہو کر ہی کرنی چاہیے، اور اگر رکوع پر بھی قادر ہو تو رکوع بھی باقاعدہ کرنا چاہیے، البتہ سجدے کے وقت زمین پر بیٹھ جائے، اور اشارے سے سجدہ کرے۔ اس کے بعد اگر دوسری رکعت کے لیے اٹھنے پر قادر ہو تو دوسری رکعت کے لیے بھی اٹھ جائے، اور اگر اس میں سخت مشقت ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے سے ادا کر لے۔

یہ صورت اس لیے بھی راجح ہے کہ اس صورت میں تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک اس کی نماز بالاتفاق ہو جائے گی۔ اس کے برعکس اگر وہ کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز ادا کرے تو امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اور متعدد فقہاء حنفیہؒ کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوگی۔ (فقہاء حنفیہ کے حوالے تو پیچھے گزر چکے ہیں۔

ائمۂ ثلاثہؒ کے مسلک کے لیے دیکھئے (کتاب الام ج:۲ ص:۵۳، المغنی لابن قدامہ ج:۱ ص:۷۸۱، اور المدونہ الکبری ج:۱ ص:۱۷۱)

اس لیے حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ نماز بالاتفاق درست ہو جائے۔

(۲) اگر مسئلے کی وجہ وہ ہو جو امام قدوریؒ اور علامہ کاسانیؒ نے بیان فرمائی ہے، اور جسے حضرت عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے راجح وجہ قرار دیا ہے کہ جو شخص سجدے پر قادر نہ ہو وہ قیام پر بدرجۂ اولیٰ قادر

(۱) التجريد للقدوري، ج:۲، ص:۳۹

نہیں ہوتا، تو پھر یہ وجہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں تو بیشک صادق آتی ہے، کیونکہ جیسا کہ صاحبِ بدائع نے فرمایا، جس شخص کے لیے رکوع اور سجود ممکن نہیں ہے، اس کے لیے بیٹھ کر کھڑا ہونا اور زیادہ مشکل ہوگا، لیکن اول تو بعض صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن میں قیام پر کسی خاص مشقت کے بغیر قدرت ہو۔ ایسی صورت میں بھی قیام کو ترک نہ کرنا چاہیے، چاہے صرف پہلی رکعت قیام کے ساتھ اور بعد کی رکعتیں بیٹھ کر پڑھنی پڑیں۔

دوسرے کرسی پر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ وجہ عموماً صادق نہیں آتی، کیونکہ اس میں کوئی مشکل نہیں ہے کہ قیام باقاعدہ کرنے کے بعد معذور شخص کرسی پر بیٹھ کر رکوع اور سجدے کا اشارہ کرے، پھر جب دوسری رکعت کا وقت آئے تو کرسی سے کھڑا ہو جائے، کیونکہ کرسی سے کھڑا ہونا قادر علی القیام کے لیے زمین سے کھڑے ہونے کے مقابلے میں یقیناً آسان ہے۔

لہٰذا جب تک ایسا کرنا اس کی استطاعت میں ہو، قیام کو ترک نہیں کرنا چاہیے، البتہ اگر کسی نے حنفیہ کے مشہور قول پر عمل کرتے ہوئے قیام ترک کر دیا، چاہے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کی ہو یا کرسی پر بیٹھ کر، اس کی نماز کو فاسد نہیں کہیں گے، اس لیے کہ حنفیہ کی ظاہر الروایۃ اس کے مطابق ہے، اور اس نے اس قول پر عمل کیا ہے جو اس کے لیے دلیلِ شرعی ہے۔

کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم

اشارے سے نماز پڑھنے کے لیے کرسی پر بیٹھنا اگرچہ بعض حالات میں جائز ہے، لیکن افضل نہیں ہے۔ اس لیے بلا ضرورت اور بلا عذرِ معتبر کرسی استعمال نہیں کرنی چاہیے، بلکہ آج کل کھڑے ہو کر یا زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قدرت ہونے کے باوجود کرسیوں پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے، اس میں درج ذیل وجوہات کی بناء پر قباحت ہے:

۱)۔۔۔ معذور افراد کے لیے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا افضل اور مسنون طریقہ ہے۔ اسی پر حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے لوگوں کا عمل چلا آرہا ہے، کرسی پر نماز ادا کرنے کا رواج ہمارے زمانے ہی میں شروع ہوا ہے، خیر القرون میں اس کی نظیر نہیں ملتی، حالانکہ اس زمانے میں معذور افراد بھی ہوتے تھے، اور کرسیاں بھی ہوتی تھیں۔

۲)۔۔۔جو لوگ شرعی لحاظ سے معذور نہیں ہیں، یعنی قیام، رکوع اور سجود پر قادر ہیں، ان کے لیے زمین پر یا کرسی پر بیٹھ کر فرض و واجب ادا کرنا جائز ہی نہیں، جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات ایسے غیر معذور افراد بھی کرسیاں دیکھ کر ان پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

۳)۔۔۔کرسیوں کے بلاعذر استعمال سے صفوں کو درست اور سیدھا رکھنے میں بہت خلل واقع ہوتا ہے، حالانکہ صفوں کو ملانے اور سیدھا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے، ایک حدیث شریف میں ہے:

راصّوا صفوفكم وقاربوا بينهما وحاذوا بالأعناق فوالّذي نفسي بيده إني لأرى الشيطان يدخل من خلل الصفّ كأنها الحذف. (۱)

(ترجمہ) اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور ان کو آپس میں قریب رکھو اور اپنی گردنیں برابر رکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں شیطان کو بکری کے کالے بچے کی طرح صفوں کی کشادگی میں گھستے دیکھتا ہوں۔ (۲)

۴)۔۔۔مساجد میں بلاضرورت کرسیوں کی کثرت سے عیسائیوں کے گرجا اور یہودیوں کی عبادت گاہ سے مشابہت معلوم ہوتی ہے، جہاں کرسیوں اور بنچوں پر بیٹھ کر عیسائی لوگ عبادت کرتے ہیں اور دینی امور میں یہود و نصاری وغیرہ کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

۵)۔۔۔نماز تواضع اور انکساری کی عبادت ہے، اور کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں یہ انکساری بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

۶)۔۔۔بعض نوجوان اور تندرست نمازی حضرات نماز کے بعد ان کرسیوں پر آرام کرتے ہیں، اور بعض مرتبہ ایسے نمازی کرسیوں کو ایک دائرے کی شکل دے کر اس پر بیٹھ کر باتوں میں مشغول رہتے ہیں، جو مسجد کے تقدس اور اس کی شان اور ادب کے خلاف ہے۔

---

(۱) (سنن النسائي ج:۲ ص:۳۱۱ حدیث نمبر:۸۰۶)

(۲) (مظاہر حق ج:۱ ص:۷۳۳)

۷)۔۔۔مساجد میں بلاعذر کرسیوں کا استعمال بعض صورتوں میں قرآن کریم اور بزرگ نمازیوں کے ادب واحترام کے خلاف ہو جاتا ہے۔

اس لیے اشارے سے نماز پڑھنے کے لیے بھی حتی الامکان کرسیوں کے استعمال سے بچنا چاہیے اور ان کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے، اور ان کا استعمال صرف ان حضرات کی حد تک محدود کرنا چاہیے جو زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہوں، البتہ رکوع اور سجدے سے معذور افراد کے لیے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا اس لیے جائز ہے کہ جب کوئی شخص رکوع و سجدے پر قادر نہ ہو تو اس کے لیے اگرچہ افضل یہی ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر اشارے سے نماز ادا کرے جیسا کہ حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے، لیکن فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص اگر کھڑے کھڑے رکوع اور سجدے کا اشارہ کرلے تو جائز ہوگا، چنانچہ در مختار میں ہے کہ:

"لو أومأ قائما جاز، إلا أن الإيماء قاعدا أفضل، لأنه أقرب إلى السجود." (۱)

لہٰذا جب اشارے سے نماز پڑھنے والے کے لیے زمین ہی پر بیٹھ کر پڑھنا متعین اور ضروری نہ ہوا، بلکہ کھڑے ہو کر اشارے سے بھی پڑھنا جائز ہے، تو کرسی پر بیٹھ کر بھی اشارے سے پڑھنا جائز ہے، البتہ کرسی کے مقابلے میں زمین پر بیٹھنا افضل ہے کیونکہ زمین پر بیٹھنے والا اقرب الی الارض یعنی زمین کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

کیا بیٹھ کر نماز کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنا ضروری ہے؟

جامعہ دارالعلوم کراچی کے بعض فتاوی میں اس سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ "سامنے تختہ یا میز وغیرہ پر سجدہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ بھی باقاعدہ سجدہ ہی ہے۔"

ان فتاوی کی بنیاد در حقیقت علامہ شامی رحمہ اللہ کی یہ عبارت ہے:

"بل يظهر لي أنه لو كان قادرا على وضع شيء على الأرض مما يصح السجود عليه أنه يلزمه ذلك لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة. ولا يصح الإيماء بهما مع القدرة عليهما، بل شرطه تعذرهما كما هو موضوع المسئلة..."

---

(۱) (فتح القدير ج:۱ص:۳۶۰)

لیکن بعد میں بعض اہل علم کے توجہ دلانے اور علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی کی بحث پر غور کرنے سے چند امور سامنے آئے:

ا)۔۔۔پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ عبارت در حقیقت زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق ہے، کرسی کی نشست سے متعلق نہیں ہے۔ کرسی کے سامنے تختہ وغیرہ پر سجدہ کے وجوب کے لیے سابقہ فتاوی میں مذکورہ عبارت پر قیاس کیا گیا ہے، جبکہ کرسی کی نشست کے لیے مذکورہ عبارت پر قیاس کرنا اس لیے درست معلوم نہیں ہوتا کہ زمین پر بیٹھنے کی صورت میں گھٹنے زمین پر ٹکے ہوتے ہیں، اس لیے علامہ شامیؒ نے اسے "سجدۂ حقیقیہ" قرار دے کر واجب کہا ہے، لیکن کرسی پر بیٹھنے کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنے کو دو وجہ سے "سجدۂ حقیقیہ" نہیں کہا جا سکتا۔

ایک وجہ یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھے ہوئے گھٹنے زمین پر نہیں ہو سکتے، اور گھٹنوں کا زمین پر ٹکنا راجح قول کے مطابق سجدے کے لیے واجب ہے، جیسا کہ حدیث میں جن سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا ذکر ہے، ان میں گھٹنے بھی داخل ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"واختار في الفتح الوجوب، لأنه مقتضى الحديث مع المواظبة. قال في البحر: وهو إن شاء الله تعالى أعدل الأقوال لموافقته الأصول." (رد المحتار ج:۲ ص:۲۳۵ فقرہ ۲۰۵۸)

وقال في موضع آخر: وقدّمنا الخلاف في أنه سنة أو فرض أو واجب، وأن الأخير أعدل الأقوال.(۱)

اس کے علاوہ کرسی کے سامنے جو تختہ یا میز وغیرہ رکھی ہو، وہ اگرچہ مصلی کے بیٹھنے کی جگہ سے زیادہ بلند نہ ہو، لیکن زمین سے کافی بلند ہوتی ہے، اور کسی نص میں اس طرح شے مرتفع پر سجدہ کرنے کا حکم مذکور نہیں، بلکہ دابہ پر بیٹھنے کی صورت میں جب نماز نیچے اتر کر متعذر ہو جائے تو فرض نماز میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ اشارے سے نماز پڑھی جائے، وہاں کوئی چیز سامنے رکھ کر اس پر سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ بدائع میں ہے:

"وكذلك الصحيح إذا كان على الراحلة وهو خارج المصر وبه عذر مانع من النزول عن

(۱) (رد المحتار: ۲/۳۵۰)

الدابة من خوف العدو أو السبع أو كان في طين أو ردغة يصلّي الفرض على الدابة قاعدا بالإيماء من غير ركوع وسجود، لأن عند اعتراض هذه الأعذار عجز عن تحصيل هذه الأركان من القيام والركوع والسجود، فصار كما لو عجز بسبب المرض، ويؤمئ إيماء." (۱)

لہٰذا کرسی پر بیٹھ کر سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنے کو "سجدۂ حقیقیہ" کہنا درست نہیں، اور جب وہ "سجدۂ حقیقیہ" نہ ہوا تو جس بنا پر علامہ شامیؒ نے زمین پر بیٹھ کر سامنے کی چیز پر سجدہ کرنے کو واجب کہا تھا، وہ بنا باقی نہ رہی۔ لہٰذا کرسی پر بیٹھنے کی صورت پر علامہ شامیؒ کی بات صادق نہیں آتی، اور اس کی بنیاد پر سامنے کی کسی چیز پر سجدہ کرنے کو واجب نہیں کہا جاسکتا۔

البتہ علامہ شامیؒ نے زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنے کے بارے میں جو بات فرمائی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سامنے کسی اتنی اونچی چیز پر سر ٹکا سکتا ہو جس پر سجدہ کرنا صحت کی حالت میں بھی صحیح ہو جاتا ہے، (جسکی مقدار میں فقہاء نے مختلف اندازے ذکر کیے ہیں، اور حنفیہ کے یہاں مشہور قول نصف ذراع کا ہے) تو ایسے شخص کے لیے اسی پر سجدہ کرنا واجب ہوگا، اور یہ سجدہ حقیقی ہوگا، اشارہ نہیں۔

چنانچہ یہ بات علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ صراحت کے ساتھ ارشاد فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"لو كان الشيئ الموضوع بحال لو سجد عليه الصحيح تجوز، جاز للمريض على أنه سجود، وإن لم يجز للصحيح أن يسجد عليه فهو إيماء، فيجوز للمريض إن لم يقدر على السجود." (۲)

اس میں خط کشیدہ عبارت سے واضح ہے کہ وہ بھی اس صورت میں سامنے کی چیز پر سجدے کو واجب قرار دے رہے ہیں، اور اس صورت میں اس کا واجب ہونا بالکل ظاہر ہے، کیونکہ جب اس طرح تندرست شخص کا سجدہ صحیح ہو جاتا ہے، اور مریض اس پر قادر ہے تو اس کے لیے یہی طریقہ متعین ہوگا۔

(۱) (بدائع الصنائع ج:۱ص:۱۰۸)

(۲) (تبيين الحقائق ج:۱ص:۲۰۰و ۲۰۱)

چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کا عمل اسی پر تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا یہ عمل اس طرح روایت فرمایا ہے:

"عن الحسن عن أمه قالت: رأيت أمّ سلمة زوج النبي تسجد على على وسادة من أدم من رمد بها." (۱)

امام شافعیؒ نے اس حدیث کو روایت کر کے اس سے استدلال بھی فرمایا ہے۔ البتہ امام بیہقیؒ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث اس طرح روایت فرمائی ہے کہ:

"أن رسول الله ﷺ عاد مريضا، فرآه يصلّي على وسادة فأخذها فرمى بها، فأخذ عودا ليصلّي عليه، فأخذه فرمى به وقال: صلّ على الأرض إن استطعت، وإلا فأوم إيماء، واجعل سجودك أخفض من ركوعك." (۲)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سامنے تکیہ یا کوئی لکڑی رکھ کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ امام بیہقیؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی روایت فرمایا ہے کہ وہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ کسی چیز پر سجدہ کر رہے ہیں، اس پر انہوں نے فرمایا:

"إن استطعت أن تضع وجهك على الأرض فافعل، وإلا فأوم إيماء." (۳)

لیکن امام بیہقیؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو صاحب تکیہ پر سجدہ کر رہے تھے، یا تو کسی نے وہ اٹھا کر ان کے سامنے کیا ہوگا یا وہ زمین سے بہت بلند ہوگا۔ چنانچہ امام بیہقیؒ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:.....................

---

(۱) (كتاب الأم ۱/۵۳ ومعرفة السنن والآثار للبيهقي ۲/۲۲۳)

(۲) (معرفة السنن والآثار ۲/۲۲۵ ورواه البزار ورجاله رجال الصحيح. كذا في مجمع الزوائد وفي الدراية بعد عزوه إلى البزار والبيهقي ورجاله ثقات كما في إعلاء السنن ۷/۲۰۳)

(۳) (معرفة السنن والآثار ۲/۲۰۳)

"وهذا يحتمل أن يكون فى وسادة مرفوعة إلى جبهته، ويحتمل أن يكون فى وسادة موضوعة مرتفعة عن الأرض جدًا."(۱)

امام بیہقی کی یہ بات بڑی وزنی ہے، اس لیے کہ جس تکیے یا لکڑی کو حضور اقدس ﷺ نے پھینک دیا، اگر وہ اتنا نیچے اور اتنا پتلا ہوتا کہ ایک تندرست انسان بھی اس پر سجدہ کرتا تو سجدہ صحیح ہو جاتا تو اسے پھینکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی چیز زمین سے تھوڑی بلند ہو اور زمین کی سختی پیشانی کو محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو اس پر صحت کی حالت میں بھی سجدہ درست ہو جاتا ہے، لہٰذا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اسی صورت سے متعلق ہوگی جب کوئی شخص اتنی بلند چیز پر سجدہ کر رہا ہو جس پر تندرستی میں سجدہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) جو شخص زمین پر سر ٹکا کر سجدہ کرنے سے معذور ہو، لیکن قیام پر قادر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ قراءت باقاعدہ کھڑے ہو کر کرے، اور اگر رکوع پر قادر ہو تو رکوع بھی باقاعدہ کرے، اور اگر رکوع پر بھی قدرت نہ ہو تو رکوع کا اشارہ کھڑے ہو کر بھی کر سکتا ہے اور بیٹھ کر بھی، اور سجدہ بیٹھ کر اشارے سے کرے، اور اگر کسی خاص مشقت کے بغیر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو سکتا ہو تو دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے، اور اگر بیٹھ کر اٹھنے میں مشقت زیادہ ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پوری کر لے۔ البتہ اگر کسی نے حنفیہؒ کے مشہور مسلک پر عمل کرتے ہوئے پوری نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پڑھ لی تو چونکہ غیر مجتہد کے لیے مجتہد کا قول بھی دلیلِ شرعی ہے، اس لیے اس کی نماز کو بھی فاسد نہیں کہیں گے۔

(۲) رکوع اور سجدے سے معذوری کی جس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اس میں بہتر یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کی جائے، اور اگر قیام پر قدرت ہو تو قراءت کرسی پر بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو کر ہی کرنی چاہیے۔ البتہ قیام، رکوع اور سجدے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اگر کرسی پر نماز ادا کی جائے تو اس میں رکوع اور سجدے کے لیے اشارہ کرنا بھی جائز ہے،....

---

(۱) (معرفة السنن والآثار ۲/۲۳۵)

اور یہ بھی جائز ہے کہ سامنے کرسی کی نشست کے برابر یا اس سے معمولی اونچی چیز پر سر ٹکا کر سجدہ کرے، لیکن یہ بھی اشارے ہی کے حکم میں ہوگا، اسے باقاعدہ حقیقی سجدہ نہیں کہا جائے گا، اور ایسا کرنا واجب بھی نہیں ہے۔ البتہ ہیئتِ سجدے سے نسبۃً اقرب ہونے کی بنا پر اس کو بہتر سمجھا جائے تو یہ بھی بعید نہیں۔

اس تحریر سے پہلے دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی سے جاری ہونے والے فتاوی میں جو کوئی جزء اس تحریر کے خلاف ہو، اس سے رجوع کیا جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کب جائز ہے؟

جو شخص بیمار یا کمزور ہوں جس کی وجہ سے وہ کھڑا نہیں ہوسکتا ہو یا کھڑا تو ہوسکتا ہے لیکن کھڑے ہونے سے اس کو سخت تکلیف ہوتی ہے یا بیماری بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا یقین یا غالب گمان ہے یا کھڑے ہونے کی صورت میں سر چکرا کر گرنے کا اندیشہ ہو، جس کی وجہ سے رکوع وسجدہ نہ کرسکتا ہو تو ان صورتوں میں زمین یا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے تاہم اس صورت میں بھی زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ البتہ جو شخص ان صورتوں میں قیام، رکوع اور سجدہ بآسانی یا معمولی تکلیف کے ساتھ ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ شخص صحت مند ہے لہٰذا اس پر باقاعدہ قیام، رکوع اور سجدہ ادا کرنا فرض ہے۔ (۱)

جو شخص صرف قیام پر قادر نہ ہو لیکن رکوع وسجدہ کرسکتا ہو

جو شخص نماز کے اندر کسی عذر کی وجہ سے قیام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، البتہ رکوع اور سجدہ باقاعدہ کرسکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرے، باقاعدہ جھک کر رکوع کرے اور زمین پر سر ٹکا کر سجدہ کرے۔ محض اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرنا جائز نہیں ایسا کرنے سے اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اور بلا عذر کرسی کا استعمال نہ کرے۔

---

(۱) (ماخذہ: کرسی پر نماز کے مسائل ۳۶)
وفی التنویر مع شرحه: من تعذر عليه القيام أي كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر به يفتى قبلها أو فيها أي الفريضة أو حكمي بأن خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألما شديدا أو كان لو صلى قائما سلس بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعدا ولو مستندا إلى وسادة۔ (۹۵/۲/باب صلاة المريض)

لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے تو رکوع کے وقت باقاعدہ جھک کر رکوع کرنے کے بعد سجدہ کے وقت نیچے زمین پر اتر کر سر ٹکا کر سجدہ کرنا ضروری ہے۔ کرسی کے سامنے تختہ یا میز پر بھی سجدہ نہ کرے کیونکہ یہ حقیقی سجدہ نہیں ہے، جبکہ یہ شخص باقاعدہ سر ٹکا کر سجدہ کرنے پر قادر ہے۔ (۱)

جو شخص صرف رکوع پر قادر نہ ہو قیام اور سجدہ کر سکتا ہو

واضح رہے کہ جو شخص نماز میں قیام کر سکتا ہے اور سجدہ بھی کر سکتا ہے لیکن رکوع نہیں کر سکتا تو ایسا شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور کھڑے کھڑے سر کے اشارہ سے رکوع کرے یعنی سر ذرا سے جھکادے۔ پھر باقاعدہ سجدہ کرے۔ خیال رہے کہ اشارہ سے رکوع کرنے کی اجازت اس صورت میں ہے جبکہ وہ اپنی کمر سے ذرا بھی جھکنے پر قادر نہ ہو، اور اگر وہ اس قدر جھک سکے کہ ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو اس صورت میں محض سر کے اشارہ کے سے رکوع ادا نہ ہوگا۔ (۲)

کبڑے شخص کے رکوع کا حکم

کبڑا پن اگر حالت رکوع تک پہنچ جائے تو پھر کبڑا شخص سر کے اشارے سے رکوع کرے گا۔ (۳)

---

(۱) وفی الهندية: إذا عجز المريض عن القيام صلى قاعدا يركع ويسجد. (الباب الرابع عشر في صلاة المريض: ۱/۱۳۶)

(۲) وفی رد المحتار: ولم أر ما إذا تعذر الركوع دون السجود غير واقع اهـ أي لأنه متى عجز عن الركوع عجز عن السجود نهر. قال ح: أقول على فرض تصوره ينبغي أن لا يسقط لأن الركوع وسيلة إليه ولا يسقط المقصود عند تعذر الوسيلة، كما لم يسقط الركوع والسجود عند تعذر القيام. (باب صلاة المريض: ۲/۹۷)

(۳) لمافی الخلاصة (۱/۵۳): الاحدب اذا بلغت حدوبته الركوع يشير براسه للركوع.

وفی الهندية (۱/۷۰): والاحدب اذا بلغت حدوبته الركوع يشير براسه للركوع.

جو شخص صرف سجدہ پر قادر نہ ہو

جو شخص نماز میں قیام کر سکتا ہو اور رکوع بھی کر سکتا ہو لیکن سجدہ نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ قیام کے وقت باقاعدہ کھڑے ہو کر ہی قرأت کرے اور باقاعدہ رکوع بھی کرے اور سجدہ زمین پر بیٹھ کر سر کے اشارہ سے کرے۔ اور اگر قیام کی حالت میں ہی سر کے اشارے سے سجدہ کر لے تو یہ بھی جائز ہے اسی طرح کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرنا بھی جائز ہے لیکن زمین پر بیٹھ کر اشارہ کرنا افضل ہے۔ (۱)

سجدہ کرنے سے خون نکلتا ہو

اگر کسی شخص کے گھٹنے میں ایسا پھوڑا یا زخم ہو جس کی وجہ سے سجدے کیلئے گھٹنہ نیچے لگانے سے اس پھوڑے یا زخم سے خون نکلنا شروع ہو جاتا ہو تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور اگر دوران نماز کسی وجہ سے خون جاری ہو گیا تو دوبارہ نئے سرے سے وضو کرنا ضروری ہوگا۔ (۲)

جو شخص قیام اور رکوع پر قادر نہ ہو سجدہ پر قادر ہو

جو شخص قیام اور رکوع کی قدرت نہیں رکھتا۔ البتہ باقاعدہ سجدہ کر سکتا ہے تو ایسے شخص کو زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنی چاہئے بلاوجہ کرسی کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، لیکن اگر وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا، بلکہ عذر اور تکلیف کی وجہ سے کرسی پر نماز پڑھ رہا ہے تو اگر وہ زمین پر اتر کر سجدہ کر سکتا ہے تو اتر کر باقاعدہ زمین پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔ (۳)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه: وإن تعذرا ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كاف لا القيام أومأ بالهمز قاعدا وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوماً.
وفی الشامية: ولو صلى قائماً بركوع وقعد وأومأ بالسجود أجزأه، والأول أفضل. (باب صلاة المريض: ۲/۹۷)

(۲) لمافی الدر المختار (۳۰۸۱/۲۰۷) يجب رد عذره او تقليله بقدر قدرته ولو بصلاته موميا وبرده لا يبقى ذا عذر۔

(۳) وفی الشامية: ولم أر ما إذا تعذر الركوع دون السجود غير واقع اهـ أي لأنه متى عجز عن الركوع عجز عن السجود نهر. قال ح: أقول على فرض تصوره ينبغي أن لا يسقط لأن الركوع وسيلة إليه ولا يسقط المقصود عند تعذر الوسيلة، كما لم يسقط الركوع والسجود عند تعذر القيام. (باب صلاة المريض: ۲/۹۷)

جو شخص قیام، رکوع اور سجدہ تینوں پر قادر نہ ہو

جو شخص بیماری یا کمزوری یا بڑھاپے کی زیادتی کی وجہ سے نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ تینوں پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کو اختیار ہے، خواہ زمین پر یا تخت پر یا چارپائی اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور سر کے اشارہ سے رکوع اور سجدہ ادا کرے اور سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکائے۔ (١)

خروج ریح کی صورت میں اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے کا حکم

اگر کسی موذی بیماری کی وجہ سے نماز کے دوران رکوع یا سجدہ کرنے سے ریح خارج ہو جاتی ہو تو مذکورہ عذر (خروج ریح) کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرنا جائز ہے۔ (٢)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر قیام پر قادر ہو

ایک شخص نماز میں قیام پر قادر ہے لیکن رکوع اور سجدہ کرنے پر قدرت نہیں ہے.........

---

(١) وفي التنوير مع شرحه: من تعذر عليه القيام - صلى قاعدا ولو مستندا إلى وسادة أو إنسان فإنه يلزمه ذلك على المختار كيف شاء على المذهب لأن المرض أسقط عنه الأركان فالهيئات أولى قاعدا وهو أفضل من الإيماء قائما لقربه من الأرض ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوما ولا يرفع إلى وجهه شيئا يسجد عليه فإنه يكره تحريما فإن فعل بالبناء للمجهول ذكره العيني وهو يخفض برأسه لسجوده أكثر من ركوعه صح على أنه إيماء لا سجود إلا أن يجد قوة الأرض. (باب صلاة المريض: ٢/٩٧)

(٢) لما في الهندية (١/١٣٨): كل من لا يقدر على اداء ركن الا بحدث يسقط عنه ذالك الركن كذا في فتاوىٰ قاضيخان- حتى لو كان به جراحة لا يستطيع ان يسجد الا وتسيل جراحته وهو صحيح فيما سوى ذالك يقدر على الركوع والقيام والقراءة يصلي قاعداً ويؤمي ايماءً.

وفي الشامية (٢/٩٧): رجل بحلقه خراج ان سجد سال وهو قادر على الركوع والقيام والقراءة يصلي قاعداً ويومي وفيه ايضاً (١/٣٠٧): (قوله ولو بصلاته مؤمئا) اى كما اذا سال عند السجود ولم يسل بدونه فيؤمي قائما اوقاعدا وكذا لو سال عند القيام يصلي قاعدا. (قوله وبرده لا يبقى ذا عذر) قال في البحر: ومتى قدر المعذور على رد السيلان بربا ط او حشو أو كان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده. وخرج برده عن ان يكون صاحب عذر. ويجب ان يصلي جالسا بايماء ان سال بالميلان لان ترك السجود اهون من الصلاة مع الحدث

جس کی وجہ سے وہ اشارہ سے نماز ادا کرتا ہے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ قیام کے وقت باقاعدہ کھڑے ہو کر ہی قرأت کرے رکوع اور سجدہ زمین پر بیٹھ کر اشارے سے کرے۔ سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکائے اور اگر قیام کی حالت ہی میں سر کے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرے تو یہ بھی جائز ہے لیکن زمین پر بیٹھ کر اشارہ کرنا افضل ہے اس صورت میں کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے رکوع اور سجدہ ادا کرنا بھی جائز ہے۔ (۱)

شہادت کی انگلی نہ ہونے کی صورت میں دوسری انگلی سے اشارہ کرنے کا حکم

اگر کسی کی شہادت کی انگلی نہیں ہے تو تشہد میں شہادت کے وقت کوئی دوسری انگلی اٹھانی کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

بستر، تکیہ اور صوفہ پر سجدہ کرنے کا حکم

بعض اوقات کرسی یا چارپائی یا تخت یا زمین پر نماز پڑھنے والے لوگ سامنے رکھے ہوئے تکیہ، صوفے یا بستر پر سجدہ کرتے ہیں، اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ جس چیز پر سجدہ کیا جارہا ہے اگر وہ اتنی سخت ہو کہ اس پر صحیح طریقے سے پیشانی ٹک جائے یعنی مزید دبانے سے نہ دبے۔ جیسے پتلے بستر یا صوفے کا فوم بہت سخت ہو تو اس پر سجدہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ اتنا موٹا یا نرم ہو کہ پیشانی صحیح نہ ٹک سکے، بلکہ دبانے اور زور دینے سے وہ دبتی چلی جائے تو اس پر سجدہ درست نہ ہوگا۔ (۳)

---

(۱) وفي التنوير: وإن تعذرا ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كاف لا القيام أومأقاعداوهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوماً. (باب صلاة المريض: ۲/۹۷)

(۲) لما في الفقه الاسلامي (۱/۷۱۵): بحيث تكون رؤوس أصابعهما على الركبتين ورفع الاصبع السبابة من اليمنى فقط عند الشهادة في التشهد۔

وفي حاشية الطحطاوي (۱/۲۲۴): (قوله أنه يشير) بيان لما في قوله ماصححه۔ (قوله المفتى به عندنا أنه يشير) اى بمسبحته اى وحدها.

وفي الدر المختار (۱/۵۰۹): الصحيح أنه يشير بمسبحته وحدها يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات.

(۳) ومن شروط صحة السجود "كونه على ما" أي شيء "يجد" الساجد "حجمه" بحيث لو بالغ لا تتسفل رأسه أبلغ مما كان حال الوضع فلا يصح السجود على القطن والثلج والتبن والأرز والذرة وبزر الكتان "و" الحنطة والشعير "تستقر عليه جبهته" فيصح السجود لأن حباتها يستقر بعضها على بعض لخشونة ورخاوة۔ (حاشية الطحطاوي: ۱/۲۳۱/باب شروط الصلاة)

اگر اٹھنے پر قادر نہ ہو تو ایسے شخص پر نماز فرض ہے یا نہیں؟

مریض اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے گا اور اگر بیٹھ کر پڑھنے پر قادر نہ ہو تو لیٹ کر سر کے اشارے سے نماز پڑھے گا اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو نماز کو مؤخر کرے گا صحیح ہونے تک، صحیح ہونے کے بعد اگر پانچ سے کم نمازیں قضا ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرنا لازمی ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو اس سے قضا ساقط ہوگی۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں اگر کھڑے ہونے پر قادر نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے، اس پر بھی قادر نہیں ہے تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے اور وضو اگر خود نہ کر سکتا ہے نہ ایسا شخص ہے جو اسے وضو کرائے تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔
الغرض نماز ایسے شخص پر بھی فرض ہے جو بیٹھ کر یا اشارہ سے پڑھ سکتا ہو۔(۱)

دل کے مریض کے لئے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم

ایک شخص دل کا مریض ہے، کئی مرتبہ اس کو دل کا دورہ پڑ چکا ہے۔ ڈاکٹروں نے چلنے پھرنے اور زیادہ بات چیت کرنے سے منع کر دیا ہے، کیونکہ اس سے دل پر دباؤ پڑتا ہے جو زندگی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، اسلئے وہ شخص زیادہ تر بستر پر لیٹا رہتا ہے،.......................

(۱) لمافی الطحطاوی علی الدر(۱/۱۲۵): (قوله يشتد) تقييد لاطلاق المصنف المرض فيعلم ان اليسير لايبيح التيمم ولا فرق فى الاشتداد بين ان يشتد بالتحرك كالمبطون كما افاده بقوله ولو بتحرك او بالاستعمال كالجدرى وجاز له التيمم اتفاقا ان كان لايجد من يوضئه ولا يقدر بنفسه
. وفيه ايضاً (۱/۳۱۹): (قوله بان زادت على يوم وليلة) اى بالساعات او بالاوقات على وزان ماسيأتى فى مسئلة المجنون (قوله فى ظاهر الرواية) وقيل تؤخرولا تسقط وصحح (قوله وعليه الفتوى) راجع الى المغيابه لاللمغيا عليه وهو اذا لم يفهم فانه لايقضى فيه إجماعاً ومحل الخلاف فيما اذا برى من مرضه— على الايماء بالرأس اما ان قدر عليه بعد عجزه فانه يلزمه القضاء وان كان القضاء يجب موسعا لتظهر فائدته فى الايصاء بالاطعام عنه بحر- وفى الشامية (۲/۹۹): (قوله بان زادت على يوم وليلة) أما لوكانت يوماً وليلة أو أقل وهو يعقل فلا تسقط بل تقضى اتفاقاً وهذا اذا صح فلو مات ولم يقدر على الصلاة لم يلزمه القضاء حتى لايلزمه الايصاء... (قوله فى ظاهر الرواية) وقيل لايسقط القضاء بل تؤخر عنه اذا كان يعقل وصححه فى الهداية وهو من اهل الترجيح لكن خالف نفسه فى كتابه التجنيس۔

گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے وہ کرسی پر نماز ادا کرتا ہے۔ میز پر سر ٹکانے سے بھی دل پر ہلکاسا بوجھ محسوس ہوتا ہے توایسے مریض کے نماز کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ باقاعدہ سر ٹکا کر سجدہ کرنے میں دل پر بوجھ محسوس کرتا ہو اور اس سے بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہے تواشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز ہے۔ باقاعدہ سر ٹکا کر سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے نیز اسی طرح اگر قیام سے بیماری بڑھنے کا خطرہ ہو تو نماز میں قیام بھی فرض نہیں بلکہ بیٹھ کر نماز ادا کرے۔البتہ سجدہ میں بہ نسبت رکوع کے زیادہ جھکے۔(۱)

سجدہ کا اشارہ کرنے کے لئے ہاتھ گھٹنوں سے آگے کرنا

اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرنے کی صورت میں دونوں ہاتھ ران پر گھٹنوں کے قریب رکھنے چاہیئں۔یہی صحیح طریقہ ہے۔ سجدہ کے لئے اپنے ہاتھ گھٹنوں سے آگے نکالنا ثابت نہیں۔البتہ اگر کوئی شخص یہ بھول جاتا ہو کہ وہ رکوع کر رہا ہے یا سجدہ، لہٰذا وہ ان دونوں میں فرق کرنے اور اپنی یادداشت صحیح رکھنے اور سہولت کے لئے ایسا کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اس کو شرعی طریقہ نہ سمجھا جائے۔(۲)

بلاعذر سنتیں کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے کا حکم

سنتیں موکدہ اگرچہ نوافل کے حکم میں ہیں۔ لیکن احتیاطاً جہاں تک ہوسکے ان کو بلاعذر بیٹھ کر نہ پڑھنا چاہئے،نہ کرسی پر نہ چوکی پر اور نہ زمین پر، کیونکہ سلف صالحین کا تعامل سنن موکدہ کو کھڑے ہو کر ہی پڑھنے کا رہا ہے،اسلئے حتی الوسع اس تعامل کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔..........

(۱) (ماخذہ: کرسی پر نماز کے مسائل ۲۶)

وفي التنوير مع شرحه: من تعذر عليه القيام أي كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر به يفتى قبلها أو فيها أي الفريضة أو حكمي بأن خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألما شديدا أو كان لو صلى قائما سلس بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعدا ولو مستندا إلى وسادة. (۲/۹۵/باب صلاة المريض)

(۲) (قوله ويجعل سجوده أخفض إلخ) أشار إلى أنه يكفيه أدنى الانحناء عن الركوع وأنه لا يلزمه تقريب جبهته من الأرض بأقصى ما يمكنه كما بسطه في البحر عن الزاهدي. (رد المحتار: ۲/۹۵/باب صلاة المريض)

بالخصوص فجر کی سنتوں کو کیونکہ یہ سب سے زیادہ موکدہ ہیں۔البتہ سنتیں غیر موکدہ بلاشبہ نوافل کے حکم میں ہے ان کو بلاعذر بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔خواہ زمین پر بیٹھ کر پڑھیں یا کرسی پر۔البتہ اگر نماز میں باقاعدہ رکوع وسجدہ کرنے کی قدرت ہوتواس پر لازم ہے کہ باقاعدہ جھک رکوع کرے اور زمین پر سر ٹکا کر سجدہ کرے۔لیکن یہ بات واضح رہے کہ بلاعذر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے کا آدھا ثواب ملتا ہے۔(۱)

صف میں کرسی رکھنے کا طریقہ

جو حضرات شرعی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ اگر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھیں توجماعت میں شرکت کے وقت کرسی رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کے پچھلے پائے صف میں کھڑے مقتدیوں کی ایڑیوں کے برابر ہوں تاکہ کرسی پر بیٹھنے کی صورت میں ان معذورین کا کندھا دیگر نمازیوں کے کندھے کے برابر ہو اور اگر یہ حضرات قیام کے وقت کھڑے ہوجاتے ہیں اور رکوع، سجدہ اور قعدہ کرسی پر بیٹھ کر ادا کرتے ہوں تو اس صورت میں کرسی صف میں اس طرح رکھی جائے کہ اس کے اگلے پاؤں صف میں کھڑے مقتدیوں کی ایڑیوں کے برابر ہو۔

البتہ معذور افراد کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ صف کے کنارے میں نماز پڑھیں تاکہ کرسی رکھنے کی وجہ سے صف میں جو تھوڑا سا خلا پیدا ہوتا ہے وہ پیدا نہ ہو۔(۲)

---

(۱) (ماخذہ: کرسی پر نماز: ۵۰)

وفی الشامية: أقول: لكن في الحلية عند الكلام على صلاة التراويح لو صلى التراويح قاعدا بلا عذر، قيل لا تجوز قياسا على سنة الفجر فإن كلا منهما سنة مؤكدة وسنة الفجر لا تجوز قاعدا من غير عذر بإجماعهم كما هو رواية الحسن عن أبي حنيفة كما صرح به في الخلاصة فكذا التراويح. وقيل يجوز والقياس على سنة الفجر غير تام فإ التراويح دونها في التأكيد فلا تجوز التسوية بينهما في ذلك. قال قاضي خان وهو الصحيح. (۱/۴۴۵/كتاب الصلاة)

وفی حاشية الطحطاوی: "يجوز النفل" إنما عبر به ليشمل السنن المؤكدة وغيرها فتصح إذا صلاها "قاعدا مع القدرة على القيام" وقد حكي فيه إجماع العلماء وعلى غير المعتمد يقال إلا سنة الفجر. (۱/۴۰۲/فصل فی صلاة النفل)

(۲) وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بأيدي إخوانكم ولا تذروا فرجات للشيطان ومن وصل صفا وصله الله ومن قطعه قطعه الله». رواه أبو داود والنسائي منه - (مشكوٰة: ۲/۸۵۳/باب تسوية الصفوف)

غیر معتدل الایام ممالک میں نماز، روزہ اور عید منانے کا حکم

مسائل کی تفصیل میں جانے سے پہلے اس بات کی وضاحت کردو کہ جن مقامات پر مہینوں سورج طلوع یا غروب نہیں ہوتا یا دن رات بہت مختصر ہوتے ہیں ان میں نمازوں کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟ صورتحال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں یہ سوال تو سامنے نہیں آیا تھا کہ جن خطوں میں دن ہی دن یا رات ہی رات رہتی ہے یا ایام بہت مختصر ہوتے ہیں وہاں نماز کیسی پڑھی جائیگی؟ لیکن آپ ﷺ نے ایک اور واقعے کے ضمن میں اس سلسلے کی ایک اصولی ہدایت فرمادی تھی۔

صحیح مسلم میں حضرت نواس؄ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ دنیا میں چالیس دن رہے گا۔ ان چالیس دنوں میں سے ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ باقی ایام تمہارے عام دنوں جیسے ہوں گے، اس موقع پر صحابہ کرام؇ نے پوچھ لیا کہ "جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، کیا ہمارے لئے اس دن میں صرف ایک دن کی نمازیں کافی ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لا، اقدروا لہ قدرہ، نہیں، بلکہ اس کے لئے اندازے سے وقت مقرر کرنا" آگے آنے والے مسائل کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ چنانچہ:

غیر معتدل الایام ممالک کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ دن رات تو چوبیس گھنٹوں میں پورے ہوتے ہیں لیکن دن کے بعض اجزا مفقود ہوتے ہیں۔ (مثلاً شفق غروب نہیں ہوتا تو رات نہیں ہوتی یا شفق تو ظاہر ہوتا ہے لیکن سورج طلوع نہیں ہوتا) اس صورت میں حکم یہ ہے کہ اوقات کا اندازہ لگا کر نماز پڑھیں گے، اور اندازہ لگانے کی تین صورتیں ہیں۔

- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ، حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: «عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» (الصحیح المسلم/باب تسویۃ الصفوف/۱/۳۲۴)

(۱)سال بھر میں معتدل ایام کے آخری دن کا حساب غیر معتدل ایام کی پوری مدت پر لگا کر نماز وغیرہ ادا کریں گے۔ (لیکن یہ بہت مشکل ہے، مثلاً آخری دن جب شفق غروب ہوا اور پھر صبح طلوع ہوئی اس میں ۸ منٹ کا فاصلہ تھا تو ۸ منٹ کے انتظار میں بیٹھنا اور نماز ادا کرنا بہت مشکل ہے۔)

(۲) قریب ترین علاقے کا اعتبار کیا جائے جہاں باقاعدہ شفق غروب ہوتا ہے۔

(۳) شفق جب غروب کی طرف مائل ہو تو وہ مغرب و عشاء کا وقت ہوگا، اس طور پر کہ نصفِ اول مغرب کے لئے اور نصفِ ثانی عشاء کے لئے۔ اور جب شفق طلوعِ شمس کی طرف مائل ہو تو وہ فجر کا وقت ہوگا۔ (ان تینوں میں سے جو بھی آسان ہو اس پر عمل کر سکتے ہیں)

۲۔ دن رات چوبیس گھنٹوں میں پورے ہوتے ہیں اور تمام اوقات بھی پائے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات بہت ہی مختصر ہوتے ہیں۔ ایسے علاقوں میں نماز اپنے معروف اوقات ہی میں ادا کی جائے گی، اگرچہ وقت بہت کم ہو۔ ہاں سنن اور نوافل کا موقع نہ ملے تو صرف فرض پر اکتفاء کر لے پھر دوسرے وقت میں چھوٹی ہوئی سنتوں کے بقدر نوافل پڑھ لے۔ لیکن وقت اتنا مختصر ہے کہ چار رکعات فرض بھی ادا نہیں کر سکتے ہیں تو دو احتمال ہیں:

(۱) اسی وقت میں نماز پڑھے اگرچہ نماز وقت نکل جانے کے بعد پوری ہو۔

(۲) اندازہ لگا کر نماز پڑھے۔

۳۔ دن رات چوبیس گھنٹوں میں پورے نہیں ہوتے بلکہ کبھی رات چھ مہینے کی ہوتی ہے اور کبھی دن چھ مہینے کا ہوتا ہے۔ ایسے ممالک میں قریب ترین علاقوں کا اعتبار کیا جاے گا۔

حکم الصوم:

جہاں دن رات چوبیس گھنٹوں میں پورے ہوتے ہیں لیکن رات بہت ہی مختصر ہوتی ہے تو اگر روزہ قابلِ تحمل ہے تو پورے دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے۔

اور اگر قابلِ تحمل نہیں ہے، مثلاً کھانے پینے کے لئے وقت کافی نہیں ہے یا چوبیس گھنٹوں میں ایک بار کھانا کافی نہیں ہے تو اس صورت میں قریب ترین علاقوں کا اعتبار کیا جائے۔

نیز جہاں چھ مہینے کی رات اور چھ مہینے کا دن ہوتا ہے وہاں بھی قریبی ممالک کا اعتبار کرتے ہوئے اندازہ لگا کر روزہ رکھے اور افطار کرے۔

عید منانے کا طریقہ:

رمضان اور عید منانے کا طریقہ چاند ہی سے معلوم ہوگا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے

صوموا الرویته وأفطروا الرویته.(۱)

اور اگر چاند نظر نہیں آتا تو تیس دن کا مہینہ شمار کریں گے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"فان حالت دونه غیابة فأكملوا ثلثین یوما"(۲)

یہ حکم پہلی دو قسموں کے لئے ہے جہاں دن رات چوبیس گھنٹوں میں پورے ہوتے ہیں۔

رہی آخری قسمیں جہاں مسلسل رات یا مسلسل دن ہوتا ہے وہاں اندازہ لگائیں گے۔ اور اندازہ لگانے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) چوبیس گھنٹوں کو ایک دن شمار کریں اور مہینہ تیس دن کا شمار کریں۔

(۲) قریب ملک کی پیروی کریں جہاں دن رات معتدل ہوتے ہیں۔

"عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال: ذکر رسول الله ﷺ الدجال فقال: ان یخرج و أنا فیکم فأنا حجیجه دونکم الی قوله ... قلنا یا رسول الله و ما لبثه فی الأرض قال: أربعون یوماً یوم کسنة و یوم کشهر و یوم کجمعة و سائر أیامه کأیامکم. قلنا یا رسول الله فذلك الیوم الذی کسنة أیکفینا فیه صلاة یوم؛ قال: لا، أقدروا له قدره."(۳)

(۱)(ترمذی شریف: ۱/۱۴۸، باب ما جاء لاتتقدموا الشهر بصوم)

(۲)(ترمذی شریف: ۱/۱۴۸، باب ما جاء أن الصوم لرؤیة الهلال والإفطار له)

(۳)(مشکوٰۃ شریف: ۲/۴۷۳، باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال)

طحطاوی علی الدر المختار میں ہے:

(وفاقد وقتهما كبلغار فإن فيها يطلع الفجر قبل غروب الشفق في أربعينية الشتاء مكلف بهما فيقدر لهما)

اعلم أن التقدير له معنيان أحدهما: ما سيأتي تقريره في مسئلة الدجال والثاني: فيه طريقتان: الأولى: أن يعتبر بأقرب البلاد إليهم كما ذكره الشافعية... والثانية: أن ينظر إلى وقت العشاء في القريبة منها ماذا يكون من ليلهم فبقدر هذه النسبة يفعل في هولاء فإن كان السدس جعلنا لهولاء سدسه وقت المغرب وبقية وقت العشاء وإن قصر جدًا، وكذا يقدرون في الصوم ليلهم بأقرب بلد يليهم...

(قوله واختاره الكمال) حيث قال: ومن لم يوجد عندهم وقت العشاء أفتى البقال بعدم الوجوب عليهم لعدم السبب كما يسقط غسل اليدين من الوضوء عن مقطوعهما من المرفقين ولا يرتاب متأمل في ثبوت الفرق بين عدم محل الفرض وبين سببه الجعلي الذي جعل علامة على الوجوب الكفي الثابت في نفس الأمر لجواز تعدد المعرفات للشيء فانتفاء الوقت انتفاء المعرف وانتفاء الدليل على الشيء لا يستلزم انتفاءه لجواز دليل آخر وقد وجد وهو ما توالت عليه أخبار الإسراء من فرض الله تعالىٰ الصلوات خمساً بعد أمر الله تعالىٰ أولا بخمسين ثم استقر الأمر على الخمس شرعاً عاماً لأهل الآفاق لا تفصيل فيه بين قطر وقطر وما روى أنه ﷺ ذكر الدجال. قلنا ما لبثه في الأرض قال: أربعون يوماً يوم كسنة ويوم كشهر... فقد أوجب أكثر من ثلثمأة عصر قبل صيرورة الظل مثلا أو مثلين وقس عليه فاستفدنا أن الواجب في نفس الأمر خمس على العموم غير أن توزيعها على تلك الأوقات عند وجودها ولا يسقط بعدمها الوجوب ولذا قال ﷺ خمس صلوات كتبهن الله على العباد (۱)

---

(۱) (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: ۱/۱۷۵-۱۷۶)

(المستفاد: فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۲/۵۰/اوقات نماز کا بیان)

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تکملة فتح الملهم: ۶/۳۸۳-۳۸۴)

مغربی ممالک میں عشاء اور فجر ادا کرنے کا طریقہ

علمائے کرام نے اس کے چار طریقے لکھے ہیں:

(١) اقرب الایام کا اعتبار کیا جائے یعنی آخری دن جو شفق غروب ہونے کا وقت ہے اس کو عشاء کے وقت کی ابتدا سمجھ لیا جائے۔

(٢) اقرب البلاد کا اعتبار کیا جائے یعنی قریبی جگہ میں جس وقت شفق غروب ہوتی ہے اس کا اعتبار کرلیا جائے۔

(٣) آفتاب غروب ہونے سے لیکر طلوعِ آفتاب تک کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کرلیا جائے نصفِ اول مغرب و عشاء کے لئے مناسب وقفے کے ساتھ ہوگا، مثلاً مغرب کے سوا گھنٹے کے بعد عشاء اور نصفِ اخیر فجر کے لئے ہوگا، اس حساب سے نصفِ ثانی کی ابتدا سے روزہ شروع ہوگا اور اسی میں احتیاط ہے۔

(٤) غروبِ آفتاب سے طلوعِ آفتاب تک کے وقت کو سات حصوں میں تقسیم کرکے چھ حصے رات کے اور ساتواں حصہ فجر کا ہوگا۔ مولوی محمد عثمان صاحب نے تفسیر الایمان سندھی میں بحوالہ الدر المختار اور حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ (٩٨/٢) میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہر رات کی صبح صادق تا طلوعِ آفتاب پوری رات کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے حضرت مولانا یعقوب قاسمی صاحب کی کتاب "صبح صادق و شفق" مطالعہ مفید رہیگا۔

*****

معذور کی جماعت (اصل کتاب)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کن لوگوں پر واجب ہے؟

عاقل، بالغ، قادر شخص پر صحیح یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ معذور پر جماعت واجب نہیں ہے۔(۱)

(اکثر فقہاء کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت موکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے، جبکہ بعض فقہاء نے وجوب کا قول اختیار کیا ہے۔) (مرتب) (۲)

مریض کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ نمبر:۱۔ مریض جس کو جماعت سے نماز پڑھنے میں تکلیف ہو اس کے ذمہ جماعت واجب نہیں ہے۔

جس کا ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو

مسئلہ نمبر:۲۔ جس کا ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہوا ہو اس کے ذمہ جماعت واجب نہیں ہے۔

مفلوج زدہ اور شیخ فانی کے لئے جماعت کا حکم

مسئلہ نمبر:۳۔ مفلوج اور شیخ فانی جو جماعت کی حاضری سے قاصر ہوں ان پر جماعت واجب نہیں ہے۔

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه: والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدي: أرادوا بالتأكيد الوجوب۔وقيل واجبة وعليه العامة أي عامة مشايخنا وبه جزم في التحفة وغيرها. قال في البحر: وهو الراجح عند أهل المذهب فتسن أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج. (۱/۵۵۲/باب الامامة)

(۲) قال الرافعي: الجماعة سنة موكدة قريبة من الواجب۔(۱/۵۵۲/باب الامامة)

وفي الهندية: الجماعة سنة مؤكدة. كذا في المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسي وفي الغاية قال عامة مشايخنا: إنها واجبة وفي المفيد وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة وفي البدائع تجب على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج۔(۱/۸۲/ الفصل الاول فی الجماعة)

نابینا کے لئے جماعت کا حکم

مسئلہ نمبر: ۴۔ اندھے پر جماعت واجب نہیں ہے۔ اگرچہ کوئی مسجد لے جانے والا موجود ہو۔

راستہ میں کیچڑ اور بارش کی صورت میں جماعت کا حکم

مسئلہ نمبر: ۵۔ راستہ کی کیچڑ اور بارش کی شدت کی وجہ سے جماعت واجب نہیں رہتی۔ لیکن امام صاحبؒ (ابو حنیفہ) کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ جماعت ترک نہ کرے۔

سخت سردی اور اندھیرے میں جماعت کا حکم

مسئلہ نمبر: ۶۔ سخت سردی اور اندھیرے میں جماعت واجب نہیں۔

شدید آندھی میں جماعت کا حکم

مسئلہ نمبر: ۷۔ رات میں شدید ہوا چل رہی ہو تو جماعت معاف ہے۔ (۱)

جماعت میں شریک ہونے سے مال چوری ہونے کا خوف ہو

مسئلہ نمبر: ۸۔ جماعت کی شرکت سے اگر مال کے چوری ہونے کا خوف ہو اور کوئی حفاظت انتظام دوکان یا مکان بند کرکے نہ کرسکتا ہو تو جماعت معاف ہے۔

---

(۱) (۱،۲،۳،۴،۵،۶،۷) وفی التنویر مع شرحه: ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر إلا المسجد الحرام ونحوه فلا تجب على مريض ومقعد وزمن ومقطوع يد ورجل من خلاف أو رجل فقط. ذكره الحدادي ومفلوج وشيخ كبير عاجز وأعمى وإن وجد قائدا ولا على من حال بينه وبينها مطر وطين وبرد شديد وظلمة كذلك وريح ليلا لا نهارا. وقال ابن عابدين: وعن أبي يوسف: سألت أبا حنيفة عن الجماعة في طين وردغة. فقال: لا أحب تركها. (۱/۵۵۵/باب الامامة)

وفی الهندية: وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لا تجب على المريض والمقعد والزمن ومقطوع اليد والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذي لا يستطيع المشي والشيخ الكبير العاجز والأعمى عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى والصحيح أنها تسقط بالمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة. كذا في التبيين وتسقط بالريح في الليلة المظلمة وأما بالنهار فليست الريح عذرا. (۱/۸۲/ الفصل الاول الجماعة)

مال کی لالچ میں جماعت چھوڑنا

تنبیہ:۔اس سے ان دوکانداروں کی غفلت اور خطا معلوم ہوگئ جو صرف دوکان کے بند کرنیکی دشواری کیوجہ سے یا اس حرص کی وجہ سے کہ اگر مسجد جماعت کے لئے گئے تو بکری کا نقصان ہوگا جماعت چھوڑدیتے ہیں۔یہ لوگ ہرگز معذور نہیں ہیں۔اسلئے ترک واجب کی وجہ سے فاسق ہیں۔افسوس کہ ذرا سی مالی منفعت کی حرص میں سالہا سال بلکہ بسااوقات ساری عمر فسق میں مبتلا رہتے ہیں۔خوب سمجھ لیجیئے کہ مسئلہ (۸) میں خوف مضرت میں ترک جماعت ہے۔اور یہاں عدم نفع ہے۔یہ دونوں متلازم نہیں۔اسلئے ایسے لوگوں پر توبہ کرنا واجب ہے۔

کھانا جل جانے یا خراب ہونے کا اندیشہ ہو

مسئلہ نمبر:۹۔ جو شخص کھانا پکارہاہے اور خوف ہے کہ جماعت میں شرکت سے کھانا جل جائے گا یا خراب ہوجائے گا وہ بھی جماعت ترک کرسکتا ہے۔(۱)

مسجد میں جانے سے جان یا مال کا خطرہ ہو

مسئلہ نمبر:۱۰۔ مسجد کی حاضری سے جان یا مال کی اضاعت کا خطرہ ہو تو ترک جماعت جائز ہے بشرطیکہ جانے میں احتیاط ممکن نہ ہو۔(۲)

مریض کی دیکھ بال کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کا حکم

مسئلہ نمبر:۱۱۔ کسی مریض کے پاس ہو اور علیحدگی سے مریض کو تکلیف یا وحشت ہو یہ بھی ترک جماعت کا عذر ہے۔(۳)

---

(۱) (۸،۹)وفی رد المحتار(۱/۵۵۵/باب الامامة): (قوله وخوف علی ماله) أي من لص ونحوه إذا لم يمكنه غلق الدكان أو البيت مثلا . ومنه خوفه على تلف طعام في قدر أو خبز في تنور۔

(وكذا فی الهندية:۱/۸۳/ الباب الخامس فی الامامة)

(۲)وفی رد المحتار(۱/۵۵۵/باب الامامة):(قوله أو ظالم) يخافه على نفسه أو ماله.

(وكذا فی الهندية:۱/۸۳/ الباب الخامس فی الامامة)

(۳)وفی رد المحتار: (۱/۵۵۵/باب الامامة) (قوله وقيامه بمريض) أي يحصل له بغيبته المشقة والوحشة۔ وفی البحر: (۱/۳۰۳/باب الامامة) او يكون قائما بمريض۔

تنبیہ: ۱۔ علامہ شامیؒ نے فقہاء سے ترکِ جماعت کے بیس (۲۰) اعذار لکھے ہیں۔ سب کی تفصیل یہاں ترک کی جاتی ہے۔ جس کو ضرورت ہو علماء سے تحقیق کرلے۔ (۱)

معذوری کی وجہ سے تنہا نماز پڑھنے کی فضیلت

تنبیہ: ۲۔ علامہ ہرویؒ نے مرقات شرح مشکوۃ میں لکھاہے کہ جو شخص معذوری کی وجہ سے تنہا اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ ملائکہ کی اتنی بڑی صف ہوتی ہے جس کا ایک سرا شمال میں اور دوسرا جنوب میں ہوتا ہے۔ اسلئے منفرد کو چاہئے کہ فرض نماز اقامت کہہ پڑھا کرے۔

لہسن اور پیاز کھانے کے بعد مسجد جانا

مسئلہ نمبر: ۱۲۔ لہسن، پیاز، مولی کھانا جائز ہے۔ البتہ کھاکر مسجد جانا ممنوع ہے اگر بو آتی ہو۔ (۲)

پیاز کھانے کے بعد درود شریف پڑھنے کا عجیب فائدہ

فائدہ: علامہ حمویؒ نے شرح اشباہ میں لکھاہے کہ جو شخص مولی کھاکر درود شریف پڑھ لے اس کو متعفن ڈکار نہ آئیگی۔ مجرب ہے۔ جو حضرات ان چیزوں کے کھانے کے شوقین ہیں ان کو چاہئے کہ اس سے مستفید ہوں۔ (۳)

---

(۱) (وفي رد المحتار: ۲/۲۲۷/ باب الامامة / رشيديه)

(۲) (قوله وأكل نحو ثوم) أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد. قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري قلت: علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ولا يختص بمسجده عليه الصلاة والسلام. بل الكل سواء لرواية مساجدنا بالجمع. خلافا لمن شذ ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة مأكولا أو غيره.

(وفي رد المحتار: ۱/۶۶۱/مطلب: الغرس فى المسجد)

(۳) (غمز عيون البصائر: ۳/۵۹/الفن الثانى فى الاحكام المسجد) "مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا". وَفِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ "أَوْ فُجْلًا لِيَعْتَزِلَنَّ مِنْ مَسْجِدِنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ". وَذَكَرَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ أَنَّ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَوَّلِ أَكْلِ الْفُجْلِ لَمْ يَجِدْ لَهُ رِيحًا خَبِيثًا.

بھول کر یا ضرورت کی وجہ سے پیاز کھالیا

مسئلہ نمبر: ۱۳۔ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے یا بھول کر جماعت کے وقت کے قریب کھالیا تو جماعت کی شرکت سے ممنوع قرار دیا جائیگا۔ اور ترک جماعت میں معذور ہونے کی وجہ سے قابل مواخذہ نہ ہوگا۔ البتہ بلا عذر عمداً جماعت کے قریب تر وقت میں کھانا ممنوع ہے۔

پیاز وغیرہ کھانے کے بعد مسجد میں تنہا نماز پڑھنے کا حکم

مسئلہ نمبر: ۱۴۔ ایسا شخص تنہا بھی مسجد میں نماز فرض و نفل نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ بدبو سے ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ (۱)

بیماری یا کسی اور وجہ سے بدبو آنے کی صورت میں مسجد جانے کا حکم

مسئلہ نمبر: ۱۵۔ جو شخص گندہ ذہنی میں یا گندہ ابطی میں یا جزام و برص میں (یا کسی بھی ایسی بیماری میں جس سے لوگوں کو گھن آتی ہے) مبتلا ہو اسی طرح قصاب اور مچھلی فروش جس کے بدن سے بدبو آتی ہو ایسے لوگوں کو مسجد کی حاضری کی اجازت نہیں۔ اور ترک مسجد و جماعت میں معذور ہوں گے۔ بلکہ حکم شرعی پر عمل کی وجہ سے انشاء اللہ ماجور ہوں گے۔

بدبودار دواء استعمال کرنے والے کا حکم

مسئلہ نمبر: ۱۶۔ بعض لوگ کھجلی وغیرہ میں ایسے دوا کا استعمال کرتے ہیں۔ جس میں گندھک یا اس کے مثل بدبودار چیز ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ بھی مسجد کی حاضری سے معذور قرار دیئے جائیں گے۔ (۲)

---

(۱) (۱۳،۱۴) أن أكل هذه الأشياء عذر في التخلف عن الجماعة. وأيضا هنا علتان: أذى المسلمين وأذى الملائكة؛ فبالنظر إلى الأولى يعذر في ترك الجماعة وحضور المسجد، وبالنظر إلى الثانية يعذر في ترك حضور المسجد ولو كان وحده اهـ ملخصا. أقول: كونه يعذر بذلك ينبغي تقييده بما إذا أكل ذلك بعذر أو أكل ناسيا قرب دخول وقت الصلاة لئلا يكون مباشرا لما يقطعه عن الجماعة بصنعه.

(رد المحتار: ۱/۶۶۱/مطلب: الغرس في المسجد)

(۲) (۱۵،۱۶) أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم

بدبودار چیز کاازالہ نہ کرنے والے کاحکم

مسئلہ نمبر:۱۷۔ جس گندہ دہنی وغیرہ کادور کرنااختیاری ہو کہ منہ مسواک منجن وغیرہ سے صاف ہوسکتا ہو تو صاف کرنالازم ہے۔تاکہ جماعت کی شرکت جوکہ واجب ہے اس کو ادا کرسکے۔اگر صفائی میں لاپرواہی برتی اسلئے بدبونہ گئی توترک جماعت میں معذور نہ ہوگا۔عاصی ہوگا۔(گناہگار)

مسئلہ نمبر:۱۸۔ مسائل مذکورہ میں معذور اس وقت ہوگاجب کسی اختیاری تدبیر سے صفائی نہ حاصل کرسکتاہو۔

مسئلہ نمبر:۱۹۔ قصاب اور مچھلی فروش اس وقت معذور ہوں گے۔جب بدبودور کرکے مسجد نہ آسکتے ہوں۔بلکہ ہمہ وقت مشغولیت کی وجہ سے بدبوایسی سرایت کرگئی ہو کہ باوجوداہتمام کے صفائی حاصل نہ ہوسکتی ہو توکپڑے کا تبدیل کرناکافی ہو۔اگر ایسا نہیں تومعذور نہ ہوں گے۔(کیونکہ اس کے بغیر عذر کاتحقق نہ ہوگا) مرتب۔(۱)

- والبصل المسجد. قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري قلت: علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ولا يختص بمسجده عليه الصلاة والسلام . بل الكل سواء لرواية مساجدنا بالجمع، خلافا لمن شذ ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة مأكولا أو غيره، وإنما خص الثوم هنا بالذكر وفي غيره أيضا بالبصل والكراث لكثرة أكلهم لها، وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة، وكذلك القصاب، والسماك، والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق. وقال سحنون لا أرى الجمعة عليهما. واحتج بالحديث وألحق بالحديث كل من آذى الناس بلسانه، وبه أفتى ابن عمر وهو أصل في نفي كل من يتأذى به. ولا يبعد أن يعذر المعذور بأكل ما له ريح كريهة. لما في صحيح ابن حبان عن «المغيرة بن شعبة قال انتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد مني ريح الثوم فقال: من أكل الثوم. فأخذت يده فأدخلتها فوجد صدري معصوبا. فقال: إن لك عذرا» وفي رواية الطبراني في الأوسط «اشتكيت صدري فأكلته» وفيه: فلم يعنفه صلى الله عليه وسلم . وقوله صلى الله عليه وسلم «وليقعد في بيته» صريح في أن أكل هذه الأشياء عذر في التخلف عن الجماعة. (وفي رد المحتار: ۱/۶۶۱/ مطلب: الغرس فى المسجد)

(۱)(۱۷،۱۸،۱۹) أقول: كونه يعذر بذلك ينبغي تقييده بما إذا أكل ذلك بعذر أو أكل ناسيا قرب دخول وقت الصلاة لئلا يكون مباشرا لما يقطعه عن الجماعة بصنعه. (رد المحتار:۱/۶۶۱/مطلب:الغرس فى المسجد)

خواہش کے باوجود عذر کی وجہ سے جماعت چھوڑنا باعث ثواب ہے

تنبیہ ا:۔ جن اعذار کی وجہ سے جماعت کا ترک کرنا جائز ہے۔ اگر ان کی وجہ سے جماعت ترک کی ہے تو ثواب جماعت کا ملے گا۔

تنبیہ ۲:۔ تنبیہ (۱) سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ثواب کے مستحق وہ لوگ ہونگے جو شرکت کا ارادہ ہوتے ہوئے عذر کی وجہ سے معذور ہیں۔ اگر وہ لوگ جن کا ارادہ ہی جماعت کی شرکت کا نہیں ہے۔ وہ ثواب سے محروم رہیں گے۔ (۱)

امام کو بعد میں نماز کی فساد کا علم ہوا

مسئلہ نمبر: ۲۰۔ امام کو فراغت نماز کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی نماز کسی وجہ سے نہیں ہوئی ۔ مثلاً وضو نہ تھا یا کپڑے یا جسم میں نجاست لگی تھی۔ جس کا علم نہ تھا تو لازم ہے کہ مقتدیوں کو اس واقعہ کی خبر کردے تاکہ لوگ نماز کا اعادہ کرلیں۔ اگر خود ملاقات نہ ہوسکے تو دوسرے کے ذریعہ مطلع کردے یا خط بھیج دے۔ ان تمام طریقوں سے اگر خبر دینا ممکن نہ ہو کہ نام ونشان معلوم نہیں ہے تو معذور قرار دیا جائے گا۔ (۲)

*****

---

(۱) وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أعذارها المبيحة للتخلف" وكانت نيته حضورها لولا العذر الحاصل "يحصل له ثوابها" لقوله صلى الله عليه وسلم: "إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى". (مراقی الفلاح على نور الايضاح: ۱/۱۱۳/فصل يسقط حضور الجماعة)

(۲) "ويلزم الإمام" الذي تبين فساد صلاته "إعلام القوم بإعادة صلاتهم بالقدر الممكن" ولو بكتاب أو رسول "في المختار" لأنه صلى الله عليه وسلم صلى بهم ثم جاء ورأسه يقطر فأعاد بهم وعلي رضي الله عنه صلى بالناس ثم تبين له أنه كان محدثا فأعاد وأمرهم أن يعيدوا وفي الدراية لا يلزم الإمام الإعلام إن كانوا قوما غير معينين وفي خزانة الأكمل لأنه سكت عن خطأ معفو عنه وعن الوبري يخبرهم وإن كان مختلفا فيه ونظيره إذا رأى غيره يتوضأ من ماء نجس أو على ثوبه نجاسة. (مراقی الفلاح على نور الايضاح: ۱/۱۱۳/باب الامامة)

اضافہ شدہ مسائل

معذور کی جماعت

معذور آدمی کا گھر پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم

شریعت مطہرہ نے عذر شرعی، مثلاً بیماری، شدید بارش، شیخ فانی وغیرہ کا اعتبار کیا ہے اور معذور آدمی کو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ترک کرنے کی رعایت رکھی ہے۔ لہٰذا معذور آدمی مسجد کے پڑوس میں رہتے ہوئے بھی گھر میں اپنے تیمار دار یا دیکھ بھال کرنے والے کسی فرد کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔(١)

ریاحی مریض کے لیے جماعت کا حکم

اگر کسی شخص کو ریاح کا مرض ہو تو اگر اندیشہ ہو کہ مسجد ہی میں ریح خارج ہو جائے گی، تو ایسے شخص پر جماعت میں شرکت ضروری نہیں، تنہا نماز پڑھنے پر ترکِ جماعت کا گناہ نہ ہوگا، بلکہ اکیلا نماز پڑھنے پر بھی جماعت کا ثواب ملے گا۔(٢)

---

(١) لما في الهندية(١/٨٢): الجماعة سنة مؤكدة كذا في المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسي ...(ص٨٣) وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لاتجب على المريض والمقعد و الزمن ومقطوع اليد والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذي لا يستطيع المشي والشيخ الكبير العاجز والاعمٰى عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ۔

وفي الدر المختار (١/٥٥٣):(والجماعة سنة مؤكدة للرجال... (وأقلها اثنان)... (وقيل واجبة وعليه العامة)... (فتسن أو تجب)... على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج)... (فلا تجب على مريض ومقعد وزمن ومقطوع يد ورجل من خلاف) ... (ومفلوج وشيخ كبير عاجز وأعمىٰ) وإن وجد قائداً... وقيامه بمريض الخ۔

(٢)احسن الفتاوى:٢/٢٨٣)

أن أكل هذه الأشياء عذر في التخلف عن الجماعة. وأيضاً هنا علتان: أذى المسلمين وأذى الملائكة؛ فبالنظر إلى الأولى يعذر في ترك الجماعة وحضور المسجد، وبالنظر إلى الثانية يعذر في ترك حضور المسجد ولو كان وحده اهـ ملخصاً. أقول: كونه يعذر بذلك ينبغي تقييده بما إذا أكل ذلك بعذر أو أكل ناسيا قرب دخول وقت الصلاة لئلا يكون مباشرا لما يقطعه عن الجماعة بصنعه۔ (رد المحتار: ١/٦٦١/مطلب:الغرس في المسجد)

دست کے مریض کے لیے جماعت کا حکم

اگر کسی شخص کو دست یا پیچش کا عارضہ ہو، ہر تھوڑے تھوڑے وقفہ پر جانا پڑتا ہو اور غالب گمان یہ ہو کہ مسجد میں جانے کے بعد بھی، یا جماعت کے اندر بھی تقاضا ہوگا، اور وہاں قضائے حاجت میں دشواری ہوگی، تو ایسے شخص سے جماعت کا حکم ساقط ہے۔(۱)

معذور کیلئے پیشاب کی تھیلی کے ساتھ مسجد جانے کا حکم

واضح رہے کہ جس مریض کو پیشاب کی تھیلی لگی ہوئی ہو وہ شرعاً معذور کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اس کے لئے اس حال میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ البتہ وہ پیشاب کی تھیلی کے ساتھ مسجد میں داخل نہ ہو، بلکہ گھر پر تنہا نماز ادا کرے۔ کیونکہ یہ شخص حامل نجاست ہیں۔ اور حامل نجاست کے لئے مسجد میں داخل ہونا درست نہیں ہوتا۔(۲)

*****

---

(۱) وفي الهندية: وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لا تجب على المريض والمقعد والزمن ومقطوع اليد والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذي لا يستطيع المشي والشيخ الكبير العاجز والأعمى عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى والصحيح أنها تسقط بالمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة. كذا في التبيين وتسقط بالريح في الليلة المظلمة وأما بالنهار فليست الريح عذرا- (۱/۸۲/ الفصل الاول في الجماعة)

(۲) في التنوير مع شرحه وكره تحريما الوطء فوقه. والبول والتغوط لأنه مسجد إلى عنان السماء واتخاذه طريقا بغير عذر وصرح في القنية بفسقه باعتياده وإدخال نجاسة فيه وعليه فلا يجوز الاستصباح بدهن نجس فيه ولا تطيينه بنجس ولا البول والفصد فيه ولو في إناء وفي الشامية: (قوله وإدخال نجاسة فيه) عبارة الأشباه: وإدخال نجاسة فيه يخاف منها التلويث. اهـ ومفاده الجواز لو جافة. لكن في الفتاوى الهندية: لا يدخل المسجد من على بدنه نجاسة-(۱/۶۵۶)

معذور کی امامت (اضافہ شدہ مسائل)

نابینا کی امامت

نابینا اگر متقی پرہیزگار ہو اور پاکی و صفائی کا اچھی طرح خیال رکھنے والا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے، حدیث میں اس کا جواز ثابت ہے، البتہ اگر کوئی نابینا طہارت، صفائی، ستھرائی اور پاکی کے سلسلے میں غفلت سے کام لیتا ہو اور نجاست سے بچنے کا اچھی طرح اہتمام نہ کرتا ہو تو ایسے نابینا کی امامت مکروہ ہوگی۔ (۱)

جس کے دانت نہ ہوں

جس شخص کے مکمل دانت ٹوٹ چکے ہوں، یا سامنے کے اوپر والے ٹوٹ چکے ہوں، تو ایسے شخص کی امامت کے سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ: اس نے اگر حروف کی ادائیگی کی اس قدر مشق کرلی ہے کہ تمام (حروفِ نطقیہ) بالکل صاف ادا ہوجاتے ہیں، تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر حروف صاف ادا نہیں ہوتے تب بھی اس کی امامت جائز ہے۔ لیکن اگر حروفِ نطقیہ بدل کر دوسرے ہوجاتے ہوں، مثلاً ثاء کو سین، لام کو یا اور راء کو غین بنادے تو اس کی امامت میں اختلاف ہے، احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۲)

ہکلے اور توتلے کی امامت

ایسا شخص جو کو کسی بھی مرض اور عذر مثلاً لکنت، ہکلے پن اور توتلے ہونے کی بنا پر حروف صحیح اور درست ادا کرنے پر قادر نہ ہو، یا ایک حرف کی جگہ پر کوئی دوسرا حرف نکل آتا ہو، ....

---

(۱) وكره إمامة العبد والأعمى لعدم اهتدائه إلى القبلة و صون ثيابه عن الدنس، و إن لم يوجد أفضل منه فلا كراهة. (مراقي الفلاح: ۳۰۲/دار الكتب العلمية)

أن النبي صلى الله عليه وسلم استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس وهو أعمى- (أبو داود).

(۲) (حاشيه امداد الفتاوى: ۲۶۸/۱/)

(قوله ولا غير الألثغ به) هو بالثاء المثلثة بعد اللام من اللثغ بالتحريك. قال في المغرب: هو الذي يتحول لسانه من السين إلى الثاء. وقيل من الراء إلى الغين أو اللام أو الياء. زاد في القاموس أو من حرف إلى حرف- (رد المحتار/باب الامامة: ۵۸۱/۱)

یا زلدَ حروف نکل آتے ہوں، مثلاً: آ، آ، یا فا، فا، فا وغیرہ تو ایسے شخص کی امامت غیر معذور اور درست پڑھنے والے کے لیے درست نہیں، البتہ اسی جیسے افراد کے لیے درست ہے۔ (۱)

بہرے کی امامت

بہرے کی امامت درست ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ کبھی لقمہ دینے کی نوبت آئے، اور وہ نہ سن سکے، اس لیے افضل یہی ہے کہ جو بہرہ نہ ہو اور امام کی صفات اس میں ہوں، اس کو امام بنایا جائے۔ (۲)

لنگڑے کی امامت

جس شخص کے پاؤں کا لنگڑا پن اتنا زیادہ ہو کہ پاؤں سیدھا کھڑا نہ رکھ سکتا ہو، ایسے شخص سے عموماً طبعی انقباض ہوتا ہے، اس لیے اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، البتہ اگر کوئی ایسا معذور علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری میں سب مقتدیوں سے فائق ہو تو اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں حتیٰ کہ اگر اس حالت میں لوگوں کو نفرت ہو، پھر بھی اس کا اعتبار نہیں، اسی طرح جس کا لنگڑا پن اس قدر معمولی ہو کہ دونوں پیروں پر سہارا دے کر کھڑا ہو جاتا ہے، وہ اس اعرج میں داخل نہیں، جس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، کیونکہ تھوڑا لنگڑا پن موجبِ نفرت نہیں۔ (۳)

نامرد کی امامت

اگر کوئی شخص کسی مرض اور سبب سے نامرد ہو جائے تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر کوئی پیدائشی طور پر نامرد ہو تو بھی اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ (۴)

---

(۱)(فتاوی رحیمیہ: ۱/۱۵۴)

ولاغير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح-(درمختار/باب الامامة:۱/۵۸۱)

(۲)(فتاوی محمودیہ: ۶/۲۵۹)

(۳)(احسن الفتاوی: ۳/۲۱۸)

(۴)(محمودیہ: ۲/۱۰۱)

بیٹھ کر امامت کرنے والے کی اقتدا کا حکم

اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا، بلکہ بوجہ عذر بیٹھ کر پڑھاتا ہے اور رکوع و سجدہ کے لیے محض اشارہ نہیں کرتا، بلکہ جس طرح تندرست آدمی بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور رکوع کے لیے گھٹنوں کے مقابل سر جھکاتا ہے اور سجدہ کے لیے زمین پر سر رکھتا ہے، اسی طرح وہ بھی کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے تندرست مقتدیوں کی نماز صحیح ہوگی، مگر اس صورت میں بھی بہتر یہ ہے کہ امام ایسا آدمی ہو جو کھڑے ہو کر قیام اور رکوع کے ساتھ امامت کرے، اور اگر یہ شخص سجدے کے لیے زمین پر سر ٹیک نہیں سکتا، بلکہ اشارہ سے سجدہ کرتا ہے تو مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی۔ (۱)

تیمم کرنے والے یا پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت

۱) : اگر عذرِ شرعی کی بنا پر کسی نے وضو یا غسل کے لیے تیمم کیا ہو تو اس کی امامت درست ہے۔

۲) : اگر زخم پر کسی نے پٹی باندھی ہو اور وضو میں اس پر مسح کیا ہو تو اگر اس کے اندر خون نہ بہتا ہو تو اس کی امامت درست ہے۔ (۲)

معذورِ شرعی کی امامت درست نہیں

جو شخص شرعی معذور ہو یعنی وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جسکی وجہ سے نماز کے پورے وقت میں اس کا وضو اتنی دیر نہیں رہتا جس میں وہ فرض نماز ادا کر سکے، ایسے معذور کے پیچھے غیر معذور افراد کی نماز نہیں ہوگی۔ (۳)

---

(۱) (امداد الفتاوی: ۱/۳۰۰)

وفي رد المحتار: و صح اقتداء قائم بقاعد يركع و يسجد؛ لأنه صلى آخر صلاته و هم قيام وأبو بكر يبلغهم تكبيرة...وغيره أولى. (باب الإمامة: ۲/۳۳۶)

(۲) وفي الدر المختار: وصح اقتداء متوضئ بمتيمم و غاسل بماسح. (۱/۵۸۸)

(۳) وفي الدر المختار: ولا طاهر بمعذور. (باب الإمامة: ۲/۳۴۸)

بواسیر میں مبتلا کی امامت

ایک شخص کو بواسیر کا مرض ہے، لیکن ہر وقت اس سے خون جاری نہیں ہوتا کہ شرعاً وہ معذور کہلائے، البتہ خون کب نکلے اور کب بہہ پڑے، اس کا خوف اور اندیشہ رہا کرتا ہے، تو ایسا شخص چونکہ معذورِ شرعی نہیں، لہٰذا فی نفسہ ایسے شخص کی امامت درست ہے، تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ دوسرا اہل اور صحیح آدمی امامت کروائے، یہ شخص امامت نہ کرے، تاکہ خدانخواستہ اگر وضو ٹوٹ گیا تو مسائل پیش نہ آئیں۔ (۱)

حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثلِ ثانی میں پڑھنے کا حکم

مسلکِ احناف میں قولِ مختار یہی ہے کہ وقتِ عصر مثلین سے شروع ہوتا ہے۔ پس عام حالات میں مفتی بہ قول پر عمل کرنا چاہیے احتیاط اسی میں ہے۔ البتہ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ وقتِ عصر مثلِ اول کے بعد شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اگر کوئی معذور ہو یا مسافر ہو یا کسی شافعی المسلک امام کے پیچھے عصر کی نماز پڑھنے کا اتفاق ہو جائے تو مثل اول میں عصر کی نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ خصوصاً حرمین شریفین میں تو جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھنا چاہیے مسجد اور جماعت کی فضیلت ترک نہیں کرنا چاہیے یہی افضل ہے۔

فیض الباری میں ہے:

فتحصل أنه صلى الظهر تارة في المثل و هو وقتها المختص و تارة في المثل الثاني و هو الوقت الصالح لها و كذالك صلى العصر تارة بعد المثل الأول و هو وقت صالح لها أيضاً و صلاها تارة بعد المثل الثاني قبل نهاية المثل الثالث و هو الوقت المختص بها مع إبقاء الفاصلة بين الصلاتين في اليومين، وهذا عين مذهبنا. فلله الحمد أولاً و آخراً.(۲)

---

(۱)(فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۰۳/۲)

(۲)(فیض الباری: ۹۹/۲، کتاب مواقیت الصلاۃ)

فتح القدیر میں ہے:

اعلم أن الروايات عن أبي حنيفة رحمه الله اختلفت في آخر وقت الظهر، روى محمد رحمه الله عنه إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال خرج وقت الظهر و دخل وقت العصر و هو الذي عليه أبو حنيفة رحمه الله، روى حسن بن زياد رحمه الله عنه إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال خرج وقت الظهر و دخل وقت العصر و به أخذ أبو يوسف رحمه الله و محمد رحمه الله و زفر رحمه الله و الشافعي رحمه الله۔ (۱)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

قالوا الاحتياط أن يصلي الظهر قبل صيرورة الظل مثله و يصلي العصر حين يصير مثليه ليكون الصلاتان في وقتهما بيقين۔ (۲)

فتاوی حقانیہ میں ہے:

عصر کی نماز مثلین کے بعد پڑھنا افضل ہے اگرچہ اس میں جماعت فوت ہو جانے کا خدشہ ہو مگر یہ حکم دیگر عام مقامات کے لئے ہے، حرمین شریفین کی حرمت اور فضیلت کی وجہ سے جماعت میں شریک ہونا چاہیے اور مثلین تک تاخیر کرنا ضروری نہیں، بلکہ حرمین شریفین میں باجماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔ (۳)

حرمین شریفین میں وتر کی نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کے حکم کے متعلق صفحہ نمبر ۳۵٦ ملاحظہ فرمالیں۔

*****

---

(۱) (فتح القدير: ۲۱۹/۱، دار الفكر- و كذا في فتاوى اللكنوي: ص ۱۹۴-۱۹۸، بيروت)

(۲) (الفتاوىٰ الهندية: ۵۱/۱)

(۳) (فتاوىٰ حقانيه: ۳۲/۲، باب المواقيت، نيز ملاحظه ہو: فتاوىٰ محموديه: ۳۲۱/۵، باب المواقيت، جامعه فاروقيه)

معذور کا جمعہ (اصل کتاب)

معذور کیلئے جمعہ کا حکم

مسئلہ :۱۔ جن اعذار واسباب کی وجہ سے جماعت واجب نہیں رہتی۔ انہیں اعذار سے جمعہ کا وجوب بھی ساقط ہو جاتا ہے۔البتہ جو عذر جماعت کے واجب نہ رہنے کا مسئلہ (۹) میں مذکور ہے وہ عذر جمعہ کے ترک کے لئے فقہاء نے نہیں لکھا ہے۔ظاہر یہی ہے کہ مسئلہ (۹) کے عذر سے ترک جمعہ جائز نہیں۔ (۱)

مسافر پر جمعہ واجب نہیں

مسئلہ :۲۔ سفر بھی ترک جمعہ کے اعذار میں سے ہے۔اسلئے مسافر کے ذمہ جمعہ واجب نہیں ہے۔ہاں عزیمت یہی کہ پڑھ لے۔ (۲)

اذان جمعہ کے بعد سفر کرنا جائز نہیں

مسئلہ :۳۔ جمعہ اذان اول ہو جانے کے بعد فرض ہو جاتا ہے قبل اذان سفر کرنا منع نہیں ہے۔اور بعض فقہاء نے آفتاب ڈھل جانے کے بعد جمعہ فرض کہا ہے اسلئے ان کے نزدیک زوال آفتاب سے قبل سفر جائز ہے اوراس کے بعد ناجائز۔ احتیاط اسی میں ہے کہ دوسرے قول کو معمول بہ بنالیاجائے۔اور جو شخص قول اول پر عمل کرے اس کو بھی ملامت نہ کی جائے۔ (علماء سے مزید تحقیق کرلی جاوے) (۳)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه:وشرط لافتراضها تسعة تختص بها إقامة بمصر وأما المنفصل عنه فإن كان يسمع النداء تجب عليه عند محمد وبه يفتى كذا في الملتقى، وقدمنا عن الولوالجية تقديره بفرسخ ورجح في البحر اعتبار عوده لبيته بلا كلفة وصحة وألحق بالمريض الممرض والشيخ الفاني وحرية والأصح وجوبها على مكاتب ومبعض-(۲/۱۳۶/ باب الجمعة)

(۲) وفی رد المحتار:قوله:اقامة: خرج به المسافر. (۲/۱۳۶/ باب الجمعة)

وفی الهندية: لاتجب الجمعة على العبيد والنسوان والمسافر-(۱/۱۳۲/الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة)

(۳) وفی التنویر مع شرحه:(لا بأس بالسفر يومها إذا خرج من عمران المصر قبل خروج وقت الظهر) كذا في الخانية لكن عبارة الظهيرية وغيرها بلفظ دخول بدل خروج. وقال في شرح المنية: والصحيح أنه يكره السفر بعد الزوال قبل أن يصليها ولا يكره قبل الزوال. (۲/۱۳۶/ باب الجمعة)

(وكذافی حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح:۱/۵۲۰/ باب الجمعة)

اضافہ شدہ مسائل

بوجہ عذر غسل جمعہ کے بعد وضو کی حاجت کا پیش آنا

جمعہ کے دن کا غسل جمعہ کے دن کی وجہ سے مسنون ہے یا نماز جمعہ کی وجہ سے، سو اس کے متعلق فقہاء کرامؒ کا اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کرام غسل جمعہ کو جمعہ کے دن کی سنت قرار دیتے ہیں ۔جبکہ بعض حضرات کے نزدیک غسل جمعہ نماز کی سنت ہے۔اب اگر کسی شخص نے جمعہ کے دن غسل کیااور بعد میں اس کو حدث لاحق ہوگیا۔ چنانچہ اس نے وضو کرکے نماز جمعہ ادا کرلیاتوعلامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس حدث کی وجہ سے غسل مسنون پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔بلکہ اس کو غسل مسنون کاثواب مل جائیگا۔کیونکہ یہ غسل طہارت کے لئے نہیں بلکہ نظافت کے لئے ہے۔اورمذکورہ صورت میں وضو کرنے کی وجہ سے نظافت میں مزید اضافہ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض صورتوں میں وضو کو برقراررکھنا مشکل ہوجاتاہے۔خاص کر لمبے دنوں میں ۔اسلئے اگر کسی نے غسل کے بعد حدث کی وجہ سے وضو کرلیا تب بھی غسل کی سنت اداہوجائیگی۔ مگر چونکہ اکثر علماء نے دوسرے قول کوراجح قرار دیاہےاسلئے افضل یہی ہے کہ جمعہ کی نماز سے کچھ دیر قبل غسل کیاجائے اوراسی غسل سے نماز جمعہ اداکی جائے۔(۱)

---

(۱) (قوله: هو الصحيح) أي كونه للصلاة هو الصحيح، وهو ظاهر الرواية. ابن كمال: وهو قول أبي يوسف. وقال الحسن بن زياد: إنه لليوم. ونسب إلى محمد والخلاف المذكور جار في غسل العيد أيضا كما في القهستاني عن التحفة. وأثر الخلاف فيمن لا جمعة عليه لو اغتسل وفيمن أُحدث بعد الغسل وصلى بالوضوء نال الفضل عند الحسن لا عند الثاني. قال في الكافي: وكذا فيمن اغتسل قبل الفجر وصلى به ينال عند الثاني لا عند الحسن؛ لأنه اشتراط إيقاعه فيه إظهارا لشرفه ومزيد اختصاصه عن غيره كما في النهر. قيل وفيمن اغتسل قبل الغروب. واستظهر في البحر ما ذكره الشارح عن الخانية من أنه لا يعتبر إجماعا؛ لأن سبب مشروعيته دفع حصول الأذى من الرائحة عند الاجتماع والحسن وإن قال هو لليوم. لكن بشرط تقدمه على الصلاة، ولا يضر تخلل الحدث بينه وبين الغسل عنده. وعند أبي يوسف يضر. اهـ. ولسيدي عبد الغني النابلسي هنا بحث نفيس ذكره في شرح هداية ابن العماد. حاصله أنهم صرحوا بأن هذه الاغتسالات الأربعة للنظافة لا للطهارة مع أنه لو تخلل الحدث -

معذور کی عیدین (اصل کتاب)

دیہات میں عیدین کی نماز کا حکم

مسئلہ نمبر: ا۔ دیہات جہاں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔وہاں عیدین کی نماز بھی مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

بوجہ عذر عید کی نماز پہلے دن پڑھنا مشکل ہو

مسئلہ: ۲۔ عید کے روز اگر بارش ہونے لگے تو دوسرے دن پڑھ لے۔

چاند کی خبر ظہر کے بعد مل جائے

مسئلہ نمبر: ۳۔ عید کے چاند کا ثبوت ایسے وقت ہوا کہ اس روز صلوۃ عید نہیں پڑھ سکتا تو دوسرے دن پڑھے۔

عذر کی وجہ سے دوسرے روز بھی عید کی نماز رہ گئی

مسئلہ: ۴۔ اگر کسی قوی عذر کی وجہ سے دوسرے روز بھی عیدالفطر کی نماز نہ پڑھ سکا تو تیسرے روز عیدالفطر کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔

بلا عذر کے پہلے دن عید کی نماز نہ پڑھنے کا حکم

مسئلہ نمبر: ۵۔ بغیر عذر کے اگر پہلے دن نہیں پڑھا تو دوسرے روز پڑھنا ممنوع ہے۔

- تزداد النظافة بالوضوء ثانيا، ولئن كانت للطهارة أيضا فهي حاصلة بالوضوء ثانيا مع بقاء النظافة فالأولى عندي الإجزاء وإن تخلل الحدث؛ لأن مقتضى الأحاديث الواردة في ذلك طلب حصول النظافة فقط. اهـ أقول: ويؤيده طلب التبكير للصلاة، وهو في الساعة الأولى أفضل وهي إلى طلوع الشمس، فربما يعسر مع ذلك بقاء الوضوء إلى وقت الصلاة ولا سيما في أطول الأيام، وإعادة الغسل أعسر {وما جعل عليكم في الدين من حرج} [الحج:] وربما أداه ذلك إلى أن يصلي حاقنا وهو حرام، ويؤيده أيضا ما في المعراج: لو اغتسل يوم الخميس أو ليلة الجمعة استن بالسنة لحصول المقصود وهو قطع الرائحة. (رد المحتار: ۱/۱۶۹/سنن الغسل)

(۱) وفي التنوير مع شرحه: صلاة العيد في القرى تكره تحريما أي لأنه اشتغال بما لا يصح لأن المصر شرط الصحة۔ (باب العيدين: ۲/۱۶۵/)

(وكذا في الهندية: ۱/۱۵۰/ الباب لاسابع عشر في صلوة العيدين)

عیدین کی نماز کی قضاء نہیں

تنبیہ:۔ عیدین کی نماز اگر ادا نہیں کی تو اس کی قضاء نہیں ہے نہ اس کی وصیت ہے ۔اس جرم سے برات کی اب اس کے سوا کوئی صورت نہیں ہے کہ دل سے توبہ کرے۔ جیسے جو سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہوا اور نماز میں اس کو ادا نہیں کیا تو اس کی قضاء نہیں ہے اس سے برات کا سوا توبہ کے کوئی طریقہ نہیں ہے۔ خوب سمجھ لو۔

عیدالاضحیٰ کی نماز پہلے روز نہیں پڑھی

مسئلہ نمبر:٦۔ اگر عیدالاضحیٰ کی نماز پہلے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو نہیں پڑھی تو دوسرے اور تیسرے روز قبل زوال آفتاب تک پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ پڑھنا قضا ہوگا ادا نہ ہوگا۔

عیدالاضحیٰ کی نماز میں تاخیر کرنے کا حکم

مسئلہ نمبر:۷۔ اگر یہ تاخیر بلاعذر شرعی کے ہوئی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔ اگر شرعی عذر سے ہوئی تو کراہت نہیں ہے۔

عیدین کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے

مسئلہ:۸،۹۔ عیدین کے مقتدی کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو قضاء نہیں ہے۔ ہاں اگر امام کی بھی فاسد ہو تو مکرر پڑھ لے۔ بصورت مذکورہ (۸) اگر قضاء ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ چار رکعت چاشت کی نیت سے بغیر چھ زائد تکبیروں کے پڑھ لے۔ (۱)

---

(۱) (۲،۳،۴،۵،۶،۷،۸،۹)وفي رد المحتار فإن عجز صلى أربعا كالضحى وتؤخر بعذر كمطر إلى الزوال من الغد فقط فوقتها من الثاني كالأول وتكون قضاء لا أداء كما سيجيء في الأضحية وحكى القهستاني قولين وأحكامها أحكام الأضحى لكن هنا يجوز تأخيرها إلى آخر ثالث أيام النحر بلا عذر مع الكراهة وبه أي بالعذر بدونها فالعذر هنا لنفي الكراهة وفى الشامي: قلت: وهي صلاة الضحى كما في الحلية عن الخانية فقوله تبعا للبدائع كالضحى معناه أنه لا يكبر فيها للزوائد مثل العيد تأمل (قوله بعذر كمطر) دخل فيه ما إذا لم يخرج الإمام وما إذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال أو قبله. بحيث لا يمكن جمع الناس أو صلاها في يوم غيم. وظهر أنها وقعت بعد الزوال كما في الدرر وشرحه للشيخ إسماعيل وفيه عن الحجة:-

امام نے عید کی نماز بے وضو ہونے کی حالت میں پڑھائی

مسئلہ نمبر: ۱۰۔امام نے عیدین کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد معلوم ہوا کہ امام کا وضو نہ تھا تو اس صورت میں اگر مقتدی سب موجود ہیں تو دوبارہ پڑھ لے اور اگر مقتدیوں کے منتشر ہونے کے بعد معلوم ہوا تو دوبارہ نماز نہ پڑھے اور سب کی نماز جائز ہوگی۔ (۱)

عیدین کی نماز میں سہو ہونے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

اگر عیدین کی نماز میں سہو ہو جائے اور مجمع کثیر ہو تو امام کو چاہیے کہ سجدہ سہو نہ کرے۔ (۲)

-إمام صلى العيد على غير وضوء ثم علم بذلك قبل أن يتفرق الناس توضأ ويعيدون وإن تفرق الناس لم يعد بهم وجازت صلاتهم صيانة للمسلمين وأعمالهم (قوله: فقط) راجع إلى قوله: بعذر فلا تؤخر من غير عذر وإلى قوله إلى الزوال فلا تصح بعده وإلى قوله من الغد فلا تصح فيما بعد غد، ولو بعذر كما في البحر ط (قوله وحكى القهستاني قولين) ثم قال: ولعله مبني على اختلاف الروايتين ويؤيده ما في زكاة النظم أن لصلاته يوما واحدا في الأصول ويومين في مختصر الكرخي. اهـ.

[تنبيه] ذكر في المجتبى عن الطحاوي أن ما ذكره المصنف قول أبي يوسف، وأن أبا حنيفة قال: إن فاتت في اليوم الأول لم تقض لكن لم يذكر في الكتب المعتبرة اختلاف في هذا كما في البحر (قوله لكن هنا) أي في الأضحى (قوله: يجوز تأخيرها إلخ) وتكون فيما بعد اليوم الأول قضاء أيضا كما في أضحية البدائع والزيلعي (قوله: بلا عذر مع الكراهة) أثبت في المجتبى والجوهرة والبزازية وغيرها الإساءة بالتأخير لغير عذر، وبه يعلم أنها كراهة تحريم تأمل رملي. (۱۷٦/۲/ باب العيدين)

(۱) إمام صلى العيد على غير وضوء ثم علم بذلك قبل أن يتفرق الناس توضأ ويعيدون وإن تفرق الناس لم يعد بهم وجازت صلاتهم صيانة للمسلمين وأعمالهم- (رد المحتار: ۱۷٦/۲/ باب العيدين)

وفي الهندية: إمام صلى بالناس صلاة العيد يوم الفطر على غير وضوء وعلم بذلك قبل الزوال أعاد الصلاة وإن علم بعد الزوال خرج من الغد وصلى فإن لم يعلم حتى زالت الشمس من الغد لم يخرج وإن كان ذلك في عيد الأضحى فعلم بعد الزوال وقد ذبح الناس جاز ذبح من ذبح ويخرج من الغد ويصلي وكذا إن علم في اليوم الثاني صلى بالناس ما لم تزل الشمس فإن علم بعدما زالت في اليوم الثالث لا يصلي بعد ذلك فإن علم يوم النحر قبل الزوال نادى في الناس بالصلاة وجاز ذبح من ذبح قبل العلم ومن ذبح بعد العلم لا يجوز ذبحه حتى تزول الشمس- (۱۵۲/۱)

(۲) وفي التنوير مع شرحه: والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر- (۹۲/۱/ باب سجود السهو)

وفي الهندية: لا يسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في الفتنة- (۱۲۸/۱)

اضافہ شدہ مسائل

عذر کی وجہ سے عیدین کی نماز مسجد میں پڑھنا

جناب نبی کریم ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ عیدین کی نماز آپ ﷺ مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر ایک میدان یعنی عیدگاہ میں ادا فرماتے تھے۔ اسلئے عام حالات میں یہی سنت ہے کہ عیدین کی نماز عیدگاہ میں ہی ہو۔ تاہم بارش وغیرہ عذر کی وجہ سے عیدین کی نماز مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ (۱)

معذور کا غسل میت (کفن، دفن، نماز جنازہ کا بیان)

(اصل کتاب)

بیوی کا شوہر کو غسل دینا

مسئلہ: ۱۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جائے اور مرد غسل دینے کے لئے نہ ہوں تو اس کی بیوی غسل دے سکتی ہے۔

شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا

مسئلہ: ۲۔ اگر کسی عورت کا انتقال ہو جاوے اور کوئی عورت غسل دینے والی نہ ہو تو شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ (۲)

---

(۱) ۱۱٦۰ - حدثنا هشام بن عمار، حدثنا الوليد، ح وحدثنا الربيع بن سليمان، حدثنا عبد الله بن يوسف، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا رجل من القرويين، وسماه الربيع في حديثه عيسى بن عبد الأعلى بن أبي فروة، سمع أبا يحيى عبيد الله التيمي، يحدث عن أبي هريرة، «أنه أصابهم مطر في يوم عيد، فصلى بهم النبي صلى الله عليه وسلم صلاة العيد في المسجد» (سنن ابی داود/ ۱/۲۰۱ /باب يصلى بالناس العيد فی السجد)

(۲) (۱-۲) وفی التنوير مع شرحه: ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح منية. وقالت الأئمة الثلاثة: يجوز لأن عليا غسل فاطمة رضي الله عنها قلنا: هذا محمول على بقاء الزوجية لقوله عليه الصلاة والسلام «كل سبب ونسب ينقطع بالموت إلا سببي ونسبي» مع أن بعض الصحابة أنكر عليه شرح المجمع للعيني وهي لا تمنع من ذلك۔ (۲/۱۹۸/باب صلاة الجنازة)

۔ كذافی الهندية: ۱/۱٦۰/ الفصل الثانی فی الغسل)

میت کا صرف سر یا پہلو پایا جائے

مسئلہ: ۳۔ اگر کسی میت کا صرف سر یا کوئی ایک پہلو ملے تو نہ غسل دینگے نہ نماز پڑھیں گے۔ صرف دفن کردینگے۔

میت کا آدھا سے زیادہ جسم موجود ہو

مسئلہ: ۴۔ اگر جسم کا نصف سے زائد حصہ ملے تو خواں سر ہو یا نہ ہو غسل اور نماز سب کریں گے۔(۱)

میت کو دریا سے نکالنے کے بعد غسل کا حکم

مسئلہ: ۵۔ میت کو غسل دینے میں نیت ضروری ہے۔ اسلئے اگر کوئی غرق ہو کر مر گیا تو صرف دریا سے نکال دینا کافی نہیں ہے، بلکہ مستقل غسل دینا پڑے گا۔ ہاں نکالتے وقت اگر نکالنے والوں نے غسل کی نیت سے میت کو پانی میں حرکت دیدی تو غسل ہو گیا۔ اب نکالنے کے بعد مکرر غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

---

(۱)(۳،۴) وفی التنویر مع شرحه: وجد رأس آدمي أو أحد شقيه لا يغسل ولا يصلى عليه بل يدفن إلا أن يوجد أكثر من نصفه ولو بلا رأس-(۲/۱۹۹/باب صلاة الجنازة)

وفی الهندية: ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه. كذا في المضمرات، وإذا صلي على الأكثر لم يصل على الباقي إذا وجد، كذا في الإيضاح. وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولا فإنه لا يغسل ولا يصلى عليه ويلف في خرقة ويدفن فيها. كذا في المضمرات. (۱/۱۹۰/ الفصل الثانی فی الغسل)

(۲) کمافی التنویر مع شرحه: وإن غسل الميت بغير نية أجزأ أي لطهارته لا لإسقاط الفرض عن ذمة المكلفين ولذا قال لو وجد ميت في الماء فلا بد من غسله ثلاثا لأنا أمرنا بالغسل فيحركه في الماء بنية الغسل ثلاثاً.

وفی رد المحتار: (قوله: ولذا) أي لكون النية ليست شرطاً لصحة الطهارة بل شرط لإسقاط الفرض عن المكلفين (قوله: فلا بد) أي في تحصيل الغسل المسنون، وإلا فالشرط مرة. وكأنه يشير بلا بد إلى أنه بوجوده في الماء لم يسقط غسله المسنون فضلا عن الشرط تأمل. (۲/۱۹۹/باب صلاة الجنازة)

وفی الهندية: الميت إذا وجد في الماء لا بد من غسله؛ لأن الخطاب بالغسل توجه على بني آدم ولم يوجد من بني آدم فعل إلا أن يحركه في الماء بنية الغسل عند الإخراج- (۱/۱۵۸/ الفصل الثانی فی الغسل)

میت کا پتہ نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر؟

مسئلہ:٦۔ کسی میت کے متعلق کسی علامت سے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ مسلم ہے یا غیر مسلم؟ اگر ایسا اتفاق دار الاسلام میں ہو تو غسل و نماز جنازہ سب ہوگا۔اور اگر یہ واقعہ دار الاسلام کا نہ ہو تو نہ غسل ہے نہ جنازہ۔(۱)

مسلمان اور کفار کی لاشیں مخلوط ہو جائے اور پہچان ممکن نہ ہو

مسئلہ:۷۔ اگر مسلم اور کافر میت اس طور پر مخلوط ہو جائیں کہ کسی علامت سے پہچانے نہ جا سکتے ہوں تو اگر ان میں اکثریت مسلم موتی کی ہو تو سب کے ساتھ مسلم موتی کا معاملہ غسل، کفن، نماز سب کیا جائے گا۔البتہ نماز میں صرف مسلم کی نماز کی نیت کی جائے۔

اور اگر اکثریت غیر مسلم موتی کی ہو تب بھی غسل و کفن سب کو دیا جائے گا لیکن نماز کسی کی بھی نہ پڑھیں گے،اور مشرکین کے مقابر میں دفن کئے جائیں گے۔

(اس مسئلہ کی مزید تحقیق مسئلہ (۸) کے بعد مذکور ہے)

مسلم اور غیر مسلم کی مخلوط لاشوں میں اکثر اور اقل معلوم کرنے کا طریقہ

تنبیہ:۔ جب مسلم اور غیر مسلم کی علامت مفقود ہے تو اکثریت و اقلیت معلوم کرنا بھی مشکل ہے۔فقہاء نے ایک سہل طریقہ یہ لکھا ہے کہ مسلم مجاہدین جو زندہ ہیں وہ شمار کر لئے جائیں تاکہ موتی کی تعداد معلوم ہو۔پھر مجموعہ بلا علامت کے جو مردے ہیں ان کو شمار کر لیا جائے تو بہ آسانی یہ معلوم ہو جائے گا کہ اکثریت مسلم موتی کی ہے یا غیر مسلم موتی کی۔

مسلم اور غیر مسلم کی لاشیں برابر ہو

مسئلہ نمبر:۸۔اگر مسلم و غیر مسلم موتی برابر ہوں تو سب کو غسل و کفن دیا جائے۔البتہ نماز جنازہ میں اختلاف ہے۔علامہ شامی کی رائے ہے کہ اقلیت،اکثریت اور استواء (برابری)۔....

(۱) وفی الدر المختار:لو لم یدر أمسلم أم کافر. ولا علامة فإن في دارنا غسل وصلي عليه وإلا لا. ۲/۲۰۰/۱ باب صلاة الجنازة) (وکذا فی الهندية:۱/۱۵۹/ الفصل الثانی فی الغسل)

تینوں صورتوں میں نمازہ پڑھی جائے۔البتہ نیت صرف مسلم موتی کی جائے۔(۱)

عورت کو غسل دینے کے لئے کوئی خاتون موجود نہ ہو

مسئلہ:۹۔ کسی عورت کا انتقال ایسے مقام پر ہواجہاں کوئی عورت نہیں ہے سب مرد ہیں۔یا کسی مرد کاانتقال ایسے مقام پر ہواکہ جہاں سب عورتیں ہیں۔کوئی مرد نہیں ہے توان دونوں صورتوں میں غسل نہ دیا جائے گابلکہ میت کا محرم شخص میت کو تیمم کرادے۔اگر محرم بھی نہ ہوتواجنبی شخص اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑالپیٹ کر تیمم کرادے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ میت صورت مذکورہ میں اگرمرد ہوتوعورتیں تیمم اس وقت دیں گی جب کوئی کافر مرد یاسمجھ دار نابالغ لڑکی بھی موجود نہ ہواوراگر موجود ہوتواسی کو غسل کاطریقہ سکھلادیں تاکہ وہ میت کو غسل دیدے۔اور میت اگر عورت ہے تومرد اس کواس وقت تیمم دیں گے ۔جبکہ کوئی کافرہ عورت یا سمجھ دار نابالغ لڑکا بھی موجود نہ ہو۔اوراگرموجود ہوتواسی کو غسل کاطریقہ سکھلاکر غسل دلائیں۔(۲)

---

(۱)(۷-۸) اختلط موتانا بكفار ولا علامة اعتبر الأكثر فإن استووا غسلوا واختلف في الصلاة عليهم ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم قالوا: والأحوط دفنها على حدة ويجعل ظهرها إلى القبلة؛ لأن وجه الولد لظهرها.

وفي رد المحتار تحته: (قوله: واختلف في الصلاة عليهم) فقيل لا يصلي لأن ترك الصلاة على المسلم مشروع في الجملة كالبغاة وقطاع الطريق فكان أولى من الصلاة على الكافر لأنها غير مشروعة {ولا تصل على أحد منهم مات أبدا} [التوبة: ۸۴] وقيل يصلي ويقصد المسلمين لأنه إن عجز عن التعين لا يعجز عن القصد كما في البدائع. قال في الحلية: فعلى هذا ينبغي أن يصلي عليهم في الحالة الثانية أيضا أي حالة ما إذا كان الكفار أكثر لأنه حيث قصد المسلمين فقط لم يكن مصليا على الكفار. وإلا لم تجز الصلاة عليهم في الحالة الأولى أيضا مع أن الاتفاق على الجواز فينبغي الصلاة عليهم في الأحوال الثلاث كما قالت به الأئمة الثلاث وهو أوجه قضاء لحق المسلمين بلا ارتكاب منهي عنه-(۲/۲۰۰/باب صلاة الجنازة)(وكذا في الهندية:۱/۱۵۹/ الفصل الثاني في الغسل)

(۲) وفي التنوير مع شرحه: ماتت بين رجال أو هو بين نساء يممه المحرم فإن لم يكن فالأجنبي بخرقة وييمم الخنثى المشكل لو مراهقا وإلا فكغيره فيغسله الرجال والنساء.

میت کو تیمم کرانے کے بعد پانی مل جائے

مسئلہ :۱۰۔ اگر پانی نہ ہونے کی وجہ سے میت کو تیمم کرایا تھا۔اور نماز بھی پڑھ لی گئی تھی پھر پانی مل گیاتو میت کو غسل دے کر مکرر نماز پڑھیں۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں راجح بات یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دوبارہ غسل دینے اور نماز جنازہ کی ضرورت نہیں ہے۔(مرتب) (۲)

میت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو

مسئلہ نمبر:۱۱۔ حاملہ اگر مر جائے اور اسکے پیٹ میں زندہ بچہ کی حرکت محسوس ہو تو بائیں طرف سے اس کا پیٹ چاک کرکے بچے کو نکال لیں۔

بچہ سے ماں کے جان کو خطرہ ہو

مسئلہ نمبر:۱۲۔ اگر جنین (پیٹ کے اندر بچہ) کی موت کی وجہ سے ماں کی جان خطرے میں ہو تو جنین کو کاٹ کر نکالا جاسکتا ہے۔

- وفی رد المحتار: ثم اعلم أن هذا إذا لم يكن مع النساء رجل لا مسلم ولا كافر ولا صبية صغيرة فلو معهن كافر علمنه الغسل لأن نظر الجنس إلى الجنس أخف وإن لم يوافق في الدين ولو معهن صبية لم تبلغ حد الشهوة وأطاقت غسله علمنها غسله لأن حكم العورة غير ثابت في حقها وكذا في المرأة تموت بين رجال معهم امرأة كافرة أو صبي غير مشتهى كما بسطه في البدائع۔ (۲/۲۰۰/ باب صلاة الجنازة)

وفی الهندية: ولو مات رجل بين النساء تيممه ذات رحم محرم منه أو زوجته أو أمته بغير ثوب وغيرها بثوب. كذا في معراج الدراية. ولو مات الرجل في السفر ومعه نساء ورجل كافر فإنهن يعلمنه الغسل ويخلين بينهما حتى يغسله وإن لم يكن معهن رجل وكانت صبية صغيرة لا تشتهي وأطاقت أن تغسله علمنها الغسل ويخلين بينهما حتى تغسله وإن ماتت المرأة في السفر ومعها امرأة كافرة أو صبي لم يبلغ حد الشهوة فإنه يفعل بها كما ذكرنا في حق الرجال۔ (۱/۱۶۰/ الفصل الثالث فی التكفين)

(۲) وفی الدر المختار: يمم لفقد ماء وصلي عليه ثم وجدوه غسلوه وصلوا ثانيا وقيل لا۔ (۲/۲۰۲/ باب صلاة الجنازة) (وكذا في الهندية: ۱/۱۵۹/ الفصل الثانی فی الغسل)

قلت: ولا يظهر الفرق بينه وبين الحي. فإن الحي لو تيمم لفقد الماء وصلى ثم وجده لا يعيد. ثم رأيت في شرح المنية نقلا عن السروجي أن هذه الرواية موافقة للأصول اهـ وفيه إشعار بترجيحها لما قلنا.

(رد المحتار: ۲/۲۰۲/ باب صلاة الجنازة)

مسئلہ نمبر: ۱۳۔ اگر جنین زندہ ہو توماں کی ہلاکت کے اندیشہ سے جنین کو کاٹ کر نہیں نکال سکتے۔(۱)

مرد اور عورت کے لئے کم از کم کفن کی مقدار

مسئلہ نمبر: ۱۴۔ مرد کو قدرت کے وقت کم از کم دو کپڑے کفن میں دیناواجب ہے۔ ازار اور لفافہ۔ اور عورت کو کم از کم تین کپڑے دیناچاہئے۔ ازار، لفافہ اور دوپٹہ۔(۲)

میت کے پاس نہ کپڑا ہو اور نہ مال

مسئلہ نمبر: ۱۵۔ بوقت ضرورت اگر میت کے پاس نہ کپڑا ہے اور نہ مال جس سے کپڑا خریدا جا سکے۔ یا مال تو ہے مگر کپڑا ملتا نہیں ہے تو زندوں کے ذمہ فرض کفایہ ہے کہ ایک کپڑا پورے جسم کو چھپانے والا دیں۔ اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو جس قدر جسم چھپ سکے کپڑے سے چھپادیں۔ اور ابتدا چھپانے میں سر سے کریں۔ باقی جسم پر (گھاس) وغیرہ رکھ کر چھپادیں۔(۳)

---

(۱) (۱۱،۱۲،۱۳) وفی التنویر مع شرحه: حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الأيسر ويخرج ولدها ولو بالعكس وخيف على الأم قطع وأخرج ولو ميتاً وإلا لا۔ (۲/۲۳۸/مطلب فی دفن المیت)
(وکذا فی الهندیة: ۱/۱۵۹/ الفصل الثانی فی الغسل)

(۲) وفی التنویر مع شرحه: وكفاية له إزار ولفافة في الأصح ولها ثوبان وخمار) ويكره أقل من ذلك. (۲/۲۰۳/باب صلاة الجنازة)

وفی البحر: (قوله وضرورة: ما يوجد) ثابت في أكثر النسخ. وقد شرح عليه مسكين وباكير وغيرهما، ولم يثبت في نسخة الزيلعي فأنكرها واستدل له «بحديث مصعب بن عمير لم يوجد له شيء يكفن فيه إلا نمرة فكانت إذا وضعت على رأسه بدت رجلاه وإذا وضعت على رجليه خرج رأسه فأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن تغطى رأسه ويجعل على رجليه شيء من الإذخر» وهذا دليل على أن ستر العورة وحدها لا يكفي كذا في التبيين. (۲/۱۹۰/تکفین المیت)

(۳) وفی التنویر مع شرحه: وكفن الضرورة لهما ما يوجد وأقله ما يعم البدن. وفی رد المحتار: (قوله وأقله ما يعم البدن) ظاهره أنه لو لم يوجد له ذلك سألوا الناس له ثوبا يعمه. وأن ما دون ذلك بمنزلة العدم. وأنه لا يسقط به الفرض عن المكلفين وإن كان ساترا للعورة ما لم يعم البدن. لكن لا يخفى أن كفن الضرورة ما لا يصار إليه إلا عند العجز. فلا يناسب تقييده بشيء ولذا عبر المصنف بما يوجد. نعم ما يعم البدن هو كفن الفرض كما صرح به في شرح المنية فيسقط به الفرض عن المكلفين لا بقيد كونه عند الضرورة لأنها تقدر بقدرها۔(۲/۲۰۳/باب صلاة الجنازة)
(وکذا فی الهندیة: ۱/۲۱۱/الفصل الثالث فی التکفین)

فائدہ: غزوہ احد میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کا اس ناداری میں انتقال ہوا کہ ان پاس صرف ایک چادر تھی اور کوئی کپڑا نہ تھا۔اور وہ چادر بھی اتنی چھوٹی کہ اگر سر چھپایا جاتا تو پیر کھل جائے اور پیر چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چادر سے سر چھپادیا جائے اور کھلے ہوئے پیروں پر اذخر گھاس ڈالدی جائے۔ اللہ ہم سب کو اپنی مرضیات میں دیوانہ وار کھڑا کردیں۔(۱)

محض دعا یاد نہ ہونے کی بناء پر نماز جنازہ چھوڑنا درست نہیں

مسئلہ نمبر:۱۶۔ بعض دیہاتوں میں دیکھا گیا کہ جنازہ کی دعا سیاد نہ ہونے کی وجہ سے بغیر نماز پڑھے ہوئے میت کو دفن کردیتے ہیں۔یہ سخت غلطی ہے۔ایسی شدید ضرورت کے وقت ایک سہل طریقہ لکھا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو جنازہ کی دعا یاد کرنے کی ترغیب دی جاوے اور مسئلہ بھی بتلادیا جائے کہ اگر کسی کو بھی دعا یاد نہ ہو تو جیسے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں۔ویسے کھڑے ہوکر چار دفعہ اللہ اکبر کہہ دیں۔صرف اس طرح عمل کرنے سے جنازہ کی نماز ادا ہوجائیگی۔ کیونکہ نماز جنازہ کی رکن دو چیزیں ہیں۔ایک قیام دوسرے چار تکبیریں۔اس کے علاوہ تین چیزیں سنت ہیں۔ثناء۔درود شریف اور دعائے جنازہ۔(۲)

*****

(۱)وفی رد المحتار:«لما استشهد مصعب بن عمير رضي الله عنه يوم أحد ولم يكن عنده إلا نمرة أي كساء مخطط فكان إذا غطي بها رأسه بدت رجلاه وبالعكس أمر النبي صلى الله عليه وسلم بتغطية رأسه بها ورجليه بالإذخر» إلا أن ما لا يستر البدن لا يكفي عند الضرورة أيضا بل يجب ستر باقيه بنحو حشيش كالإذخر؛ ولذا قال الزيلعي بعد سوقه حديث مصعب: وهذا دليل على أن ستر العورة وحدها لا يكفي خلافا للشافعي-(۲/۲۰۳/باب صلاة الجنازة)

(۲)وفی التنویر مع شرحه: وركنها شيئان التكبيرات الأربع. فالأولى ركن أيضا لا شرط. فلذا لم يجز بناء أخرى عليها والقيام فلم تجز قاعدا بلا عذر.وسنتها ثلاثة التحميد والثناء والدعاء فيها. (۲/۲۰۹/باب صلاة الجنازة)

اضافہ شدہ مسائل

صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہو

جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہوگیااوراس کی صرف ہڈیوں کاڈھانچہ برآمد ہوتواس ڈھانچہ کو غسل دینے کی ضرورت نہیں۔اس پر نمازہ جنازہ بھی نہ پڑھی جائے۔بلکہ ویسی ہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۱)

جو شخص جل کر مرگیا ہو

جو شخص آگ یا بجلی وغیرہ کی وجہ سے جل کر مرجائے۔اسے باقاعدہ غسل وکفن دے کراور نماز جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کیاجائے۔(۲)

جل کر کوئلہ ہوجائے

جو شخص جل کر بالکل کوئلہ بن گیایابدن کااکثر حصہ جل کرخاکستر ہوگیاتواس کو غسل وکفن دینااور جنازہ کی نماز پڑھنا کچھ واجب نہیں۔یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردینا چاہیے۔ اوراگربدن کااکثر حصہ جلنے سے محفوظ ہو،اگرچہ سرکے بغیر ہویاآدھابدن مع سرکے محفوظ ہو یاپورا جسم جلاہومگر معمولی جلاہو،گوشت پوست اور ہڈیاں سالم ہوتواس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کراور جنازہ کی نماز پڑھ کردفن کردیناچاہیے۔(۳)

---

(۱)(امدادالاحکام؛ ۴۲۸/۱) (احکام میت:۱۰۶)

وفی البدائع: ألا ترى أن العظام لا يصلى عليها بالإجماع. (۱/۳۰۲/وجوب الغسل)

(۲)(احکام میت:۱۰۷)

وفی الهندية: ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه، كذا في المضمرات، وإذا صلي على الأكثر لم يصل على الباقي إذا وجد، كذا في الإيضاح. وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفا مشقوقاً طولا فإنه لا يغسل ولا يصلى عليه ويلف في خرقة ويدفن فيها-(۱/۱۵۹/الفصل الثانی فی غسل الميت)

(۳)(احکام میت:۱۰۷)

وفی الهندية:ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه، كذا في المضمرات، وإذا صلي على الأكثر لم يصل على الباقي إذا وجد، كذا في الإيضاح.وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولا فإنه لا يغسل ولا يصلى عليه ويلف في خرقة ويدفن فيها-(۱/۱۵۹/الفصل الثانی فی غسل الميت)

جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو

جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو مگر پھٹی نہ ہو اس کی نمازہ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۱)

جو لاش پھٹ گئی ہو

جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو، اسکی نماز جنازہ ساقط ہے۔ اس کی نمازہ نہ پڑھی جائے۔ (۲)

دب کر یا گر کر مر جائے

جو شخص کسی دیوار یا عمارت کے نیچے دب کر مر جائے یا کسی بلند جگہ سے نیچے گرے یا فضائی حادثہ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے، اور بدن کا اکثر حصہ محفوظ ہو تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور نمازہ جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ حادثہ دشمن کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کی کاروائی ہو تو اس میں مرنے والے پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔ (۳)

عام حادثات کا شکار ہونے والوں کا حکم

موٹر سائیکلوں، ریل گاڑیوں، اور دیگر سواریوں کے تصادم سے ہلاک شدگان کا بھی وہی حکم ہے۔ جو اوپر کے مسئلہ میں بیان ہوا۔ (یعنی غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھی جائیگی)۔

جو لاش کنویں یا ملبہ سے نہ نکالی جاسکے

اگر کوئی شخص کنویں وغیرہ میں گر کر یا کسی عمارت وغیرہ کے ملبہ میں دب کر مر گیا اور اس سے لاش کو نکالنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کے باعث اس کا غسل و کفن معاف ہے۔ اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہو اسی جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا۔ اور اسی حالت میں اس پر نمازہ جنازہ پڑھی جائیگی۔ (۴)

---

(۱) ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة صغیرا کان أو کبیرا ذکرا کان أو أنثی حرا کان أو عبدا۔ (هندیه: ۱/۱۶۳/الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت)

(۲) وفی البدائع: لأن الشرع ورد بغسل المیت، والمیت اسم لکله. (۱/۳۰۲/وجوب الغسل)

(۳) (احکام میت: ۱۰۷)

فی التبیین: دفن بلا صلاة صلی علی قبره ما لم یتفسخ)۔ (۱/۲۴۰/کیفیة صلاة الجنازة)

(۴) (احکام میت: ۱۰۸) وفی رد المحتار: تنبیه:۔ ینبغي أن یکون في حکم من دفن بلا صلاة من تردی في نحو بئر أو وقع علیه بنیان ولم یمکن إخراجه بخلاف ما لو غرق في بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلي. (۲/۲۲۳/باب صلاة الجنازة)

جو لاش سمندر وغیرہ میں لاپتہ ہو جائے

کوئی شخص سمندر میں ڈوب کر مر گیا اور لاش کا پتہ نہ چلے یا اور کسی طریقہ سے مرا ہو اور لاش گم ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں غسل وکفن، نماز جنازہ اور تدفین سب معاف ہیں۔ اس کی نماز جنازہ غائبانہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ نماز جنازہ درست ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت سامنے موجود ہو۔ (۱)

زندگی میں جسم سے علیحدہ ہونے والے اعضاء کا حکم

کسی زندہ شخص کا کوئی عضو اس کے بدن سے کٹ جائے یا آپریشن کے ذریعہ علیحدہ کر دیا جائے تو اس کا غسل وکفن اور نمازہ جنازہ کچھ نہیں، یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (۲)

عدت میں گھر سے بلاعذر شرعی نکلنا

بعض خواتین عدت میں تو بیٹھ جاتی ہیں۔ لیکن بعد میں معمولی اعذار کے پیش آنے پر گھر سے نکل جاتی ہیں۔ مثلاً شادی بیاہ کی تقریب میں یا اسی قسم کی دیگر تقریبات میں، اسی طرح گھر میں مردوں کے ہوتے ہوئے دواء، اشیائے خوردنی اور دیگر کاموں کے لئے۔ حالانکہ ان امور کی وجہ سے عدت کے دوران باہر نکلنا جائز نہیں۔ جن اعذار کی بناء پر باہر نکلنا جائز ہے۔ ان کا تفصیلی بیان نیچے درج کیا جاتا ہے۔ (۳)

---

(۱)(احکام میت: ۱۰۸)

وفی رد المحتار: وحضور المیت، وکونه أو أکثره أمام المصلي- (۲/۲۰۷/باب صلاۃ الجنازۃ)

(۲)وفی الهندیة: وإن وجد نصفه من غیر الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً فإنه لا یغسل ولا یصلی علیه ویلف في خرقة ویدفن فیها- (۱/۱۵۹/الفصل الثانی فی غسل المیت)

(۳)وفی البدائع: {لا تخرجوهن من بیوتهن} [الطلاق:] والبیت المضاف إلیها هو الذي تسکنه. ولهذا قال أصحابنا إنها إذا زارت أهلها فطلقها زوجها کان علیها أن تعود إلی منزلها الذي کانت تسکن فیه فتعتد ثمة؛ لأن ذلك هو الموضع الذي یضاف إلیها وإن کانت هي في غیره. وهذا في حالة الاختیار. (۳/۲۰۵/فصل فی احکام العدۃ)

عدت کے دوران مجبوری میں گھر سے نکلنا

شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں عورت کی مستقل رہائش تھی، (یعنی جس گھر کو اس کا رہنے کا گھر سمجھاتا ہو) اسی گھر میں عدت پوری کرنا واجب ہے، باہر نکلنا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ اتنی غریب ہے کہ اس پاس گزارے کے موافق خرچ نہیں تو اسے ملازمت یا مزدوری کے لئے پردے کے ساتھ باہر جانا دن میں جائز ہے، لیکن رات کو اپنی ہی گھر میں رہا کرے۔ اور دن میں بھی کام سے فارغ ہوتے ہی واپس آجائے۔ مزید وقت گھر سے باہر گزارنا جائز نہیں۔ (۱)

عدت کے دوران ہسپتال جانا

عدت وفات میں اگر عورت بیمار ہو اور گھر پر معالج کو بلانا یا علاج کرانا ممکن نہ ہو تو معالج کے پاس جانا یا مجبوری میں ہسپتال میں داخل ہو جانا بھی جائز ہے۔ اگر علاج یا تشخیص اس بستی میں ممکن نہیں تو اس غرض کے لئے دوسرے شہر جانا بھی جتنے دن کے لئے ضروری ہو جائز ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرا شہر مسافت سفر پر ہو تو محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) (امداد الفتاوی: ۲/۴۹۳/۔)

وفي التنوير مع شرحه: ولا تخرج معتدة رجعي وبائن بأي فرقة كانت على ما في الظهيرية ولو مختلعة على نفقة عدتها في الأصح اختيار، أو على السكنى فيلزمها أن تكتري بيت الزوج معراج لو حرة أو أمة مبوأة ولو من فاسد مكلفة من بيتها أصلا لا ليلا ولا نهارا ولا إلى صحن دار فيها منازل لغيره ولو بإذنه لأنه حق الله تعالى. (۳/۵۳۵/فصل في الحداد)

(۲) (امداد الفتاوی: ۲/۴۲۸/)

وفي البدائع: {لا تخرجوهن من بيوتهن} [الطلاق:] والبيت المضاف إليها هو الذي تسكنه، ولهذا قال أصحابنا إنها إذا زارت أهلها فطلقها زوجها كان عليها أن تعود إلى منزلها الذي كانت تسكن فيه فتعتد ثمة؛ لأن ذلك هو الموضع الذي يضاف إليها وإن كانت هي في غيره، وهذا في حالة الاختيار. وأما في حالة الضرورة فإن اضطرت إلى الخروج من بيتها بأن خافت سقوط منزلها أو خافت على متاعها أو كان المنزل بأجرة ولا تجد ما تؤديه في أجرته في عدة الوفاة فلا بأس عند ذلك أن تنتقل- (۳/۲۰۵/فصل في احكام العدة)

عدت میں مجبوراً دوسرے گھر منتقل ہونا

شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اگر وہ کرایہ کا مکان تھا۔اور کرایہ ادا کرنے کی قدرت ہے تو کرایہ دیتی رہے،اور عدت ختم ہونے تک وہیں رہے،اور اگر کرایہ دینے کی قدرت نہیں تو وہاں سے قریب ترین جگہ جہاں اسکی رہائش، جان ومال اور آبرو کی حفاظت پردہ کے ساتھ ممکن ہو منتقل ہو جائے۔ بلاضرورت دور کے مکان میں منتقل نہ ہو۔جس گھر میں منتقل ہو بقیہ عدت وہی گزارے۔اسی طرح اگر عدت کا مکان منہدم ہو جائے یا منہدم ہوجانے کا خوف ہو یا وہاں آبرو، جان،مال یا صحت کے تلف ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو یا جن لوگوں سے شرعاً پردہ ہونا چاہئے وہاں ان سے پردہ ممکن نہ ہو تو ان سب صورتوں میں بھی عورت اس مکان سے منتقل ہو سکتی ہے۔(۱)

معتدہ کا والدین کے انتقال پر گھر سے نکلنا جائز ہے

واضح رہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو شرعی نقطہ نظر سے اس کے لئے بغیر ضرورت کے گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔البتہ ضرورت شدیدہ کی وجہ سے فقہاء کرامؒ نے معتدہ(چاہے عدۃ وفات ہو یا عدۃ طلاق) کو نکلنے کی اجازت دی ہے۔لہٰذا اگر کسی خاتون کے والدین میں سے کسی کا انتقال ہو جائے اور وہ عدت میں ہو (چاہے عدۃ وفات ہو یا عدۃ طلاق) تو نہ جانے کی صورت میں پوری زندگی غم،افسوس اور یہ پریشانی سوار رہے گی۔

نیز خاندان والوں کی طرف سے طعن و تشنیع کا بھی قوی اندیشہ ہے۔لہٰذا ایسی صورت میں ضرورت وحاجت کی وجہ سے نکلنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔..................

(۱)(امداد الفتاوی، احکام میت:۱۳۲)

وفی البدائع: {لا تخرجوهن من بيوتهن} [الطلاق:] والبيت المضاف إليها هو الذي تسكنه، ولهذا قال أصحابنا إنها إذا زارت أهلها فطلقها زوجها كان عليها أن تعود إلى منزلها الذي كانت تسكن فيه فتعتد ثمة لأن ذلك هو الموضع الذي يضاف إليها وإن كانت هي في غيره، وهذا في حالة الاختيار. وأما في حالة الضرورة فإن اضطرت إلى الخروج من بيتها بأن خافت سقوط منزلها أو خافت على متاعها أو كان المنزل بأجرة ولا تجد ما تؤديه في أجرته في عدة الوفاة فلا بأس عند ذلك أن تنتقل۔ (۲۰۵/۳/فصل فی احکام العدۃ)

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سنن ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ حضرت جابرؓ کی خالہ کو طلاق ہوئی، وہ اپنے کھجوروں کو توڑنے کے لئے نکلنا چاہتی تھی تو کسی نے اس دوران ان کو منع کیا۔ وہ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "توڑلو، ممکن ہے کہ آپ کو اس کی وجہ سے صدقہ یا کار خیر کی توفیق ہو جائے"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے نکل سکتی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی ضرورت نہیں تھی جس سے عورت کو پریشانی لاحق ہو سکتی تھی۔ اسلئے آپ نے اجازت دی۔

لیکن واضح رہے کہ اس اجازت کا یہ مطلب نہیں کہ عورت حالت عدت میں عیادت اور بیمار پرسی کے نام پر گھوم پھر کر اپنی عدت خراب کرتی رہے۔ ملاحظہ فرمائیں ابن ماجہ میں ہے

عن جابر بن عبد الله، قال: طلقت خالتي، فأرادت أن تجد نخلها، فزجرها رجل أن تخرج إليه، فأتت النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: بلى، فجدي نخلك، فإنك عسى أن تصدقي أو تفعلي معروفا. (۱)

*****

(۱) (ابن ماجه: ۳۶/باب هل تخرج المراة في عدتها)

وفي الدر المختار: واما الخروج للضرورة فلا فرق فيه بينهما كما نصوا عليه...... ولا يخرجان منه الا ان خرج او ينهدم المنزل، ونحو ذالک من الضرورات. (۵۳۶/۳)

معذور کی زکوۃ (اصل کتاب)

گمشدہ مال مل جانے کی صورت میں گزشتہ سالوں کی زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر۱: جو مال مفقود (یعنی گم ہو گیا) ہو اس کے ملنے کی امید نہ ہو۔ پھر چند سال کے بعد مل جائے تو سنین ماضیہ (گزرے ہوئے سالوں) کی زکاۃ واجب نہیں ہے۔ (۱)

دریا میں گرا ہوا مال چند سال بعد مل جائے

مسئلہ نمبر۲: دریا میں کوئی مال گر کر غائب ہو گیا۔ چند سال بعد ملا۔ اس مال کی بھی سنین ماضیہ کی زکوۃ نہیں ہے۔ (۲)

غصب شدہ مال دوبارہ ملنے کی صورت گزشتہ سالوں کی زکوۃ

مسئلہ نمبر: ۳۔ کسی نے کچھ مال غصب کر لیا اور مغصوب منہ (یعنی جس کا مال غصب کر لیا گیا ہے) کے پاس اس غصب پر کوئی بینہ (ثبوت) بھی نہیں ہے۔.........................

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: ولا في مال مفقود وجده بعد سنين وساقط في بحر استخرجه بعدها ومغصوب لا بينة عليها فلو له بينة تجب لما مضى إلا في غصب السائمة فلا تجب. (۲۱۸/۲/ كتاب الزكوٰة)

الفتاوى الهندية (۱/ ۱۷۴) ويشترط أن يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده أو يد نائبه فإن لم يتمكن من الاستنماء فلا زكاة عليه وذلك مثل مال الضمار كذا في التبيين وهو كل ما بقي أصله في ملكه ولكن زال عن يده زوالا لا يرجى عوده في الغالب كذا في المحيط، ومن مال الضمار الدين المجحود والمغصوب إذا لم يكن عليهما بينة فإن كانت عليهما بينة وجبت الزكاة إلا في غصب السائمة فإنه ليس على صاحبها الزكاة. وإن كان الغاصب مقرا. ومنه المفقود والآبق والمأخوذ مصادرة والساقط في البحر والمدفون في الصحراء المنسي مكانه. وأما المدفون في حرز، ولو دار غيره إذا نسيه فليس منه كذا في البحر الرائق. وإن كان مدفونا في أرضه أو كرمه قيل تجب الزكاة؛ لأن حفر جميع الأرض المملوكة له ممكن وقيل لا تجب؛ لأن حفر جميعها متعسر بخلاف البيت والدار حتى لو كانت الدار عظيمة لا ينعقد نصابا. وإن كان الدين على جاحد وعليه بينة غير عادلة قيل لا تجب والصحيح أنها تجب كذا في الكافي. والدين المجحود إذا لم يكن عليه بينة ثم صارت له بينة بعد سنين بأن أقر عند الناس لا تجب عليه الزكاة هكذا في التبيين.

(۲) وفي التنوير مع شرحه: ولا في مال مفقود وجده بعد سنين وساقط في بحر استخرجه بعده ومغصوب لا بينة عليها فلو له بينة تجب لما مضى إلا في غصب السائمة فلا تجب. (۲۱۸/۲/ كتاب الزكوٰة)

پھر چند سال کے بعد وہ مال غاصب نے واپس کر دیا تو چونکہ سنین ماضیہ میں اس مال پر قبضہ کرنے سے معذور تھا۔ اس لئے سنین ماضیہ کی زکاۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: ۴۔ بصورت مذکورہ (۳) اگر مغضوب منہ کے پاس بینہ (ثبوت) ہو تو بعد وصول سنین ماضیہ کی زکاۃ ادا کرنا واجب ہے۔ (۱)

زمین میں دفن شدہ مال مل جانے کی صورت میں زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ۵۔ آبادی کے باہر یا کسی عام مقام پر کچھ مال زمین میں دفن کرنے کے بعد اس کی جگہ بھول گیا۔ چند سال کے بعد وہ جگہ یاد آئی اس لیے وہ مال مل گیا تو گذشتہ زمانے کی زکاۃ واجب نہیں ہے۔ (۲)

محفوظ مکان میں دفن شدہ مال پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ: ۶۔ اگر کسی محفوظ مکان میں دفن کرکے جگہ بھول گیا اور وہ مکان بہت بڑا نہیں ہے تو ہر سال زکوۃ واجب ہو گی۔ (۳)

---

(۱) وفی التنویر مع شرحه: ولا في مال مفقود وجده بعد سنين وساقط في بحر استخرجه بعدها ومغصوب لا بينة عليها فلو له بينة تجب لما مضى إلا في غصب السائمة فلا تجب- (۲/۲۱۸/کتاب الزکوٰ)

وفی الهندية: ويشترط أن يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده أو يد نائبه فإن لم يتمكن من الاستنماء فلا زكاة عليه وذلك مثل مال الضمار كذا في التبيين وهو كل ما بقي أصله في ملكه ولكن زال عن يده زوالا لا يرجى عوده في الغالب كذا في المحيط، ومن مال الضمار الدين المجحود والمغصوب إذا لم يكن عليهما بينة فإن كانت عليهما بينة وجبت الزكاة إلا في غصب السائمة فإنه ليس على صاحبها الزكاة. (۲/۲۳۶/ کتاب الزکوٰة)

(۲) وفی التنویر مع شرحه: ومدفون ببرية نسي مكانه ثم تذكره وكذا الوديعة عند غير معارفه بخلاف المدفون في حرز. (کتاب الزکوٰة: ۲/۲۱۸) وکذا فی الهندية: (۲/۲۳۶/ کتاب الزکوٰة)

(۳) وفی التنویر مع شرحه: ومدفون ببرية نسي مكانه ثم تذكره وكذا الوديعة عند غير معارفه بخلاف المدفون في حرز. (کتاب الزکوٰة: ۲/۲۱۸) وکذا فی الهندية: (۲/۲۳۶/ کتاب الزکوٰة)

اہل تعلق کے پاس رکھوائی گئی امانت بھول جانے کی صورت میں زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ۷۔ اگر اپنے کسی اہل تعلق کے پاس امانت رکھ کر بھول گیا تو معذور نہ سمجھیں گے۔ ہر سال زکوۃ دینا واجب ہے۔ (۱)

اجنبی کے پاس امانت بھول جانے کی صورت میں زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ۸۔ اگر آجانب میں سے کسی کے پاس رکھ کر بھول گیا تو جب تک یاد نہ آجائے اس وقت تک زکاۃ واجب نہیں ہے۔ (۲)

حکومت یا ظالم زبردستی لیا ہوا مال بعد میں واپس کرے

مسئلہ نمبر: ۹۔ اگر جنگی زمانے میں مثلا جبریہ چندہ لیا جائے جیسے کہ سن ۴۵ عیسوی میں لیا گیا۔ پھر بعد میں چندہ واپس مل جائے تو اگر دیتے وقت واپسی کی امید نہ رہی ہو تو سنین ماضیہ کی زکاۃ نہیں ہے۔ (۳)

جس مال کے ملنے کی امید نہ ہو اس پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ۱۰۔ مال ضمار چاہے کتنا ہی ہو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔..........................

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: ومدفون ببرية نسي مكانه ثم تذكره وكذا الوديعة عند غير معارفه بخلاف المدفون في حرز. (كتاب الزكوٰة: ۲/۲۱۸) (وكذا في البحر: ۲/۲۲۷/ كتاب الزكوٰة)

(۲) وفي التنوير مع شرحه: ومدفون ببرية نسي مكانهثم تذكره وكذا الوديعة عند غير معارفه بخلاف المدفون في حرز. (كتاب الزكوٰة: ۲/۲۱۸) (وكذا في البحر: ۲/۲۲۷/ كتاب الزكوٰة)

(۳) وفي التنوير مع شرحه: مصادرة أي ظلماً ثم وصل إليه بعد سنين لعدم النمو. والأصل فيه حديث علي «لا زكاة في مال الضمار» وهو ما لا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملك۔

وقال الشامي: (قوله وما أخذ مصادرة) المصادرة أن يأمره بأن يأتي بالمال والغصب أخذ المال مباشرة على وجه القهر فلا يتكرر هذا مع قوله: ومغصوب لا بينة عليه أفاده ح (قوله ثم وصل إليه) أي المال في جميع هذه الصور (قوله لعدم النمو) علة لقوله ولا في مال مفقود إلخ أفاد به أنه من محترزات قوله نام. ولو تقديرا لأنه غير متمكن من الزيادة لعدم كونه في يده أو يد نائبه- (كتاب الزكوٰة: ۲/۲۱۸)

مال ضمار اس مال کو کہتے ہیں جس کے ملنے کی توقع نہ ہو۔(۱)

مایوسی کے بعد ایک بڑی رقم ملکیت میں آجائے

مسئلہ نمبر:۱۱۔ اگر کسی شخص کو بنک یا وراثت وغیرہ کا حساب مایوسی کے بعد معلوم ہو جس میں ایک بڑی رقم کی ملکیت اس کو حاصل ہو جائے تو اس مال کی سنین ماضیہ کی زکاۃ نہیں ہے۔(۲)

---

(۱)وفي التنوير مع شرحه:(مصادرة) أي ظلما (ثم وصل إليه بعد سنين) لعدم النمو. والأصل فيه حديث علي «لا زكاة في مال الضمار» وهو ما لا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملك۔

وقال الشامي: (قوله وما أخذ مصادرة) المصادرة أن يأمره بأن يأتي بالمال والغصب أخذ المال مباشرة على وجه القهر فلا يتكرر هذا مع قوله: ومغصوب لا بينة عليه أفاده ح (قوله ثم وصل إليه) أي المال في جميع هذه الصور (قوله لعدم النمو) علة لقوله ولا في مال مفقود إلخ أفاد به أنه من محترزات قوله نام، ولو تقديرا لأنه غير متمكن من الزيادة لعدم كونه في يده أو يد نائبه (قوله: حديث علي) كذا عزاه في الهداية إلى علي وليس بمعروف، وإنما ذكره سبط ابن الجوزي في آثار الإنصاف عن عثمان وابن عمر، كذا في شرح النقاية لمنلا علي القارئ (قوله لا زكاة في مال الضمار) الضمار بالضاد المعجمة بوزن حمار. قال في البحر: وهو في اللغة الغائب الذي لا يرجى، فإذا رجي ليس بضمار، وأصله الإضمار، وهو التغييب والإخفاء، ومنه أضمر في قلبه شيئا۔ (كتاب الزكوٰة: ۲۱۸/۳)

(۲)وفي التنوير مع شرحه:(مصادرة) أي ظلما (ثم وصل إليه بعد سنين) لعدم النمو. والأصل فيه حديث علي «لا زكاة في مال الضمار» وهو ما لا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملك۔

وقال الشامي: (قوله وما أخذ مصادرة) المصادرة أن يأمره بأن يأتي بالمال والغصب أخذ المال مباشرة على وجه القهر فلا يتكرر هذا مع قوله: ومغصوب لا بينة عليه أفاده ح (قوله ثم وصل إليه) أي المال في جميع هذه الصور (قوله لعدم النمو) علة لقوله ولا في مال مفقود إلخ أفاد به أنه من محترزات قوله نام، ولو تقديرا لأنه غير متمكن من الزيادة لعدم كونه في يده أو يد نائبه (قوله: حديث علي) كذا عزاه في الهداية إلى علي وليس بمعروف، وإنما ذكره سبط ابن الجوزي في آثار الإنصاف عن عثمان وابن عمر، كذا في شرح النقاية لمنلا علي القارئ (قوله لا زكاة في مال الضمار) الضمار بالضاد المعجمة بوزن حمار. قال في البحر: وهو في اللغة الغائب الذي لا يرجى، فإذا رجي ليس بضمار، وأصله الإضمار، وهو التغييب والإخفاء، ومنه أضمر في قلبه شيئا۔ (كتاب الزكوٰة: ۲۱۸/۳)

کئی سال بعد ملکیت میں رقم کا علم ہو جائے

مسئلہ نمبر: ١٢۔ اگر نابالغ کو بزمانہ عدم بلوغ ولی نے یا غیر ولی نے مال ہبہ کیا ہو جس پر نیابۃ ولی نے قبضہ کرلیا ہو۔ پھر بعد بلوغ مثلاً دس سال تک اس ہبہ کا علم اس کو نہ ہوا ہو۔ دس سال کے بعد معلوم ہوا تو جب سے علم ہوا ہے اس وقت سے زکوۃ واجب ہوگی۔ لاعلمی کے زمانے کی زکاۃ واجب نہیں ہے اگرچہ لاکھوں روپے کا مالک رہا ہو۔ (اس تحقیق کی علماء سے تصدیق کرالی جائے) عبدالمجید غفر اللہ لہ۔ (١)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ١٣۔ تنخواہ سے جو جزمانہ کٹ کر جمع ہوتا ہے جب وہ یکمشت مل جائے تو سنین ماضیہ کے وجوب ادائے زکاۃ میں قول محقق یہ ہے کہ واجب نہیں۔ ہاں قبضہ کے بعد مثل اور مال کے ہو جائے گا۔ (یعنی قبضہ کے بعد دیگر اموال کی طرح ہو جائے گا) اس لئے آئندہ اس کی زکاۃ بھی اس طرح سے ادا کریں گے جیسے دوسرے سال مال کی۔ (٢)

---

(١) قال الشيخ المفتى عبدالمجيد رحمه الله: اذا لم يكن للمالک علم بمالكية فعندى هو داخل فى الضمار لان الرجاء بالشى فرع للعلم به وايضاقال فى الشامية: (٣/ ٢٠٨) والعلم بوجوب الزكوة لان العلم شرط لكل العبادات-اقول فكذا لابد من العلم بماله فاذالم يكن له علم فهوفقير فافهم فلراجع اهل العلم.

(٢) وأما سائر الديون المقر بها فهي على ثلاث مراتب عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى ضعيف، وهو كل دين ملكه بغير فعله لا بدلا عن شيء نحو الميراث أو بفعله لا بدلا عن شيء كالوصية أو بفعله بدلا عما ليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية وبدل الكتابة لا زكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول. ووسط، وهو ما يجب بدلا عن مال ليس للتجارة كعبيد الخدمة وثياب البذلة إذا قبض مائتين زكى لما مضى في رواية الأصل وقوي، وهو ما يجب بدلا عن سلع التجارة إذا قبض أربعين زكى لما مضى كذا في الزاهدي. (هنديه: ١/٢٣٦/ كتاب لزكوة)

وفى البدائع: وأما الدين الضعيف فهو الذي وجب له بدلا عن شيء سواء وجب له بغير صنعه كالميراث، أو بصنعه كما لوصية، أو وجب بدلا عما ليس بمال كالمهر، وبدل الخلع، والصلح عن القصاص، وبدل الكتابة ولا زكاة فيه ما لم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض. (٢/٢٠٠/كتاب الزكوة)

پنشن کی رقم پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ١٤۔ پنشن کے روپے کی چاہے کتنی ہی بڑی رقم ہو جب تک قبضہ کے بعد حولان حول نہ ہو جائے تو زکاۃ واجب نہیں ہے۔ سنین گزشتہ کی زکوۃ کسی حال میں واجب نہیں ہے۔(١)

اقول: فنڈ کا روپیہ جو مشاہرہ سے کٹ کر جمع ہوتا ہے یونہی پنشن کا روپیہ جو بعد چند سال کے لیا جاوے ان میں سے کسی کی زکوۃ نہیں۔اول کی اسلئے کہ یہ دین ضعیف ہے اور ثانی تبرع ہے۔ تفصیل احقر کے مبسوط فتاویٰ میں موجود ہے۔ حضرت حکیم الامت مرشدی مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ کی آخری تحقیق بھی یہی ہے۔واللہ اعلم عبد المجید غفرلہ

اختیاری اور جبری پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ١٥۔ اسکول وغیرہ کی ملازمت میں جو رقم جبریہ محکمہ والے کاٹ لیتے ہیں جیسے اس پر زکاۃ واجب نہیں ہے۔ ویسے ہی اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں جو خود اپنے اختیار سے درخواست دے کر وضع کراتے ہیں۔ہاں وصول وقبضہ کے بعد جب حولان حول ہو جائے تو زکاۃ واجب ہو جائے گی۔(٢)

---

(١) وأما سائر الديون المقر بها فهي على ثلاث مراتب عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى ضعيف، وهو كل دين ملكه بغير فعله لا بدلا عن شيء نحو الميراث أو بفعله لا بدلا عن شيء كالوصية أو بفعله بدلا عما ليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية وبدل الكتابة لا زكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول. ووسط، وهو ما يجب بدلا عن مال ليس للتجارة كعبيد الخدمة وثياب البذلة إذا قبض مائتين زكى لما مضى في رواية الأصل وقوي، وهو ما يجب بدلا عن سلع التجارة إذا قبض أربعين زكى لما مضى كذا في الزاهدي.(هنديه: كتاب الزكوٰة/١/٢٣٦)

وفي البدائع: وأما الدين الضعيف فهو الذي وجب له بدلا عن شيء سواء وجب له بغير صنعه كالميراث، أو بصنعه كما لوصية، أو وجب بدلا عما ليس بمال كالمهر، وبدل الخلع، والصلح عن القصاص، وبدل الكتابة ولا زكاة فيه ما لم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض.(كتاب الزكوٰة: ٢/٤٠٠)

(٢) وفي البدائع: وأما الدين الضعيف فهو الذي وجب له بدلا عن شيء سواء وجب له بغير صنعه كالميراث، أو بصنعه كما لوصية، أو وجب بدلا عما ليس بمال كالمهر، وبدل الخلع، والصلح عن القصاص، وبدل الكتابة ولا زكاة فيه ما لم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض.(كتاب الزكوٰة: ٢/٤٠٠)

مہر پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ١٦۔ جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرلے اس وقت تک مہر کی زکوۃ اس کے ذمے نہیں ہے اگرچہ مہر معجّل ہی کیوں نہ ہو۔(١)

مجنون پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ نمبر: ١٧۔ جنون بھی بشرطیکہ پورے سال رہے وجوب زکوۃ سے مانع ہے، اگر پورا سال میں ایک یوم بھی افاقہ رہا تو زکاۃ واجب ہو جائے گی۔(٢)

*****

(١) ومنها الملك التام وهو ما اجتمع فيه الملك واليد وأما إذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض أو وجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لا تجب فيه الزكاة ۔(هنديه، كتاب الزكوٰة: ١/٢٣٣)

(٢) ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبي ومجنون إذا وجد منه الجنون في السنة كلها هكذا في الجوهرة النيرة فلو أفاق في جزء من السنة بعد ملك النصاب في أولها وآخرها قل ذلك أو كثر يلزمه الزكاة كذا في العيني شرح الهداية وهو ظاهر الرواية هكذا في الكافي. قال صدر الإسلام أبو اليسر: وهو الأصح كذا في شرح النقاية للشيخ أبي المكارم هذا في الجنون العارضي بأن جنّ بعد البلوغ أما في الأصلي بأن بلغ مجنونا فعند أبي حنيفة رحمه الله تعالى يعتبر ابتداء الحول من وقت الإفاقة كذا في الكافي۔(هنديه، كتاب الزكوٰة: ١/٢٣٢)

اضافہ شدہ مسائل

کمپنی کے "ریزروفنڈ" پر زکاۃ کا حکم

مشترک سرمائے کی کمپنی کے ریزروفنڈ قابل زکوۃ اثاثوں میں شامل ہیں، لہٰذا ہر شریک پر اپنے اموال کی زکاۃ نکالتے وقت اس فنڈ میں موجود اپنے حصے کی زکاۃ بھی نکالنا ضروری ہے۔(۱)

(اس مسئلہ کے متعلق مزید تفصیل کے لئے فتاوی عثمانی جلد دوم صفحہ نمبر ۶۸ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ مرتب)

ٹیکس کی ادائیگی سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی

سرکاری ٹیکسوں کی ادائیگی سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، کیونکہ زکوۃ عبادت اور اللہ کا حق ہے جب کہ ٹیکس ایک حکومتی حق ہے جس میں عبادت کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔(۲)

سیکورٹی ڈپازٹ پر زکوۃ

سیکورٹی ڈپازٹ چونکہ قرض کے حکم میں ہے لہٰذا سیکورٹی ڈپوزٹ جمع کرانے والے پر زکوۃ واجب ہوگی۔ البتہ زکاۃ کی ادائیگی رقم واپس ملنے تک موخر کی جاسکتی ہے۔(۳)

---

(۱)وفی الهندیة: الخليطان في المواشي كغير الخليطين فإن كان نصيب كل واحد منهما يبلغ نصابا وجبت الزكاة، وإلا فلا سواء كانت شركتهما عنانا أو مفاوضة أو شركة ملك بالإرث أو غيره من أسباب الملك. (كتاب الزكوٰة: ۱/۱۸۱)

(۲)وفی التنوير مع شرحه: مطلب لا تسقط الزكاة بالدفع إلى العاشر في زماننا ثم قال: واعلم أن بعض فسقة التجار يظن أن ما يؤخذ من المكس يحسب عنه إذا نوى به الزكاة وهذا ظن باطل. (كتاب الزكوٰة: ۲/۲۸۹) فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي، ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى-(هنديه، كتاب الزكوٰة: ۱/۲۳۲)

(۳)وفی التنوير مع شرحه: واعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوي، ومتوسط، وضعيف؛ فتجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوي كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم و عند قبض مائتين منه لغيرها أي من بدل مال لغير تجارة وهو المتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهما مما هو مشغول بحوائجه الأصلية كطعام وشراب وأملاك. ويعتبر ما مضى من الحول قبل. (كتاب الزكوٰة: ۲/۲۸۳)

پرائز بانڈ اور انشورنس پر زکوۃ

پرائز بانڈ، سیونگ سرٹیفکیٹ اور انشورنس میں جتنی رقم کسی نے لگائی ہے وہ قرض کے حکم میں ہے لہٰذا ان پر زکاۃ واجب ہوگی بشرطیکہ وہ نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہو۔اور صرف اصل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی،اصل رقم سے زائد جو رقم کمپنیاں دیتی ہیں شرعاً وہ سود ہے اس کا لینا جائز نہیں ہے اور اس پر زکوۃ واجب بھی نہیں۔(۱)

لاعلمی سے غیر مستحق کو زکوۃ دیدی

لاعلمی سے کسی مالدار کو مستحق زکوۃ سمجھ کر زکوۃ دیدی اور بعد میں وہ غیر مستحق ثابت ہوا تو ایسی صورت میں اس پر زکوۃ کا اعادہ لازم نہیں۔(۲)

حکومت کا بینکوں میں رکھی ہوئی رقوم سے زکوۃ وصول کرنے کا حکم

بینکوں میں لوگوں کی رکھی ہوئی رقوم سے جو زکوۃ کاٹی جاتی ہے اس کٹوتی سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۳)

---

(۱)وفي التنوير مع شرحه: و اعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوي، ومتوسط، وضعيف؛ فتجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوي كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم و عند قبض مائتين منه لغيرها أي من بدل مال لغير تجارة وهو المتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهما مما هو مشغول بحوائجه الأصلية كطعام وشراب وأملاك. ويعتبر ما مضى من الحول قبل۔(کتاب الزکوٰۃ: ۲/۲۸۳)

(۲)إذا شك وتحرى فوقع في أكبر رأيه أنه محل الصدقة فدفع إليه أو سأل منه فدفع أو رآه في صف الفقراء فدفع فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالإجماع، وكذا إن لم يظهر حاله عنده، وأما إذا ظهر أنه غني أو هاشمي أو كافر أو مولى الهاشمي أو الوالدان أو المولودون أو الزوج أو الزوجة فإنه يجوز وتسقط عنه الزكاة في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى۔(هندية، کتاب الزکوٰۃ: ۱/۱۹۰)

(۳){خذ من أموالهم صدقة} [التوبة: ۱۰۳] الآية توجب حق أخذ الزكاة مطلقا للإمام. وعلى هذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم والخليفتان بعده، فلما ولي عثمان وظهر تغير الناس كره أن تفتش السعاة على الناس مستور أموالهم ففوض الدفع إلى الملاك نيابة عنه، ولم تختلف الصحابة عليه في ذلك، وهذا لا يسقط طلب الإمام أصلا، ولذا لو علم أن أهل بلدة لا يؤدون زكاتهم طالبهم بها۔ (فتح القدير، کتاب الزکوٰۃ: ۲/۱۴۳)

ڈیری فارم کی بھینسوں میں زکوۃ

ڈیری فارم میں موجود بھینسوں کے چارے وغیرہ کا خرچہ اگر مالک خود برداشت کرتا ہو یا بھینس آدھے سال سے کم باہر چراگاہ میں مفت چارہ کھاتے ہوں تو ایسے جانوروں میں زکوۃ کی ادائیگی لازم نہیں، البتہ اگر فروخت شدہ دودھ کی رقم نصاب تک پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو پھر ایسی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

شیئرز پر زکوۃ

اگر کسی نے کسی کمپنی کے شیئرز خریدے ہوں اور نیت یہ ہو کہ شیئرز بیچ کر نفع کماؤں گا تو یہ شیئرز مال تجارت ہونگے اور زکوۃ کا سال پورا ہونے پر جتنے شیئرز موجود ہوں ان کی بازاری قیمت (مارکیٹ ویلیو) کے مطابق زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر شیئرز خریدنے سے مقصود ان کو فروخت کرکے نفع کمانا نہ ہو بلکہ کمپنی میں حصہ دار بن کر اس کے نفع میں شریک ہونا ہو، تاکہ کمپنی شیئرز کے مطابق شیئرز ہولڈر کو اپنے نفع میں سے حصہ دے تو اس صورت میں اگر کمپنی کے قابل زکوۃ اثاثوں (نقد رقم، خام مال اور تیار مال) اور غیر قابل زکوۃ اثاثوں (عمارت، فرنیچر اور مشینری وغیرہ) کی تحقیق ممکن ہو تو کمپنی کے قابل زکاۃ اثاثوں کے بقدر شیئرز کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی اور غیر قابل زکوۃ اثاثوں کے بقدر زکاۃ واجب نہ ہوگی، لیکن اگر قابل زکاۃ اثاثوں اور غیر قابل زکوۃ اثاثوں کی تحقیق مشکل ہو یا تحقیق تو ممکن ہو لیکن احتیاطا شیئرز کی پوری بازاری قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کردی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔(۲)

---

(۱)باب السائمة :هي الراعية، وشرعا المكتفية بالرعي المباح، ذكره الشمني في أكثر العام لقصد الدر والنسل ذكره الزيلعي، وزاد في المحيط والزيادة والسمن ليعم الذكور فقط لكن في البدائع لو أسامها للحم فلا زكاة. فيها كما لو أسامها للحمل والركوب ولو للتجارة ففيها زكاة التجارة ولعلهم تركوا ذلك لتصريحهم بالحكمين فلو علفها نصفه لا تكون سائمة فلا زكاة فيها للشك في الموجب- (الدر المختار، باب السائمة: ٢/٢٧٦)

(۲)وفي التنوير مع شرحه :وشرطه أي شرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه (وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة (أو السوم) بقيدها الآتي أو نية التجارة في العروض، إما صريحا ولا بد من مقارنتها لعقد التجارة (كتاب الزكوٰة ٢/٢٦٧)

استعمال اور مشینری اشیاء پر زکوۃ واجب نہیں

دکان میں موجود ایسی چیزیں جنہیں استعمال کے لئے خریدا ہو جیسے سامان رکھنے کی الماریاں، بیٹھنے کی کرسیاں یا اسٹول، وال کلاک، شوپیس وغیرہ، ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں، اسی طرح کسی کمپنی میں مال تیار کرنے والی مشینیں، استعمال کی گاڑیاں اور کمپنی کی عمارت وغیرہ پر زکاۃ واجب نہیں، پرنٹنگ پریس کی مشینیں، گارمنٹس فیکٹری کی مشینیں، ڈرائی کلین کی مشینیں اور درزی کی کپڑے سینے کی مشین پر بھی زکاۃ واجب نہیں، بشرطیکہ ان کو بیچنے کے لیے نہ خریدا گیا ہو۔(۱)

مریض کو زکوۃ کی مد میں دوائی دینا

غریب مسلمان مریض جو سید نہ ہو، ڈاکٹر اس کو زکوۃ کی مد میں دوا دے سکتا ہے۔(۲)

بچیوں کے زیور پر زکوۃ کا حکم

اگر نابالغ بچیوں کے والدین نے زیور ان کی ملکیت میں اس طرح دے دیا ہے کہ اب وہ زیور نہ بچیوں سے لیا جائے گا اور نہ وہ دوسروں کو دیا جائے گا تو اس صورت میں اس زیور پر زکاۃ نہیں، لیکن اگر بچیاں بالغ ہیں اور والدین نے زیور کا مالک ان کو بنادیا ہے تو اس صورت میں خود اس بچی پر اس زیور کی زکوۃ فرض ہے اگر اس کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے تو پھر یا تو والدین اس کی طرف سے اس کی اجازت سے زکاۃ ادا کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو زیور فروخت کرکے زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔(۳)

---

(۱)ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية فليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة. وكذا طعام أهله وما يتجمل به من الأواني إذا لم يكن من الذهب والفضة. وكذا الجوهر واللؤلؤ والياقوت والبلخش والزمرد ونحوها إذا لم يكن للتجارة۔ (هندية، كتاب الزكوٰة :١/١٧٢)

(۲)فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي، ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى۔(هنديه، كتاب الزكوٰة: ١/٢٢٣)

(۳)ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبي ومجنون إذا وجد منه الجنون في السنة۔ (هنديه، كتاب الزكوٰة: ١/٢٢٣)

غنی طالب علم کو زکوۃ دینا جائز نہیں

مالدار طالب علم جو طلبِ علم کی وجہ سے کمانے سے عاجز ہو،اس کو زکوۃ دینا درست نہیں۔(۱)

کمیٹی (بی سی) پر زکوۃ کا حکم

بی سی کی شرعی حیثیت قرض کی ہے۔اس لئے بی سی میں دی ہوئی رقم اگر نصاب کے برابر ہو تو ملنے کے بعد مالک پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ کی ادائیگی لازم ہوگی، ملنے سے پہلے واجب نہیں۔البتہ بہتر یہ ہے کہ سال گزرنے کے ساتھ ساتھ زکوۃ ادا کریں۔(۲)

تھوڑی تھوڑی کرکے زکوۃ ادا کرنا

تھوڑا تھوڑا دینے سے بھی زکاۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۳)

زکوۃ کی مد سے بچے کو اسکول کا یونیفارم، کورس اور جوتے دینے کا حکم

اگر بالغ بچہ خود مستحق زکوۃ ہو، تو بچے کو زکوۃ کی مد میں یونیفارم،..................

---

(۱)وفي التنوير مع شرحه :وبهذا التعليل يقوى ما نسب للواقعات من أن طالب العلم يجوز له أخذ الزكاة ولو غنيا إذا فرغ نفسه لإفادة العلم واستفادته لعجزه عن الكسب والحاجة داعية إلى ما لا بد منه كذا ذكره المصنف بقدر عمله.

وقال الشامي:والأوجه تقييده بالفقير، ويكون طلب العلم مرخصا لجواز سؤاله من الزكاة وغيرها وإن كان قادرا على الكسب إذ بدونه لا يحل له السؤال كما سيأتي. (باب مصرف الزكوٰة :۲/۳۴۰)

(۲)واعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوي، ومتوسط، وضعيف؛ فتجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوي كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم و عند قبض مائتين منه لغيرها أي من بدل مال لغير تجارة وهو المتوسط. (الدر المختار، كتاب الزكوٰة: ۲/۳۰۵)

(۳)وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أي للأداء ولو كانت المقارنة حكما كما لو دفع بلا نية ثم نوى والمال قائم في يد الفقير...أو مقارنة بعزل ما وجب كله أو بعضه، ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقير. (الدر المختار، كتاب الزكوٰة :۲/۲۶۷)

کورس اور جوتے دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ نابالغ بچے کا حکم یہ ہے کہ اگر نابالغ بچے کا سرپرست زکوۃ کا مستحق ہو، تو بچے کو زکوۃ کی مد میں یونیفارم، کورس اور جوتے دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۱)

زکوۃ کی مد سے اسکول کی فیس ادا کرنے کا حکم

فیس کی ادائیگی کا حکم یہ ہے کہ مہینے بھر تعلیم حاصل کرنے کے بعد ماہانہ فیس مذکورہ بچے کے سرپرست کے ذمے لازم ہو جاتی ہے، اور یہ سرپرست کے ذمے اسکول کی انتظامیہ کا قرض ہے، جس کی ادائیگی زکوۃ کی مد سے کی جا سکتی ہے، لہٰذا اگر بالغ بچہ خود مستحق زکوۃ ہو تو اس کی اجازت سے اور نابالغ بچے کا سرپرست اگر زکوۃ کا مستحق ہو تو سرپرست کی اجازت سے ان کا یہ قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا درست ہے۔ البتہ پیشگی فیس ادا کرنے کی صورت میں یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے بلکہ طلباء کسی تیسرے شخص کو وکیل بنائیں جو ان کی طرف سے زکوۃ وصول کرے اور پھر ان کی فیس ادا کرے۔ یا پھر طلباء زکوۃ دینے والے کو اپنی طرف سے فیس کی ادائیگی کا کہہ دیں۔ (۲)

زکوۃ کی رقم سے مریض کیلئے قیام وطعام اور علاج ومعالجہ کرانے کا حکم

اگر مستحق زکوۃ مریضوں کو نقد رقم دینے کی صورت میں رقم ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو........

---

(۱)وفي البدائع: وأما ركن الزكاة هو إخراج جزء من النصاب إلى الله تعالى، وتسليم ذلك إليه يقطع المالك يده عنه بتمليكه من الفقير وتسليمه إليه أو إلى يد من هو نائب عنه، و كذا لو دفع زكاة ماله إصبي فقير أو مجنون فقير و قبض له وليه أبوه أو جده أو وصيهما جاز، لأن الولي يملك قبض الصدقة عنه- (كتاب الزكاة. فصل ركن الزكاة: ۳۹/۲)

وفي الهندية: و ذكر في الفتاوى أن أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه و عليه الفتوى- (كتاب الزكاة. الباب الثامن في صدقة الفطر: ۱۹۲/۱)

(۲)وفي البدائع: وأما ركن الزكاة فركن الزكاة هو إخراج جزء من النصاب إلى الله تعالى، وتسليم ذلك إليه يقطع المالك يده عنه بتمليكه من الفقير وتسليمه إليه أو إلى يد من هو نائب عنه. و كذا لو دفع زكاة ماله إلى صبي فقير أو مجنون فقير و قبض له وليه أبوه أو جده أو وصيهما جاز. لأن الولي يملك قبض الصدقة عنه- (كتاب الزكاة/ فصل ركن الزكاة: ۳۹/۲)

وفي الهندية: و ذكر في الفتاوى أن أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه و عليه الفتوى- (كتاب الزكاة. الباب الثامن في صدقة الفطر: ۱۹۲/۱)

ایسی صورت میں یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ قیام و طعام اور دیگر ضروریات زکوۃ کی رقم سے فراہم کی جاسکتی ہے۔البتہ علاج کے لیے رقم دینے میں درج ذیل طریقہ اختیار کرلیا جائے: مستحقین زکوۃ کسی معتبر آدمی کو زبانی یا تحریری طور پر اس بات کا وکیل بنادیں کہ وہ شخص ان کی طرف سے زکوۃ وصول کرے اور ان کے علاج معالجہ پر خرچ کرے۔اس طرح وکیل کے قبضہ سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(١)

ترقیاتی قرضے مانعِ زکوۃ نہیں ہے

طویل المیعاد ترقیاتی قرضوں میں ہر سال ادا طلب قسط کو اس سال کی زکوۃ سے علیحدہ کرکے باقی مالیت پر زکوۃ واجب ہوگی یعنی پورا قرض زکوۃ سے منہا نہیں کیا جائے گا اور مانعِ زکوۃ نہ ہوگا۔بلکہ صرف اس سال کی قسط کو منھا کیا جائیگا۔

چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:

وعلى هذا يخرج مهر المرأة فإنه يمنع وجوب الزكاة عندنا معجلاً كان أو مؤجلاً لأنها إذا طالبته يؤاخذ به ، وقال بعض مشائخنا :إن المؤجل لا يمنع لأنه غير مطالب به عادة.(٢)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

الدين المؤجل قال بعضهم :يمنع الزكاة،وذكر مجد الأئمة السرخسي عن مشائخه أنه لايمنع.(٣)

---

(١)وفي البدائع: وأما ركن الزكاة فركن الزكاة هو إخراج جزء من النصاب إلى الله تعالى، وتسليم ذلك إليه يقطع المالك يده عنه بتمليكه من الفقير وتسليمه إليه أو إلى يد من هو نائب عنه، وكذا لو دفع زكاة ماله إلى صبي فقير أو مجنون فقير وقبض له وليه أبوه أو جده أو وصيهما جاز، لأن الولي يملك قبض الصدقة عنه۔(كتاب الزكاة/ فصل ركن الزكاة: ٣٩/٢)

وفي الهندية: و ذكر في الفتاوى أن أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه و عليه الفتوى۔ (كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر: ١٩٢/١)

(٢)(بدائع الصنائع: ٦/٢)

(٣)(الفتاوى التاتارخانية: ٢٩٣/٢)

جدید فقہی مباحث میں ہے:

زکوۃ کے مسئلے پر غور کرتے ہوئے ضروری ہے کہ فقہی جزئیات سے پَرے اٹھ کر شریعت کے مقصد ومنشاء اور احکام زکوۃ کی روح کو بھی ملحوظ رکھا جائے، ظاہر ہے کہ زکوۃ کے سلسلہ میں شریعت کی روح یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں خدا کے واسطہ سے اس غریب بندوں کا حق بھی محسوس کرے اور غرباء پر خرچ کرے، اسی لیے فقہاء کے ہاں یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ جہاں وجوب اور عدم وجوب دونوں پہلو موجود ہو وہاں اس پہلو کو ترجیح دی جائے جس میں فقراء کو فائدہ ہوتا ہے...

اب صورت حال یہ ہے کہ اس زمانے میں تجارت اور کاروبار کے لیے ترقیاتی قرضوں کا رواج عام ہے جو طویل مدت میں اور آسان اقساط پر ادا طلب ہوتا ہے، مقروض اس پیسہ سے بڑے بڑے معاشی فائدے حاصل کرتا ہے اور یہ رقم اس کے پاس جامد نہیں ہوتی بلکہ گردش میں رہتی ہے اور فقہاء کی زبان میں بالفعل مالِ نامی کی حیثیت رکھتی ہے۔

لہٰذا اگر اس دین کو زکوۃ سے مانع قرار دیا جائے تو فقراء ہمیشہ اپنے حق سے محروم رہیں گے، اس لیے جیسے متاخرین علماء نے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر عورتوں کے دین مہر کو زکوۃ میں مانع نہیں مانا ہے، یہ بات عین مناسب ہے کہ طویل مدتی استثماری دیون میں ہر سال کے ادا طلب قسط کو اس سال کی زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اور باقی مالیت پر زکوۃ واجب قرار دی جائے، اس پر فقہاء کی اس جزئیہ سے بھی روشنی ملتی ہے جس میں بیوی کے نفقے کے دین کو زکوۃ سے مانع نہیں مانا گیا ہے اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ نفقہ ایک ساتھ واجب نہیں ہوتا، بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے واجب ہوتا ہے۔ "لأنها تجب شيئا فشيئا فتسقط إذا لم يوجد قضاء القاضي أو التراضي" بدائع الصنائع. (۱)

فتاوی عثمانی میں ہے:

آج کل بڑے بڑے سرمایہ دار اپنی پیداواری اغراض کے لئے جو قرض لیتے ہیں اگر ان سب کو منہا کیا جائے تو ان پر بعض صورتوں میں شاید کبھی بھی زکوۃ واجب نہ ہو، جو مقاصد شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ لہٰذا ایسے قرضے زکوۃ سے منہا نہیں کئے جائیں گے۔ (۲)

---

(۱) (جدید فقہی مباحث: ۷/۲۳۹).

(۲) (۲/۸۳)

زکوۃ ادا کرتے وقت بیوی کا مہر منہا کرنے کا حکم

اگر شوہر مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے یا بیوی عرفاً مطالبہ نہیں کرتی تو مجموعہ پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، اور اگر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر مہر کی مقدار منہا کرنے کے بعد بقیہ رقم پر زکوۃ ادا کرے گا۔

ملاحظہ ہو فتاوی ہندیۃ:

وذكر البزدوی فی شرح الجامع الكبير : قال مشايخنا رحمهم الله :فی رجل عليه مهر مؤجل لامرأته وهو لا يريد أدائه لا يجعل مانعاً من الزكاة لعدم المطالبة فی العادة وأنه حسن وأيضاً فی جواهر الفتاوىٰ. (۱)

اگر باوجود مہر مؤجل ہونے کے یہ شخص فی الحال ادا کرنے کی فکر میں ہے تب تو زکوۃ واجب نہیں ورنہ واجب ہے۔ (۲)

*****

---

(۱) (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۱۷۳).

(۲) (امداد المفتيين: ۲/۴۵۱)۔

معذور کا حج (اصل کتاب)

حج بدل کرانے کی گنجائش کب ہے؟

مسئلہ نمبر؛ا۔ جس شخص پر وجوب حج کے تمام شرائط پائے جانے کی وجہ سے حج فرض ہو گیا لیکن اس نے ابھی حج ادا نہیں کیا تھا کہ بیماری کی وجہ سے یا کبر سنی کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی کہ صعوبت سفر کا تحمل نہیں ہو سکتا اور ظاہر یہی ہے کہ اب یہی حالت موت کے وقت تک رہے گی ۔ایسی صورت میں دوسرے شخص سے نیابتہ اپنا حج کرا سکتا ہے۔ پھر اگر قوت آگئی تو مکرر اس کو خود حج کرنا واجب ہوگا۔ (ا)

مسئلہ نمبر؛۲۔ صورت مذکورہ (ا) اس وقت ہے جب حج کی فرضیت کے وقت حج کرنے پر قادر رہا ہو تب تو حکم مذکور یعنی دوسرے شخص سے حج کرانے کا وجوب متفق علیہ ہے۔ اور اگر حج کی فرضیت کے وقت بھی ضعف شدید یا کبر سنی کی وجہ سے صعوبت کا سفر کا تحمل نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں دوسرے سے حج کرانے کے وجوب میں اختلاف ہے، امام صاحب کے نزدیک واجب نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے۔ علامہ شامیؒ نے امام صاحب کے قول کو مذہب مختار لکھا ہے۔

(لیکن دیگر فقہاء کرامؒ مثلاً قاضی خان، ابن الہمام اور صاحب التحفہ وغیرھم نے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ لہٰذا اسی پر عمل کرنا چاہیے۔) (بندہ سید انور شاہ) (۲)

---

(۱) تقبل النيابة عند العجز عن الحج بشرط دوام العجز الى الموت .لانه فرض العمر حتى تلزم الاعادة بزوال العذر . (رد المحتار، كتاب الحج: ۴/۱۸)

(۲) محل وجوب الإحجاج على العاجز إذا قدر عليه ثم عجز بعد ذلك عند الإمام. وعندهما يجب الإحجاج عليه إن كان له مال، ولا يشترط أن يجب عليه وهو صحيح زيلعي. والحاصل أن من قدر على الحج وهو صحيح ثم عجز لزمه الإحجاج اتفاقا. أما من لم يملك مالا حتى عجز عن الأداء بنفسه فهو على الخلاف، وأصله أن صحة البدن شرط للوجوب عنده، ولوجوب الأداء عندهما وقدمنا أول الحج اختلاف التصحيح وأن قول الإمام هو المذهب (قوله حتى تلزم الإعادة بزوال العذر) أي العذر الذي يرجى زواله كالحبس والمرض، بخلاف نحو العمى فلا إعادة لو زال على ما يأتي. (رد المحتار: ۲/۵۹۸)

دوسرے کے لئے نفلی حج کرنا بغیر عذر کے بھی جائز ہے

مسئلہ نمبر ۳: خود حج سے معذور ہونیکی شرط صرف فرض حج کے نیابتہ ادا کرنے کے لئے ہے۔ نفلی حج قادر اور معذور سب دوسرے سے کرا سکتے ہیں۔(۱)

تنبیہ: دوسرے سے نیابتہ حج کرانے کے بہت سے شرائط ہیں۔جن کو فقہاء نے لکھا ہے۔چونکہ یہ رسالہ صرف معذور کے احکام کے لئے موضوع ہے اس لئے تمام شرائط کی تفصیل ترک کی جاتی ہے۔محض جو حج سے عاجز ہوتا ہے اس کے احکام بھی ترک کئے جاتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں صرف ان مسائل کو لکھنا مقصود ہے جو کثیر الوقوع ہیں۔

*****

(۱)لأن الحج النفل يقبل النيابة من غير اشتراط عجز فضلا عن دوامه۔(رد المحتار، كتاب الحج: ۱۸/۲)

اضافہ شدہ مسائل

حج بدل کی شرائط

واضح رہے کہ حج نفل دوسرے شخص سے کرانے کے لئے حج کرنے والے میں صرف اہلیت (یعنی اسلام، عقل اور تمیز ہونا) کافی ہے۔ اور کوئی شرط نہیں۔البتہ حج فرض کسی دوسرے سے کرانے کے لئے تقریباً بیس شرطیں ہیں۔ان شرائط کے بغیر کسی دوسرے سے حج بدل کرنا درست نہیں ہوگا۔ذیل میں مختصراً ان شرائط کو ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہونا، یعنی حج کرنے کے لائق مال ہو اور صحیح و تندرست بھی ہو، پس اگر کسی نے حج فرض ہونے سے پہلے حج کرادیا اور بعد میں مالدار ہوگیا تو پھر دوبارہ حج کرانا فرض ہے، پہلا حج نفل ہوگا فرض نہ ہوگا۔

۲۔حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے تنگدست ہوجانے کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے عاجز ہوجانا، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد عاجز ہونے سے پہلے حج کرایا اور پھر عاجز ہوگیا تو حج فرض ادا نہیں ہوا، دوبارہ کرانا واجب ہے۔(۱)

۳۔ موت کے وقت تک عاجز رہنا، اگر مرنے سے پہلے عذر جاتا رہا اور خود قادر ہوگیا تو خود حج کرنا واجب ہوگا۔البتہ اگر ایسا عذر ہو کہ جو اکثر دور نہیں ہوتا جیسے اندھا ہونا تو ایسے عذر کی حالت میں حج کرانے کے بعد اگر آنکھیں قدرتاً اچھی ہوجائیں تو حج کرنا پھر واجب نہ ہوگا۔یاد رہے کہ یہ حکم اس شخص کا ہے جو اسطرح اندھا ہوگیا ہو کہ اس کی آنکھیں بن نہ سکتی ہوں، اگر موتیا وغیرہ سے اندھا ہوا ہے اور آنکھیں بن سکتی ہوں تو یہ عذر نہ ہوگا۔(۲)

---

(۱)الثاني: عجزه عن الاداء بنفسه بزوال أحدهما، فلو أحج عنه فرضاً وهو صحيح وله مال ثم عجز بزوال الصحة واستمر لا يجزئه عن فرضه بل هوتطوع له. (غنية الناسک، فصل في شرائط النيابة: ۱/۳۹۱)

(۲)الثالث: دوام العجز إلى الموت إن كان لعذر ترجى زواله عادة كالحبس والمرض. (غنية السالک: ۱/۳۹۱)

۴۔دوسرے شخص کواپنی طرف سے حج کرنے کا حکم کرنااگرخود موجود ہواوراگر مرگیاہواورحج کرانے کی وصیت کرگیاہو تووصی یا وارث کاحکم کرنا شرط ہے۔البتہ وارث اپنے مورث کی طرف سے یااولاداپنے والدین کی طرف سے ان کے مرنے کے بعد بلااجازت حج کرے توجائز ہے۔(۱)

۵۔مصارف سفر میں حج کرانے والے کاروپیہ صرف ہونا،اگرحج کرنے والے نے اپناروپیہ خرچ کیاتوخوداس کاحج ہوگا۔حج کرانے والے کانہ ہوگا۔(۲)

۶۔احرام کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔اگراحرام کے وقت صرف حج کی نیت کی اورحج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے تعیین کرلی تب بھی درست ہے۔البتہ اگرافعال حج شروع کرنے کے بعداس کی طرف سے نیت کی تو حج فرض آمرنہ ہوگااورخرچہ آمر کاواپس کرنالازم ہوگا۔(۳)

حج بدل کرانے کے بعد عذر زائل ہوجائے

اگرعذرایسالاحق ہوچکاکہ زائل ہوناعادۃ نہ ممکن ہو توایسی صورت میں اگر کسی نے مریض کی طرف سے حج اداکردیامریض کے حکم سے تواس کی طرف سے حج اداہوجائیگا۔اب اگرچہ بعد میں وہ عذرنہ رہے توبھی اس پراعادہ لازم نہ ہوگا۔...........................

---

(۱)الرابع: الأمر بالحج صريحاً من المحجوج عنه أو من وصيه لو كان ميتاً أوصى بالحج وله مال....... تبرع عنه الوارث و لأجنبي فحج عنه أو أحج قال أبو حنيفة رحمه الله يجزئه إن شاءالله تعالى عن حجة الإسلام. (غنية الناسک: ۱/۲۹۴)

(۲)الخامس: أن يحج بمال المحجوج عنه إن أمره صريحاً والشرط كون أكثر النفقة من مال الميت. (غنية الناسک: ۱/۲۹۴)

(۳)(معلم الحجاج:۲۹۹-۳۰۰)

السادس: نيةالحج عن المحجوج عنه عند الاحرام أو تعيينه قبل الشروع في الاعمال۔ (غنية الناسک: ۱/۲۹۴)

وفي غنية الناسک:الأول: وجوب الحج على المحجوج عنه باليسار والصحة فلو أحج عنه فرضاً وهو فقير صحيح البدن ثم ملک مالا وجب الحج عليه لا يجزئه عما وجب عليه بعده بل هو نفل له بلا خلاف.(فصل في شرائط النيابة: ۱/۲۹۱)

جیسا اندھا، کہ ایسی دائمی عذر کی حالت میں حج بدل کرانے کے بعد خلاف امید قدرت الٰہی سے عذر ہٹ جائے تو دوسرا حج واجب نہیں ہوگا۔ (۱)

حج بدل میں جانے والا بیمار ہو جائے

اگر مامور بالحج راستہ میں بیمار ہو جائے تو آمر کا مال کسی اور کو دیکر حج نہیں کرا سکتا۔ الا یہ کہ آمر نے مال دیتے وقت یہ کہا ہو کہ اس مال سے جس طرح چاہو میرے لئے حج کرلو تب کسی اور سے کرانا بھی جائز ہے۔ (۲)

اپاہج، فالج زدہ اور نابینا کے لئے حج کا حکم

اگر کسی شخص کو ایسی بیماری لاحق ہو جس کے سبب سفر ممکن نہ (جیسے اپاہج، فالج زدہ، بہت بوڑھا جو سواری پر بھی نہ بیٹھ سکتا ہوں، نابینا،) ہو تو ایسے شخص پر خود جا کر حج کرنا فرض نہیں، تاہم حج بدل کرالینا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) هذا أي اشتراط دوام العجز إلى الموت إذا كان العجز كالحبس و المرض يرجى زواله أي يمكن وإن لم يكن كذلك كالعمى والزمانة سقط الفرض بحج الغير عنه فلا إعادة مطلقا سواء استمر به ذلك العذر أم لا قوله فلا إعادة مطلقا إلخ ظاهر إطلاق المتون اشتراط العجز الدائم أنه لا فرق بين ما يرجى زواله وغيره في لزوم الإعادة بعد زواله. وعليه مشى في الفتح. قال في البحر: وليس بصحيح بل الحق التفصيل كما صرح به في المحيط والخانية والمعراج اهـ وأقره في النهر. وتبعه المصنف، وحققه في الشرنبلالية. ونقل التصريح به عن كافي النسفي- (ردالمحتار. كتاب الحج: ۲/۱۸)

(۲) وإذا مرض المأمور بالحج في الطريق ليس له دفع المال إلى غيره ليحج ذلك الغير عن الميت إلا إذا أذن له بذلك. بأن قيل له وقت الدفع اصنع ما شئت فيجوز له ذلك مرض أو لا لأنه صار وكيلا مطلقا- (الدرالمختار، كتاب الحج: ۲/۲٦)

(۳) (قوله صحيح البدن) أي سالم عن الآفات المانعة عن القيام بما لا بد منه في السفر. فلا يجب على مقعد ومفلوج وشيخ كبير لا يثبت على الراحلة بنفسه وأعمى، وإن وجد قائدا، ومحبوس، وخائف من سلطان لا بأنفسهم. ولا بالنيابة في ظاهر المذهب عن الإمام وهو رواية عنهما وظاهر الرواية عنهما وجوب الإحجاج عليهم. ويجزيهم إن دام العجز وإن زال أعادوا بأنفسهم. (ردالمحتار، كتاب الحج: ۲/۵۲۳)

دوران حج ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم

عورت کے لئے حیض کا آنا ایک طبعی اور فطری امر ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے ان ایام میں عورت کو معذور سمجھ کر عبادات کی ذمہ داری اس سے اٹھائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید اور قدیم طب میں حیض عورت کی صحت اور تندرستی کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت ادویات کے ذریعے اس کو بند رکھے تو شرعی احکام اس سے متاثر نہیں ہوتے یعنی حیض نہ آنے پر روزہ اور نماز کی ادائیگی ضروری ہے۔ ایسا ہی حج کی ادائیگی بھی درست ہے۔ لیکن عورت کی صحت کے لئے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے سے احتراز بہتر ہے۔ تاہم اس طرح حیض بند کرنے سے حج درست رہے گا۔ (۱)

مجنون پر حج نہیں

مجنون پر حج واجب نہیں۔ البتہ اچھا ہونے کے بعد صاحب استطاعت ہو جائے تو اس پر حج فرض ہوگا۔ (۲)

والدین کی اجازت کے بغیر حج پر جانے کا حکم

اگر حج کسی پر فرض ہے اور اسکے ماں باپ بیمار ہیں اور ان کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہے تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے۔ اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہلاکت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے تو بلا اجازت جانے کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ راستہ پر امن ہو اور اگر راستہ پر امن نہیں ہے اور غالب ہلاکت ہے تو پھر بلا اجازت جانا جائز نہیں۔ (۳)

---

(۱)(فتاوی حقانیه : ۱۵۸/۴)

(۲)فلا یجب علی صبی ولا مجنون (رد المحتار. کتاب الحج : ۵۲۳/۴)

(۳)وینبغی له تحصیل رضا من یکره له السفر بغیر رضاه. فإنه اذا أراد أن یخرج إلی الحج وأحد ابویه کاره لذلک فإن کان محتاجاً إلی خدمته یکره. وإن کان مستغنیا فلا بأس به. إذا کان الغالب السلامة.

(غنیة الناسک: ۳۳)

بیوی بچوں سے اجازت لینے کا حکم

بیوی یا اولاد وغیرہ جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے، اگر وہ حج کو جانے سے ناخوش ہیں اور ان کا نفقہ ادا کرنے کے لیے بھی کچھ پاس نہیں ہے تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے لیکن اگر ان کی ہلاکت کا خوف نہیں ہے تو حج کو جانے کا مضائقہ نہیں ہے۔(۱)

عورت کے لئے محرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے

عورت کے لیے محرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے۔(۲)

عورت کا عدت میں ہونا

عورت کے لیے عدت کا ہونا بھی عذر ہے، جس کی وجہ سے حج کو مؤخر کیا جا سکتا ہے۔(۳)

مکہ مکرمہ میں آنے کے بعد حج سے روک دیا جائے

بعض دفعہ ہندو پاک اور دوسرے ممالک کے لوگ ملازمت کے سلسلے میں مکہ یا اس کے مضافات میں مقیم ہوتے ہیں لیکن حج کے ایام میں کام بڑھ جاتا ہے اور ان کو حج کے لیے کمپنی کی طرف سے چھٹی نہیں ملتی، ان حالات میں کیا یہ بات جائز ہوگی کہ وہ اس سال حج سے رک جائیں اور آئندہ سال حج کر لیں؟ بہت سے ملازمت پیشہ لوگ ہیں جو مکہ میں ان حالات سے دوچار ہیں۔

اس سلسلے میں چند باتیں ملحوظ رکھنی چاہئیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کے۔ "من استطاع إلیہ سبیلا" کی شرط لگائی ہے، یہ نہایت جامع لفظ ہے اور اس میں ہر طرح کی جانی مالی اور قانونی استطاعت داخل ہے، ایک شخص جو ملازمت پر اس شرط کے ساتھ گیا ہے کہ وہ اس مدت تک چھٹی نہ لے گا اور زمانہ حج میں بھی کام کرے گا..........

---

(۱) إن کرهت خروجه زوجته وأولاده ومن سواهم ممن تلزمه نفقته فیکره له الخروج إذا لم یکن له مایدفعهم للنفقة. فإن کان لایخاف الضیعة علیهم فلا بأس به۔(غنیة الناسک:۳۳)

(۲) فمنها ای من الموانع — المحرم أی عدم المحرم أو الزوج للمرأة (مناسک ملا علی قاری:۶۰)

(۳) فلو کانت معتدة عند خروج اهل بلدها لا یجب علیها۔(مناسک ملا علی قاری:۵۷)

وہ مکہ میں قیام کرنے کے باوجود حج کی قانونی استطاعت سے محروم ہوگا، اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ خود مکہ میں رہتے ہوئے بھی احصار کا تحقق ہو سکتا ہے۔

"ومن أحصر بمكة وهو ممنوع عن الطواف والوقوف فهو محصر لأنه تعذر عليه الإتمام فصار كما إذا أحصر في الحل" (۱)

ترجمہ: جس شخص کو مکہ میں احصار پیش آجائے اور وہ طواف اور وقوف عرفہ سے روک دیا گیا ہو وہ "محصر" ہے، اس لیے کہ اس کے لیے حج کی تکمیل دشوار ہے تو اس کی کیفیت اس شخص جیسی ہو گئی جس کو حل میں احصار پیش آیا ہو"۔

اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مکہ میں احصار کی کیفیت ضروری نہیں ہے کہ دشمن ہی کی وجہ سے ہو بیماری کی صورت بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ایسے ملازمین کو اول تو اپنی کمپنی سے پوری پوری کوشش کرنی چاہیے کہ حج کی اجازت مل جائے خواہ رخصت بلا تنخواہ کے ذریعہ ہو، لیکن اگر ایسی صورت نہ بن پائے اور بظاہر حال آئندہ سال تک قیام کا قوی امکان اور غالب گمان ہو تو پہلے سال حج ترک کر دینا جائز اور درست ہے۔ (۲)

مکہ مکرمہ کے چیک پوسٹ سے واپس کر دیئے جانے کا خطرہ ہو تو کیا کیا جائے؟

حکومت سعودیہ عربیہ نے سعودیہ میں مقیم بیرونی حضرات کے لیے یہ قانون بنایا ہے کہ ایک حج کے بعد پانچ سال تک دوسرا حج نہ کرے، گو بہت سے لوگ اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حج کرتے ہیں اور یہ اندیشہ بھی لگا رہتا ہے کہ حدودِ حرم کے پاس سے ان کو واپس کر دیا جائے بلکہ بعض دفعہ ایسے واقعات پیش بھی آتے ہیں، اس سلسلے میں چند باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

۱۔ حکومت سعودیہ کا یہ قانون اپنی روح کے اعتبار سے درست اور جائز ہے۔ حج میں ہجوم اور ازدحام بڑھتا جاتا ہے باہر سے لوگ تو آتے ہی ہیں، ایک بہت بڑی تعداد مقامی حجاج کی ہوتی ہے جس کی وجہ سے نظم ونسق بے قابو ہو جاتا ہے اور حجاج کو بڑی دقتیں اٹھانی پڑتی ہیں، ....

(۱) (فتح القدیر: ۱۳/۲)

(۲) (جدید فقہی مسائل: ۱۷۱/۱)

شریعت میں حدودِ میقات کے اندر رہنے والے حجاج کو تمتع وقران یعنی زمانہ حج میں عمرہ سے روکا گیا ہے، اس کی حکمت یہی ہے، اس لیے بنیادی طور پر یہ قانون شریعت کی روح کے مطابق ہے اور لوگوں کو اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔

۲۔ تاہم اس کے باوجود اگر حج کے لیے نکل جائیں تو چاہیے کہ غسل کرکے احرام کا کپڑا پہن لیں، تفتیش کی چوکی کا انتظار کریں، اگر وہاں سے جانے کی اجازت مل جائے تو پھر تلبیہ پڑھیں اور حج کی نیت کرلیں، اس طرح وہی سے ان کا احرام شمار کیا جائے گا اور اگر واپس کردیا گیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

۳۔ اگر اپنے مقام ہی سے حج کی نیت کرلی تو اب روک دیئے جانے کی صورت میں اس پر دم واجب ہوگا اور ضروری ہوگا کہ کسی حاجی کو پیسے دے دیں اور وقت اور تاریخ متعین کردے تاکہ مقررہ وقت وتاریخ پر اس کی طرف سے قربانی کردی جائے اس کے بعد ہی وہ حلال ہوسکے گا، اور آئندہ سال اس کو اس حج کی قضا کرنی پڑے گی، نیز ضروری ہے کہ اس جانور کی قربانی حدودِ حرم کے اندر ہو۔

۴۔ یہ تفصیل حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسلک پر ہے، امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک حج نفل میں احصار کی صورت پیش آجائے تو قضا واجب نہ ہوگی، چنانچہ رحمۃ الامۃ میں ہے:

"ولاقضاء على من كان نسكه تطوعا عند مالك والشافعي وقال أبو حنيفة بوجوب القضاء بكل حال فرضا كان أو تطوعا وعن أحمد روايتان كالمذهبين" (۱)

ترجمہ: جس کا حج بطور نفل ہو امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر اس کی قضا واجب نہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قضا ہر حال میں واجب ہوگی، فرض ہو یا نفل۔ امام احمد رحمہ اللہ سے دونوں طرح کی رائیں منقول ہیں۔

تاہم امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت یہ شرط لگادے کہ جہاں کوئی رکاوٹ پیش آجائے وہیں احرام کھول لوں گا تو ایسی صورت میں اس کے لیے احرام کھول دینا جائز ہوگا اور دم بھی واجب نہ ہوگا۔

(۱) (۱۴۸)

"يستحب لمن أحرم بنسك أن يشترط عند إحرامه فيقول إن حبسني حابس فمحلي حيث حبسني، ويفيد هذا الشرط شيئين أحدهما أنه إذا عاقه عائق من عدو أو مرض أو ذهاب نفقة ونحوه أن له التحلل والثاني أنه متى حل بذلك فلا دم عليه ولا صوم". (۱)

ترجمہ: حج کا احرام باندھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ احرام کے وقت شرط لگالے اور کہے کہ اگر مجھے کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو جہاں آپ نے روکا وہیں میرے حلال ہونے کی جگہ ہوگی، اس شرط سے دو فائدے ہوں گے، ایک یہ کہ اگر اس کو کوئی رکاوٹ پیش آجائے جیسے دشمن، بیماری یا نفقہ کا ختم ہوجانا وغیرہ تو اس کے لیے حلال ہوجانے کی گنجائش ہے، دوسرے یہ کہ اس صورت میں جب بھی وہ حلال ہوگا اس پر نہ دم واجب ہوگا نہ روزہ۔

حنابلہ رحمہم اللہ کے پیش نظر سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حج کھولنے کا ارادہ ہے اور بیمار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرو اور شرط لگادو جہاں آپ روک لیں وہیں میرے احرام کھولنے کی جگہ ہے۔ (۲)

کیا اشہر حج میں اگر مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو حج فرض ہوجائے گا؟

بعض اوقات لوگ شوال، ذوالقعدہ میں مکہ مکرمہ آجاتے ہیں حج ان پر فرض ہوجاتا ہے، لیکن ان کا ویزا زمانہ حج تک نہیں ہوتا ہے اور قانونی اعتبار سے وہ حج تک نہیں رک سکتے، ایسی صورت میں اگر ان پر حج فرض باقی ہو تب تو ان کو پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی طرح وہ حج کرلیں، کیونکہ مکہ پہنچنے کے بعد اخراجات سفر کی شرط ختم ہوجاتی ہے اور حج واجب ہوجاتا ہے۔

"وليس من شرط الوجوب على أهل مكة ومن حولهم الراحلة لأنه لا تلحقهم مشقة زائدة في الأداء فأشبه السعي إلى الجمعة". (۳)

(۱) (المغنی: ۳/۲۶۱)

(۲) "حجي واشترطي أن محلي حيث حبستني". (مسلم: ۱/۳۸۵) (جدید فقہی مسائل: ۱/۱۶۲)

(۳) (الھدایہ: ۲/۲۱۸)

ترجمہ: مکہ اور مکہ کے گرد وپیش والوں پر حج فرض ہونے کے لیے سواری شرط نہیں ہے، اس لیے کہ وہ حج کی ادائیگی میں کچھ زیادہ مشقت سے دوچار نہیں ہیں تو یہ جمعہ کے لیے سعی کے مشابہ ہوگیا۔

لیکن اگر قانونی مجبوری کے تحت حج تک اس کا قیام ممکن نہ ہو تو پھر حج اس پر فرض نہیں ہوگا، اس لیے کہ "استطاعت سبیل" جس کو قرآن نے حج فرض ہونے کے لیے شرط قرار دیا ہے اس کے حق میں مفقود ہے۔ نیز بعض حضرات کی غلط فہمی کے پیش نظر عرض ہے کہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو لوگ حج فرض ادا کر چکے ہیں ان پر حج کے زمانہ میں عمرہ کرنے کی وجہ سے دوبارہ حج فرض نہیں ہو جاتا۔(۱)

حجاج کی گاڑی بارہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب تک منیٰ سے نکل نہ پائے

عام طور پر قریبی علاقہ کے حجاج بارہ تاریخ کو منیٰ سے نکل جاتے ہیں، لیکن بارہ کو ٹریفک کا اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ گاڑی نکلتے نکلتے منیٰ ہی میں غروب آفتاب ہو جاتا ہے، چنانچہ لوگ اسی حالت میں منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں تیرھویں تاریخ کا قیام اور رمی واجب ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد نکل سکتے ہیں، البتہ غروب آفتاب کے بعد نکلنا مکروہ ہے، ہاں اگر تیرہ کی صبح طلوع ہوگئی تو اب تیرہ تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی اور اگر رمی کئے بغیر نکل جائے تو دم واجب ہوگا:

"(قوله وله النفر قبل طلوع فجر الرابع) ولكن ينفر قبل غروب الشمس أي شمس الثالث فإن لم ينفر حتى غربت الشمس يكره له أن ينفر حتى يرمي في الرابع، ولو نفر من الليل قبل فجر الرابع لاشيء عليه وقد أساء وقيل ليس له أن ينفر بعد الغروب فإن نفر لزمه دم ولو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمي لزمه الدم اتفاقاً. "لباب" ولا فرق في ذلك بين المكي والأفاقي كما في البحر". (۲)

(۱) جدید فقہی مسائل: ۱/۱۶۳
(۲) رد المحتار: ۲/۱۸۵

ترجمہ: ”لیکن تیسرے دن (یعنی ۱۲ ذوالحجہ) کے غروب آفتاب سے پہلے ہی نکل جانا چاہیئے، اگر آفتاب غروب ہوگیا تو چوتھے دن (یعنی ۱۳ ذوالحجہ) کی رمی سے پہلے نکلنا مکروہ ہے، اگر چوتھے دن کی صبح سے پہلے پہلے شب میں منیٰ سے نکلا تو اس پر کچھ واجب تو نہ ہوگا مگر اس نے بہتر نہیں کیا اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ غروب آفتاب کے بعد نکلنا درست نہیں اور نکل گیا تو دم واجب ہوگا، اگر چوتھے دن طلوع صبح کے بعد اور اگر رمی سے پہلے منیٰ سے نکل گیا تو بالاتفاق دم واجب ہوگا، اس مسئلہ میں مکی اور آفاقی کے درمیان کوئی فرق نہیں“۔(۱)

جگہ کی تنگی کے باعث وادی محسر میں قیام

آج کل حجاج کی کثرت کی وجہ سے منیٰ کا میدان اپنی وسعت کے باوجود ناکافی ہو جاتا ہے اور بہت سے خیمے وادی محسر میں نصب کر دیئے جاتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ نے اس وادی میں ٹھہرنے کو پسند نہیں فرمایا، معمول مبارک یہ تھا کہ چلتے ہوئے یہاں سے تیز تیز گزر جاتے۔

اس لیے وادی محسر میں قیام کرنا مناسب نہیں، ایسا کیا جاسکتا ہے کہ مزدلفہ میں قیام کرلیں اور چونکہ منیٰ میں شب گزارنا مسنون ہے اس لیے رات کے وقت منیٰ آجایا کریں۔(۲)

عمر رسیدہ خاتون کا بغیر محرم کے سفر حج کرنے کا حکم

عام طور پر فقہاء کرامؒ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ بغیر محرم کے حج کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن مفتی ولی حسن صاحبؒ سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ ایک ۷۵ سالہ عورت قابل اعتماد عورتوں کے قافلہ کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہے یا نہیں؟ حضرت مفتی صاحب نے اجازت مرحمت فرمائی اور دلیل میں در مختار کی یہ عبارت پیش فرمائی:

أما العجوز التي لاتشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ،ومتى جاز المس جاز سفره لها، ويخلو إذا أمن عليه وعليها، وإلا لا ۔(۳)

(۱)(جدید فقہی مسائل:۱/۱۷۷)

(۲)(جدید فقہی مسائل:۱/۱۷۷)

(۳)(الدر المختار:۶/۳۶۸،سعید).

فیض الباری میں ہے:

وفی کتب الحنفیة عامة عدم جواز السفر إلا مع محرم قلت: ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن من الفتنة ،وقد وجدت له مادة کثیرة فی الأحادیث ،أما فی الفقه ،فهو مسائل الفتن. (۱)

حاشیہ میں مرتب صاحب لکھتے ہیں:

منها: أمر النبی ﷺ أبا العاص أن یرسل زینب رضی الله عنها مع رجل لم یکن لها محرماً ،ومجیء عائشة رضی الله عنها فی قصة الأفك. (۲)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا:

حنفی مذہب میں تو اس صورت میں بھی اجازت نہیں اور شافعی مذہب میں اگر ثقہ عورتیں ہمراہ ہوں تو اجازت ہے اور حنفی کیلئے کسی خاص مسئلہ میں شافعی کی تقلید بوقتِ ضرورت جائز ہے ،ضرورت کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا۔ (اشرف علی تھانوی ۲۳ رمضان سن ۱۳۵۷ھ۔) (۳)

بعض حضرات نے حدیث:

"لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف إلا الله" (۴)

کی روشنی میں فتنہ نہ ہونے کی صورت میں عورت کے لیے تنہا سفر کی گنجائش بیان کی ہے۔ (۵)

ماسک پہننا

چونکہ ماسک چہرے کے چوتھائی یا زیادہ حصے کو چھپالیتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں پورا ایک دن یا پوری رات (یعنی بارہ گھنٹے) پہنے رکھے تو دم واجب ہوگا۔ اس سے کم وقت میں صدقہ لازم ہوگا۔ تاہم بیماری کی صورت میں گناہ نہ ہوگا۔ (۶)

---

(۱) (فیض الباری: ۲/۳۹۷)

(۲) (حاشیة فیض الباری: ۲/۳۹۷).

(۳) (مجالس حکیم الامت: ص۲۹۰ ،مرتب حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

(۴) (بخاری: ۱/۵۰۷)

(۵) (المستفاد: فتاوی دار العلوم زکریا: ۳/۳۴۳)

(۶) واما تعصب الراس والوجه فمکروه مطلقاً موجب للجزاء بعذر او بغیر عذر للتغلیظ الا صاحب لاعذر غیر آثم. (غنیة المناسک ، باب الاحرام: ۹۱)

بیماری کی وجہ سے حالت احرام میں ماسک پہننا

حالت احرام میں پورا چہرہ یا چہرے کا چوتھائی حصہ ماسک وغیرہ سے ڈھانپنا اصلاً ممنوع ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر سزا لازم ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی خطرناک بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر نے ہمہ وقت چہرے پر ماسک پہننے کو ضروری قرار دیا ہو اور حالت احرام میں بھی ماسک پہننا ناگزیر ہو تو عذر کی وجہ سے ان شاء اللہ گناہ تو نہیں ہوگا۔ لیکن اس کی جزا لازم ہوگی، البتہ عذر کی بناء پر جزا لازم ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ:

الف)... ایک دن یا ایک رات یا اس کی مقدار پورا چہرہ یا چہرے کا چوتھائی حصہ ڈھانکنے سے درج ذیل تین کاموں میں سے کوئی ایک کام کرنا واجب ہے:

۱۔۔۔دم یعنی ایک صحیح سالم بکرا یا بکری حدود حرم میں ذبح کرے۔

۲۔۔۔یا چھ مساکین کو فی مسکین پونے دو کلو گندم یا اسکی قیمت صدقہ کرے۔

۳۔۔۔یا تین روز (مسلسل یا الگ الگ) رکھے۔

(ب) ایک دن یا ایک رات کی مقدار سے کم اور ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ ڈھانکنے کی صورت میں:

۱۔۔۔پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

۲۔۔۔یا ایک روزہ رکھے۔

(ج) ایک گھنٹہ سے کم ڈھانکنے کی صورت میں ایک مٹھی گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔(۱)

---

(۱)في غنية الناسك: (۲۹۶) فإذا غطى جميع راسه أوْ وجه والربع منها كالكل...... يوماً او ليلة والمراد مقدار احدهما فعليه دم و في الاقل من يوم او من الربع صدقة.

وفيه ايضاً: (ص:۳۰۶) فصل اذا ارتكب المحظورات الاربعه بعذر. ما ذكرنا من لزوم الدم عيناً او الصدقة عيناً..... انما هو في حاله الاختيار بان ارتكب المحظور بغير عذر. اما في حاله الاضطرار بان ارتكبه بعذر كمرض وعلة فان كان مما يوجب الدم فهو مخير بين الصيام والصدقه والدم ولو موسرا..... -

(نوٹ) واضح رہے کہ اگر کسی شخص نے مذکورہ عذر کی وجہ سے پورے چہرے پر یا چوتھائی چہرے پر ماسک لگا کر مکمل عمرہ کر لیا لیکن ایک دن سے کم وقت تک ماسک پہنے رہا تو اصولا صدقہ واجب ہونا چاہیے (جس کی تفصیل "ب" میں گزر چکی) لیکن اس نقطہ نظر سے کہ "عمرہ کے پورے عمل میں (اگرچہ ایک دن یا ایک رات سے کم سہی) چہرہ چھپانے کی ممانعت کا ارتکاب لازم آیا ہے" بعض فقہائے کرامؒ نے دم واجب ہونے کی طرف میلان ظاہر فرمایا ہے، اس لیے ایسی صورت میں احتیاط اسی میں ہے کہ ایک دم مخیّر ادا کیا جائے (جس کی تفصیل الف میں گزر چکی ہے)۔

- وان كان مما يوجب الصدقة فهو مخير بين الصيام والصدقة. ومن الاعذار: الحمى، والبرد الشديد والحر كذلك ولا يشترط دوام العلة ولا أدائها الى التلف بل وجودها مع تعب ومشقة يبيح ذلك (لباب) وغيره. ومن الاعذار خوف الهلاك من البرد والمرض--- ولعل المراد بالخوف الظن لا مجرد الوهم فاذا غلب على ظنه هلاكه او مرضه من البرد جاز له التغطيه مثلا---- و اذا وجب الدم مخير ان شاء ذبح في الحرم او تصدق بثلاثه اصوع طعام او ستة من غيره على ستة مساكين اين شاء (در) لكل مسكين نصف صاع من بر اوصاع من غيره....... او صام ثلاثه ايام ان شاء ولو متفرقة. ولو وجب الصدقة على التخيير ان شاء تصدق بما وجب عليه من نصف صاع او اقل على مسكين او صام يوما

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ۵۴۴) (أو ستر رأسه) ----- (يوما كاملا) أو ليلة كاملة، وفي الأقل صدقة---وتغطية ربع الرأس أو الوجه كالكل--- (وإن طيب أو حلق) أو لبس (بعذر) خير إن شاء (ذبح) في الحرم (أو تصدق بثلاثة أصوع طعام على ستة مساكين) أين شاء (أو صام ثلاثة أيام) ولو متفرقة (قوله أو ستر رأسه) أي كله أو ربعه، ومثله الوجه. (قوله يوما كاملا أو ليلة) الظاهر أن المراد مقدار أحدهما فلو لبس من نصف النهار إلى نصف الليل من غير انفصال أو بالعكس لزمه دم كما يشير إليه قوله وفي الأقل صدقة شرح اللباب.(قوله وفي الأقل صدقة) أي نصف صاع من بر. وشمل الأقل الساعة الواحدة أي الفلكية وما دونها خلافا لما في خزانة الأكمل أنه في ساعة نصف صاع وفي أقل من ساعة قبضة من بر.

بحر- (قوله بعذر) قيد للثلاثة وليست الثلاثة قيدا. فإن جميع محظورات الإحرام إذا كان بعذر ففيه الخيارات الثلاثة كما في المحيط قهستاني-----ومن الأعذار الحمى والبرد والجرح والقرح والصدع والشقيقة والقمل. ولا يشترط دوام العلة ولا أداؤها إلى التلف بل وجودها مع تعب ومشقة -

یہ بھی واضح رہے کہ عمرہ کرنا فرض و واجب نہیں ہے، صاحب استطاعت کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے اور جو شخص استطاعت نہیں رکھتا اس کے لیے سنت بھی نہیں ہے۔ جبکہ احرام کے محظورات سے بچنا واجب ہے لہٰذا اگر پہلے سے یہ معلوم ہو کہ عمرہ کرنے کی وجہ سے محظور کا ارتکاب لازم آئے گا تو ایسی صورت میں عمرہ فی الحال ترک بھی کیا جاسکتا ہے جبکہ حرم میں جانا ضروری نہ ہو۔ (۱)

- يبيح ذلك-----من الأعذار خوف الهلاك، ولعل المراد بالخوف الظن لا مجرد الوهم، فتجوز التغطية والستر إن غلب على ظنه۔

في غنية الناسك (۲۳۲) ولا فرق فيه بينهما اذا ارتكب المحظور ذاكرا او ناسيا عالما او جاهلا طائعا او مكرها..... الا انه اذا جنى عمدا بلا عذر فعليه الجزاء والاثم وان جنى بغير عمد او بعذر فعليه الجزاء دون الاثم.

(۱)وفي مناسك ملا علي القاري (ص:۳۰۱) فاذا لبس مخيطا يوما كاملا او ليلة فعليه دم في اقل من يوم او ليلة صدقة۔

وفي ارشاد الساري تحته: في اقل يوم اوليلة قال العلامة العفيف في شرح منسكه: بقى ان يقال لو ان شخصا احرم بنسك وهو لابس المخيط وأدى ذلك النسك بتمامه في اقل من يوم، وحل منه، ما اذا يلزمه بجناية اللبس في ذلك النسك لم ارى في المسالة نص صريح ومقتضى ما قالوه من ان الارتفاق الكامل لا يحصل الا بلبس يوم كامل او ليلة كاملة ان تلزمه صدقة، اللهم الا ان يوجد نص صريح بخلاف ذلك فليكن المعول. والله اعلم. فان قلت: التجرد عن لبس المخيط في النسك مطلقا واجب سواء طال زمن احرامه ام قصر، وتقدير اللبس باليوم والليلة باعتبار كمال الارتفاق، انما هو اذا طال زمن احرامه. اما اذا قصر وذلك بان ادي نسكه في اقل من يوم او ليلة او حل منه فالذي يظهر ان حصل له في نسكه هذا ارتفاق كامل، وحينئذ يكون تاركا لواجب من واجبات احرامه فينبغي ان يوجب موجبه، وهو الدم. قلت هذا كلام لا شك في قياسه ولكن مع ذلك يحتاج الى نقل صريح في ذلك والله اعلم بما هنالك. انتهى كلام العفيف. ورأيت في فتاوى تلميذه الفاضل عبد الله افندى عتاق سؤالا في ذلك تردد في جوابه بين وجوب الصدقة او الدم كما وقع لشيخه لكنه مال في آخر كلامه الى الدم.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/۵۴۶)

[تنبيه] ذكر بعض شراح المناسك: لو أحرم بنسك وهو لابس المخيط وأكمله في أقل من يوم وحل منه لم أر فيه نصا صريحا۔

سنی ٹائزر لگانے کا حکم

بطور تمہید یہ بات واضح رہے کہ جو چیز عطر یا پرفیوم کی طرح بذات خود خوشبو نہ ہو بلکہ اس میں خوشبودار چیز شامل کی گئی ہو اس کا حکم خالص خوشبو کے حکم سے مختلف ہے، اس کی نظیر حضرات فقہاء کرام کی عبارات میں "اشنان" ہے جس میں خوشبو میں ملائی گئی ہو اور جس کے متعلق حضرات فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ:

وأما إذا خلط بما يستعمل في البدن كلشنان ونحوه. ففي شرح اللباب عن المنتقى: إن كان إذا نظر إليه قالوا هذا أشنان فعليه صدقة، وإن قالوا هذا طيب عليه دم.(۱)

ولو غسل رأسه أو يده بأشنان فيه الطيب فان كان من رآه سماه اشنان فعليه صدقة الا ان يغسل مرارا فدم، وإن سماه طيبا فدم.(۲)

وقالوا في الملح يجعل فيه الزعفران أنه إن كان الزعفران غالبا فعليه الكفارة؛ لأن الملح يصير تبعا له، فلا يخرجه عن حكم الطيب، وإن كان الملح غالبا، فلا كفارة عليه؛ لأنه ليس فيه معنى الطيب.(۳)

یعنی جو چیز بذات خود خوشبو نہ ہو بلکہ اس میں خوشبو میں لائی گئی ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار کیا گیا ہے کہ اگر خوشبو غالب ہے اور دیکھنے والا اس کو خوشبو سمجھتا ہے تو اس کے استعمال میں دم واجب ہے اور اگر خوشبو مغلوب ہے اور دیکھنے والا اس کو خوشبو نہیں سمجھتا بلکہ کوئی اور چیز ہی سمجھتا ہے تو دم واجب نہیں ہوگا بلکہ صدقہ واجب ہوگا مذکورہ تمہید کے بعد حالت احرام میں سینی ٹائزر کے استعمال کے بارے میں حکم یہ ہے کہ:

الف۔۔۔ اگر سینی ٹائزر میں کوئی خوشبو نہ ہو تو اس کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

ب۔۔۔ اور اگر خوشبودار ہو تو حالت احرام میں حتی الامکان اس کو جسم کے کسی بھی حصہ پر لگانے سے اجتناب ہی کرنا چاہیے، تاہم اس کے باوجود اگر ....

---

(۱) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۵۴۶/۲)

(۲) غنية الناسك (ص: ۲۴۹)

(۳) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۱۹۱/۲)

مذکورہ بیماری کے عذر کی وجہ سے خوشبودار سینی ٹائزر دونوں ہاتھوں میں لگالیا جبکہ اس میں خوشبو مغلوب ہو اور دوا کی غرض سے لگایا تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا یا ایک روزہ رکھنا واجب ہوگا۔

واضح رہے کہ الکوحل اگر انگور یا کھجور کی شراب سے بنا ہوا نہ ہو بلکہ کسی دوسری پاک چیز سے بنا ہوا (عام طور پر پاک چیز سے بنا ہوا ہوتا ہے) اور وہ سینی ٹائزر میں شامل ہو تو اس کی وجہ سے سینی ٹائزر کا استعمال ممنوع نہیں ہوگا، یعنی لگانے سے جسم ناپاک نہیں ہوگا۔

حالت احرام میں احتلام ہو جائے

اگر مرد یا عورت احرام کی حالت میں جماع کے بغیر احتلام یا کسی اور عذر کی بناء پر ناپاک ہو جائیں تو ان پر دم نہیں ہے۔ نیز ناپاکی کی وجہ سے احرام کی چادر کو بدلنا جائز ہے۔(۱)

بطور علاج سر پر تیل لگانا

علاج کے طور پر سرسوں، زیتون وغیرہ کا تیل استعمال کرنے سے دم لازم نہیں ہوگا۔(۲)

سفر حج کے دوران جہاز میں نماز کا حکم

اگر کھڑے ہو کر ہوائی جہاز میں نماز ادا کر سکتے ہیں تو کھڑے ہو کر ادا کریں ورنہ بیٹھ کر پڑھیں۔

البتہ اگر جہاز میں کھڑے ہونے کی قدرت تو ہے لیکن اتنی جگہ نہیں کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکیں تو اس وقت بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں مگر بعد میں یہ نماز لوٹانی ہوگی۔ کیونکہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے قیام کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔(۳)

---

(۱)(حج کے مسائل کے انسائیکلوپیڈیا؛۴/۲۵۴)

فأن نظرالی فرج امرأته بشهوة فأمنی،وان تکررذالک أوتفکرفأنزل أواحتلم فلاشئ علیه سوی الغسل. (غنیة الناسک/۳۴۷)

(۲)أواستعملهاعلی وجه التداوی أوالاکل فلاشئ علیه باالاجماع۔(غنیة الناسک /۲۴۸)

(۳)(رفیق حج/۶۵/ مفتی رفیع عثمانی صاحب)

معذور آدمی کا ایک وضو سے میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا

معذور کے لئے میدان عرفات میں مسجد نمرہ کے امام کے پیچھے ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھنا درست ہے۔ عصر کی نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں۔ کیونکہ معذور شرعی کا وضو وقت کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے اور عرفات میں عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے، ظہر کا وقت خارج نہیں ہوتا اسلئے معذور شرعی کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۱)

معذور آدمی طواف کیسے کریں؟

اگر معذور آدمی طواف خود کر سکتا ہے تو خود کرے ورنہ کسی کے سہارے سے کرے یا وہیل چیئر وغیرہ پر جیسے عام معذور لوگ کرتے ہیں، اسی طرح کرے۔ (۲)

معذور آدمی طواف کے نفل کیسے پڑھے؟

معذور آدمی جیسے فرض پڑھتا ہے ویسے ہی واجب الطواف کی نماز بھی پڑھے۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے تو کھڑے ہو کر پڑھے اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ (۳)

مفلوج پر حج بدل کرانا فرض ہے

اگر مفلوج آدمی پر حج فرض ہے تو اس پر حج بدل کرانا فرض ہے۔ اگر زندگی میں مفلوج ہونے کا عذر ختم ہو گیا تو دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔ ورنہ پہلے کا کرایا ہوا حج بدل کافی ہو جائے گا۔ (۴)

---

(۱) (حج کے مسائل کے انسائیکلوپیڈیا؛ ۴/۲۵۴)

(۲) الرابع من الواجبات المشي فيه للقادر...... فلو طاف أي طواف يجب المشي فيه راكباً أو محمولا زحفاً بلا عذر فعليه الاعادة .... وإن كان تركه بعذر لا شيء عليه- (إرشاد الساري: ۲۱۵)

(۳) من تعذر عليه القيام أي كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر به يفتى- صلى قاعدا ولو مستندا إلى إنسان أو وسادة فإنه يلزمه ذالک لأن المرض اسقط عنه الأركان فالهيئات أولى- (رد المحتار: ۲/۹۷)

(۴) الثالث: دوام العجز إلى الموت إن كان لعذر ترجى زواله عادة كالحبس والمرض....... فإن دام عجزه حتى مات ظهر أنه وقع مجزئا عن فرضه و إن قدر عليه وقتاً ما من عمره ظهر أنه وقع نفلا له- (غنية الناسک: ۱/۲۹۱. فصل في شرائط النيابة)

ماہواری والی عورت طوافِ وداع کے بغیر وطن لوٹ سکتی ہے

جو عورت مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت حائضہ ہو اس کے لئے طواف وداع کے لئے رکنا لازم نہیں۔ وہ طوافِ وداع کے بغیر وطن لوٹ سکتی ہے۔ (۱)

لنگوٹ پہننا یا لنگی پہننا

آنت اترنے یا پیشاب کے یا مذی کے قطرے آنے کے عذر کی وجہ سے احرام کے نیچے بغیر سلا ہوا لنگوٹ باندھنا جائز ہے۔ بلا عذر مکروہ ہے مگر اس پر کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں۔

البتہ لنگوٹ کو سلوائے بغیر صمد بونڈ یا گلو سے چپکا کر پہننا جائز نہیں، کیونکہ یہ بھی سلے ہوئے کپڑے کے حکم میں ہے۔ اسی طرح عذر و ضرورت ہو مثلاً عادت نہ ہونے کی وجہ سے ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو لنگی پہننے کی گنجائش ہے۔ البتہ بلا ضرورت مکروہ ہے۔ (۲)

مریض کو طواف کرانا

اگر وہیل چیئر وغیرہ پر مریض کو ساتھ لے کر طواف اور سعی کر رہے ہیں یا کرا رہے ہیں اور مریض خود نیت نہیں کر سکتا تو اس کی نیت بھی خود کرانے والا کرلے تو طواف اور سعی دونوں کی طرف سے ہو جائے گا۔ (۳)

---

(۱) وهو واجب على الحاج الآفاقي...... ولا يجب على المعتمر والحائض والنفساء۔ (إرشاد الساري: ٣٥٥ / باب طواف الصدر)۔

(۲) كما في إرشاد الساري: باب الإحرام . فصل في مكروهاته۔ (الإمدادية) "وأما التي لا جزاء فيها سوى الكراهية فهي هذه۔ وعقد الازار و الرداء أي ربط طرف أحدهما بطرفه الآخر و ان يخلله أي كل واحد منهما بخلال كنحو إبرة أو شدهما بحبل و نحوه من رباط و منطقا۔ (ص: ١٦٩، ١٧٠)

(۳) ولو طاف بالمغمى عليه محمولا أجزأ ذالک عن الحامل والمحمول إن نوى عن نفسه وعن المحمول۔ (إرشاد الساري: ٢٠٨/ فصل في طواف المغمى عليه)

معذور آدمی طواف میں وضو کا کیا کرے؟

معذور آدمی نماز اور طواف کے درمیان اس عذر کے پیش آنے سے گناہ گار نہ ہوگا۔ البتہ نماز کا وقت نکل جانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے اس وقت دوبارہ وضو کرلے۔ پھر اگر طواف کے دوران نماز کا وقت نکل گیا تو اس وقت دوبارہ وضو کرلے۔ اگر طواف کے چار چکروں کے بعد وقت نکل گیا تو دوبارہ وضو کرنے کے بعد بقیہ طواف کے چکر پورے کر سکتا ہے۔ لیکن چار چکر سے کم ہونے کی صورت میں وضو کرنے کے بعد دوبارہ طواف شروع کرنا افضل ہے۔ (۱)

احرام کی حالت میں بے ہوش ہونا

اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بیہوش ہو جائے (جہاز میں اکثر ہو جاتا ہے) تو اس کے ساتھی کو چاہیے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا بعد میں بیہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لے۔ جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیا تو یوں بیہوش کا احرام درست ہو جائیگا۔ (۲)

بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کی حکم کی ضرورت نہیں

بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لیے اس کے حکم کی ضرورت نہیں۔ اس نے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو، ساتھی اگر اس کی طرف سے احرام باندھ لے گا۔ بہر صورت اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔ (۳)

---

(۱) وصاحب العذر الدائم اي حقيقه او حكما اذا طاف أربعه أشواط ثم خرج الوقت توضأ قياسا للطواف على الصلاة وبنى أي عليه واتى بالباقي ولا شيء عليه أي بفعله ذلك لتركه الموالاة بعذر والظاهر ان الحكم كذلك في أقل من الاربعه الا أن الاعاده افضل. (إرشاد الساري: ۲۲۷) (باب أنواع الأطوفة)

(۲) من خرج يريد حجة الاسلام فأغمى عليه قبل الاحرام. أوكان مريضا فنام قبله. فنوى ولي عنه رفيقه أوغيره بأمره نصاً أولا. من الميقات أوبمكة بعد احرام نفسه أوقبله جاز. ويجزيه عن حجة الإسلام. (غنية الناسک: ۱۳۲)

(۳) من خرج يريد حجة الاسلام فأغمى عليه قبل الاحرام. أوكان مريضا فنام قبله. فنوى ولي عنه رفيقه أوغيره بأمره نصاً أولا. من الميقات أوبمكة بعد احرام نفسه أوقبله جاز. ويجزيه عن حجة الإسلام. (غنية الناسک: ۱۳۲)

بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے سلے ہوئے کپڑے نکالنا ضروری نہیں

بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لیے اس کے سلے ہوئے کپڑے نکالنا ضروری نہیں ہے، کپڑے نکالے بغیر بھی احرام صحیح ہو جائے گا۔ (۱)
(نوٹ: لیکن سلے کپڑے نکال لیے جائیں ورنہ اس پر جنایت لازم ہوگی۔)

جب ہوش میں آ جائے تو باقی افعال خود ادا کرے

جس وقت اس کو ہوش آ جائے تو تعیینِ احرام کرکے باقی افعالِ حج خود ادا کرے اور ممنوعاتِ احرام سے بچے۔ اور اگر ہوش نہ آئے تو جس شخص نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے وہ یا اور کوئی دوسرا شخص وقوفِ عرفہ اور طواف وغیرہ اس کی طرف سے اگر ادا کرے گا تو حج ہو جائے گا۔ بیہوش کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ ساتھ لے جائے۔ (۲)

بے ہوش کی طرف سے عرفہ، طواف اور سعی کا حکم

جو شخص ایسے بیہوش کی طرف سے طواف اور سعی کرے اس کو اپنا طواف اور سعی علیحدہ کرنی ہوگی، ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہوگی۔ (۳)
(نوٹ: ساتھ لے جانے کی حالت میں ایک طواف و سعی دونوں کی طرف سے ہو جائیگا کیونکہ بیہوش خود طواف میں موجود ہے البتہ بیہوش کی طرف سے نیتِ طواف جدا کرنی ہوگی۔)

---

(۱) ولا يشترط لصحة احرامه تجريده عن لبس المخيط۔ (مناسک ملا علی قاری: ۱۱۰)

(۲) لو أفاق المغمى عليه بعد الاحرام عنه لزمه مباشرة الافعال وكذا اجتناب المحظورات. وإن لم يفق فقيل لا يجب أي على الرفقاء أن يشهدوا به المشاهد كالطواف والوقوف أي بعرفة - بل مباشرة الرفقة تجزيه - إلا أن احضاره أولى - ويشترط نيتهم الطواف۔ (مناسک ملا علی قاری: ۱۱۰)

(۳) (معلم الحجاج: ۱۳۱)

بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے والے سے جنایت سرزد ہو جائے

اگر بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے والے سے کوئی فعل ممنوعاتِ احرام میں سے ہو گیا گو بلاارادہ ہو اس کی جزا بیہوش ہی پر واجب ہو گی، جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہو گی۔ (۱)

(نوٹ: اس لیے واجب ہے کہ بیہوش سے سلے ہوئے کپڑے نکال لیے جاویں۔)

احرام کے بعد بے ہوش ہو جائے تو وقوف عرفہ اور طواف کا حکم

اگر احرام کے بعد کوئی شخص بیہوش ہو جائے تو اس کو عرفات اور طواف وغیرہ میں ساتھ لے جانا واجب ہے، دوسرے شخص کی نیابت کافی نہ ہو گی۔ اور جب ایسے بیہوش کو کوئی دوسرا شخص طواف کرائے تو کرانے والے کے لیے طواف کی نیت کرنی شرط ہے۔ (۲)

مریض بحالت احرام سو گیا اور دوسرے کو احرام کا کہا

کوئی شخص مریض ہے بیہوش نہیں اور وہ احرام کے وقت سو گیا اور کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لیے اس نے کہہ دیا تھا۔ اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو احرام صحیح ہو گیا۔ جاگنے کے بعد باقی افعالِ حج خود ادا کرے اور ممنوعاتِ احرام سے بچے۔ اور اگر بلا اس کے حکم کے کسی نے اسکی طرف سے احرام باندھ لیا تو اس کا احرام صحیح نہ ہو گا۔ (۳)

---

(۱)فیجب تجریدہ عن المخیط، ولو ارتکب محظورا لزمہ موجبہ لا المباشر۔ (غنیۃ الناسک:۱۳۵)

(۲)وإذا أغمی علیه بعد الاحرام —تعین حمله اتفاقاً، ویشترط نیتهم الطواف إذا حملوه فیه۔ (غنیۃ الناسک:۱۳۶)

(۳)من خرج یرید حجة الاسلام فأغمی علیه قبل الاحرام، أوکان مریضاً فنام قبله، فنوی ولیه رفیقه أوغیره بأمره نصاً أولا، من المیقات أوبمکة بعد احرام نفسه أوقبله جاز، ویجزیه عن حجة الإسلام۔ فیؤدی باقی الأفعال بنفسهم لعدم العجز—فیجب تجریدہ عن المخیط، ولو ارتکب محظوراً لزمه موجبه لا المباشر۔ (غنیۃ الناسک:۱۳۲)

مریض کو سونے کی حالت میں طواف کرانے کا حکم

اسی طرح اگر ایسے مریض کو کوئی دوسرا شخص طواف سونے کی حالت میں کرائے تو اسکے لیے بھی اس کا حکم اور فوراً طواف کرانا شرط ہے، اگر بلا اس کے حکم کے یا کچھ دیر کے بعد طواف کرایا تو طواف نہ ہوگا۔(۱)

عذر کی وجہ سے ممنوعات احرام کے ارتکاب کا حکم

احرام کی پابندیوں کا معاملہ عام عبادات سے مختلف ہے اس میں بھول چوک، خطا، عذر اور بلاعذر ہر حال میں جزا لازم ہوتی ہے۔ احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی خواہ ناواقفیت سے ہو یا خطا اور بھول سے یا کسی کی زبردستی سے اور خواہ جاگتے ہوئے یا سوتے ہوئے یا بے ہوشی اور نشے میں ہو یا تنگدستی اور مجبوری سے خود کرے یا دوسرے سے کرائے یا دوسرا شخص اس کے کہے بغیر اس کے ساتھ کرے مثلاً: زبردستی اس کو خوشبو لگائے، ہر حال میں محرم پر جزا واجب ہوتی ہے اور تفصیل میں مرد و عورت سب برابر ہیں۔ (غنیہ)

البتہ عذر اور بلاعذر میں ایک فرق یہ ہے کہ بھول چوک یا عذر سے خلاف ورزی کرنے میں گناہ نہیں ہوتا صرف جزا لازم ہوتی ہے۔ اور قصداً بلاعذر کرنے میں گناہ بھی ہوتا ہے اور جزا بھی لازم ہوتی ہے۔ کوئی شخص اگر بلا عذر ممنوعات احرام کی خلاف ورزی اس بنا پر کرے کہ جزا یعنی دم دے گا۔ تو سخت گناہ گار ہے اس کا حج مبرور (مقبول) نہیں ہوتا۔ (زبدہ، غنیہ)

عذر اور بلاعذر میں دوسرا فرق یہ ہے کہ بلا عذر خلاف ورزی کی صورت میں جو جزا مقرر کی گئی ہے وہی واجب ہوتی ہے اس کے بدلے روزے رکھنا یا صدقہ کرنا کسی حال میں کافی نہیں ہوتا۔ اور جو خلاف ورزی عذر کی وجہ سے کی جائے اس کی بعض صورتوں میں اس طرح کی سہولتیں ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

---

(۱) ولو طافوا بمریض، وهو نائم من غير إغماء إن كان بأمره، وحملوه على فوره يجوز وإلا فلا-(غنية الناسك، ص:۱۳۲)

جن جنایات میں عذر کی وجہ سے آسانی دی گئی ہے اس آسانی کی تفصیل:

چار قسم کی جنایتیں ایسی ہیں کہ اگر عذر سے کی جائیں تو ان میں آگے آنے والے مسائل میں جہاں جہاں لکھا جائے گا کہ دم لازم ہے وہاں ان مسائل میں جنایت کرنے والے کو اختیار ہے کہ دم دے دے یا تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو صدقہ دے دے۔ (یعنی ہر مسکین کو ایک ایک صدقۃ الفطر کی مقدار دے) اور ان چار قسم کی جنایتوں میں جہاں جہاں لکھا جائے گا کہ صدقہ واجب ہے تو وہاں جنایت کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ ایک مسکین کو ایک صدقۃ الفطر کی مقدار دے دے یا ایک روزہ رکھ لے اور جہاں یہ لکھا ہو کہ "کچھ صدقہ" دے دے تو اختیار ہے کہ کچھ صدقہ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ مٹھی بھر غلہ یا اس کی قیمت یا ایک روٹی یا ایک قرش نقد دینا بھی کافی ہے دے دے یا اس کے بجائے ایک روزہ رکھے۔

وہ چار قسم کی جنایتیں یہ ہیں۔

۱۔ بدن یا کپڑوں یا کھانے پینے میں خوشبو استعمال کرنا۔

۲۔ سلا ہوا کپڑا یا بوٹ، موزے وغیرہ پہننا، یا سر یا چہرے کو ڈھانپنا۔

۳۔ جسم کے کسی حصے کے بال مونڈنا یا کاٹنا یا کٹوانا۔

۴۔ ناخن کاٹنا یا کٹوانا۔

ان کے علاوہ باقی جنایتیں اگر عذر سے بھی ہوں تو یہ اختیار نہیں ملتا بلکہ جو جزا وہاں لکھی ہو وہی ادا کرنی واجب ہے۔

یاد رہے کہ ان چار قسم کی جنایتوں میں بھی جس آسانی کا ذکر اوپر آیا ہے وہ ہر اعذار میں نہیں ملتی بلکہ اس کے لئے خاص قسم کے عذر مقرر ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر قسم کا بخار

۲۔ زخم، پھوڑا، پھنسی

۳۔ دردِ سر

۴۔ شدید سردی

۵۔ شدید گرمی
۶۔ جوؤں کی زیادتی
۷۔ ہر وہ تکلیف یا بیماری جس میں مشقت زیادہ ہو۔

مرض کے دائمی ہو جانے کا یا ہلاکت تک پہنچنے کا خطرہ اس آسانی کے لئے شرط نہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا عذروں میں سے کسی عذر کی بنا پر اگر ان چار جنایتوں میں سے کسی جنایت کا ارتکاب کرنا پڑا اور اس کی وجہ سے دم واجب ہوا تو جنایت کرنے والے کو وہی تین اختیار ملیں گے۔ اور اگر اس جنایت کی وجہ سے "صدقہ" یا "کچھ صدقہ" واجب ہوا تو اختیار ہے کہ اس کے بجائے ایک روزہ رکھ لے۔

اگر مذکورہ بالا عذروں کے بجائے کسی اور عذر مثلاً خطا، بھول، بے ہوشی، یا نیند یا مسئلہ نہ جاننے یا کسی انسان کے مجبور کرنے سے احرام کی کوئی جنایت سرزد ہوئی تو اس کی جو جزا مقرر ہے وہی دینی پڑے گی، اس کے بدلے کسی اور چیز روزہ وغیرہ سے جزاء ادا نہ ہو گی۔ اگر وہ شخص مفلس ہے تب بھی وہی جزاء اس کے ذمہ رہے گی، جب اتنے پیسے آئیں جزا ادا کرے۔ (۱)

عذر کی وجہ سے سعی چھوڑنا یا سوار ہو کر کرنا

اگر عذر کی وجہ سے سعی سوار ہو کر کی یا ایسا بیمار یا اپاہج ہو کہ اسے کوئی اٹھانے والا بھی نہیں اور سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ اس مجبوری سے سعی پوری چھوڑ دی تو کچھ واجب نہ ہو گا۔ (۲)

عورت کا بیماری کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر کرنا

عورتوں کو حیض و نفاس کی حالت میں کوئی طواف کرنا جائز نہیں، اگر اس مجبوری کی وجہ سے بارہ ذی الحجہ تک بھی طوافِ زیارت نہ کر سکیں بلکہ اس تاریخ کے بعد کریں تو ان پر تاخیر کا دم لازم نہیں ہو گا۔ (۳)

(۱)(مأخوذ از "رفیق حج" مفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ ص: ۱۸۳)
(۲)(از "رفیق حج" لمفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ: ۳۱۲)
(۳)(از "رفیق حج" لمفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ: ۱۶۵)

عورت کا مخصوص عذر کی وجہ سے طوافِ وداع ترک کرنا

عورت اگر طوافِ وداع کے وقت حیض و نفاس کی حالت میں ہو اور مزید قیام کی گنجائش نہ ہو تو طوافِ وداع چھوڑ دے اور اس چھوڑنے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔(۱)

سر زخمی ہو تو بال کٹوانا اور حلق کرانا واجب نہیں

واضح رہے کہ مردوں کو کم از کم چوتھائی سر کے بال منڈانا یا ایک انگلی کے پورے کے برابر کم از کم چوتھائی سر کے بال کتروانا (کٹوانا) واجب ہے۔ اس سے کم حصہ کے بال کٹوانا یا کتروانا ناکافی ہے جب تک کم از کم چوتھائی سر کے بال نہ منڈوائے یا نہ کتروائے احرام سے حلال نہ ہوگا۔ احرام کی پابندیاں جوں کی توں باقی رہیں گی۔ اور مکمل سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا سنت ہے۔ اگر سر گنجا ہو تو اس پر بھی استرا چلانا واجب ہے۔ اگر بسبب زخموں کے سر پر استرا نہ چلا سکیں تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص حلق کیے بغیر ہی حلق کرانے والوں کی طرح حلال ہو جائے گا۔ (۲)

بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنا

بے ہوش آدمی کی طرف سے احرام باندھنا اگرچہ اس نے اجازت نہ دی ہو جائز ہے۔ یعنی دوسرا شخص اس کی طرف سے نیت کرکے تلبیہ پڑھے گا تو وہ احرام میں داخل ہوگا۔ (۳)

بوجہ عذر جمرہ عقبہ کی رمی طلوعِ آفتاب سے پہلے یا غروبِ آفتاب کے بعد کرنا

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو جو صرف جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کی جاتی ہے۔ اس کا وقت طلوعِ فجر کے بعد سے شروع ہوتا ہے، مگر بہت بوڑھے یا ضعیف، یا بیمار اسی طرح عورتیں (اگرچہ تندرست ہوں) طلوعِ آفتاب سے پہلے بھی کر سکتے ہیں۔ دیگر تندرست افراد کے لئے یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

---

(۱)از ''رفیق حج'' لمفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ :۱۷۶)

(۲)(''رفیق حج'' مولانا مفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ :۱۳۴)

(۳)(''رفیق حج'' مولانا مفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ :۱۳۴)

اسی طرح غروب آفتاب کے بعد بھی اگلی فجر کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے مذکورہ افراد کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔ البتہ تندرست افراد کے لئے بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱)

صاحب عذر دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے

مرد و عورت سب خود اپنے ہاتھ سے رمی کریں۔ کسی کو نائب بنا کر رمی کرانا عذرِ شرعی کے بغیر جائز نہیں۔اور شرعی عذر صرف ایسی بیماری یا کمزوری ہے جس کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہو یا جمرات تک سوار ہو کر پہنچنے میں سخت تکلیف ہو یا مرض کے شدت اختیار کرنے کا قوی اندیشہ ہو یا پیدل چلنے پر قدرت نہیں اور سواری ملتی نہیں ایسا شخص معذور ہے وہ اپنی طرف سے دوسرے آدمی کو نائب بنا کر رمی کرا سکتا ہے۔ مگر ہجوم وغیرہ عورتوں کے لئے عذر نہیں۔ البتہ عورتیں رات کو کر سکتی ہیں۔ (۲)

معذور کی طرف سے رمی کرنے کی شرط

معذور کی طرف سے دوسرے کی رمی درست ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ معذور دوسرے آدمی کو اپنا نائب بنا کر بھیجے، بغیر اس کے کہنے کے اگر دوسرے نے رمی کر دی تو وہ معتبر نہیں، البتہ بے ہوش، چھوٹے بچوں اور مجنون کی طرف سے ان کے ولی (سرپرست) خود ان کے کہے بغیر کر دیں تو جائز ہے۔ (۳)

گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی رمی میں آج کل ایک آسانی

گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی رمی کا وقت وہی ہے جو پیچھے ذکر ہوا یعنی زوال آفتاب کے بعد، اس سے پہلے رمی کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

---

(۱)(از رفیق حج ص ۹۳)

(۲)(رفیق حج، ص: ۱۵۷)

(۳)(رفیق حج ص ۱۵۸)

لیکن فقہ حنفی کی ایک اور روایت میں زوالِ آفتاب کے بعد کی پابندی صرف وقتِ مسنون اور افضلیت کے لئے ہے۔ زوال سے پہلے کرنا بھی مطلقاً جائز ہے۔ خواہ رمی کرنے والا قوی، تندرست اور مرد ہو یا ضعیف، بیمار یا عورتیں ہوں۔

موجودہ زمانے میں رمی میں جو مشکلات، عورتوں اور ضعیف یا بیمار مردوں کو در پیش آرہی ہوں ان کے پیشِ نظر اگر عورتیں اور ضعیف یا کمزور مرد اس دوسری روایت پر عمل کرلیں تو گنجائش ہے۔ (۱)

کئی کپڑے حالتِ احرام میں پہننا

اگر کئی کپڑے مثلاً کرتا، پائے جامہ اور ٹوپی پہنے تو اگر ایک سبب سے سب پہنے یعنی سب کو عذر کی وجہ سے پہنا یا سب کو بلا عذر پہنا تو ایک ہی جزا لازم ہوگی، خواہ ایک ہی مجلس میں پہنے یا کئی مجلسوں میں اور خواہ عذر ہر لباس پہننے کا ایک ہو۔ مثلاً بخار اور خواہ عذر ہر لباس کا الگ الگ ہو مثلاً ٹوپی یا عمامہ دردِ سر کی وجہ سے لینا، اور کرتا سخت سردی کی وجہ سے تو ایک ہی جزا لازم ہوگی۔ اور اگر کوئی کپڑا عذر سے اور کوئی بلا عذر پہنا تو جزا مکرر ہوگی۔ (۲)

سر یا داڑھی کے بال اگر عذر سے گریں

اگر سر یا داڑھی وغیرہ سے تین بال بھی توڑلے تو ہر بال کے بدلے میں "کچھ صدقہ" یعنی ایک مٹھی گندم یا ایک ٹکڑا روٹی کا صدقہ یا اس کی قیمت کا صدقہ دیا جائے گا۔ اور تین بال سے زیادہ میں صدقۃ الفطر کے برابر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر محرم کے اپنے کسی فعل کے بغیر ہی خود بخود بال گر جائیں تو کچھ لازم نہیں۔ اور اگر اس کے کسی ایسے فعل سے گریں جس کے کرنے کا اسے حکم ہے جیسے وضو تو تین بال میں بھی ایک ہی مٹھی گندم کا صدقہ کافی ہے۔ (۳)

(۱) رفیق حج ص ۱۸۳
(۲) رفیق حج ص: ۱۹۷
(۳) رفیق حج ص: ۱۹۹

غیر اختیاری انزال سے جزا نہیں آتی

محرم کو احتلام ہوا یا کسی شہوت انگیز چیز کو محض دیکھنے یا اس کا صرف خیال کرنے سے انزال ہو گیا تو حسب دستور غسل واجب ہے۔ کوئی جزا لازم نہیں آتی۔ (۱)

اگر بے ہوش سے کوئی ممنوعِ احرام فعل ہو جائے

اگر بے ہوش سے کوئی فعل ممنوعات احرام میں سے ہو جائے گو بلا ارادہ ہو اس کی جزا بے ہوش ہی پر واجب ہو گی، جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہو گی۔ (۲)

عذر کی وجہ سے رمل نہ کرنا

کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہ کر سکتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ (۳)

مریض سے اجرت لے کر طواف کرانا

مریض و معذور کو طواف کرانے کے لئے اجرت پر اٹھانا جائز ہے۔ (۴)

سعی میں رمل کرنا

اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان تیزی سے نہ چل سکتا ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار کرے ورنہ مثل چلنے والوں کی حرکت کرے۔

سوار ہو کر سعی کرنا

اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی جانور پر سوار ہو کر سعی کرے تو میلین کے درمیان اس کو بھی تیز چلائے بشرطیکہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۵)

---

(۱)(رفیق حج ص: ۲۰۲)

(۲)(معلم الحجاج ص ۱۱۹)

(۳)(معلم الحجاج ص: ۱۳۹)

(۴)(معلم الحجاج ص ۱۵۱)

(۵)(معلم الحجاج ص: ۱۶۰)

معذور شخص کے طواف کا حکم

معذور شخص جس کا وضو نہیں ٹھہرتا یا کوئی زخم جاری ہے اس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک رہتا ہے نماز کا وقت نکلنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے اس لئے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کرکے طواف پورا کرلے اور اگر چار چکروں سے کم کیے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کرکے پورا کر سکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔(۱)

حکومت کی طرف سے پابندی ہونے کی صورت میں حج کا حکم

جس شخص پر حکومت وقت حج کے سلسلے میں اس طور پر پابندی لگائے کہ اسے حج پر جانے نہ دے تو اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ اگر اس شخص پر پابندی لگنے سے پہلے حج فرض ہو چکا تھا اس پر تو بالاتفاق حج فرض ہے۔ اگر خود نہیں کر سکتا تو دوسرے سے کرائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو مرنے سے پہلے وصیت کرنا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرادیا جائے۔

اور اگر پابندی لگنے سے پہلے حج فرض نہیں تھا۔ فرضیت حج کی شرائط پابندیاں لگنے کے بعد متحقق ہوئیں تو اس صورت کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ امام صاحب کے نزدیک تو ایسے شخص پر حج فرض ہی نہیں ہے۔ چنانچہ اگر عمر بھر پابندیاں ختم نہ ہوئیں تو اس پر حج بدل کرانے کی وصیت کرنا بھی واجب نہیں۔ اور صاحبین کے نزدیک ایسے شخص پر حج فرض ہو جائیگا۔ لیکن فی الحال خود ادا کرنا ضروری نہیں، کسی دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے۔

لیکن اگر حج بدل کرانے کے بعد یہ پابندیاں ختم ہو گئیں تو دوبارہ خود حج کرنا ضروری ہوگا اور اگر دوسرے سے حج بدل کرانا بھی ممکن نہیں تو عمر بھر موقع کی تلاش میں رہے۔ اگر عمر بھر موقع نہ ملا تو مرنے سے پہلے وصیت کرنا ضروری ہوگا کہ میری طرف سے حج بدل کرا دیا جائے۔ اگر وصیت نہ کی تو گنہگار ہوگا۔..

(۱)(معلم الحجاج ص: ۱۵۱)

رہی یہ بات کہ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے یا صاحبین کے قول پر تو اس میں بھی مشائخ کااختلاف ہے۔لیکن اکثر فقہاء کرامؒ مثلا قاضی خان ،ابن الہمام اور صاحب التحفہ وغیرھم نے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیاہے۔اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔لہٰذا اسی پر عمل کرناچاہیے۔(۱)

دشمن،درندہ یامرض کی وجہ سے حج سے رک جانا

حج یاعمرہ کااحرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یادرندہ یامرض وغیرہ کی وجہ سے عرفات اور طواف (دونوں سے) یارکن عمرہ (یعنی صرف طواف) سے رک جانا۔جس شخص کوروکاجائے اس کو محصر کہتے ہیں، محصر کے معنی روکاگیا۔

احصار کے اسباب یہ ہیں۔ان میں سے اگر کوئی امر پیش آگیاتواس کو محصر کہاجائے گا۔

۱۔ کسی دشمن کاروکنا مسلمان ہو یاکافر۔

۲۔ کسی ایسے درندہ کاہونا جس کے دفع کرنے سے عاجز ہو۔

۳۔ قید ہونایابادشاہ کامنع کرنا۔

---

(۱) (فتاوی دار العلوم کراچی: ۱۳۱/۲)

وفی الشامية: (قوله صحيح البدن) أي سالم عن الآفات المانعة عن القيام بما لا بد منه في السفر. فلا يجب على مقعد ومفلوج وشيخ كبير لا يثبت على الراحلة بنفسه وأعمى، وإن وجد قائدا. ومحبوس، وخائف من سلطان لا بأنفسهم، ولا بالنيابة في ظاهر المذهب عن الإمام وهو رواية عنهما وظاهر الرواية عنهما وجوب الإحجاج عليهم. ويجزيهم إن دام العجز وإن زال أعادوا بأنفسهم. والحاصل: أنه من شرائط الوجوب عنده ومن شرائط وجوب الأداء عندهما وثمرة الخلاف تظهر في وجوب الإحجاج والإيصاء كما ذكرنا وهو مقيد بما إذا لم يقدر على الحج وهو صحيح فإن قدر ثم عجز قبل الخروج إلى الحج تقرر دينا في ذمته، فيلزمه الإحجاج، فلو خرج ومات في الطريق لم يجب الإيصاء لأنه لم يؤخر بعد الإيجاب ولو تكلفوا الحج بأنفسهم سقط عنهم وظاهر التحفة اختيار قولهما وكذا الإسبيجابي وقواه في الفتح ومشى على أن الصحة من شرائط وجوب الأداء اهـ من البحر والنهر. وحكى في اللباب اختلاف التصحيح وفي شرحه أنه مشى على الأول في النهاية وقال في البحر العميق إنه المذهب الصحيح وأن الثاني صححه قاضي خان في شرح الجامع واختاره كثير من المشايخ ومنهم ابن الهمام- ۲۰/۲۵۹/کتاب الحج)

۴۔ ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہو جانا کہ چل نہ سکے۔

۵۔ سفر کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا، خواہ اپنے غلبہ ظن سے یا کسی مسلمان دیندار طبیب کے کہنے سے۔

۶۔ عورت کے محرم یا شوہر کا راستہ میں مکہ مکرمہ سے مدت سفر کی مسافت پر مر جانا یا ابتدا ہی احرام باندھنے کے بعد محرم یا شوہر کا موجود نہ ہونا جب کہ مکہ مکرمہ سے تین دن یا زیادہ کے فاصلہ پر ہو۔

۷۔ سفر خرچ کا ہلاک ہونا۔

۸۔ سواری کا ہلاک ہو جانا لیکن اگر پیدل چلنے پر قادر ہو تو محصر نہ ہوگا یا قادر ہے لیکن ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

۹۔ پیدل چلنے سے عاجز ہونا اور سواری پر قدرت نہ ہو صرف سفر خرچ پر قدرت ہو۔

۱۰۔ مکہ مکرمہ یا عرفات کا راستہ بھول جانا۔

۱۱۔ شوہر کا زوجہ کو حج نفل یا عمرہ سے روکنا جب کہ بلا اجازت شوہر کے احرام باندھا ہو۔

۱۲۔ احرام کے بعد عورت پر عدت واجب ہونا۔ اگرچہ محرم موجود ہو۔ جب کسی مرد یا عورت کو ان امور مذکورہ میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے پیش آجائے تو وہ محصر ہو جائے گا اور اگر وقوف عرفہ کے بعد پیش آئے تو وہ شرعاً محصر نہ ہوگا۔(۱)

محصر کا حکم (اضافہ شدہ مسائل)

جب کوئی شخص امور مذکورہ کی وجہ سے شرعاً محصر ہو جائے تو اس امر کے زوال کا انتظار کرے اور مانع کے دور ہونے کے بعد اگر حج مل سکے تو حج کرلے ورنہ عمرہ کرکے حلال ہو جائے۔ اگر انتظار میں دِقت ہو اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اگر اس نے صرف حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہے تو کسی شخص کو ایک دم یا دم کی قیمت دے کر حرم میں بھیجے..................

(۱)(معلم الحجاج:۲۷۱) (مناسک ملا علی قاری:۴۱۳)

تا کہ وہ اس کی طرف سے دم حرم میں جا کر ذبح کرے اور تاریخ اور وقت ذبح کا متعین کر دے اور اختیار ہے کہ چاہے جس جگہ روکا گیا ہے وہاں ہی ٹھہرا رہے یا اپنے مکان میں واپس آجائے یا کہیں اور چلا جائے۔(۱)

احصار زائل ہونے کے بعد حج یا عمرہ کی قضا واجب ہونا

جب محصر حرم میں دم ذبح کرانے کے بعد حلال ہو گیا تو جس چیز کے احرام سے حلال ہوا ہے احصار دُور ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہوگی۔ اگر احرامِ حج سے حلال ہوا تھا تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہوگا، بشرطیکہ حج کا وقت نکل گیا ہو اور احصار کے سال حج نہ کر سکا ہو اور اگر ابھی اس سال کا حج نہیں ہوا اور اسی سال دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لیا تو قضا کی نیت ضروری نہ ہوگی اور عمرہ کرنا بھی واجب نہ ہوگا اور اگر قِران کے احرام سے حلال ہوا تھا، تو اس پر قضا میں ایک حج اور دو عمریں واجب ہوں گے اور اس کو اختیار ہوگا کہ قران کرے اور ایک عمرہ بعد میں کرے یا حج علیحدہ اور دو عمریں علیحدہ علیحدہ کرے، یہ بھی اسی وقت ہے جب حصار کے سال قران نہ کر سکے، اگر اسی سال کر لیا ہو تو عمرہِ قِران ہی واجب ہوگا۔ دوسرا عمرہ قضا کا واجب نہ ہوگا، اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا تھا تو صرف ایک ہی عمرہ کرنا ہوگا اور جس وقت چاہے عمرہ کر سکتا ہے۔(۲)

---

(۱)(معلم الحجاج، صفحہ: ۳۷۲، ادار اسلامیات، کراچی)

وإذا تحقق الإحصار فله ان يرجع إلى اهله بلاتحلل وصبر محرما حتى زال المانع .فإن ادرک الحج فبها وإلاتحلل بالعمرة-وإن أراد استعجال التحلل باالهدى جاز أيضاً دفعاالضرر امتداد الإحرام فبعث المفرد بالحج أوالعمرة هدياً أوثمنه ليشترى به فيذبح فى الحرم—وإذا بعث الهدى إن شاء أقام فى مكانه .وإن شاء رجع إلى اهله أوحيث شاء-(غنية الناسک:۲۷۸/فصل فى حكم الإحصار)

(۲)(معلم الحجاج، صفحہ: ۳۷۳)

وفى غنية الناسک: وعلى المحصر بالحج إن حل من حجه بالهدى ولم يحج من عامه حجة وعمرة قضاهما بقران أوافراد وعليه نية القضاء .فلوقضى الحجة من عام الإحصار لاتجب معهاعمرة ولايحتاج إلى نية القضاء—وعلى القارن حجة وعمرتان قبل الأوان-لوكان حل بالعمرة أوحج من عامه كان عليه عمرة القران فقط- (۲۸۱/فصل فى قضاء ماحل منه المحصر)

احصار کی صورت میں اگر دم حرم تک پہنچانا ممکن نہ ہو

اگر کوئی کسی ایسی جگہ محصور ہو جہاں سے حرم تک دم کا پہنچانا ممکن نہ ہو، جیسا کہ جہاز میں حکام نے روک کر واپس کر دیا پس ایسی حالت میں حرم سے باہر ہی ہدی ذبح کرکے حلال ہونے کی گنجائش ذیل عبارات سے معلوم ہوتی ہے۔ "عین الھدایہ" ترجمہ ہدایہ میں ہے، علماء حنفیہؒ نے جواب دیا کہ حدیبیہ میں نصف حل ہے اور نصف حرم ہے تو شاید آپ ﷺ نے حصہ حرم میں ذبح کیا ہو، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مشرکین نے ہدی کو ہی روکا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هم الذين كفروا وصدوكم عن المسجد الحرام والهدي معكوفاً أن يبلغ محله"

تو ہدی کو اپنے محل میں جانے نہیں دیا، اور "مبسوط" میں کہا کہ آپ ﷺ نے حل میں ذبح کیا اس واسطے کہ اس وقت آپ ﷺ کو ایسا آدمی نہیں ملتا تھا جس کے ہاتھ حرم میں دم بھیجے تو آپ ﷺ کے واسطے یہ امر خاص تھا۔ معہ (مترجم ہدایہ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس قول کے موافق جس کسی کو آدمی میسر نہ ہو تو اس کو جائز ہوگا کہ مقامِ احصار میں ذبح کرے اور شک نہیں کہ اگر لے جانا ممکن نہ ہو یا آدمی میسر نہ ہو تو اس کے سوا چارہ نہیں، یہ ہمارے نزدیک تنگی یا ضرورت کی وجہ سے جواز کی گنجائش نکلی۔ اور امام شافعیؒ کے مذہب میں مطلق جواز ہے پس اس توافق سے بھی تائید ہوئی۔ اس سے جہاز وغیرہ میں محصر کے لیے بھی گنجائش ہے۔ اصل مذہب تو وہی ہے کہ یہ اشتراط الاحلال عند الاحرام کچھ مفید نہیں لیکن اس زمانہ میں اگر ایسی اشد ضرورت پیش آئے تو گنجائش ہے۔ (۱)

دمِ احصار پر قادر نہ ہو

اگر محصر کے پاس نہ ہدی کا جانور ہو اور نہ اتنا روپیہ ہے کہ اس سے جانور خریدا جاسکے یا جانور اور روپیہ تو موجود ہے لیکن کوئی آدمی موجود نہیں جس کے ذریعہ سے جانور یا قیمت بھیج کر دم ذبح کرائے تو وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک حرم میں ذبح نہ کرائے یا مکہ مکرمہ جا کر عمرہ نہ کرے جب تک ان دونوں کاموں میں سے ایک کام نہ کرے گا ہمیشہ محرم رہے گا۔

(۱) (زبدۃ المناسک، صفحہ: ۳۳۰)

(۲) وإن عجز المحصر عن الهدي بأن لم يجد أو لا يجد ثمنه أو من يبعث بيده بقي محرماً حتى يجده فيتحلل به أو يذهب إلى مكة فيحل بأفعال العمرة كالفائت. (مناسك ملا علي القاري، ۳۳۱)

دمِ احصار کے عوض روزہ رکھنا یا صدقہ دینا

دمِ احصار کے عوض میں روزہ رکھنا یا صدقہ دینا کافی نہیں۔ مذہب مشہور یہی ہے لیکن امام ابویوسفؒ سے ایک روایت ہے کہ اگر ہدی نہ ملے تو اس کی قیمت لگا کر ہر مسکین کو نصف صاع صدقہ دے دیا جائے اگر صدقہ بھی نہ دے سکتا ہو تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے اور پھر حلال ہو جائے، ضرورت کے وقت اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (۱)

حالتِ احرام میں عورتوں کو چہرے پر پردہ لٹکانے کا حکم

واضح رہے کہ عورتوں کو عام حجاب استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر پورا ایک دن استعمال کیا تو دم واجب ہوگا، اس وجہ سے کہ عورتوں کا احرام چہرے میں ہے یعنی اصل یہ ہے کہ چہرہ کھلا ہونا چاہیے کوئی کپڑا چہرے سے مس نہ ہو، لیکن چونکہ فتنہ کا اندیشہ ہے، اس وجہ سے کپڑا لٹکانے کی اجازت دی ہے، اس طور پر کہ چہرے سے مس نہ ہو اور یہ بات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے، آپ اس طرح فرمایا کرتی تھیں۔

اگر حرج ہے تو چند دن خوشی سے برداشت کرلیا جائے کہ سفر حج تو ہے ہی مشقتوں کا سفر اور قاعدہ ہے: "الاجر بقدر التعب" مشقت کے بقدر ثواب ملتا ہے، لہٰذا اس کو مشقت اور حرج نہ سمجھیں، علاوہ ازیں اگر عورتیں عام لوگوں کے مجمع میں ہو تو برقعہ استعمال کرلیں اور جب اپنی قیام گاہ پر پہنچیں تو ہٹادے، اس صورت میں چونکہ پورا دن برقعہ استعمال نہیں کیا، لہٰذا دم لازم نہیں ہوگا، البتہ ایک دن سے کم چہرہ ڈھانپا گیا، اس وجہ سے صدقہ فطر کی مقدار فدیہ واجب ہوگا۔ (۲)

(۱) (معلم الحجاج، صفحہ: ۲۷۸)

قلت هذا هو المذهب المعروف وروى عن ابى يوسف فى المحصر ان لم يجد هديا .قوم الهدى طعاما فيتصدق به على كل مسكين نصف صاع وان لم يكن عنده طعام لكل نصف صاع يوما فيتحلل به قال فى الامالى و هذا احب الى لأن فيه مخلصا عما فيه الحرج العظيم وأيد القارى رواية ابى يوسف۔ (مناسک ملا علی قاری: ۴۲۱)

(۲) (فتاوی دار العلوم زکریا: ۳/۳۷۹)

حدثنا أحمد بن حنبل، حدثنا هشيم، أخبرنا يزيد بن أبي زياد، عن مجاهد، عن عائشة، قالت: «كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات. فإذا حاذوا بنا سدلت إحدانا جلبابها من رأسها على وجهها فإذا جاوزونا كشفناه». (سنن ابی داؤد: ۲/۱۶۷/ باب فی المحرمه تغطی وجهها)

سفر حج میں شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت کے لیے حج کا حکم

اگر کسی عورت کا شوہر سفر حج میں انتقال کر جائے تو عدت گزارنے کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور وطن دونوں میں جو قریب ہو وہاں واپس لوٹ جائے اور وہیں عدت گزارلے، وہاں سے نہ نکلے، اور حج کے ایام میں اگر محرم کے ساتھ ہو تو صاحبین کے مذہب کے مطابق حج کر سکتی ہے۔ غنیۃ الناسک میں ہے:

والخامس : عدم عدة عليها مطلقا سواء كانت من طلاق بائن أورجعي وفاة ...فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق وكانت عاصية...فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة سفر تخيرت أوالى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر أوكل منهما سفر فإن كانت في مصر قرت فيه إلى ان تنقضي عدتها ولا تخرج وإن وجدت محرما عند ابي حنيفة ﷺ وقالا: لها أن تخرج إذاوجدت محرما وإن كان في قرية أومفازة تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضي إلى موضع أمن ثم لا تخرج حتى تمضي عدتها وإن وجدت محرما عنده خلافا لهما ۔ (۱)

زبدۃ المناسک میں ہے کہ اگر حج نہ کرے گی تو بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، لہٰذا معذور سمجھی جائے گی اور حج کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

جدید فقہی مباحث میں ہے:

موجودہ زمانہ میں اپنے ملک کی حدوں سے نکلنے کے بعد مکہ سے پہلے قانونی مشکلات کی وجہ سے نہ قیام ممکن ہوتا ہے اور نہ سفر سے واپسی آسان ہوتی ہے، پھر قافلہ حج میں بڑی تعداد میں خواتین ہوتی ہیں، ان کے ساتھ کسی خاتون کے رہنے میں فتنہ کے مواقع کم ہو جاتے ہیں، اس سے اگر ہندوستان سے نکلنے کے بعد شوہر کی وفات ہو گئی تو سفر حج مکمل کر لینے کی گنجائش ہونی چاہیے اور امام شافعیؒ کی اس رائے کو اختیار کرنا چاہیے کہ اگر رفقائے سفر میں کچھ ثقہ خواتین بھی موجود ہوں تو عورت محرم کے بغیر بھی ان کے ساتھ سفر حج کر سکتی ہے۔ (۳)

(۱)(۵۶/فصل في شروط وجوب الأداء)

(۲)(ملخص از زبدۃ المناسک: ، واجب ادا ہونے کی چوتھی شرط، مکتبہ اشرفیہ)۔

(۳)(جدید فقهی مباحث:/، ادارۃ القرآن)

حنفی قافلہ کے ساتھ دو عمر رسیدہ خواتین شافعیہ کے سفرِ حج کا حکم

اگر حج پر حنفی قافلہ جارہا ہو، اوران کے ساتھ شافعی مسلک کی دو عمر رسیدہ خواتین بغیر محرم کے جانے پر مصر ہو اور انکا کہنا ہے کہ یہ ان کے نزدیک جائز ہے، یعنی ایک بڑی جماعت کے ساتھ بغیر محرم کے حج میں جانا جائز ہے، تو چونکہ مذہب شافعی میں اس طرح سفر کرنے کی گنجائش ہے ، لہٰذا قافلہ والے ان کو ساتھ لے جاسکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔(۱)

عورت کے بال کینسر کی وجہ سے گر جانے پر قصر کا حکم

اگر کسی عورت کے سر کے بال کینسر کی وجہ سے گر گئے ہیں تو حج وعمرہ میں قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سر پر قینچی چلائے جو بال آجائے اور کٹ جائے ٹھیک ہے، اگر بالکل بال نہ ہو اور نہ کٹے تب بھی ٹھیک ہے حلال ہو جائے گی، جیسے گنجا، جس کے سر پر بالکل بال نہ ہو، اس کے بارے میں فقہاء نے فرمایا کہ استرہ چلادے اگرچہ بال نہ آئے۔البتہ عورت حلق نہیں کر سکتی۔(۲)

حالت حیض میں عمرہ ادا کرنے کا حکم

اگر عورت نے حالت حیض میں عمرہ کا احرام باندھا یا احرام باندھنے کے بعد ایسا کیا۔ مثلاً گھر سے مکہ مکرمہ کے لئے نکلتے وقت حیض تھا اور اسی حالت میں احرام باندھنا پڑا یا احرام باندھنے کے بعد حیض آگیا تو مکہ مکرمہ جانے کے بعد پاک ہونے کا انتظار کرے اور پاک ہونے کے بعد غسل کرکے عمرہ کرلے، لیکن اگر واپسی سے پہلے پہلے حیض سے پاک ہو کر عمرہ کرنے کی کوئی صورت نہ ہو یعنی ویزا بڑھانے کی یا محرم کے ساتھ رہنے کی کوئی صورت نہیں تو مجبوراً اگر حالت حیض ہی میں عمرہ کرلیا تو حدود حرم میں ایک دم (قربانی) دیدے۔......................

(۱)وقال الشافعي رحمه الله :یجوز لها الحج إذاخرجت فی رفقة ومعها نساء ثقات لحصول الأمن بالمرافقة۔ (الهدایه:۱/۲۳۳) (وکذافی غنیة الناسک:۱۰)

(۲)ویجب إجراء الموسی علی الأقرع وذي قروح إن أمکن وإلا سقط،وفی رد المحتار: (قوله ویجب إجراء الموسی علی الأقرع) هو المختار کما في الزیلعي والبحر واللباب وغیرها. وقیل استحبابا قال في شرح اللباب وقیل استنانا وهو الأظهر. (۲/۵۱۵/ مطلب :في رمی جمرة عقبة) (وکذا في الهندیة:۱/۲۳۲)

دم کے بعد احرام سے نکل جائے گی۔(۱)

رمی، ذبح اور حلق کے درمیان تقدیم وتاخیر سے دم کا حکم

رمی، ذبح اور حلق میں تقدیم وتاخیر کے متعلق علماء عصر کی آراء:

نظام الفتاویٰ میں ہے:

سوال: خود مذبح میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ لوگوں کے ہجوم اور جانوروں کی کثرت کی بناء پر طبیعت گھبراتی ہے اور چوٹ لگنے کا اندیشہ بھی ہے اور اوپر سے ۳ میل پیدل گرمی میں چلنا پڑتا ہے، اس موقع پر گاڑی ملنا بھی مشکل اور غریب لوگوں کے پاس کرایہ بھی نہیں ہوتا، لہٰذا ان وجوہات کے ماتحت ضرورت سمجھ کر کیا کسی حنفی کو حق ہے کہ اس خاص مسئلہ میں شوافع کے مسلک پر عمل کرے کہ ان کی کتابوں سے عدم وجوبِ ترتیب ظاہر ہے؟

الجواب: تقریبِ فہم کے لیے چند عبارات پیش کی جاتی ہیں:

(۱) واما ترك الواجبات بعذر فلا شئ عليه، ثم مرادهم بالعذر مايكون من الله تعالىٰ، فلو كان من العباد فليس بعذر (الى قوله) بخلاف ما إذا منعه خوف الزحام، فانه من الله تعالىٰ، فلا شيئ عليه. (۲)

---

(۱) إعلاء السنن: (۱۰/۳۱۷): "عن عائشة عن النبي ﷺ قال: الحائض تقضي المناسک کلها إلا الطواف بالبيت. رواه أحمد و ابن أبي شيبه."

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۱/۲۹۰) ثم ذكر أحكامه بقوله (يمنع صلاة) مطلقاً ولو سجدة شكر (وصوماً) وجماعاً...... (و) يمنع حل (دخول مسجد و) حل (الطواف) ولو بعد دخولها المسجد وشروعها فيه.

الفتاوى الهندية (۱/۲۲۲) وإذا أراد الإحرام اغتسل أو توضأ والغسل أفضل إلا أن هذا الغسل للتنظيف حتى تؤمر به الحائض كذا في الهداية.

الفتاوى الهندية (۱/۳۸) (ومنها) أنه يحرم عليهما وعلى الجنب الدخول في المسجد سواء كان للجلوس أو للعبور..... (ومنها) حرمة الطواف لهما بالبيت وإن طافتا خارج المسجد. هكذا في الكفاية وكذا يحرم الطواف للجنب. هكذا في التبيين.

(۲) غنية الناسک في بغية المناسک: ص ۳۸

(۲)وفی الشامیة :ان ترک الواجب بعذر مسقط للدم ۔

(۲)ولوطاف المفرد وغیرہ قبل الرمی والحلق لاشیء علیه ویکرہ لترک السنة ۔ (۱)

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ :الترتیب بین الرمی والذبح والحلق "اگرچہ فی نفسہ واجب ہے، لیکن عذر شرعی کی وجہ سے اگر چھوٹ جائے یاٹوٹ جائے اس پر عمل نہ ہوسکے تواس پر دم جنایت وغیرہ یا کوئی وزر، کفارہ وغیرہ لازم نہ آئیگا، بلکہ ادائیگی حج بلا کراہت مکمل ہو جائے گی۔(۲)

جدید فقہی مباحث میں ہے:

سوال: رمی، ذبح اور حلق میں احناف کے یہاں ترتیب رکھنا ضروری ہے،آج کل کے مشکل ترین حالات میں ترتیب برقرار رکھنا انتظامی مجبوریوں کی وجہ سے مشکل ہوگیا ہے توکیااس کے حل کے لیے عدم وجوب کے قائلین اور احناف میں صاحبین کے قول کو اختیار کیاجاسکتا ہے؟اس مسئلہ میں مقالہ نویسوں کی جملہ دورائیں ہیں(۱)ان میں زیادہ تر حضرات نے صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے مسلک پر حالات وزمانہ کے پیش نظر فتویٰ دیا جن میں چند اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔ (٦) مفتی شبیر احمد قاسمی

(۳) مولانا خورشید انور اعظمی (۷) مولانا راشد حسین ندوی۔

(۳) مولانا ارشاد الحق قاسمی (۸) مولانا انوار الحق

(۴) مولانا عبداللطیف مظاہری (۹) مفتی انور علی اعظمی

(۵) مولانا مصلح الدین بروڈوی (۱۰ مولانا شمس پیرزادہ

دلائل:

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول اللہ وقف فی حجة الوداع بمنیٰ للناس یسئلونه ،فجاء رجل فقال :یارسول اللہ:اشعر،فحلقت قبل ان اذبح ،فقال:اذبح ولاحرج"فجاءہ آخر فقال :لم اشعر،فنحرت قبل ان ارمی، فقال: ارم ولاحرج "فماسئل النبی عن شئی آخر الاقال: "افعل ولاحرج" متفق علیه۔

---

(۱)(زبدة المناسک:۲۲٦)

(۲)(نظام الفتاویٰ:۱/۱۵۸)

(امام بخاریؒ نے اس روایت کو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف مقامات پر نقل فرمایا ہے)

۲. قال محمد:وبالحديث الذى روى عن النبى ناخذانه قال:ولاحرج فى شئ من ذلك"وقال ابوحنيفة:لاحرج فى شئى من ذلك ولا كفارة،الا فى خصلة واحدة،المتمتع والقارن اذاحلق قبل ان يذبح،قال:عليه دم،واما نحن فلا نرىٰ عليه شيا۔(۱)

دوسری رائے:

۱) مفتی عبدالرحیم قاسمی۔

۲) مولانا ابراہیم فلاحی۔

۳) مولانا منظور احمد قاسمی۔

۴) مفتی حبیب اللہ قاسمی۔

ان حضرات نے ترتیب کو واجب قرار دیا ہے۔

دلائل:

ويبدأ إذا وافى منى برمى جمرة العقبة ثم بالذبح إن كان قارنا أو متمتعا ثم بالحلق لحديث عائشة - رضى الله تعالى عنها - أن النبى - صلى الله عليه وسلم - قال: إن أول نسكنا فى هذا اليوم أن نرمى ثم نذبح ثم نحلق، ولأن الذبح والحلق من أسباب التحلل ألا ترى أن تحلل المحصر بالذبح فيقدم الرمى عليهما۔(۲)

۲.اعلم أن فى يوم النحر أربعة نسك رمى ونحر وطواف على ترتيب ماذكر والترتيب فى الثلاثة واجب۔(۳)

حاصل یہ ہے کہ احناف کے اصح قول کے مطابق دس ذی الحجہ کے مناسک رمی، ذبح اور حلق کو ترتیب کے ساتھ انجام دیناواجب ہے ۔البتہ صاحبین اور دیگرآئمہ کرام کے نزدیک مسنون ہے، جس کی خلاف ورزی سے دم واجب نہیں ہوتا۔لہٰذاحجاج کو چاہیئے کہ حتی الامکان ترتیب کی رعایت کو ملحوظ رکھے۔ تاہم آجکل دیگر مشکلات کی وجہ سے بحالت مجبوری صاحبین اور دیگرآئمہ کی قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہٰذا یہ مناسک اگر ترتیب کے خلاف ہو تو بھی دم واجب نہیں ہوگا۔(مزید تفصیل کے لئے جدید فقہی مباحث: ۵۹۹/۱۳/کامطالعہ مفید ہوگا۔)

(۱)(موطاامام محمد ص:۲۳۵)

(۲)(المبسوط للسرخسى:۴/۳۳/باب رمى الجمار)

(۳)(العرف الشذى:۱/۳۳)

ڈرائیور اور ایجنٹ وغیرہ کے لیے بغیر احرام کے میقات سے تجاوز کرنے کا حکم

ایجنٹ اور ڈرائیور حضرات اگر مکہ مکرمہ روزانہ بار بار جاتے ہوں تو ان کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں ہونا چاہیے، لیکن جو حضرات بار بار نہیں جاتے، مثلاً ایجنٹ لوگ روزانہ نہیں جاتے، تو ان کے لیے احرام باندھنا ضروری ہوگا۔

ملاحظہ ہو: "نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے" میں مذکور ہے:

موجودہ حالات میں جبکہ تجار، دفاتر میں کام کرنے والے، ٹیکسی چلانے والے اور دیگر پیشہ ورانہ کام کرنے والے، کبھی ہر روز کبھی دوسرے تیسرے دن اور بعض لوگوں کو تو ایک دن میں ایک سے زیادہ دفعہ حرم میں داخل ہونا پڑتا ہے، ایسی حالت میں اس طرح کے لوگوں کو بار بار احرام اور ادائے عمرہ کی پابندی بے حد مشقت طلب اور دشوار ہے، اس لیے ان حضرات کے لیے بغیر احرام باندھے حدودِ حرم میں داخلہ کی گنجائش ہوگی۔(۱)

عمدۃ القاری میں ہے:

قال ابو عمر: لا اعلم خلافا بين فقهاء الامصار فی الحطابين ومن يدمن الاختلاف الی مكة ويكثره في اليوم والليلة انهم لا يامرون بذلك لما عليهم فيه من المشقة.(۲)

ہدایہ میں ہے:

من كان داخل الميقات له ان يدخل مكة بغير احرام لحاجته، لانه يكثر دخوله مكة وفی ايجاب الاحرام فی كل مرة حرج بين۔(۳)

جدید فقہی مباحث میں ہے:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل کے زمانہ میں کاروباری لوگوں کو کثرت کے ساتھ بار بار آنے اور جانے کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً اہل مکہ کو بار بار مدینہ جانا پڑ جاتا ہے، اور اہل مدینہ کو بار بار مکہ مکرمہ اپنے کاروبار کے لیے جانا پڑتا ہے.................................

(۱) (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے: ۱۳۷ از حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب)

(۲) (عمدۃ القاری: ۱۰/۲۰۵ باب دخول الحرم ومكة بغير احرام، دار الحديث ملتان)

(۳) (الهداية: ۱/۲۳۵، فصل فی المواقيت)

تو اگر ان پر ہر مرتبہ احرام باندھ کر عمرہ کا حکم لگایا جائے گا تو شدید مشقت اور حرج لازم آجاتا ہے، اب ایسی صورتحال میں ان کے لیے شرعی طور پر رعایت اور گنجائش ہو سکتی ہے یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ مہینے دو مہینے میں آتے جاتے ہیں ان کے حق میں تو کوئی گنجائش نہ ہوگی، البتہ جو لوگ روزانہ یا ہر ہفتہ آتے جاتے ہیں ان لوگوں کے لیے بلا احرام میقات سے گزرنے کی گنجائش ذیل کی روایت سے معلوم ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ میقات کے باہر سے لکڑیاں لانے والے اور عمال اور تجار اور کمانے والے جو بار بار آتے جاتے ہیں، ان کے لیے بلا احرام میقات سے گزرتے رہنے کی اجازت ہے۔

اس لیے کہ اگر ہر بار ان پر احرام کی پابندی لگادی جائے گی تو سخت مشقت کا خطرہ ہے، مصنف ابن ابی شیبہ اور نخب الافکار وغیرہ میں ابن عباس کی روایت اس طرح کے الفاظ سے مروی ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: قال لا یدخل احد مکۃ الا باحرام، الا الحطابین والعمالین واصحاب منافعہما، الحدیث۔ (۱)

اس سلسلے میں مقالہ نگاروں کی دورائیں ہیں، بیشتر حضرات نے ضرورت، حاجت شدیدہ اور مشقت کی وجہ سے جمہور ائمہ کے مسلک کو راجح قرار دیتے ہوئے بغیر احرام کے اندر داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔ (۲)

وقوف مزدلفہ کے دوران جنون لاحق ہونے سے حج کا حکم

اگر کسی کو وقوف مزدلفہ کے دوران جنون کا دورہ پڑا اور یہ کیفیت برقرار رہی یہاں تک طواف زیارت سے محروم رہے تو اس کی طرف سے اگر کسی نے طواف زیارت کرلیا تو اس کا حج ادا ہو جائے گا، پھر افاقہ کے بعد اس پر خود طواف زیارت کرنا لازم ہوگا، اور تاخیر کی وجہ سے اس پر کوئی کفارہ وغیرہ واجب نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ حالت عذر ہے جو کہ معاف ہے۔

(۱) نخب الافکار قلمی: ۳۸/۵، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۱/۳، طحاوی شریف من عطاء: ۳۸۲/۱، تلخیص الحبیر: ۲۴۱/۱ (جدید فقہی مباحث ۲/۴۰، ۲۹، ۳۰ ادارۃ القرآن)

(۲) (جدید فقہی مباحث: ۳/۸، تلخیص از مقالات بابت حج و عمرہ ادارۃ القرآن)

لباب المناسک میں ہے۔

ولواحرم صحيح اى عاقل ليس فيه مرض الجنون ثم جن فادى المناسك اى بمباشرته لها اى بغيابته عنه فى بعضها ثم افاق بعد سنين يجزئه عن الفرض الا انه يلزمه الطواف فانه يشترط فيه اصل النية ولا تجزئه فيه النية۔(۱)

غنیۃ الناسک میں ہے:

ولواحرم صحيح ثم جن فقضىٰ به اصحابه المناسك ونوواعنه فى الطواف به ثم افاق ولوبعد سنين اجزاه عن الفرض ويجوز النيابة عنه فى نية الطواف للضرورة وان لم تجز فى نفس الطواف لإمكانه محمولا فان طافوا به ولكنهم لم ينووعنه لزمه الطواف بعد الافاقة۔(۲)

عمدۃ الفقہ میں ہے:

اگر کسی صحیح عاقل نے احرام باندھا یعنی احرام باندھتے وقت اس میں جنون کا مرض نہیں تھا پھر اس کو جنون لاحق ہوگیا یا احرام باندھتے وقت افاقہ تھا اور وہ نیت اور تلبیہ کو سمجھتا تھا اور اس نے نیت اور تلبیہ ادا کیا، پھر اس نے مناسک اس طرح پر ادا کیے کہ اس کی طرف سے نیابۃ کسی دوسرے شخص نے بعض مناسک ادا کیے اور اسے بھی ساتھ ہی رکھا اور اس کی طرف سے طواف زیارت کی نیت کی، پھر حج کرنے کے بعد اس مجنون کو افاقہ ہوا، اگرچہ کئی سال بعد ہوا تو وہ حج فرض ادا ہو جائے گا اور اس کی طرف سے طواف زیارت کی نیت میں نیابت ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، لیکن نفس طواف میں نیابت جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱)(لباب المناسک مع شرحه)

(۲)(غنية الناسك:۲شرائط الحج ادارة القرآن شرح اللباب:۲۸۰بيروت)

(۳)(عمدة الفقه:حصه چهارم. كتاب الحج،۳۰مجددیه وزبدة المناسك،تیسری شرط عقل:ص:۰۰)

(فتاوی دار العلوم زکریا:۳/۳۸۳)

دوائی سے حیض روکنے کے بعد عمرہ کرلیا پھر خون نظر آنے پر عمرہ کا حکم

اگر کوئی عورت مثلاً مدینہ منورہ میں ہو اور اس نے ایام حیض میں چند قطرے تین دن تک دیکھے، پھر دوائی کھا کر پاک ہوئی، پانچویں دن عمرہ کیا دس دن پورے ہونے سے قبل پھر خون دیکھا تو اس صورت میں چونکہ ایام عادت میں دوبارہ خون شروع ہوا، لہٰذا حالتِ حیض میں عمرہ شمار ہوگا، اس لیے اب دوبارہ عمرہ کرے، اگر اعادہ نہیں کیا تو دم لازم ہوگا۔

شامی میں ہے:

اعلم انه لایشترط استمرار الدم فیها بحیث لاینقطع ساعة،لان ذلك لایکون الانادرا بل انقطاعه ساعة اوساعتین فصاعدا غیر مبطل، کذا فی المستصفی، بحر، ای لان العبرة لاوله وآخره۔ (۱)

عمدۃ الفقہ میں ہے:

اگر کسی حیض والی عورت کا خون کسی دوا سے یا بغیر دوا کے منقطع ہوگیا یا پوری طرح منقطع نہیں ہوا، پس اس نے غسل کیا یا نہیں، اور طواف کیا پھر اس کا خون عادت کے دنوں میں دوبارہ شروع ہوگیا، تو اس کا طواف حالتِ حیض میں شمار ہوگا، یعنی دواء سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ دم متوالی کے حکم میں ہو کر عمرہ حیض میں شمار ہوگا۔ (۲)

وقوف مزدلفہ بغیر عذر کے ترک کرنے پر دم کا حکم

اگر وقوف مزدلفہ کسی قدرتی عذر کی وجہ سے نہ ہو سکا مثلاً کوشش کے باوجود عرفات سے مزدلفہ طلوع آفتاب سے قبل نہ پہنچ سکا تو کوئی جزا واجب نہیں۔ البتہ مخلوق کی طرف سے رکاوٹ کی وجہ سے یا عمداً ترک وقوف سے دم واجب ہوگا۔ (۳)

---

(۱) رد المحتار: ۲۸۴/۱، باب الحیض، سعید)

(۲) (مستفاد از عمدۃ الفقہ: ۵۳۶/۲، مجددیہ)

(۳) (احسن الفتاوی: ۵۴۱/۴)

وهذا الوقوف عندنا واجب و لیس برکن حتی لوترکه بغیرعذر یلزمه دم۔ (الجوهرة النیرة: ۱۹۴/۱)

حالتِ حیض میں دخول حرم کا حکم

سوال: میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ ابھی مدینہ منورہ میں ہوں، گزشتہ کل سے میرا حیض شروع ہوا تھا، جمعرات کو ہم عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ جارہے ہیں اور مکہ مکرمہ میں پانچ دن کا قیام ہے، اب میں عمرہ کس طرح ادا کروں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی بجائے جدہ جانے کی نیت کریں اور جدہ میں کسی ہوٹل یا کسی رشتہ دار کے پاس کچھ دیر یا ایک دن ٹھہر کر صرف آپ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ چلی جائیں اور دوسرے اہل خانہ مدینہ منورہ سے احرام باندھ لیں، پھر آپ مکہ مکرمہ پہنچ کر خوب ذکر وتسبیحات پڑھتی رہیں، اور اگر مکہ مکرمہ میں پاک ہوجائیں، تو وہاں مسجد عائشہ سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرلیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمرہ حیض کی وجہ سے باقی رہ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مقام تنعیم جاکر احرام باندھ کر عمرہ ادا کرلے۔(۱)

اژدحام کی وجہ سے عورتوں کی طرف سے رمی کا حکم

حج ایک ایسی عبادت ہے کہ شریعت نے عذر وعجز اور مجبوری کے وقت پورے حج کی نیابت کو جائز قرار دیا ہے، بنابریں عذر اور عجز کی وجہ سے رمی میں نیابت بدرجہ اولیٰ درست ہوگی،......

(۱)(فتاوی دار العلوم زکریا:۴/۷۷)

ومن جاوز وقته أي الذي وصل إليه حال كونه يقصد مكاناً في الحل كبستان بني عامر أو جدة مثلاً بحيث لم يمر على الحرم وليس له عند المجاوزة قصد أن يدخل الحرم بعد دخول ذالك المكان .ثم بدا له أي ظهر حادث أن يدخل مكة أي أو الحرم ولم يرد نسكاً حينئذ فله أن يدخلها أي مكة وكذ الحرم بغير احرام .وفيه اشكال إذ ذكر الفقهاء في حيلة دخوم الحرم بغير احرام أن يقصد بستان بني عامر ثم يدخل مكة .وعلى ماذكره المصنف وقررناه لم تحصل الحيلة كمالايخفى .فالوجه في الجملة أن يقصد البستان قصداً أولياً ولايضره قصده دخول الحرم بعده قصداً ضمنيا أو عارضياً.كما إذا قصد مدني جدة لبيع وشراء أولا .ويكون في خاطره أنه إذا فرغ منه أن يدخل مكة ثانياً- (لباب المناسك:۹۲)
(وكذا في غنية الناسك: ۳۵)

پھر فقہاء کرامؒ کے ہاں نیابت فقط مریض اور معذور ہی کے لیے درست ہے، اور اس کی تعیین کے لیے بنیادی طور پر دوچیزیں ہیں (۱) ایسا معذور اور مریض کہ کنکری پھینکنے کی بھی طاقت نہ ہو۔ (۲) کنکری پھینکنے کی استطاعت ہو، لیکن جمرات تک چلنا انتہائی دشوار ہو، جبکہ آج کل جمرات کے احاطہ میں پیدل چلے بغیر چارہ نہیں۔

باقی محض اژدحام کی وجہ سے رمی میں نیابت درست نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرامؒ نے رمی کے اوقات میں جو وسعت رکھی ہے، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح وقت کا انتخاب کر کے اس میں بوڑھے، ضعیف اور عورتیں باآسانی رمی کا عمل انجام دے سکتے ہیں۔

ملاحظہ ہو، غنیۃ الناسک میں مذکور ہے:

(تنبیه) قد تبین مما قدمنا انهم جعلوا خوف الزحام عذرا للمرأة ولمن به علة او ضعف في تقديم الرمي قبل طلوع الشمس او تأخيره الى الليل لا في جواز النيابة عنهم لعدم الضرورة فلو لم يرموا بأنفسهم لخوف الزحام تلزمهم الفدية۔ (۱)

زبدۃ المناسک میں مرقوم ہے:

اور عورت کو یہ جائز نہیں ہے کہ فقط اژدحام کی وجہ سے اس کی طرف سے نیابۃً رمی کرائی جائے سوا کسی اور عذر، بیماری وغیرہ کے جس کی وجہ سے وہ خود رمی نہ کر سکتی ہو، اژدحام کی وجہ سے اس کے لیے جمرۃ العقبۃ خواہ کسی اور دن کی رمی میں یہ تاخیر کی رخصت میں اس کی رعایت کی گئی ہے، اور مرض کی حالت میں مرد عورت دونوں کو اجازت ہے، پس عورت کو محض تنگی و ہجوم اور کثرت لوگوں کے دوسرے سے نیابۃ رمی کرانا جائز نہیں، اگر خود جا کر رمی نہ کرے گی تو جزا لازم ہوگی۔ (۲)

جدید فقہی مباحث میں مرقوم ہے:

اس بابت تمام ہی مقالہ نگار حضرات کا اتفاق ہے کہ مجبوری اور معذوری کے وقت.........

(۱) (غنیۃ المناسک ص:۱۰۰، فصل فی الترتیب بین الجمار الثلاث، ط: ادارۃ القرآن)

(۲) زبدۃ المناسک، ص:۱۸۴)

رمی جمرات کے لیے دوسرے اشخاص کو نائب بنانا درست ہے اور عذر کی حد بندی کرتے ہوئے بیشتر حضرات نے صراحت کی ہے کہ عذر کی حد یہ ہے کہ معذور شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور مقام رمی تک از خود جانے کی صلاحیت وطاقت نہ رکھتا ہو تو ایسا شخص شریعت کی نگاہ میں معذور تصور کیا جائے گا، اسی طرح تمام ہی حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ محض اژدحام جوازِ نیابت کے لیے عذر قرار نہیں پائے گا، نیز اس حکم میں مرد وخواتین سب برابر ہیں۔

دوسری جگہ مرقوم ہے:

حضرات علمائے کرام چونکہ نیابت فی الرمی کے حق میں اژدحام کو مطلقاً عذر نہیں مانتے تو اسکالازمی مطلب یہی نکل سکتا ہے کہ ان حضرات کے یہاں اژدحام سے پیداشدہ صورتحال بھی ایساعذر نہیں ہوگا، جس سے رمی میں نیابت جائز ہو جائے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ عذر جو مبیح نیابت فی الرمی ہے وہ منحصر اور مخصوص ہے بس اسی عدم استطاعت علی الرمی کے ساتھ۔

چنانچہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ رمی جمرہ کی جگہ گو محدود ہے، مگر وقت میں وسعت ہے، اس لیے وقت کی وسعت سے فائدہ اٹھا کر اژدحام کی اذیت سے بچا جاسکتا ہے، اگر وقت مستحب وجواز کی رعایت نہ ہوسکے تو ضعیفوں اور عورتوں کے لیے طلوع شمس کے قبل یا غروب شمس کے بعد رات میں رمی کرنے کی اجازت ہوگی، گویا ان حضرات کے یہاں اژدحام اس حد تک عذر ہے کہ وقتِ مکروہ میں رمی بلا کراہت صحیح ہو جائے گی، مگر نیابت کی گنجائش بہر حال نہ ہوگی۔ (۱)

دوسری رائے:

تقریباً گیس مقالہ نگار حضرات کا خیال ہے کہ یہ عذر بھی مبیح نیابت ہو سکتا ہے کہ جب اژدحام سے ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ اس اژدحام کے اندر کسی بھی مرض کے مریض یا بوڑھے کمزور مرد وعورت کے لیے اپنی کمزوری کے سبب قوت مدافعت کی کمی کی بنا پر کچل جانے یا اگر کسی عضو کے ٹوٹ پھوٹ جانے یا دب جانے سے ایسی اذیت شدیدہ کا ظن غالب ہو جائے جو عادۃً ناقابل برداشت ہو تو ایسا اژدحام بھی ایک عذر ہوگا اور ان کے لیے رمی میں نائب بنانا جائز ہوگا۔ (۲)

(۱)(جدید فقہی مباحث ۱۳/۵۵،۲۳)

(۲)(جدید فقہی مباحث ۱۳/۵۶)

لیکن اژدحام والا مسئلہ پرانے زمانہ میں تھا، کثرت سے حادثات رونما ہوتے تھے اور جمرات پر گویا ایک قیامت صغریٰ قائم ہوتی تھی، فی زمانا اژدحام والی بات نا قابل قبول ہے، کیونکہ آج کل سعودیہ نے جمرات کو چند منزلوں میں تقسیم کردیا ہے اور ہر ایک منزلہ کے آمد ورفت کا راستہ بھی متعین کردیا ہے جس کی وجہ سے عام طور پر اژدحام نہیں ہوتا اور باآسانی رمی کرکے واپس آسکتے ہیں ،بنابریں محض اژدحام کی وجہ سے نیابت درست نہیں ہوگی، اس لیے صورتِ مسئولہ میں دم واجب ہوگا۔ہاں اگر اژدحام نا قابل برداشت ہو اور موت وشکست کا خطرہ ہو تو پھر نیابت درست ہوگی جیسے چند سال قبل اژدحام میں بے ترتیبی سینکڑوں لوگوں کے لیے پیغام موت ثابت ہوئی۔(۱)

حرمین شریفین میں وتر کی نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کا حکم

حرمین شریفین میں وتر کی نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کے حکم کے متعلق صفحہ نمبر ۳۵۶ ملاحظہ فرمالیں۔

حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنے کا حکم

حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنے کے حکم کے متعلق صفحہ نمبر ۲۳۹ ملاحظہ فرمالیں۔

*****

(۱)(ماخذہ فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۳/۷۷۳)

معذور کا نکاح (اصل کتاب)

نکاح کرنا کب جائز ہے اور کب حرام؟

نکاح کرنا باعتبار اصل کے سنت ہے اور حالت کے اعتبار سے واجب وفرض ومکروہ وحرام بھی ہو جاتا ہے۔ان مسائل کی تفصیل لکھنا اس رسالہ کا موضوع نہیں۔اگر اپنی طبیعت کا اندازہ یہ ہے کہ نکاح کے بعد ظلم کرے گا اگر اس کا یقین ہو تو نکاح حرام ہوگا ورنہ مکروہ تحریمی اور اس صورت میں ترکِ سنت میں معذور قرار دیا جائے گا۔(۱)

اضافہ شدہ مسائل

مرض کی بناء پر منگنی توڑنا

واضح رہے کہ منگنی کی حیثیت وعدہ نکاح کی ہے۔اور شریعت کا حکم وعدہ کے متعلق یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے، خلاف ورزی کرنا درست نہیں۔تاہم شدید مجبوری کی صورت میں اس کے خلاف کرنے کی گنجائش ہے۔لہٰذا اگر لڑکی یا لڑکا اس قسم کے مرض میں مبتلا ہو گئے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر سکتے تو ایسی شدید مجبوری کی صورت میں منگنی ختم کرنے کی گنجائش ہے۔(۲)

غیر مختون سے نکاح کا حکم

واضح رہے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے مرد کا مختون ہونا ضروری نہیں۔لہٰذا غیر مختون سے بھی نکاح درست ہے، تاہم چونکہ ختنہ انبیاء کرام کی سنت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔اس لئے ختنہ کرانا چاہئے۔اس میں غفلت سے کام لینا درست نہیں۔اب اس عمل کے نتیجہ میں اگرچہ شرم گاہ کی طرف دیکھنا لازم آئیگا، لیکن ختنہ کی ضرورت کی وجہ سے اس کی اجازت دی گئی ہے۔...........

(۱)والنكاح مكروه لخوف الجور فأن تيقنه حرم ذالك- (الدر المختار، ۳/۷، كتاب النكاح)

وفي الهندية: (وأما صفته) فهو أنه في حالة الاعتدال سنة مؤكدة، وحالة التوقان واجب وحالة خوف الجور مكروه. (كتاب النكاح، ۱/۳۳۱)

(۲)(ماخذہ: آپ کے مسائل اور ان کا حل، ۵/۳۳)

اسلئے اس عمل مسنون کی ادائیگی میں ترک واجب لازم نہیں آئیگا۔البتہ اس عمل کے دوران ڈاکٹر پر لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت شرم گاہ پر نظر ڈالنے سے گریز کرے۔(۱)

گونگے، بہرے کے نکاح کا طریقہ

گونگا جو زبان سے خود کچھ نہیں بول سکتا اور زبان سے ایجاب وقبول نہیں کر سکتا اس کے نکاح کے دو صورتیں ہوگی۔

۱) اگر وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہے تو لکھ کر پیش کیا جائے کہ تمہارا نکاح اتنے مہر پر فلاں لڑکی کے ساتھ کیا، تم نے اپنے نکاح میں قبول کیا، لڑکا اس پر لکھ دے میں نے اس نکاح کو قبول کرلیا ہے۔اس سے نکاح ہو جائے گا۔

۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اشارہ سے نکاح کرایا جائے۔جس کی صورت یہ ہوگی کہ لڑکا کوئی ایسا اشارہ کرے جس سے واضح ہو جائے کہ وہ نکاح قبول کر رہا ہے اور گواہ بھی سمجھ جائیں کہ نکاح قبول کر رہا ہے۔یوں نکاح درست ہو جائیگا۔اگر کوئی بہرہ ہو تو جس طرح اور دیگر ضروری چیزیں اس کو سمجھائی جاتی ہیں اور وہ سمجھ جاتا ہے اور اس سے دریافت کیا جاتا ہے اور وہ مخصوص انداز میں جواب دیتا ہے اسی طرح سمجھا کر نکاح کر دیا جائے۔(۲)

معذور کا روزہ (اصل کتاب)

جن لوگوں پر رمضان شریف کا روزہ فرض ہے لیکن شریعت مطہرہ نے بعض صورتوں میں ان کو افطار کی اجازت دی ہے۔ذیل میں وہ صورتیں اور اعذار لکھے جاتے ہیں اور بغرض تسہیل بعنوان مسئلہ لکھا جائے گا۔

---

(۱) يحل للرجل أن ينظر من الرجل الأجنبي إلى سائر جسده إلا ما بين السرة والركبة إلا عند الضرورة فلا بأس أن ينظر الرجل من الرجل إلى موضع الختان ليختنه ويداويه بعد الختن. (بدائع الصنائع:۱۲۳/۵/كتاب الاستحسان)

(۲) (محمودیہ:۲۲۲/۱۰/آپ کے مسائل:۲۲/۵/احسن الفتاوی:۳۲/۵)

قصر کرنا کب واجب ہے؟اور مسافر کے لئے روزے کا حکم؟

مسئلہ نمبر۱:۔جو شخص ۴۸ میل (۷۷) کلومیٹر یا اس سے زائد مسافت کے سفر کے قصد سے روانہ ہو کر آبادی سے باہر ہو جائے۔اس کے ذمہ نماز کا قصر (یعنی ظہر عصر عشاء کے فرض چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھنا) واجب ہے۔اور صوم کا قصر یعنی روزے کی نیت نہ کرنا جائز ہے۔ہاں مستحب یہ ہے کہ اگر سفر میں شدید تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھے۔(۱)

اگر مسافر نے صبح صادق تک روزے کی نیت برقرار رکھی تو پھر افطار جائز نہیں

مسئلہ نمبر۲:اگر مسافر نے صوم کی نیت کی اور صبح صادق تک نیت باقی رہی تو اب افطار (یعنی روزہ نہ رکھنا) باوجود مسافر ہونے کے جائز نہیں ہے۔(۲)

مسافر نے صبح صادق سے پہلے افطار کی نیت کر لی

مسئلہ نمبر۳: ہاں بصورت مذکورہ (۲) اگر صبح صادق سے قبل یہ نیت کر لی کہ روزہ نہ رکھوں گا تو افطار جائز ہے جس میں گناہ گار بھی نہ ہوگا۔(۳)

---

(۱)لمسافر سفرا شرعیا ولو بمعصیة الفطر و یندب لمسافر الصوم لآیة و أن تصوموا ان لم یضره فإن شق علیه أو علی رفیقه فالفطر أفضل لموافقته الجماعة-(تنویر الابصار مع الدر المختار۲/۴۲۶،فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم)

و فی البحر الرائق: جاز للمسافر الفطر لأن السفر لا یعری عن المشقة فجعل نفسه عذرا-وإنما کان الصوم أفضل إن لم یضره لقوله تعالیٰ و أن تصوموا خیر لکم-(البقرة:۱۸۴،۲/۴۴۲،فصل فی العوارض، مکتبه رشیدیة)

(۲)فلو سافر بعد الفجر لایحل الفطر - قال فی البحر: وکذا لو نوی المسافر الصوم لیلا و أصبح من غیر أن ینقض غریمته قبل الفجر ثم أصبح صائما لا یحل فطره فی ذلک الیوم. (رد المحتار:۲/۴۲۹،فصل فی العوارض المبیحة) (وکذا فی البحر الرائق: ۲/۴۵۴، فصل فی العوارض ،مکتبه دار الحیاء التراث)

(۳)فلو سافر بعد الفجر لایحل الفطر - قال فی البحر: وکذا لو نوی المسافر الصوم لیلا و أصبح من غیر ان ینقض غریمته قبل الفجر ثم أصبح صائما لا یحل فطره فی ذلک الیوم. (رد المحتار:۲/۴۲۹،فصل فی لعوارض المبیحة)و فی الهندیة: منها السفر الذی یبیح الفطروهو لیس بعذر فی الیوم الذی أنشأ سفر فیه-(۱/۲۰۶،الباب الخامس فی الاعذار ،مکتبه رشیدیه)

مسافر نے روزہ رکھنے کے بعد افطار کرلیا

مسئلہ نمبر ۴: بصورت مذکورہ (۲) باوجود ناجائز ہونے کے افطار کرلیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔ کفارہ نہیں ہے۔ البتہ سخت گناہ گار ہوگا۔ (۱)

(جس پر صدق دل سے توبہ واستغفار کرنا لازم ہوگا۔) (مرتب)

مسافر نے صبح صادق کے بعد روزہ کی نیت کی پھر افطار کرلیا

مسئلہ نمبر ۵: اگر مسافر نے صبح صادق کے بعد نیت کی ہے پھر بھی افطار جائز نہیں ہے۔ اگر کر لیاتو اگرچہ گناہ گار ہوگا لیکن کفارہ نہیں ہے۔ (۲)

مسافر کا اپنے وطن میں روزہ فاسد کردینا

مسئلہ نمبر ۶: بصورت مذکورہ (۳، ۴، ۵) اگر اپنے مکان پر کسی بھولی ہوئی چیز کو لینے کے لیے واپس آیا اور یہاں پر افطار کرلیا تو گناہ گار بھی ہوا اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔ (۳)

---

(۱)ولو نوى المسافر الصوم ليلا و أصبح من غير أن ينقض عزيمته قبل الفجر ثم أصبح صائما لا يحل له فطره في ذلك اليوم، و لو أفطر لا كفارة عليه- (رد المحتار: ۲/۴۷۹، مکتبه رشیدیة، فصل في العوارض)
وفي الهندية: فلو سافر نهارا لا يباح له الفطر في ذلك اليوم و إن أفطر لا كفارة عليه- (۱/۲۰۶، الباب الخامس في الأعذار، مكتبه رشيدية)

(۲)و كذا لا كفارة عليه بالأولى لو نوى نهارا. فقوله "ليلا" غير قيد- (رد المحتار: ۲/۴۷۹، فصل في العوارض، مكتبه رشيديه)
وفي الهنديه: فلو سافر نهارا لا يباح له الفطر في ذلك اليوم و إن أفطر لا كفارة عليه - (۱/۲۰۶، الباب الخامس في الأعذار، مكتبه رشيديه)

(۳)إذا دخل مصره لشيئ نسيه فأفطر فإنه يكفر- (الدر المختار: ۲/۴۷۹، فصل في العوارض)
وفي الهنديه: ولو سافر في شهر رمضان ثم رجع إلى أهله ليحمل شيئا نسيه فأكل بمنزله ثم خرج. القياس أن تجب عليه الكفارة لأنه رفض سفره قال الفقيه و به نأخذ- (۱/۲۰۷، الباب الخامس في الأعذار)

روزہ توڑنے کے بعد سفر کرنے سے کفارہ ساقط نہ ہوگا

مسئلہ نمبر ۷: کسی مقیم شخص نے نیت صوم کے بعد بغیر شرعی عذر کے اپنے مکان پر کھالیا پھر رضا یا جبر سے سفر شروع کیا تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہے۔ (۱)

محض افطار کی نیت کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

مسئلہ نمبر ۸: صوم کی نیت کے بعد مجرد افطار کی نیت سے افطار نہیں ہوتا جب کہ مُفطرِ صوم کا استعمال نہ کرے۔ (۲)

مسافر کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے

مسئلہ نمبر ۹: اگر مسافر نے سفر ختم کرکے کسی مقام پر پندرہ یوم سے کم اقامت کی نیت کرلی تو صوم کے جواز قصر میں اختلاف ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ قواعد فقہیہ کا مقتضی یہ ہے کہ ایسے مسافر کو افطار جائز ہے۔ علامہ علاؤالدین کاسانی، دمشقی صاحب بدائع کی رائے کراہت افطار ہے۔ (۳)

---

(۱) لو أكل المقيم ثم سافر أو سوفر به مكرهاً لا تسقط الكفارة۔ (رد المحتار: ۲/۴۷۹، فصل فی العوارض، مکتبہ رشیدیة)

وفی الهندیه: ولو أکل فی أول النهار متعمدا ثم أکرهه السلطان علی السفر لا تسقط عنه الکفارة فی ظاهر الروایة ولو سافر باختیاره لا تسقط عنه باتفاق الروایات۔ (۱/۲۰۷، الباب الخامس فی الأعذار، مکتبہ رشیدیة)

(۲) ولو نوی الصائم الفطر لم یکن مفطرا۔ (الدر المختار: ۲/۴۸۰، فصل فی العوارض)

(۳) تنبیه: المسافر إذا نوی الإقامة فی مصر أقل من نصف شهر هل یحل له الفطر فی هذه المدة کما یحل له قصر الصلاة؟ سئلت عنه، ولم أره صریحاً، وإنما رأیت فی البدائع وغیرها: لو أراد المسافر دخول مصره او مصر آخر ینوی فیه الإقامة یکره له أن یفطر فی ذلک الیوم وإن کان مسافرا فی أوله؛ لأنه اجتمع المحرم للفطر، وهو الإقامة والمبیح أو الرخص وهو السفر فی یوم واحد فکان الترجیح للمحرم احتیاطاً. وإن کان أکبر رأیه أنه لا یتفق دخوله المصر حتی تغیب الشمس فلا بأس بالفطر فیه۔ فتقییده بنیة الإقامة یفهم أنه بدونها یباح له الفطر فی یوم دخوله ولو کان أول النهار لعدم المحرم وهو الإقامة الشرعیة. وکذا فی الیوم الثانی مثلا۔ والحاصل: أن مقتضی القواعد الجواز ما لم یوجد نقل صریح بخلافه۔ (رد المحتار: ۲/۴۸۰، فصل فی العوارض)

وفی منحة الخالق: وظاهر إطلاقهم أنه لو دخل بلدا ولم ینو فیه إقامة نصف شهر أنه له الفطر۔ (۲/۴۷۳، فصل فی العوارض، بیروت)

روزے کی حالت میں بے ہوش ہو جانا

مسئلہ نمبر ۱۰: جن ایام میں بے ہوش رہا بعد صحت ان ایام کی قضا واجب ہے اگر پورا مہینہ بے ہوشی میں گزر جائے پھر بھی پورے ماہ کی قضا فرض ہے۔ (۱)

جس دن بے ہوش ہو جائے اس دن کی قضا نہیں

مسئلہ نمبر ۱۱: ایک شخص صوم رمضان کا عادی تھا تو جس دن بے ہوش ہوا ہے اسی دن کی قضا نہیں ہے اس لیے کہ اس دن کا روزہ ادا ہو گیا۔ (۲)

روزہ کی نیت نہیں تھی یا کچھ کھانے کے بعد بے ہوش ہو جائے

مسئلہ نمبر ۱۲: البتہ اگر بد دین تھا۔ رمضان کے روزے کا عادی نہ تھا یا عادی تھا، لیکن دن میں بے ہوش ہوا اور معلوم ہے کہ روزہ کی نیت نہیں کی تھی یا دن میں کچھ کھا پی لیا تھا، پھر بے ہوش ہوا تو بے ہوشی کے دن کے روزے کی قضا بھی ان تمام صورتوں میں واجب ہے۔ (۳)

---

(۱) وقضى أيام إغمائه و لو كان الإغماء مستغرقا للشهر- و قال الرافعي رحمه الله: قول المصنف: و قضى أيام إغمائه . في البحر: "الإغماء" نوع مرض يضعف القوى ولا يزيل الحجى، فيصير عذرا في التأخير لا في الإسقاط- (التنوير مع شرحه ۲/۲۸۰، فصل في العوارض)

وفي الهنديه: و لو أغمي عليه رمضان كله قضاه و هذا بالإجماع- (۱/۲۰۸، الباب الخامس في الأعذار، رشيديه)

(۲) سوى يوم الحدث الإغماء فيه أو في ليلته فلا يقضيه- (التنوير مع شرحه: ۲/۲۸۰، فصل في العوا اغمي عليه أو جن بعد ما غربت الشمس و بقي كذلك أياما لم يقض تلك الليلة لأنه إن كان يعلم نوى الصوم فظاهر و إن لم يعلم فظاهر حاله النية و العمل بظاهر الحال واجب- (الهندية: ۱/۲۰۶، الباب الخامس في الأعذار)

(۳) لو كان متهتكا يعتاد الأكل في رمضان أو مسافرا- (رد المحتار: ۲/۲۸۰، فصل في العوارض)

و في الهنديه: لو كان مسافرا أو متهتكا يعتاد الفطر في رمضان قضاه لأن ظاهر حاله لم يدل على النية- (۱/۲۰۸، الباب الخامس في الأعذار)

سخت کام کی صورت میں روزہ کا حکم

مسئلہ نمبر ۱۳: پیشہ ور اگر روزہ کے ساتھ اپنے پیشے میں مشغول ہو تو مریض ہو جائے گا ایسے پیشہ ور کو افطار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (مثلاً باورچی اگر مطبخ کا کام چھوڑ دے تو نفقہ واجبہ کی ادائیگی سے قاصر رہے گا) اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نصف یوم مطبخ میں کام کرے اور باقی حصہ آرام کرے۔ اگر صرف نصف یوم کی اجرت اس کے نفقہ واجبہ کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہو اور دوسرا کوئی نقدی سرمایہ یا کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس کی بیع کرکے نفقہ واجبہ ادا کرسکے، تو نفقہ واجبہ کی تحصیل کے لیے افطار کرنا جائز ہے اور ہر روز ایک مسکین کو طعام دیتا رہے یا نمبری سیر سے دو سیر گیہوں (آج کل کے حساب سے پونے دو کلو) دے دیا کرے پھر جب قدرت ہو جائے قضا رکھنا واجب ہے۔ (۱)

رکشہ کھینچنے والے کا حکم

فائدہ ۱: فی زمانہ رکشہ کھینچنے والے کا حکم بھی اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر اس کے پاس بقدر ضرورت نقد ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کو بیع کرکے نفقہ واجبہ ادا کرسکتا ہو تو افطار جائز نہیں۔ اسی طرح اگر بقدر تحمل کچھ وقت کام کرکے نفقہ بھی دے سکے اور روزہ بھی چھوڑنا نہ پڑے تو افطار جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر تحصیل نفقہ کے لیے مضطر ہو تو افطار جائز ہے جس کی صورت (۱۳) میں گزری۔ (۲)

(۱-۲) کما فی الدر المختار: لا یجوز أن یعمل عملا یصل به إلی الضعف، فیخبز نصف النهار و یستریح الباق۔ قال العلامة ابن عابدین الشامی رحمه الله تحته: سئل علی بن أحمد عن المحترف إذا کان یعلم أنه لو اشتغل بحرفته یلحقه مرض یبیح الفطر وهو محتاج للنفقة هل یباح له الأکل قبل أن یمرض؟ فمنع عن ذلک أشد المنع، و هکذا حکاه عن استاذه الوبری. و فیها سألت أبا حامد عن خباز یضعف فی النهار هل له أن یعمل هذا العمل؟ قال: لا، و لکن یخبز نصف النهار و یستریح فی الباق. فإن قال: لا یکفیه، کذب بأیام الشتاء فإنها أقصر فما یفعله فیها یفعله الیوم - وقال الرملی و فی جامع الفتاویٰ: ولو ضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعیشة فله أن یفطر و یطعم لکل یوم نصف صاع - إذا لم یقدر عدة من أیام آخر یمکنه الصوم فیها وإلا وجب علیه القضاء - (۲/۴۲۰، کتاب الصوم)

وفی الهندیة: المحترف المحتاج إلی نفقته علم انه لو اشتغل بحرفته یلحقه ضرر یحرم علیه الفطر قبل أن یمرض - (۱/۲۰۸، الباب الخامس فی الأعذار)

دھوپ میں ہل چلانے والے کے لئے روزے کا حکم

فائدہ ۲: زراعت میں ہل چلانے والے، دھوپ میں آبپاشی کرنے والے وغیرہ ہر وہ کام کرنے والا جو کام کے ساتھ روزہ نہ رکھ سکتا ہو سب کا حکم مسئلہ (۱۳) سے معلوم کیجیے۔ (۱)

شیر خوار بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کے لیے روزے کا حکم

مسئلہ نمبر ۱۴: وہ عورت جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے، جس کا باپ دودھ پلائی عورت کی اجرت پر قادر نہ ہو، یا قادر ہے مگر مرضعہ (دودھ پلانے والی) ملتی نہیں ہے یا ملتی ہے، لیکن بچہ منہ نہیں لگاتا تو اگر رمضان شریف کے روزے سے اپنے یا بچہ کی ہلاکت کا خوف یا شدید ضعف لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو افطار کرنا جائز ہے۔ (پھر جب قدرت ہو جائے قضا رکھ لے) (۲)

اجرت پر دودھ پلانے والی عورت کا حکم

مسئلہ نمبر ۱۵: یہی حکم سابق اس عورت کا بھی ہے جو بأجرت کسی بچہ کو دودھ پلا رہی ہو اور درمیان میں رمضان شریف آجائے۔ (۳)

صحت یابی میں دیر ہونے یا کسی عضو کے ہلاک ہونے کا خوف ہو

مسئلہ نمبر ۱۶: بصورتِ مذکورہ (۱۴) اگر ماں یا دودھ پلانے والی مریض ہوں اور روزہ رکھنے سے دیر میں صحتیاب ہونے کا ظن غالب ہو یا بسبب ضعف کسی عضو کے بے کار..........

---

(۱) وعلی هذا الحصاد اذا لم یقدر علیه مع الصوم و یهلک الزرع بالتاخیر لاشک فی جواز لفطر والق
(رد المحتار: ۲/۴۶۰/کتاب الصوم)

(۲) کما فی تنویر الأبصار: أو حامل أو مرضع خافت بغلبة الظن علی نفسها أو ولدها. وفی رد المحتار تحـ
أما الظئر فلأن الإرضاع واجب علیها بالعقد و أما الأم فلوجوبه دیانةً مطلقاً و قضاءً إذا کان الأب معسـ
أو کان الولد لا یرضع من غیرها۔ (۲/۴۲۳، فصل فی العوارض)
وفی الهندیة: الحامل و المرضع اذا خافتا علی أنفسهما أو ولدهما أفطرتا و قضتا ولا کفارة علیهما۔
(۱/۲۰۷، الباب الخامس فی الأعذار)

(۳) أما الظئر فلأن الارضاع واجب علیها بالعقد۔ (رد المحتار: ۲/۴۲۳، فصل فی العوارض)
وکذا فی البحر: (۲/۵۰۰، فصل فی العوارض، بیروت)

ہو جانے کا اندیشہ ہو یا شدید دردِ سر لاحق ہونے کا خوف ہو تو مذکورہ ہر صورت میں افطار جائز ہے۔(۱)

مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو

مسئلہ نمبر ۱۷: افطار اس وقت بھی جائز ہے جب مرض کی زیادتی کا اندیشہ ہو۔(۲)

تنبیہ: مرض کے متعلق ہر طبیب کی رائے معتبر نہیں

(۱۴) سے (۱۷) تک متعدد بار لفظ اندیشہ خوف وغیرہ آیا ہے اس کے متعلق یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مجرد خیال معتبر نہیں ہے نہ ہر طبیب کی رائے اس بارے میں معتبر ہے۔ معتبر طریقہ وہی ہے جو طہارت معذور مسئلہ (۲۳) اور اس کے متعلق تنبیہ میں گزرا۔ کسی ذی علم سے خوب سمجھ لیا جائے۔ اگر غلطی ہوئی تو بہت صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہے۔ خوب سمجھ لو۔(۳)

روزہ کے ساتھ کاشت کی حفاظت اور مرمت نہ کر سکتا ہو

مسئلہ نمبر ۱۸: اگر اپنی زراعت کی حفاظت یا مرمت نہ کرنے کی وجہ سے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اور دوسرا کوئی اجیر اجرۃ مثل پر نہ ملتا ہو یا ملتا ہو مگر یہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور یہ صوم کے ساتھ خود حفاظت و مرمت کر ہی نہ سکتا ہو تو بھی افطار جائز ہے۔

---

(۱) خاف الزيادة: أو ابطاء البرء أو فساد عضو أو وجع العين أو جراحة أو صداعا- (رد المحتار، ۲/۴۲۳، فصل في العوارض) و في الهندية: وإن خاف زيادة العلة أو امتداده فكذلك- (۱/۲۰۷، الباب الخامس في الأعذار)

(۲) كما في التنوير و شرحه: أو مريض خاف الزيادة لمرضه- (۲/۴۲۳، فصل في العوارض) وكذا في الهندية: (۱/۲۰۷، الباب الخامس في الأعذار)

(۳) كما في الدر المختار. و خادمة خافت الضعف بغلبة الظن بأمارة أو تجربة أو بإخبار طبيب ليس فيه هذه الشروط و أفطر فالظاهر لزوم الكفارة كما لو أفطر بدون أمارة ولا تجربة لعدم غلبة الظن والناس عنه غافلون- (۲/۴۲۳، فصل في العوارض)

تنبیہ: مسئلہ ۱۸ میں مجرد خیال معتبر نہیں ہے بلکہ غلبہ ظن ضروری ہے۔ (۱)

سفر، مرض اور دیگر اعذار میں فوت شدہ روزوں کا حکم

مسئلہ نمبر ۱۹: جن صورتوں میں افطار جائز ہے، اگر زوال عذر کے بعد قضا کا وقت ہی نہ ملا، بلکہ موت آگئی تو فدیہ کی وصیت واجب نہیں۔ اور اگر وقت ملا لیکن قضا نہیں کیا تو جس قدر وقت ملا اس مقدار میں ادائیگی فدیہ کی وصیت واجب ہے۔

مثلا مسافر جس کے دس یوم کے روزے سفر کی وجہ سے قضا ہوئے تھے۔ شوال کی دس تاریخ کو مقیم ہوا، جبکہ کوئی عذر اس کو قضائے صوم میں نہیں ہے۔ اب اگر اس روز اس کا انتقال ہو جائے تو وصیت فدیہ کی واجب نہیں ہے اور اگر چار یوم کے بعد انتقال ہوا اور ان چار یوم میں صوم پر وہ قادر بھی تھا تو چار یوم کی وصیت واجب ہے۔ (۱)

---

(۱) وكذا لو خاف هلاك زرعه أو سرقته و لم يجد من يعمل له بأجرة المثل. وهو يقدر عليها۔ (رد المحتار: ۴۲۱/۳، كتاب الصوم)

وفي الهندية: المحترف المحتاج إلى نفقته علو انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر يحرم عليه الفطر قبل أن يمرض۔ (۲۰۸/۱، الباب الخامس)

(۱) كما في التنوير و شرحه: و قضوا ما قدروا بلا فدية و بلا ولاء ـــ فإن ماتوا فيه أي في ذلك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية لعدم إدراكهم عدة من أيام أخر و لو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية بقدر إدراكهم عدة من أيام أخر - قال الشامي تحته: ظاهر في رجوعه إلى جميع ما تقدم حتى الحامل و المرضع ـــ فإن كل من أفطر لعذر و مات قبل زواله لا يلزمه شيئ فيدخل المكره۔ (۴۲۲/۳، فصل في العوارض)

وفي الهندية: و لو فات صوم رمضان بعذر المرض أو السفر و استدام المرض و السفر حتى مات لا قضاء عليه لكنه ان أوصى بأن يطعم عنه صحت وصيته و لم تجب عليه و يطعم عنه من ثلث ماله فإن برئ المريض أو قدم المسافر و أدرك من الوقت بقدر ما فاته فيلزمه قضاء جميع ما أدرك فإن لم يصم حتى أدركه الموت فعليه أن يوصي بالفدية ـــ فإن صح المريض أو أقام المسافر ثم ماتا لزمهما القضاء بقدر الصحة و الإقامة. (۲۰۸/۱، الباب الخامس في الأعذار)

معذور بوقت قدرت صرف قضا کرے گا

مسئلہ نمبر ٢٠: جن لوگوں کو عذر کی وجہ سے قصر صوم کا حکم ہے وہ بوقت قدرت صرف قضا کریں گے۔ ان کے ذمہ فدیہ نہیں ہے۔ (١)

رمضان کے قضاء روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں

مسئلہ نمبر ٢١: قضاء رمضان میں اختیار ہے مسلسل رکھے یا چھوڑ چھوڑ کر۔ (٢)

وہ اعذار جن کی وجہ سے افطار ہے

مسئلہ نمبر ٢٢: مقیم شخص کو ہر ان اعذار سے قصر صوم (افطار صوم) جائز ہے جن سے باوجود پانی موجود ہونے کے نماز کے لئے تیمم جائز ہے۔ مثلاً: حدوث مرض یا استزاد مرض یا امتداد مرض بشرطیکہ ان چیزوں کا ظن غالب ہو جس کی تفصیل طہارت معذور۔ مسئلہ نمبر: ٢٣، مع تنبیہات وصوم معذور۔ مسئلہ نمبر: ١٦ اور ١٧، سے معلوم ہو سکتی ہے۔

*****

---

(١) كما فى التنوير و شرحه : و قضو ما قدروا بلا فدية و بلا ولاء — فإن ماتوا فيه أى فى ذلك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية لعدم إدراكهم عدة من أيام أخر و لو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية بقدر إدراكهم عدة من أيام أخر۔ قال الشامى تحته: ظاهر فى رجوعه إلى جميع ما تقدم حتى الحامل و المرضع — فإن كل من أفطر لعذر و مات قبل زواله لا يلزمه شيئ فيدخل المكره۔ (٣/٣٦٦، فصل فى العوارض)

(٢) كما فى التنوير و شرحه: و قضو ما قدروا بلا فدية و بلا ولاء۔ (٣/٣٦٦، فصل فى العوارض)

وفى البحر: وقضيا ما قدرا بلا شرط ولاء اى لا يشترط التتابع فى القضاء لاطلاق قوله تعالى: ((فعدة من ايام اخر)). (٢/٥٠٠/فصل في العوارض/بيروت) (البقرة: ١٨٣)

اضافہ شدہ مسائل

روزہ کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا

اگر آکسیجن ماسک لگانے سے محض ہوا اندر داخل ہوتی ہو اور اس کے کسی بھی جز کے ساتھ کوئی اور چیز حلق میں نہ جاتی ہو تو اس کے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ یہ محض سانس لینا ہے جس پر کھانے پینے وغیرہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ البتہ اگر اس کے ساتھ دوا کے اجزا بھی داخل ہوتے ہوں تو پھر روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (۱)

مریض کے لئے کب روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے

اگر مریض کو روزہ رکھنے سے جان کو خطرہ ہو یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے صحتیابی کا خوف ہو یا پیٹ وغیرہ میں اچانک شدید درد اٹھا تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے ۔ نیز اگر ان صورتوں میں روزہ رکھا ہو تو توڑ دینے کی بھی اجازت ہے۔ تاہم کسی معمولی مرض اور تکلیف میں محض وہم کی بناء پر روزہ توڑنا جائز نہیں ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔ البتہ اگر کوئی دین دار معالج یہ کہہ دے کہ اس کیفیت میں روزہ رکھنا نقصان دہ ہے تو پھر روزہ چھوڑنے کی گنجائش ہے۔ (۲)

روزہ کی حالت میں شرمگاہ میں دوا ڈالنا

اگر کسی بیماری کی وجہ سے شرمگاہ میں دوا ڈالنا ضروری ہو اور اس کا مشورہ کسی ماہر دین دار ڈاکٹر نے دیا ہو تو عورت کے لیے بطور علاج شرمگاہ میں دوا ڈالنے کی گنجائش ہے، تاہم اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس صورت میں صرف قضا کرنا کافی ہے کفارے کی ضرورت نہیں۔ البتہ فرج خارج پر دوا لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، بشرطیکہ فرج داخل تک نہ پہنچ جائے۔ (۳)

---

(۱)(المستفاد من فتاویٰ عثمانی: ۲/۱۸۰)

(۲) کما فی التنویر و شرحہ : أو مریض خاف الزیادۃ لمرضھا أو ابطاء البرء أو فساد عضو أو وجع العین أو جراحۃ أو صداعا۔۔۔ و خادمۃ خافت الضعف بغلبۃ الظن بأمارۃ أو تجربۃ أو بإخبار طبیب لیس فیہ ھذہ الشروط و أفطر فالظاھر لزوم الکفارۃ کما لو أفطر بدون أمارۃ ولا تجربۃ لعدم غلبۃ الظن والناس عنہ غافلون ۔ (۲/۴۲۳، فصل فی العوارض)

(۳) و فی الھندیۃ : و فی الاقطار فی اقبال النساء یفسد بلا خلاف وھو الصحیح۔ (۱/۲۰۴، الباب الرابع فیما یفسد)

صبح صادق سے پہلے شرمگاہ میں دواڈالنا مفسد صوم نہیں

اگر رات کو صبح صادق سے پہلے پہلے فرج داخل میں دوا رکھ لی اور مکمل دن وہ دوا شرمگاہ کے اندر ہی رہی تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (۱)

مرد کا شرمگاہ میں دواڈالنا

واضح رہے کہ پیچھے کے راستے سے یعنی پاخانہ کے سوراخ میں اگر دواڈالی گئی اور وہ دوا موضع حقنہ سے آگے بڑھ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں صرف قضالازم ہوگی۔ کفارہ نہیں۔ اور خارج دبر سے موضع حقنہ کا فاصلہ تقریبا پانچ انچ ہے (جیسا کہ اطبا کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے) لہٰذا اگر کوئی خشک یا سیال دوا پیچھے کے راستہ سے اندر ڈالی تو اس سے روزہ یقینا ٹوٹ جائے گا۔ اس لیے کہ اس دوا کا یا مرہم کا موضع حقنہ تک پہنچنا تقریبا یقینی ہوتا ہے اور اگر پیچھے کے راستہ سے کوئی آلہ اندر داخل کیا جائے اور وہ تر ہو یا اس پر مرہم وغیرہ لگا ہوا ہو۔

اگر وہ تین انچ سے تجاوز کر جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر اس سے نیچے ہی نیچے ہو اور اس میں لگی ہوئی تری کے موضع حقنہ تک پہنچنے کا غالب گمان نہ ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ آلہ بالکل خشک کرکے اندر ڈالا جائے اس میں کوئی تری مرہم وغیرہ نہ ہو اور اس کا ایک سرا باہر رہے تو اس سے مطلقا روزہ نہ ٹوٹے گا، خواہ کتنا ہی اندر چلا جائے۔ (۲)

اگر روزہ دار نے اپنے ذکر کے سوراخ میں دوا ٹپکائی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس لیے کہ معدہ اور اس کی نالی کے درمیان براہ راست منفذ نہیں ہے۔ بلکہ مثانہ کا واسطہ ہے جہاں سے قطرہ قطرہ پیشاب آکر جمع ہو جاتا ہے۔ (۳)

---

(۱) (امداد الفتاویٰ: ۲/۱۷۵)

(۲) وفي التنوير مع شرحه: او احتقن أو استعط- و قال الشامي تحته: من حقن المريض داواه بالحقنة. (۳/۲۳۲، كتاب الصوم)

(۳) كما في الدر المختار: أقطر في إحليله ماء أو دهنا وإن وصل إلى المثانة على المذهب- قال في رد المحتار: قوله: على المذهب أي قول أبي حنيفة و محمد معه في الاظهر و قال أبو يوسف يفطر. والاختلاف مبني على أنه هل بين المثانه و الجوف منفذ أو لا. وهو ليس باختلاف على التحقيق. والأظهر أنه لا منفذ له و إنما يجتمع البول فيها بالترشيح. كذا يقول الأطباء- (۳/۳۲۷، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده)

روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دواڈالنا

روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دواڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر چہ دوا کا اثر حلق میں محسوس ہو۔(۱)

روزے کی حالت میں ناک میں دواڈالنا

اگر روزہ کی حالت میں ناک میں دواڈال دی اور وہ دماغ تک پہنچ گئی یا حلق میں اتر کر اندر چلی گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔(۲)

نزلہ وغیرہ میں کسی دوا کا سونگھنا

محض دوا سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ اس کے ساتھ دوا کے اجزا حلق میں داخل نہ ہوتے ہوں۔(۳)

بھول کر ناک یا فرج داخل وغیرہ میں دواڈالنا

جن جگہوں یا اعضا میں دواڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر کسی نے بھول کر یعنی روزہ یاد نہیں رہا اور ان اعضا یا جگہوں پر دوا لگالی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو دواؤں سے بدرجہ اولی نہیں ٹوٹے گا۔(۴)

---

(۱) وفی الهندية: ولو أقطر شيئاً من الدواء فی عينه. لا يفطر صومه عندنا و إن وجد طعمه فی حلقه۔ (۱/۲۰۳، باب فی ما يفسد الصوم).

(۲) أو احتقن أو استعط فی أنفه شيئاً. وقال الشامی تحته: قلت: ولم يقيدوا الاحتقان والاستعاط و الاقطار بالوصول إلی الجوف لظهوره فيها. و إلا فلابد منه حتی لو بقی السعوط فی الأنف و لم يصل إلی الرأس لا يفطر- (۲/۴۲۲، کتاب الصوم)

(۳) و فی التنوير مع شرحه: طعم الأدوية و ريح العطر إذا وجد فی حلقه لم يفطر- (۲/۴۲۲، کتاب الصوم)

(۴) ماخذه: امداد الفتاویٰ: ۲/۱۵۸)

روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا

روزہ کی حالت میں دانت یا داڑھ نکلوانا شدید ضرورت کے تحت جائز ہے، بلا ضرورت مکروہ ہے۔اس صورت میں اگر خون حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خون کی مقدار کم اور تھوک کی مقدار زیادہ ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔اور اگر خون کی مقدار زیادہ یا برابر ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ صرف قضا واجب ہوگی۔(۱)

دانت میں دوا رکھنا

دانت میں شدید تکلیف کی صورت میں دوا رکھنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ حلق سے نیچے نہ جائے۔ حلق سے نیچے اترنے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واضح رہے کہ شدید تکلیف کے بغیر دانت میں دوا رکھنا کراہت سے خالی نہیں۔(۲)

منہ میں دوا کے ذائقہ کا محسوس ہونا

دوا کھانے کے بعد اگر طلوع فجر کے وقت یا بعد میں منہ میں دوا کے ذائقہ کا اثر موجود ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ بشرطیکہ حلق کے اندر نہ چلی جائے۔(۳)

مسوڑھوں سے خون بلااختیار پیٹ میں جانے کا حکم

مخصوص مرض کی وجہ سے بعض لوگوں کو روزہ کی حالت میں اور خاص کر سونے کے وقت مسوڑھوں سے خون نکل کر آتا ہے اور بے اختیار حلق میں چلا جاتا ہے۔.......................

---

(۱)(ماخذہ: احسن الفتاوی: ۴/۴۳۶)

وفی التنویر مع شرحه: خرج الدم من بین أسنانه و دخل حلقه یعنی و لم یصل إلی جوفه أما إذا وصل فإن غلب الدم أو تساویا فسد، و إلا لا- إلا إذا وجد طعمه- وفی رد المحتار: قلت ومن هذا یعلم حکم من قلع ضرسه فی رمضان و دخل الدم إلی جوفه فی النهار و لو نائما فیجب علیه القضاء- (۴/۴۲۲،کتاب الصوم)

(۲)و دخوله شئی فی فمه فإنه لو دخل شئی من الخارج فی فمه لا یفسد صومه ما لم یدخل فی حلقه- (السعایه: ۱/۲۷۸)

(۳)(فتاویٰ حقانیه: ۴/۱۹۰)

ودخوله شئی فی فمه فإنه لو دخل شئی من الخارج فی فمه لا یفسد صومه ما لم یدخل فی حلقه- (السعایه: ۱/۲۷۸)

اور بعض اوقات اس گمان سے کہ منہ میں تھوک ہے اسے نگل جاتا ہے اور خون کا ذائقہ بھی محسوس ہوتا ہے اس صورت میں روزہ ٹوٹ جانے اور نہ ٹوٹنے میں تفصیل یہ ہے کہ خون اگر صرف حلق میں گیا مگر پیٹ میں نہیں پہنچا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خون مغلوب ہو یعنی تھوک کا رنگ سرخ کی بجائے زرد ہو تو پیٹ میں جانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ خون مغلوب ہونے کے باوجود حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو تو پیٹ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اسی طرح خون غالب ہو یعنی تھوک سرخ ہو تو پیٹ میں جانے سے روزہ جاتا رہے گا اگرچہ مزہ محسوس نہ ہو۔

جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان میں اگر سونے کی حالت میں یا اور کسی عذر سے خون بلا اختیار پیٹ میں اتر جاتا ہو تو عدم فساد کے قول کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ کذا في الشامية: مع هذا بہتر یہ ہے کہ اگر مستقبل قریب میں صحت متوقع ہو تو بعد میں قضا کریں۔ اور اگر روزہ کی حالت میں غیر اختیاری طور پر خون پیٹ میں چلا گیا تو صحت کے بعد احتیاطا اس روزے کی قضا کریں۔ (۱)

خون روکنے کے لئے منجن کا استعمال

مسوڑھوں سے خون اور مواد نکلنے پر خاص قسم کے منجن لگایا جاتا ہے جس سے خون رک کر ختم ہو جاتا ہے۔ روزہ کی حالت میں بطور علاج اس کا استعمال جائز ہے مگر منجن مل کر فورا منہ دھولے اور کلی کرلے، تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اگرچہ منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ پہنچتا ہو، مگر بچنا اچھا ہے۔ اس لیے کہ کراہت تنزیہی تو بہر حال ہے۔ احتیاط کے ساتھ منجن ملیں اور دانتوں صاف کریں کہ حلق کے اندر کچھ نہ جائے۔ اس صورت میں اگرچہ روزہ نہیں ٹوٹے گا مگر پھر بھی مکروہ ہوگا۔ (۲)

(۱)(احسن الفتاویٰ: ۴/۴۲۸)(و کذا فی امداد الاحکام: ۲/۱۳۲)

(۲)(ماخذہ: مسائل رفعت قاسمی: ۴/۶۵ بحوالہ دار العلوم دیوبند: ۶/۴۰۴)

روزہ کی حالت میں قے کرنا

(۱) اگر روزے کی حالت میں بلا قصد خود بخود قے ہو گئی تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا خواہ قے تھوڑی ہو یا زیادہ۔

(۲) اگر جان بوجھ کر منہ بھر قے کی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(۳) البتہ قصداً جان بوجھ کر قے کی مگر منہ بھر کر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴) اگر اچانک تھوڑی سی قے کی اور پھر خود بخود بلا اختیار حلق میں واپس چلی گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، تاہم اگر قصداً لوٹا دی تب روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(۵) اگر قے منہ بھر آئی اور ایک چنے کی برابر یا اس سے زائد جان بوجھ کر قصداً واپس لوٹالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں صرف قضا ضروری ہے۔ (۱)

روزہ کی حالت میں بچے کے لئے کھانا چبانا

واضح رہے کہ بچے کی تربیت اور پرورش ماں کے فرائض منصبی کا حصہ ہے۔ ماں کے لئے بچے کی بہتر صحت کے ایسے کئی مواقع پیش آتے ہیں کہ ان چیزوں کا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے اگر بچے کی خوراک کے لئے کوئی اور بندوبست مشکل ہو تو ضرورت کے تحت ماں بچے کے لئے کھانا چبا کر کھلا سکتی ہے۔ (۲)

---

(۱) کما فی التنویر مع شرحه: وإن ذرعه القيئ و خرج ولم يعد لا يفطر مطلقا ملأ أو لا فإن عاد بلا صنعه ولو هو ملء الفم مع تذكرة للصوم لا يفسد خلافا للثاني وإن أعاده أو قدر حمصة منه فأكثر أفطر اجماعا و لا كفارة إن ملأ الفم وإلا لا هو المختار وإن استقاء اى: طلب القيئ عامدا أى: متذكرا صومه إن كان ملء الفم فسد بالإجماع مطلقاً و إن أقل لا فإن عاد بنفسه لم يفطر و إن أعاده ففيه روايتان۔ (۲/۲۰۳، کتاب الصوم) و کذا فی الهندیه: (۱/۲۰۳، الباب الرابع فيما يفسد و ما لا يفسد)

(۲) (المستفاد من فتاوی عثمانیه پشاور: ۲/۱۹۶)

وفی التاتارخانیه: ولا بأس للمرأة أن تمضغ لصبيها الطعام إذا لم يكن لها بد منه۔ (۲/۲۸۸) الفصل السادس فیما یکره للصائم)

بیوی کا خاوند کے لئے کھانے پینے کی چیز چکھنا

عام حالات میں روزہ میں کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے اور بسا اوقات تو یہ روزہ کے فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن اگر کہیں کسی خاتون کا خاوند تند خو اور سخت مزاج ہو اور بیوی کو اس سے مار پیٹ اور گالی گلوچ کا خوف ہو، تو ایسی خاتون کے لئے کھانے کی پکائی جانے والی اشیاء کا چکھنا بلا کراہت جائز ہے۔ تاہم یہ احتیاط رہے کہ صرف زبان سے چکھے منہ میں ڈالنے یا حلق تک پہنچانے سے اجتناب کرے۔(۱)

مسافر ڈرائیور کا روزہ رکھنا

ڈرائیور حضرات جو دور دراز علاقوں کی طرف گاڑی لے جاتے ہیں (یعنی جو شرعی سفر کے مسافت کے برابر ہو) تو ان کے لئے روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ لیکن بعد میں قضا کرنا ضروری ہوگا۔ البتہ اگر دشواری اور مشقت کا سامنا نہ ہو تو دوران سفر روزہ رکھنا افضل ہے۔(۲)

اسقاط حمل کے بعد خون نہ آنے کی صورت میں روزہ کا حکم

اگر اسقاط حمل کے بعد بالکل خون نہ آئے تو اس صورت میں روزہ رکھنا ضروری ہے۔(۳)

گلوکوز اور خون چڑھانا

روزہ کی حالت میں گلوکوز چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لیے کہ گلوکوز کا پانی یا دوا رگوں کے ذریعے بدن میں جاتی ہے، منافذ اصلیہ کے ذریعہ نہیں جاتی اور براہ راست معدہ میں نہیں پہنچتی۔(۴)

---

(۱)وفی الخانیه علی هامش الهندیه: إن کان الزوج سیئ الخلق، لابأس للمرأة أن تذوق المرقة بلسانها. (فصل فیما یکره للصائم: ۱/۲۰۳)(و کذا فی فتاویٰ عثمانیه بشاور: ۴/۹۷)

(۲)فمن شهد منکم الشهر (سورة البقرة:۱۸۵) وفی التنویر مع شرحه: ویندب للمسافر الصوم إن لم یضره (۲/۴۲۶)

(۳)کما فی حاشیة الهدایة: فلو انقطع دم النفاس بعد الولادة ساعة - یجب علیها أن تصوم و تصلی بعد الاغتسال- (المستفاد فتاوی قاسمیه: ۱۱/۲۹۳)

(۴)وفی البدائع: أما ما وصل إلی الجوف أو إلی الدماغ عن غیر المخارق الأصلیه بأن داوی الجائفة والآمة- فإن داواها بدواء یابس لایفسد- و هما اعتبر المخارق الأصلیه - لأن الوصول من المخارق الأصلیه متیقن- و من غیرها مشکوک فیه فلا یحکم بالفساد (۲/۲۴۳)

یہی حکم خون چڑھوانے کا ہے۔ روزہ دار اپنا خون نکلوا کر دیدے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اس سے سخت کمزوری کا خطرہ ہو تو مکروہ ہے۔ (۱)

روزے کی حالت میں آپریشن کرانا

روزے کی حالت میں محض آپریشن کرانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ روزے میں معدے کے اندر کوئی چیز داخل ہونے سے روزہ ٹوٹتا ہے اور آپریشن کی صورت میں کوئی چیز معدے میں نہیں جاتی۔ (۲)

روزے کی حالت میں ڈائیلیسس کرنا

عام طور پر ڈائیلیسس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) ڈائیلیسس کی ایک شکل یہ ہوتی ہے کہ بدن کے اندر کا خون مشین اپنے اندر کھینچ کر لے لیتی ہے۔ پھر اسی خون کو صاف کرتی ہوئی دوسری طرف سے بدن کے اندر داخل کرتی ہے۔ یہی صورت زیادہ رائج ہے۔

(۲) ڈائیلیسس کی دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ بدن کی کھال کاٹ کر اس کے اندر ایک تھیلی جیسی رکھ دی جاتی ہے اور تھیلی کے پائپ کا منہ بدن کے باہر ہوتا ہے۔ اور پائپ کے منہ کے ذریعے سے اس تھیلی کے اندر کیمیکل ڈال دیا جاتا ہے پھر بارہ گھنٹے کے اندر یہ کیمیکل خون کے خراب مادہ کو اپنے اندر جذب کرتا جاتا ہے اور بارہ گھنٹے کے بعد یہ کیمیکل جس خراب مادہ کو اپنے اندر جذب کیا ہے، اسی پائپ کے راستے سے نکال لیا جاتا ہے پھر اسے نکالنے کے بعد نیا کیمیکل اس میں ڈال دیا جاتا ہے اور یہ کیمیکل بارہ گھنٹے میں اپنا کام کرے گا۔ ڈائیلیسس کی یہ شکل فی الحال کم رائج ہے۔

بہر حال ان دونوں شکلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں روزہ کو فاسد کرنے والا کوئی عمل نہیں پایا جاتا، کیونکہ بدن کے فطری راستہ میں سے کسی راستہ کے ذریعے..........

(۱)(مستفاد: احسن الفتاوی: ۴/۴۲۵)

سئل أنس بن مالک أکنتم تکرھون الحجامة للصائم ؟ قال: لا إلا من أجل الضعف. (بخاری)

(۲)(المستفاد: فتاوی قاسمیه: ۱۱/۳۸۹)

اندر کوئی چیز نہیں پہنچائی گئی، اس لیے ڈائلیسس کی دونوں شکلیں روزہ کی حالت میں جائز ہے۔ ان میں سے کوئی بھی شکل روزہ کی حالت میں اختیار کی جائے روزہ فاسد نہیں ہوگا بدستور باقی رہے گا۔(۱)

روزہ کی حالت میں پھیپھڑے سے پانی نکالنا

روزہ کی حالت میں پھیپھڑے سے پانی نکالنا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ روزہ معدہ میں کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے اور پھیپھڑے سے پانی نکالنے میں معدہ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور اس سے معدہ و پھیپھڑے میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی بلکہ اس سے نکالی گئی ہے۔ اس لیے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲)

جو شخص روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی امامت کا حکم

واضح رہے کہ عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا اقتدا کے صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے لہٰذا جو شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے فرض روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنا درست ہے۔ بشرطیکہ کوئی اور مانع موجود نہ ہو۔ (۳)

---

(۱)(فتاوی قاسمیه: ج:۱۱،ص:۴۹۰)

(۲)(المستفاد: فتاوی قاسمیه: ۱۱،۴۹۲)

والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ-(رد المحتار: ۴،۴۴۵)

فساد الصوم متعلق بالدخول شرعاً — هذا يدل على أن استقرار الداخل في الجوف فساد الصـ ـ (بدائع الصنائع: ۲،۲۴۴)

عن ابن عباس ﷺ: أنه ذكر عنده الوضوء من الطعام قال الأعمش مرة: والحجامة للصائم. فقال إنما الوضوء مما خرج و ليس مما دخل و إنما الفطر مما دخل و ليس مما خرج. (سنن كبرى بيهقي ٦،٢١٢)

(۳)و في الهنديه: المانع من الاقتداء ثلاثة أشياء منها طريق عام يمر فيه العجلة و الأوقار......... و منها نهر عظيم لا يمكن العبور منه إلا بالعلاج كالقنطرة و غيرها.......... و منها صف تام من النساء. (۱،۸٦)

رمضان میں ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم

عورت کے لئے حیض کا آنا ایک طبعی اور فطری امر ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے ان ایام میں عورت کو معذور سمجھ کر عبادات کی ذمہ داری اس سے اٹھائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید اور قدیم طب میں حیض عورت کی صحت اور تندرستی کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ اگر کوئی عورت ادویات کے ذریعے اس کو بند رکھے تو شرعی احکام اس سے متاثر نہیں ہوتے یعنی حیض نہ آنے پر روزہ اور نماز کی ادائیگی ضروری ہے، لیکن عورت کی صحت کے لئے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے سے احتراز بہتر ہے۔ تاہم اس طرح حیض بند کرنے سے روزہ درست رہے گا۔ (۱)

مسافر یا مریض کو روزہ کی قضا کا موقع نہ ملنا

اگر مریض بحالت مرض اور مسافر بحالت سفر مرگیا تو ان کے ذمہ قضا لازم نہ ہوگی۔ یعنی مرض اور سفر کی وجہ سے رمضان کے جو روزے قضا ہوگئے ہیں۔ ان کی وجہ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور نہ ہی ان کا کوئی فدیہ واجب ہے، کیونکہ قضا کا وجوب اس وقت ہوتا ہے جب مرض اور سفر کے ختم کے بعد اتنا زمانہ پالیں جس میں روزے رکھے جاسکتے ہوں۔ (۲)

حاملہ اور مرضعہ کے لئے روزہ کا حکم

حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ کی وجہ سے اپنی جانوں کا خوف ہو یا اپنے بچوں کا خوف ہو یعنی حاملہ کو پیٹ کے بچہ کا خوف ہو اور دودھ پلانے والی کو دودھ پیتے بچہ کا خوف ہو تو ان دونوں کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔ بعد میں ان روزوں کی صرف قضا لازم ہوگی۔ (۳)

---

(۱)(فتاوی حقانیہ : ۱۵۸/۴)

(۲)وفی الهندیة: ولو فات صوم رمضان بعذر المرض أو السفر واستدام المرض و السفر حتی مات لا قضاء علیه — وإن برئ المریض و قدم المسافر و أدرک من الوقت بقدر ما فاته یلزمه قضاء جمیع ما أدرک فإن لم یصم حتی أدرکه الموت فعلیه أن یوصی بالفدیة۔ (۲۰۷/۱، الباب الخامس فی الاعذار)

(۳)وفی الهندیة: والحامل والمرضع إذا خافتا علی أنفسهما أفطرتا وقضتا۔ (۱۸۷/۲)

شوگر کے مریض کا حکم

شوگر کے مریض کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اگر مرض دائمی ہے تو ہر روزے کا فدیہ دینا ضروری ہوگا۔ (۱)

شیخ فانی کے لئے روزے کا حکم

شیخ فانی کا مطلب یہ ہے جو زندگی کے آخری اسٹیج پر پہنچ چکا ہوں۔ادائے فرض سے قطعاً مجبور اور عاجز ہو نیز جسمانی قوت وطاقت روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہو یہاں تک کہ ضعف و ناتوانی کے سبب یہ امید بالکل بھی نہ ہو کہ آئندہ بھی کبھی روزہ رکھ سکے گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے روزوں کا فدیہ دیدے۔ (۲)

روزے کی حالت میں تمباکو پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پیسٹ کا استعمال

ایکو ipco تمباکو پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پیسٹ ہے۔ بعض اوقات اس کی عادت اتنی مضبوط ہوجاتی ہے کہ مذکورہ ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کیے بغیر پاخانہ نہیں ہوتا یا قبض کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے اور جسمانی رگیں اس کے اتنی عادی ہوجاتی ہیں کہ اس سے دانت صاف کیے بغیر جسم میں چستی انبساط پیدا نہیں ہوتا۔ روزہ کی حالت میں مذکورہ ٹوتھ پیسٹ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا اثر حلق سے نیچے اتر جاتا ہے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور اگر حلق کے اندر داخل نہیں ہوتا ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا مگر مکروہ ہوگا۔ لہٰذا اس کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (۳)

روزہ رکھنے سے دودھ کم آئے یا بند ہونے کا خوف ہو

اگر بچہ گائے، ڈبے یا کسی اور عورت کا دودھ پی سکتا ہو تب تو اس کی ماں کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اگر بچے کے لئے کوئی اور انتظام نہیں ہو سکتا تو ایسی صورت ماں، دودھ کم یا بند ہونے کے خوف سے افطار کر سکتی ہے۔ پھر بعد میں اس روزہ کی قضا کرلیں۔ (۴)

---

(۱) المستفاد: فتاوی قاسمیہ: ۴/۱۹۵، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۵۶۰)

(۲) مسائل رفعت قاسمی: ۴/۱۲۶)

(۳) المستفاد: احسن الفتاوی: ۴/۴۳۹، وفتاوی قاسمیہ: ۱۱/۴۷۷)

(۴) ماخذہ: آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۵۶۷)

معدہ میں نلکی ڈالنا

آج کل معدہ کے بعض امراض کی شناخت کے لئے معدہ تک منہ کے ذریعہ نلکی پہنچائی جاتی ہے جو بعض دفعہ گوشت کا ٹکڑا کتر کر اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اور اس پر تحقیق ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اصل میں روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا مدار اس بات پر ہے کہ معدہ میں داخل ہونے والی چیز اندر ٹھہر گئی ہے یا واپس آگئی ہے۔ اگر ٹھہر گئی ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں:

ولو شد الطعام بخيط و أرسله في حلقه وطرف الخيط في يده لا يفسد الصوم۔(۱)

علامہ کاسانیؒ نے اس سلسلے میں ایک اصولی بات فرمائی ہے:

وهذا يدل على أن استقرار الداخل في الجوف شرط لفساد الصوم۔(۲)

روزے کی حالت میں حلق میں گرد و غبار کا داخل ہونا

روزہ کی حالت میں اگر بلا قصد و اختیار گرد و غبار چلا جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔(۳)

روزہ کی حالت میں منہ میں دھواں داخل ہونا

اگر روزہ دار کسی ایسے جگہ میں ہو جہاں دھواں پھیلا ہوا ہو اور وہ دھواں اس کے قصد و ارادہ کے بغیر اس کے منہ میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ لیکن اگر قصداً دھواں داخل کر لیا مثلاً: گر بتی کا دھواں قصداً ناک میں چڑھالیا، یا بیڑی سگریٹ پی لی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(۴)

---

(۱) كتاب الصوم / فصل في العوارض: (۲/۲۵۴)

(۲) بدائع الصنائع: (۲/۹۵)

(۳) أو دخل حلقه غبار — أو دخان ولو ذاكرا استحسانا — لم يفطر۔ (رد المختار: ۲/۳۹۵)

(۴) لو أدخل حلقه الدخان بأي صورة كان الادخال حتى لو تبخر ببخور فأواه إلى نفسه و اشتمه ذاكراً لصومه أفطر لإمكان التحرز عنه۔ (رد المحتار: ۲/۳۵۹)

مرض لوٹنے کا خطرہ ہو

ایک مریض کا مرض بظاہر ٹھیک اور ختم ہو چکا ہے، تا ہم طبیب حاذق کو یقین یا خود اس کو تجربہ ہے کہ روزہ رکھنے سے مرض دوبارہ لوٹ آئیگا تو ایسے شخص کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔(۱)

السر، ذیابیطس اور پتھری کے مریض کا حکم

السر کے مریض کو ہر چند گھنٹہ پر کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کھانے پینے میں زیادہ تاخیر کی جائے تو مرض بڑھ جاتا ہے یا غیر معمولی تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ذیابیطس کے بعض مریضوں کو روزہ رکھنے سے ذیابیطس کے بڑھنے یا غیر معمولی کمزوری کا خطرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح گردہ اور پتھری کے جس مریض کو ڈاکٹر نے تھوڑی دیر بعد پانی لینا ضروری قرار دیا ہو تو ان تینوں مریضوں کا حکم یہ ہے کہ ؛مرض بڑھنے اور غیر معمولی تکلیف کی بناء پر رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن جب صحت کی توقع ہو فدیہ دینا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ صحت کے بعد قضاء کرنا لازم ہوگا۔

اگر ایک ساتھ مسلسل روزے رکھنا مشکل ہو اور ناغہ کے ساتھ ایک ایک روزہ زیادہ مضر نہ ہو تو ناغہ کرکے رکھنا ضروری ہوگا۔ البتہ اگر صحت کی امید بالکل نہ ہو اور مرض کا ازالہ تقریباً ناممکن ہو تو پھر فدیہ دے سکتا ہے۔(۲)

---

(۱)(ماخذہ آپ کے مسائل اوران کا حل:۲/۲۷۷)

وفی التنویر مع شرحہ:اومریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض ,وخادمۃ خافت الضعف بغلبۃ الظن بأمارۃ اوتجربۃ اوباخبار طبیب حاذق مسلم مستور-(۲/۴۲۳, فصل فی العوارض)

(۲)(مریض کے شرعی احکام:۱۷۰)

وفی التنویر مع شرحہ: اومریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض، وخادمۃ خافت الضعف بغلبۃ الظن بأمارۃ اوتجربۃ اوباخبار طبیب حاذق مسلم مستور۔۔۔وقضوا ماقدروا بلا فدیۃ وبلا ۱۰ء۔ (۲/۴۲۳, فصل فی العوارض)

اختلاج قلب، ٹی بی، دمہ، شگر، نکسیر اور مرگی کے مریض کا حکم

اگر کوئی شخص اختلاج قلب (دل کی دھڑکنے) کا مریض ہو اور یہ بات یقینی ہو کہ روزہ رکھنے سے اختلاج قلب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور بے چینی ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح ٹی بی، دمہ، اور شوگر وغیرہ کے مریض کو روزہ رکھنے سے حد درجہ کمزوری ہو جاتی ہو یا وہ مرض بڑھ جاتا ہو یا روزہ رکھنے سے دیر میں ٹھیک ہونے کا غلبہ ظن ہو تو ان اعذار میں روزہ نہ رکھنا اور اگر رکھا ہو توڑ دینا درست ہے۔ صحت کے بعد صرف قضاء لازم ہوگی۔

اور اگر اتنی صحت نہیں مل سکی کہ روزہ رکھ سکے اور نہ آئندہ اس کی امید نظر آتی ہو تو روزہ کا فدیہ ادا کرے۔ اگر ادا نہ کرسکا تو پھر فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنی ہوگی۔ (۱)

دردِزہ کی وجہ کی سے روزہ توڑنے کا حکم

اگر دردزہ کی وجہ سے عورت کی طبیعت زیادہ خراب ہونے لگی اس طور پر اس کو نقصان کا خطرہ ہو یا دین دار معالج یہ تجویز دے کہ اس حالت میں روزہ رکھنا عورت یا بچہ کے لئے نقصان دہ ہے، تو ایسی صورت میں اس عورت کے لئے روزہ توڑنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ بعد میں اس کی قضاء لازم ہوگی۔ (۲)

شدید بخار، درد یا کوئی اور مرض لاحق ہو جائے

اگر کسی شخص کو اس قدر شدید بخار آگیا یا ایسا درد اٹھا کہ طبیعت بہت زیادہ خراب ہونے لگی تو اگر ایسی صورت میں روزہ رکھنے سے ہلاکت کا خطرہ ہو۔ اسی طرح عقل یا کسی عضو کی ہلاکت کا خطرہ ہو یا مرض کی شدت یا صحتیابی میں تاخیر کا ظن غالب تو روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ بعد میں صرف قضاء لازم ہوگی۔ کفارہ نہیں۔ البتہ اگر انجکشن سے علاج ہو سکے تو روزہ توڑنا جائز نہیں۔ (۳)

(۱)(فتاوی رحیمیہ ۳۹/۲)

(۲)وفی التنویر مع شرحه: اومریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض. وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة اوتجرة اوباخبار طبیب حاذق مسلم مستور — و قضوا ما قدروا بلا فدیة و بلا ولاء۔ (۴۳۳/۲، فصل فی العوارض)

(۳)(ماخذہ: احسن الفتاوی؛ ۴۳۲/۴)

نکسیر کا خون اندر چلا جائے

نکسیر کا خون اگر حلق سے اتر کر پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔اس صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی، کفارہ نہیں۔اور اگر حلق سے اندر سے نہیں گیا، بلکہ تھوک میں اس کا اثر ظاہر ہوگیا تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔(۱)

روزہ میں نیبولائیزر کا استعمال

نیبولائیزر کے استعمال سے چونکہ دوائی کے ذرات جسم کے اندر داخل ہوتے ہیں۔اسلئے اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔(۲)

روزہ توڑنے کی گنجائش کب ہے؟

اگر روزہ کی حالت میں اچانک ایسی بیماری آگئی کہ اسی حالت میں روزہ کو برقرار رکھنے سے جان کو خطرہ ہو یا مرض بڑھ جانے یا غیر معمولی کمزوری کا غالب گمان ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑنے کی گنجائش ہے۔ بہشتی زیور جدید میں ہے: اچانک ایسا بیمار ہوگیا کہ اگر روزہ نہیں توڑے گا تو مر جائے گا یا بیماری بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے۔ جیسے: اچانک پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے تاب ہوگیا یا سانپ نے کاٹ لیا تو اس حالت میں دوائی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے۔ایسے ہی اگر ایسی پیاس یا بھوک لگی کہ مر جانے کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ دینا درست ہے۔(۳)

انجکشن سے روزہ ٹوٹنے کا تفصیلی حکم

یہ بات تو واضح ہے کہ مروجہ انجکشن کا طریقہ نہ عہد رسالت میں موجود تھا اور نہ ہی صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں۔ کیونکہ انجکشن ۱۶۷۰م سے پہلے ایجاد ہوا ہے۔الیزنڈ دوڈ سائنسدان نے پہلی بار جسم میں اس کا استعمال ۱۸۵۳ میں کیا۔اسلئے اس کا حکم نہ احادیث طیبہ میں مل سکتا ہے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں۔لہٰذا فقہی اصول، قواعد اور نظائر سے ہی اس کا حکم معلوم ہوگا۔......

(۱)وفی التنویر مع شرحہ: اوادھن او اکتحل او احتجم وان وجد طعمہ فی حلقہ۔وقال فی الشامی تہ۔ وکذا لو بزق فوجد لونہ فی الاصح.لان الموجود فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ۔(باب مایفسد الصوم ۳/۴۲۱)

(۲)وفی التنویر مع شرحہ: و ھو امساک عن المفطرات حقیقۃ او حکماً۔(کتاب الصوم: ۳/۳۸۲)

(۳) (۱/۳۳۹)

سو اس کی واضح نظیر یہ ہے کہ اگر کسی کو بچھو یا سانپ کاٹ لے تو زہر بدن کے اندر جاتا ہے بلکہ سانپ کا زہر تو اکثر دماغ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ نیز بعض جانوروں کے کاٹنے سے بدن پھول جاتا ہے جیسے بھڑ وغیرہ جس سے زہر کا اندر جانا یقینی ہے۔ مگر کسی فقیہ نے بھی اسے مفسد صوم نہیں قرار دیا ہے اس کی وجہ کتب فقہ کی عبارات سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ کسی چیز کا بدن کے حصہ میں داخل ہونا مطلقاً روزہ کو فاسد نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے دو شرطیں ہیں۔

۱) وہ چیز معدہ یا دماغ میں پہنچ جائے۔

۲) اور یہ پہنچنا بھی منفذ اصلی کے راستے سے ہو۔ کیونکہ اگر کوئی چیز منفذ اصلی کے علاوہ کسی دوسرے طریق سے جوف معدہ یا دماغ میں پہنچائی جائے تو وہ مفسد صوم نہیں۔ انجکشن کے ذریعے بلاشبہ دوائی یا اس کا اثر پورے بدن کے ہر حصے میں پہنچ جاتا ہے۔ مگر یہ پہنچنا منفذ اصلی کے ذریعے نہیں بلکہ رگوں کے ذریعے سے ہوتا ہے اور یہ راستہ منفذ اصلی نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرے تو پیاس کم ہو جاتی ہے مگر یہ اجزاء مسامات کے راستے سے اندر جاتے ہیں نہ کہ منفذ اصلی سے، اور کسی فقیہ نے بھی اس کو مفسد صوم نہیں کہا ہے۔ اسی طرح اگر تیل کو بدن پر خوب اچھی طرح مل دیا جائے تو وہ بھی مسامات کے راستے سے اندر جاتا ہے مگر مفسد صوم نہیں۔

واضح رہے کہ جو انجکشن پیٹ میں لگایا جائے جیسے کتے کے کاٹنے پر آج کل لگایا جاتا ہے تو اس کے ذریعے اگر دوا براہ راست معدہ میں پہنچائی جاتی ہے تو اس انجکشن سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر براہ راست معدہ میں نہیں پہنچتی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ڈاکٹروں سے تحقیق کر لی جائے۔ (۱)

---

(۱) (المستفاد: آلات جدیدہ ۱۹۹)

کما فی الهندية: وما يدخل من مسام البدن من الدهن لايفطر - ومن اغتسل فی ماء وجد برده فی باطنه لا يفطر - (۱/باب فيما يفسد الصوم)

وفی البدائع: وما وصل الی الجوف او الی الدماغ من المخارق الاصلية الی ان قال فسد صومه. وكذا اذا وصل الی الدماغ لان له منفذا الی الجوف اوالی الدماغ من غير المخارق الاصلية لايفسد- (۲/۲۴۳/كتاب الصوم

وفی رد المحتار: لان الموجود فی حلقه اثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن والمفطر انما هو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه انه لايفطر - (۲/۱۰۲/كتاب الصوم)

روزہ کی حالت میں کان میں دواڈالنے کا حکم

یہ مسئلہ کافی عرصہ سے عالم اسلام کی مختلف علمی مجالس میں زیر بحث آرہا ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

برصغیر کے مختلف دینی مدارس اور دارالافتاء میں اس سے متعلق سوالات بھی آرہے ہیں۔ اور بعض دینی جرائد میں معاصر علماء کے قلم سے اس موضوع پر چند مضامین اور بعض آراء بھی سامنے آئی ہیں۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس مسئلہ کا تفصیلی جائزہ لے کر حکم تحریر کیا جاتا ہے۔ اگر کان میں دواڈالی جائے تو جمہور فقہاء کی تصریح کے مطابق اس سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

مالکیہ اور شافعیہ نے فساد صوم کا قول اس شرط کے ساتھ کیا ہے کہ دوا دماغ یا حلق تک پہنچ جائے۔ حنفیہ نے یوں کہا ہے کہ چونکہ کان کے ذریعے پانی دماغ تک پہنچ جاتا ہے اسلئے روزہ ٹوٹ جائیگا۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ اس مسئلہ کے متعلق کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ جس میں کان میں دواڈالنے سے فساد صوم یا عدم فساد کا ذکر ہو۔ بہر حال فقہاء کرام کے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ جوف معتبر یعنی دماغ یا حلق تک پہنچ جائے۔

اب رہی یہ بات کہ کان میں دواڈالنے سے کیادواواقعتاً حلق یا دماغ کی طرف کسی منفذ کے ذریعے منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ تو یہ مسئلہ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ طب اور فن تشریح الابدان سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور کے اطباء اور تشریح الابدان کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے اندر سے دماغ تک کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔

اور اس بات پر بھی سارے اطباء اور ماہرین متفق ہیں کہ عام صحت مند آدمی کے کان سے حلق تک بھی کوئی راستہ کھلا ہوا نہیں ہے کہ جس سے دوا یا پانی حلق میں خود بخود جاسکے۔ کیونکہ کان کے آخر میں ایک باریک مگر مضبوط پردہ ہے جس نے حلق یا دماغ کی طرف جانے کا راستہ مسدود کیا ہوا ہے، اور عام حالات میں کان میں ڈالی جانی والی کوئی بھی دوا یا غذا حلق تک نہیں جاتی۔ الا یہ کہ کسی کے کان کا پردہ پھٹ جائے یا کان کے پردے میں واضح سوراخ ہوجائے تو ایسی بیماری یا غیر معمولی صورت حال میں دوااندرونی کان سے حلق کی طرف منتقل ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

ادھر یہ بات بھی بدیہی ہے کہ بیہوشی اور بیماری کی بعض صورتوں میں دوااور غذاناک کے راستہ سے ٹیوب کے ذریعے معدے تک پہنچائی جاتی ہے۔جس کا مشاہدہ ہسپتال وغیرہ میں ہوتا ہے ۔لیکن کان کے ذریعے غذایا پانی حلق یا معدے تک پہنچانے کی کوئی صورت آج تک نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی۔اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کان سے حلق تک کوئی منفذ موجود نہیں۔

اب جبکہ تمام اطباء اور تشریح ابدان کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان میں دواڈالنے سے دماغ تک اس کے پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ کان میں دواڈالنے کی صورت میں حلق تک اس کے پہنچنے کا بھی عام حالات میں کوئی راستہ نہیں تو اس کا کسی جوف معتبر تک پہنچنا ثابت نہیں ہوتا۔اور جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ منافذ معتبرہ سے جوف معتبر تک پہنچنے سے ہی روزہ فاسد ہوتا ہے۔اس کے بغیر نہیں۔

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کان کے اندر تیل، پانی، یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔الا یہ کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو،اور وہ پانی، تیل یادوا وغیرہ اس کے دماغ یا حلق تک پہنچ جائے۔البتہ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قدیم جمہور فقہاء کے قول کے مطابق خود احتیاط کرے اور روزہ کی حالت میں کان کے اندر دواڈالنے کے بجائے افطار کے بعد تیل یادواڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بہتر اور شبہ سے بعید تر ہوگا۔(۱)

بواسیر کے مریض کا کانچ خشک کر کے مقعد میں داخل کرنا

اگر کانچ کو اندر جانے سے قبل اچھی طرح دھو کر خشک کر لیا ہے، تو اب اندر جانے کے بعد اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ پانی سے دھونے کے بعد اس حصہ کو کسی کپڑے سے اچھی طرح پونچھ لیا جائے تاکہ تری بالکل بھی اندر نہ جائے۔(۲)

(۱) (المستفاد موغوب الفتاوی؛۳/۲۴۹)

(۲)ولو خرج سرمه فغسله إن نشفه قبل أن يقوم و يرجع لمحله لا يفسد صومه لزوال الماء الذى اتصل به-(المراقى ۳۷۰)

وفى الفتح: خرج سرمه فغسله فإن قام قبل أن ينشفه فسد صومه و إلا فلا-(رد المحتار: ۲/۳۹۹، ومثله فى الفتاوى التاتارخانية ۲/۳۸۰، تبيين الحقائق ۲/۱۸۳)

والرجل إذا تثاقل حتى خرج إسته فى حالة الاستنجاء ثم دعا إلى مكانه فسد صومه، إلا أن يجفف قبل أن يقوم.(الفتاوى التاتارخانية ۲/۳۸۰، كتاب النوازل؛ ۶/۲۸۴، احسن الفتاوى ۴/۴۳۰، فتاوى دار العلوم ۶/۴۱۱)

بواسیری مسے پر دوا لگانا

واضح رہے کہ پیچھے کے راستے سے داخل کی گئی چیز اگر موضع حقنہ سے آگے بڑھ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور خارج دبر سے موضع حقنہ کا فاصلہ تقریباً پانچ انچ ہے۔ (جیسا کہ اطبا کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے) لہٰذا اگر کوئی خشک یا سیال دوا پیچھے کے راستہ سے اندر ڈالی یا بواسیر کے اندرونی مسوں پر دوا لگائی جائے تو اس سے روزہ یقیناً ٹوٹ جائے گا۔ اس لیے کہ اس دوا کا یا مرہم کا موضع حقنہ تک پہنچنا تقریباً یقینی ہے اور اگر پیچھے کے راستہ سے کوئی آلہ اندر داخل کیا جائے اور وہ تر ہو یا اس پر مرہم وغیرہ لگا ہوا ہو۔ اگر وہ تین انچ سے تجاوز کر جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اور اگر اس سے نیچے ہی نیچے ہو اور اس میں لگی ہوئی تری کے موضع حقنہ تک پہنچنے کا غالب گمان نہ ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ آلہ بالکل خشک کرکے اندر ڈالا جائے اس میں کوئی تری مرہم وغیرہ نہ ہو اور اس کا ایک سرا باہر رہے تو اس سے مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا، خواہ کتنا ہی اندر چلا جائے۔ (۱)

مرد اور عورت کا آگے کے راستے سے کوئی چیز اندر داخل کرنا

آگے کی راہ سے کوئی چیز اندر پہنچانے کے سلسلے میں مرد اور عورت کے حکم میں فرق ہے کہ اگر عورت کی آگے کی راہ میں کوئی دوا وغیرہ اندر داخل کی گئی، تو مطلقاً روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن مرد کی پیشاب کی نالی میں کوئی چیز اگر داخل کی گئی تو جب تک وہ مثانہ سے آگے نہ بڑھے اس وقت تک روزہ کے فساد کا حکم نہ ہوگا۔

---

(۱) (کتاب النوازل: ۶/۳۸۳)

(ولو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقنه فسد۔ (رد المحتار: ۳/۳۶۹)

ولو أدخل إصبعه فی إسته والمرأة فی فرجها لا یفسد، إلا إذا کانت مبتلة بالماء أو الدهن فحینئذ یفسد لوصول الماء أو الدهن۔ (الفتاوی الهندیه ۱/ ۲۰۴)

وهو أن ما دخل فی الجوف إن غاب فیه فسد و هو المراد بالاستقرار و إن لم یغب ، بل بقی طرف منه فی الخارج أو کان متصلا بشیئ فی الخارج لا یفسد لعدم استقراره، ولو مبتلا فسد لبقاء شیئ من البلة فی الداخل (رد المحتار: ۳/۳۶۹)

اسی تفصیل کے اعتبار سے اگر کوئی آلہ دوا یا پانی سے تر کرکے آگے کی راہ سے اندر داخل کیا گیا اور وہ موضع فساد تک پہنچ گیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا؛ البتہ اگر بالکل خشک داخل کیا گیا یا موضع فساد تک نہیں پہنچا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔(۱)

قلب کے مریض کا زبان کے نیچے دوائی رکھنا

واضح رہے کہ روزہ ٹوٹنے کے لئے شرط یہ ہے کہ طبعی منافذ سے کوئی چیز جوف میں داخل ہو، اگر منافذ کے علاوہ مسامات یا رگوں کے ذریعے دوا یا غذا اندر جاتی ہے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، ماہر ڈاکٹروں سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ امراض قلب میں جو دوا زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے وہ وہیں رگوں میں جذب ہو کر اپنا اثر دکھاتی ہے، گویا بدن میں اس کے اثرات طبعی منافذ سے داخل نہیں ہوتے؛ بلکہ مسامات اور رگوں کے واسطے سے داخل ہوتے ہیں۔

لہٰذا محض زبان کے نیچے دوا رکھنے سے روزہ کے فساد کا حکم نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس دوا کے اجزا لعاب کے ساتھ مل کر حلق کے نیچے اتر جائیں، تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اور چونکہ عام حالات میں اس طرح کے لعاب کو اندر جانے سے روکنا ایک مشکل کام ہے اور روزہ کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے اس لئے بلا شدید عذر کے روزہ کی حالت میں ایسی دوا کا استعمال یقیناً مکروہ ہوگا؛ البتہ عذر کے وقت کراہت نہ ہوگی۔ (۲)

---

(۱)(کتاب النوازل؛ ۶/۳۸۳)

ولو أدخل إصبعه اليابسة فيه أي في دبره أو فرجها الخارج لو مبتلة فسد ۔ قال الشامي : لبقائي شيئ من البلية في الداخل ۔ (رد المحتار: ۲/۳۹۹)۔

إذا أقطر في إحليله لا يفسد صومه عند أبي حنيفة و محمد و في الإقطار في إقبال النساء يفسد بلا خلاف و هو الصحيح (الفتاوى الهنديه ۱/۲۰۴)

(۲)لو ذاق دواءً فوجد طعمه في حلقه . زيلعي و غيره ۔ وفي القهستاني : طعم الأدوية و ريح العطر إذا وجد في حلقه لم يفطر ۔ كما في المحيط۔ (رد المحتار: ۳/۳۶۷)(کتاب النوازل؛ ۶/۳۸۳)

وكذا إذا ذاقت شيئا بلسانها؛ لأن فيه تعريض الصوم للفساد۔ (بزاريه على الفتاوى الهندية ۴/۱۰۰)

و كره له ذوق شيئ و كذا مضغه بلا عذر۔ (البحر الرائق ۲/۴۹۷، رد المحتار ۲/۳۶۷)

والمفطر إنما هو الداخل من منافذ للاتفاق على أن من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه أن لا يفطر۔ (رد المحتار ۳/۳۶۷)

دمہ کے مریض کا انہیلر استعمال کرنا

اگر کوئی دمہ کا مریض بغیر "انہلیر" کے استعمال کے رہ ہی نہ سکتا ہو اور بظاہر اس کا بدن صحیح سالم ہو تو وہ کیا کرے؟ اس بارے میں معاصر علماء کرام کی تین رائیں ہیں۔

الف: ایک رائے تو یہ ہے کہ "انہیلر" کا استعمال مفسد صوم ہے؛ کیوں کہ اس کے ذریعہ سے منہ کے راستے سے جوف (جس میں معدہ سمیت پھیپھڑا بھی شامل ہے) تک دوا کے اجزا پہنچتے ہیں، اگرچہ وہ معمولی ہی مقدار میں کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا مذکورہ شخص روزہ میں انہیلر استعمال نہ کرے؛ بلکہ یا تو بلا انہیلر روزہ رکھے اور اگر اس طرح روزہ رکھنے پر قدرت نہ ہو تو بر بناء عذر وہ سردست روزہ نہ رکھے اور صحت ہونے کے بعد قضا کرے یا فدیہ دے۔ بر صغیر کے اکثر مفتیان اور مصر و شام کے ممتاز اور محقق علماء مثلاً ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، ڈاکٹر محمد الالفی اور شیخ محمد مختار السلامی کی رائے یہی ہے۔

ب: اور دوسری رائے یہ ہے کہ انہیلر سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اندر جانے والے اجزا نہایت معمولی مقدار میں ہوتے ہیں؛ بریں بناء مذکورہ شخص "انہیلر" کے استعمال کے ساتھ روزہ رکھتا رہے، اس کا روزہ درست ہو جائے گا، بعد میں قضاء بھی لازم نہ ہوگی۔ متعدد عرب علماء مثلاً: شیخ عبد العزیز بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ عبداللہ بن جبرین وغیرہ کی رائے یہی ہے۔ (مفطرات الصیام المعاصرۃ ۳۹۔ ۴۴)

ج: اور تیسری رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو "انہلیر" کے استعمال کے ساتھ ساتھ روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا؛ لیکن صحت کے بعد احتیاطاً قضا کا حکم ہوگا، اور اگر تا وفات صحت مند نہ ہو سکے تو فدیہ ادا کرے۔ اس تیسری رائے میں احتیاط زیادہ ہے۔ (۱)

---

(۱) ومن أدخل بصنعه دخانا حلقه بأي صورة كان الإدخال فسد صومه، سواء كان دخان عنبر أو عود أو غيره حتى من تبخر ببخور فآواه إلى نفسه و اشتم دخانه ذاكرا صومه أفطر لإمكان التحرز عن إدخال المفطر جوفه و دماغه۔ (مراقی الفلاح مع حاشیته الطحطاوي، الصوم / باب في بيان ما لا يفسد الصوم ۲۶۰)

لو أدخل في حلقه دخانا بأي صورة كان الإدخال حتى لو تبخر ببخور فآواه إلى نفسه و اشتمه ذاكرا لصومه لإمكان التحرز عنه۔ (رد المحتار: ۳۶۶/۲)

دوائی کا بھپارہ لینا

بھپارا لینے سے یا مشین کے ذریعہ سے دواآمیز بھاپ منہ یا ناک کے راستے اندر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لیے کہ اگر اس بھاپ کو ہوا کے درجہ میں رکھا جائے تو دواآمیز ہونے کی وجہ سے اس کا حکم دھوئیں کے مانند ہوگا، جس کا قصداً داخل کرنا مُفسدِ صوم ہے، علاوہ ازیں بھاپ میں خود پانی کے ذرات شامل ہوتے ہیں، اس بنا پر بھی قصداً بھاپ لینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

حرمین شریفین میں وتر کی نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کا حکم

حرمین شریفین میں وتر کی نماز ائمہ حرمین شریفین کی اقتدا میں پڑھنے کا مسئلہ معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے؛ کیونکہ احناف کے یہاں تین وتر ایک سلام کے ساتھ ہے جبکہ اس وقت ائمہ حرمین شریفین حنبلی مذہب کے موافق دو سلاموں کے ساتھ تین وتر پڑھاتے ہیں۔

اصولی طور پر اس مسئلے کا تعلق مخالف فی الفروع امام (یعنی شافعی، حنبلی، اور مالکی) کی اقتداء میں وتر پڑھنے سے ہے۔ اس سلسلے میں فقہاء احناف ؒ کے بنیادی طور پر دو قول مشہور ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ مخالف فی الفروع امام کی اقتداء میں حنفی کا وتر پڑھنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ امام دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے۔ فقہاء احناف میں سے بہت سے حضرات نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے، ماضی قریب کے بعض سلف صالحین نے اسی قول کے مطابق فتوی بھی دیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ نے امداد الاحکام میں اسی قول کے مطابق فتوی دیا۔ (ملاحظہ ہو: ۵۹/۱)، مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ نے بھی فتاوی رحیمیہ میں اسی کے موافق فتویٰ دیا ہے، چناچہ وہ لکھتے ہیں: صحیح قول یہ ہے کہ اگر شافعی امام وتر دو سلام سے ادا کرے تو حنفی مقتدی اس کی اقتدانہ کرے، اسی میں احتیاط ہے۔ (۱۵۰٦/۴)

---

(۱)(المستفاد کتاب النوازل ؛ ٦/۲۸۷)

و من أدخل بصنعه دخانا حلقه بأی صورة کان الإدخال فسد صومه ۔ سواء کان دخان عنبرا و عود أو غیرھما حتی من تبخر بخور فأواه إلی نفسه و اشتم دخانه ذاکر الصومه أفطر لإمکان التحرز عن إدخال المفطر جوفه أو دماغه۔ (مراقی الفلاح مع حاشیته الطحطاوی ٦٦۰)

أو دخل مطر حلقه أو ثلج . قال الشامی : فیفسد فی الصحیح ۔ (رد المحتار: ۳۷۸/۳)

جامعہ دار العلوم کراچی سے بھی حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے زمانے میں انہی کی تصدیق سے اس قول کے مطابق فتوی جاری ہوا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مخالف فی الفروع امام کی اقتداء میں وتر کی نماز پڑھنا مطلقاً جائز ہے اگرچہ امام دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ یہ قول علامہ ابو بکر جصاص رازیؒ کا ہے۔ (فقہاء حنفیہ میں ابو بکر جصاص رازی بڑے پایہ کے فقیہ ہیں، امام کرخی کے شاگرد ہیں اور دو واسطوں سے امام محمدؒ کے تلامذہ میں سے ہیں)

اسی قول کو علامہ ابن الہمامؒ کے استاد علامہ سراج الدین نے بھی اختیار فرمایا ہے اور خود علامہ محقق ابن الہمام بھی اس قول کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ نیز علماء احناف کی ایک معتد بہ جماعت کی رائے بھی یہی ہے۔ مثلاً فقیہ ابو جعفر الہندوانیؒ اور علامہ ابن وھبان کی یہی رائے ہے۔

علامہ عبدالحہ لکھنویؒ نے اس قول پر فتوی دیتے ہوے فرمایا: محققین نے مخالف فی الفروع امام کی اقتداء میں حنفی کی نماز مطلقاً جائز ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔(۱)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب نے بھی مخالف فی الفروع امام کی اقتداء کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ: محققین کے نزدیک حنفی کا شافعی المذہب کی اقتداء یا شافعی کا حنفی امام کی اقتداء جائز ہے۔(۲)

مندرجہ ذیل وجوہات اور دلائل کی بنیاد پر اس قول پر عمل کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

۱) جیسا کہ میں پیچھے عرض کر چکا ہوں کہ اصولی طور پر اس مسئلہ کا تعلق مخالف فی الفروع امام کی اقتداء سے ہے۔ اب اس سلسلے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کا خیال رکھنا ضروری ہے یا امام کے مذہب کی رعایت کا اعتبار ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک صحت نماز کے لئے مقتدی کے مذہب کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

---

(۱)(مجموعہ الفتاوی۱/۲۲۶،۲۲۸) کتاب الصلوۃ/ایم ایچ سعید)

(۲)(ملاحظہ ہو عزیز الفتاوی۲۳۹:. فتاوی دار العلوم دیوبند:۲/۱۴۲)

لہٰذا مخالف فی الفروع کی صورت میں اگر نماز میں امام صاحب کسی ایسے عمل کا ارتکاب کرے جو مقتدی کے مذہب کے مطابق مفسد صلاۃ ہو تو ایسے امام کے پیچھے اس مقتدی کی نماز اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے، تاہم بعض محقق علماء کے نزدیک مقتدی کے بجائے امام کے مسلک کا اعتبار ہے کہ امام کی نماز اصل کی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا اگر امام کی نماز اس کے مسلک کے مطابق صحیح ہو جائے تو مقتدی کی نماز بھی امام کے تابع ہو کر درست ہو جائے گی۔

فقیہ ابو جعفر الہندوانیؒ، محقق العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت شیخ الهندؒ وغیرہ حضرات اسی کے قائل ہیں کہ امام کے مذہب پر اگر اس کا عمل درست و جائز ہے تو اقتداء درست ہے۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

قلت: وهذا بناء على أن العبرة لرأي المقتدي وهو الأصح، وقيل لرأي الإمام وعليه جماعة.(۱)

اس مسئلے کی مکمل تفصیل علامہ شامیؒ نے باب الوتر والنوافل میں بیان فرمائی ہیں۔

بقدر ضرورت اختصار کے ساتھ علامہ شامی کی عبارت نقل کی جاتی ہے:

ثم قال:ظاهر الهداية أن الاعتبار لاعتقاد المقتدي ولا اعتبار لاعتقاد الإمام،حتى لو اقتدى بشافعي رآه مس امرأة ولم يتوضأ فالأكثر على الجواز وهو الأصح كما في الفتح وغيره.وقال الهندواني وجماعة:لا يجوز....ومقتضاه أن المعتبر رأي الإمام فقط.(۲)

حضرت مولانا محقق علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس موقف کی تائید میں حضرات صحابہ کرامؓ کا معمول نقل فرمایا ہے:

قلتُ: هذه المسألةُ مُجْتَهَدٌ فيها، والاقتداء في جِنْسِ هذه المسائلِ يجوزُ من واحدٍ لآخر، كما في الدر المختار، عند تعديد الواجبات، فَصَرَّح في ضِمْنه: أنَّ المتابعةَ تَصِحُّ عندنا في الاجتهادات كلها. وأَوْضَحَهُ الشَّافعيُّ رحمه الله تعالى، ونقله الحافظ ابن تيمية عن الأئمة الأربعة.

(۱)(كتاب الصلوة/باب الامامة/قبيل مطلب الاقتداء بشافعي/۳۶۱/۲/ مكتبيه رشيديه)

(۲)(كتاب الصلوة/باب الوتر و النوافل/مطلب الاقتداء بشافعي/۲۳۱/۲/ مكتبيه رشيديه)

قلتُ: فهذا بابٌ عندنا وسيعٌ، فيتَّبع الإمام في رَفْع اليدين والتأمين أيضًا لو اتفق الاقتداء الشافعي رحمه الله تعالى، وقد قدمنا الكلام فيه مبسوطًا. ويَدُلُّ عليه أن الخليفةَ هارونَ الرشيد اقتصد مرةً فقام إلى الصلاةِ ولم يتوضأ، فاقتدى به أبو يوسف رحمه الله تعالى وما ذلك إلا لكون الاقتداء جائزًا، ولولا ذلك لما كان أبو يوسف رحمه الله تعالى ليقتدي به فإنه أَوْرَعُ من ذلك.(۱)

فیض الباری میں ہی ایک اور مقام پر علامہ ابن تیمیہؒ کے حوالے سے اس مسئلے میں اجماع نقل کرتے ہوئے در مختار میں ذکر کردہ موقف پر رد بھی کیا گیا ہے۔

واعلم أن ابن مسعود كان يُصلي خلفَ عثمان أربعًا، لصحة الاقتداء في المسائل المجتهد فيها، كما مر مبحثه في الطهارة. ونقل الحافظ ابن تيمية الإجماعَ على صحة اقتداء حنفيٍ بشافعي، وكذلك كل صاحب مذهب بصاحبِ مذهب آخر، وصرح أن هذا هو مذهب الإمام أبي حنيفة. ومع ذلك نجدُ في «الدر المختار» خلافَه، فذهب إلى أنه لا يصح. قلتُ: كيف مع أن الدينَ واحد، والنبيّ واحدٌ، والقبلة واحدةٌ، فبعيدٌ كل البعدِ أن لا يصح اقتداءُ حنفيٍ بشافعي في أمر الصلاة التي هي من أهم مُهمات الدين.(۲)

اسی طرح ایک اور مقام پر مذکورہ صورت میں اقتداء کے جواز کو محقق قرار دیتے ہوئے سلف کے عمل کا حوالہ بھی دیا ہے۔ نیز شیخ الهند محمود الحسنؒ کے حوالے سے بھی یہی رائے نقل فرمائی ہے کہ مخالف فی الفروع امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے:

قلت: والذي تحقَّق عندي أنَّه صحيح مطلقًا سواء كان الإمام محتاطًا أم لا، وسواء شاهد منه تلك الأمور أم لا، فإني لا أجد من السلف أحدًا إذا دخل في المسجد أنه تفقد أحوال الإمام أو تساءل عنه بَيْدَ أنهم كانوا يقتدون وينصرفون إلى بيوتهم بلا سؤال ولا جواب. وفي «فتاوى الحافظ ابن تيمية»: أن هارون الرشيد افْتَصَدَ مرةً ثم قام ليصلي، وكان أبو يوسف رحمه الله تعالى موجودًا هناك، فاقتدى به مع علم الناقض عنده.

(۱)(فيض الباري على صحيح البخاري/باب كم أقام النبي ﷺ/۲/۵۳۲)

(۲)(فيض الباري على صحيح البخاري/باب التلبية والتكبير/۳/۲۲۲)

فإن قلت: كيف الاقتداء مع تيقُّن الإمام على عدم الطهارة عنده؛ قلت: ... يتوجه السؤال إذا كان الإمام على أمرٍ باطل قطعًا، وهذه المسألة مجتهَدٌ فيها، أمكن فيها أن يكون الحق إلى الإمام، وأمكنَ أن يكون في جانبٍ آخر، ولذا لا يسعك أن تحكم على صلاة الآخرين أنها باطلة عند الله تعالى، ولكن يَبْذُل الجَهْدَ ويتحرَّى الصواب لينال الثوابَ بقدر الاجتهاد......

قلتُ: الفرق ظاهر ونظير الشيخ ابن الهُمَام رحمه الله تعالى، و كذا سكوت شيخه في غير محله، فإنَّ معاملةَ القِبلة قطعية يمكن فصلها بالرجوع إلى الحِسّ بخلاف النواقض، فإنه لا سبيل فيها إلى الفصل بعد اختلاف السلف فيها اختلافًا كثيرًا، فلو علم المقتدي إمامه على خطأ في مسألة التحرِّي ينبغي أن لا تصح صلاته، بخلاف الاجتهاديات التي لا تزال الأنظار تدور فيها إلى الأبد، ووجه الفساد في المسألة المذكورة ليس ما فهمه الشيخ من مخالفة اعتقاده لإمامه، بل هو ترك المتابعة له وهي من الواجبات.

وكان مولانا شيخ الهند رحمه الله تعالى يذهب إلى مذهب الجصَّاص ويستعين بمسألة قضاء القاضي في العقود والفسوخ، فإنه ينفُذُ ظاهرًا أو باطنًا مع شرائطها المذكورة في الفقه.(۱)

بہر حال یہ قول اگرچہ غیر مشہور ہے اور اکثر فقہاء کرامؒ نے اس کو نہیں لیا ہے لیکن ضرورت کے وقت غیر مشہور قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوتی ہے، اسلئے کہ اتنے بڑے مجمع میں حنفی شخص کیلئے الگ سے وتر پڑھنا مشکل ہے۔ اور شریک نہ ہو کر بیٹھے رہنا یہ بڑے مجمع کی مخالفت اور حرمین کی جماعت سے علیحدگی ہے جو درست نہیں ہے۔ درمیان صف سے نکلنا جماعت مسلمین میں اختلاف کی ایک ظاہری شکل کا پیدا ہونا ہے جو کہ درست نہیں۔

اسی طرح وتر کی جماعت کے دوران صف میں کھڑا ہو کر الگ سے اپنی وتر پڑھنا اور زیادہ برا ہے۔ لہٰذا حرمین شریفین میں جماعت کی فضیلت حاصل کرنے اور مجمع کی مخالفت سے بچنے کے لئے،

(۱)(فيض الباري على صحيح البخاري / باب مسح اليد بالتراب/۱/۴۵۷)

نیز عدم اقتداء کی صورت میں بعض دیگر محظورات سے بچنے کے لئے اس دوسرے قول پر عمل کرتے ہوئے ائمہ حرمین کی اقتداء میں وتر پڑھنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (یعنی وتر ادا ہو جائیگی دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں)

۲) یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور اجتہادی مسائل میں جانب مخالف کو باطل محض نہیں کہا جاسکتا یعنی اجتہادی مسائل میں کوئی بھی دوسرے کو قطعی طور پر غلط اور غیر صحیح نہیں کہہ سکتا۔

مسائل اجتہادیہ کے اختلافات حق و باطل کے سطح کے نہیں ہوتے بلکہ صواب و احتمالِ خطا کے دائرے کے ہوتے ہیں یعنی جو موقف ہم نے اختیار کیا ہے وہ صواب ہے جبکہ جانبِ مخالف کا موقف خطا پر مبنی ہے مگر اس میں صواب کا احتمال بھی موجود ہے، ضرورت کے موقع پر ایسے مسائل میں توسع اختیار کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پہلو کی رو سے بھی ائمہ حرمین کی اقتداء میں فصل کے ساتھ وتر پڑھنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، خاص کر جب اس کی بنیاد بھی عبداللہ ابن عمرؓ کی صحیح حدیث ہے اور اس پر بہت سارے اہلِ علم صحابہ و تابعین کا عمل رہا ہے۔

نیز مذکورہ مسئلہ کے متعلق اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ امام کی نماز اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ "الامام ضامن" یعنی جب امام کی نماز اس کے مسلک کے مطابق صحیح ہو جائے تو مقتدی کی نماز بھی درست ہو جائیگی۔ حنفیہ نے اس اصول کو اقتداء کے سارے مسائل میں لیا ہے لہٰذا اس مسئلے میں بھی اس اصول کو لیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ حرمین شریفین کی جماعت کو چھوڑ کو تنہا وتر کی نماز ادا کرنا یا حرم سے باہر وتر جماعت کرانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ (۱)

---

(۱) وفی فتح القدیر: قلنا المقتدي یری جوازها والمعتبر في حقه رأي نفسه لا غیره، وقول أبي بکر الرازي إن اقتداء الحنفي بمن یسلم علی رأس الرکعتین في الوتر یجوز ویصلي معه بقیته لأن إمامه لم یخرجه بسلامه عنده لأنه مجتهد فیه، کما لو اقتدی بإمام قد رعف یقتضي صحة الاقتداء وإن علم منه ما یزعم به فساد صلاته بعد کون الفصل مجتهدا فیه.

وقیل إذا سلم الإمام علی رأس الرکعتین قام المقتدي فأتم منفردا. وکان شیخنا سراج الدین یعتقد قول الرازي، وأنکر مرة أن یکون فساد الصلاة بذلك مرویا عن المتقدمین حتی ذکرته

....

– بمسألة الجامع في الذين تحروا في الليلة المظلمة وصلى كل إلى جهة مقتدين بأحدهم، فإن جواب المسألة أن من علم منهم بحال إمامه فسدت لاعتقاد إمامه على الخطإ وما ذكر في الإرشاد لا يجوز الاقتداء في الوتر بإجماع أصحابنا لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل. (فتح القدير:باب صلاة الوتر/١/٣٧٤)

وفي الشامية : ثم قال: ظاهر الهداية أن الاعتبار لاعتقاد المقتدي ولا اعتبار لاعتقاد الإمام؛ حتى لو اقتدى بشافعي رآه مس امرأة ولم يتوضأ فالأكثر على الجواز وهو الأصح كما في الفتح وغيره. وقال الهندواني وجماعة: لا يجوز ورجحه في النهاية بأنه أقيس لأن الإمام ليس بمصل في زعمه وهو الأصل فلا يصح الاقتداء به. ورد بأن المعتبر في حق المقتدي رأي نفسه لا غيره، وأنه ينبغي حمل حال الإمام على التقليد لئلا تلزم الحرمة بصلاته بلا طهارة في زعمه إن قصد ذلك. اهـ. قال في النهر: وعلى قول الهندواني يصح الاقتداء وإن لم يحتط. اهـ. وظاهره الجواز وإن ترك بعض الشروط عندنا، لكن ذكر العلامة نوح أفندي أن اعتبار رأي المقتدي في الجواز وعدمه متفق عليه، وإنما الخلاف المار في اعتبار رأي الإمام أيضا؛ فالحنفي إذا رأى في ثوب إمام شافعي منيا لا يجوز اقتداؤه به اتفاقا، وإن رأى نجاسة قليلة جاز عند الجمهور لا عند البعض لأنها مانعة على رأي الإمام. والمعتبر رأيهما اهـ وفيه نظر يظهر قريبا. هذا وقد بسطنا بقية أبحاث الاقتداء بالمخالف في باب الإمامة.

(قوله بشافعي مثلا) دخل فيه من يعتقد قول الصاحبين، وكذا كل من يقول بسنيته. (قول على الأصح فيهما) أي في جواز أصل الاقتداء فيه بشافعي وفي اشتراط عدم فصله. خلافا لما في الإرشاد من أنه لا يجوز أصلا بإجماع أصحابنا لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل، وخلافا لما قاله الرازي من أنه يصح وإن فصله ويصلي معه بقية الوتر لأن إمامه لم يخرج بسلامه عنده وهو مجتهد فيه كما لو اقتدى بإمام قد رعف.

قلت: ومعنى كونه لم يخرج بسلامه أن سلامه لم يفسد وتره لأن ما بعده يحسب من الوتر. فكأنه لم يخرج منه. وهذا بناء على قول الهندواني بقرينة قوله كما لو اقتدى إلخ. ومقتضاه أن المعتبر رأي الإمام فقط. وهذا يخالف ما قدمناه آنفا عن نوح أفندي. (ردالمحتار: باب الوتر والنوافل/٢/٨)

وفي البحر: لا يجوز اقتداء الحنفي بمن يسلم من الركعتين في الوتر وجوزه أبو بكر الرازي ويصلي معه بقية الوتر لأن إمامه لم يخرج بسلامه عنده وهو مجتهد فيه كما لو اقتدى بإمام قد رعف –

حرمین شریفین میں عصر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنے کا حکم

صفحہ نمبر ۲۳۹ پر ملاحظہ فرمالیں۔

غیر معتدل الایام ممالک میں نماز روزہ اور عید منانے کا حکم

صفحہ نمبر ۲۲۲ پر ملاحظہ فرمالیں۔

*****

- واشتراط المشايخ لصحة اقتداء الحنفي في الوتر بالشافعي أن لا يفصله على الصحيح مفيد لصحته إذا لم يفصله اتفاقاً ويخالفه ما ذكر في الإرشاد من أنه لا يجوز الاقتداء في الوتر بالشافعي بإجماع أصحابنا لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل فإنه يفيد عدم الصحة فصل أو وصل فلذا قال بعده والأول أصح مشيرا إلى أن عدم الصحة إنما هو عند الفصل لا مطلقاً معللا بأن اعتقاد الوجوب ليس بواجب على الحنفي. (باب الوتر و النوافل /٢/٣٢)

وفي تبيين الحقائق: وذكر أبو بكر الرازي اقتداء الحنفي بمن يسلم على رأس الركعتين في الوتر يجو ويصلي معه بقية الوتر لأن إمامه لم يخرج بسلامه عنده؛ لأنه مجتهد فيه كما لو اقتدى بإمام ق رعف فعلى هذا لا يجوز الاقتداء إذا صحت على زعم الإمام وإن لم تصح على زعم المقتدي وقيل إذ سلم الإمام على رأس الركعتين قام المقتدي وأتم الوتر وحده وقال صاحب الإرشاد لا يجوز الاقتداء بالشافعية في الوتر بإجماع أصحابنا؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل. والأول أصح لأن اعتقاد الوجوب ليس بواجب على الحنفي ولو علم المقتدي من الإمام ما يفسد الصلاة على زعم الإمام كمس المرأة والذكر. وما أشبه ذلك والإمام لا يدري بذلك تجوز صلاته على رأي الأكثر.

وقال بعضهم لا يجوز منهم الهندواني لأن الإمام يرى بطلان هذه الصلاة فتبطل صلاة المقتدي تبعاً له وجه الأول وهو الأصح أن المقتدي يرى جواز صلاة إمامه، والمعتبر في حقه رأي نفسه فوجب القول بجوازها. (باب الوتر والنوافل/١/١٧١)

معذور کے متفرق مسائل (اصل کتاب)

بعض ان مسائلِ معذور کا ذکر جو مختلف ابواب فقہیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

بوقت علاج ڈاکٹر خاتون کو کس حد تک دیکھ سکتا ہے

مسئلہ نمبر: ۲،۱۔ طبیب کے لیے اگر علاج کرنے میں نامحرم کے کسی حصہ بدن کا دیکھنا ضروری ہو تو صرف اس حصہ کو دیکھ سکتا ہے اگر دیکھنے میں شہوت ہو تو بتکلف دفع کرے۔ حاملہ کے ولادت کے وقت صرف اس عورت کو ستر دکھانا جائز ہے، جو علاج کی ذمہ دار ہو اور صرف اسی حصہ کو دیکھ سکتی ہے جس کے بغیر دیکھے ہوئے علاج نہ کر سکتی ہو، اس لیے حاملہ کوئی کپڑا پہن لے جس کو بقدرِ ضرورت پھاڑ کر دایہ دوا وتدبیر کرے، ضرورت سے زیادہ حصہ کھولنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

عورت کے لئے مرد ڈاکٹر سے علاج کرنے کا حکم

مسئلہ نمبر: ۳۔ مذکورہ بالا صورت میں اگر عورت اور مرد دونوں معالج ہو سکتے ہوں تو عورت کا معالج بنانا واجب ہے۔ مرد سے علاج جائز نہیں ہے۔ (۲)

غیر مسلم ڈاکٹرنی سے علاج کا حکم

مسئلہ نمبر: ۵،۴۔ اگر مسلمہ اور غیر مسلمہ دونوں سے علاج ممکن ہو تو مسلمہ سے علاج کرنا واجب ہے۔ اگر مسلمہ مریضہ ہو اور کوئی مسلمہ معالج نہ ہو اور غیر مسلم مرد و عورت، غیر مسلمہ اور مسلم مرد، ان تینوں قسم کے معالج موجود ہوں تو غیر مسلمہ عورت سے علاج کرنا واجب ہے۔ (۳)

(۱) وفی التنویر مع شرحه :وشرائها ومداواتها ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة إذ الضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلة وختان- (۶۱۱/۹/ كتاب الحظر والاباحة/فصل في النظر)

(۲) وينبغي أن يعلم امرأة تداويها لأن نظر الجنس إلى الجنس أخف. (الدر المختار: ۶۱۱/۹، كتاب الحظر والإباحة)

(۳) وفى التنوير مع شرحه: (والذمية كالرجل الأجنبي في الأصح فلا تنظر إلى بدن المسلمة) وقال الشامي: وقوله تعالى: {أو نسائهن} [النور: ۳۱] أي: الحرائر المسلمات، لأنه ليس للمؤمنة أن تتجرد بين يدي مشركة أو كتابية- (۶۱۳/۹/ كتاب الحظر والاباحة)

تنبیہات

پردہ کے سلسلے میں غفلت اور اس کا انجام

الف: عموماً فی زمانہ حیا کی کمی، لاعلمی اور لاپرواہی سے لوگ ستر عورت کے چھپانے کا اہتمام نہیں کرتے، مرد عموماً گھٹنا کھولدیتے ہیں، تو خوب سمجھ لیجئے کہ ایسا کرنا حرام ہے، حدیث شریف میں جس کو امام مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ایسا باریک کپڑا پہننے والے کو جس سے جسم کی کیفیت معلوم ہو جہنم کی وعید آئی ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ایک روز باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ بہت سی لباس پہننے والی ننگی عورتیں (کیونکہ باریک کپڑے سے پورا ستر حاصل نہیں ہوتا) جہنم میں جائیں گی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دوپٹہ کا پھاڑنا اس وجہ سے ہوا کہ ان کو پوری تنبیہ ہو جائے۔

جب ایسے باریک کپڑے کے استعمال پر ایسی شدید وعید آئی ہے تو بدن کا بالکل کھولنا کتنا شدید جرم ہوگا، بعض لوگ گرمی کا عذر کرتے ہیں تو خوب سمجھ لیں کہ جہنم کی گرمی اس سے بھی شدید ہے۔

بیماری کی حالت میں پردہ کا حکم

(ب) بیماری میں تو محتاط لوگ بھی آزاد ہو جاتے ہیں یا تو ہمہ وقت ستر عورت کھولے رہتے ہیں یا کم از کم ہر کس و ناکس جو عیادت کرنے آیا اس کو کھول کر دکھاتے ہیں، تو خوب سمجھ لیجئے کہ سوائے معالج کے بوقتِ ضرورت بقدر ضرورت کسی کو ستر عورت کا دکھانا جائز نہیں ہے۔

آپریشن کے دوران پردہ کا حکم

ج: نزولِ آب کے آپریشن یا بعض دنبل (پھوڑے) کے آپریشن میں دیکھا گیا کہ ہمدردی اسی کو سمجھتے ہیں کہ سب لوگ وہاں جمع ہوں اس کی حرمت بھی سطور بالا سے معلوم ہو گئی، بڑی احتیاط

کی ضرورت ہے۔ حقیقی ہمدردی تو یہ ہے کہ دل سے عجلت صحت کی دعا کریں اور مریض کی تقویت کے لیے اس کے قریب پاس موجود رہیں مگر ستر عورت کا زخم دیکھنا حرام ہے۔ (۱)

بوقت ولادت پردہ کا حکم

د: عورتیں اس معاملہ میں اور بھی غیر محتاط ہیں۔ عورتوں کے سامنے ننگی ہو کر غسل کرتی ہیں، ولادت کے وقت محلّہ کی تمام عورتیں جمع ہو کر خواہ مخواہ ستر عورت دیکھتی ہیں، تو خوب سمجھ لیجئے کہ یہ سب حرام ہے جو عورتیں ولادت کی ضرورت کی ذمہ دار ہو اس کے سوا دوسروں کا دیکھنا حرام ہے۔

خاتون کے لئے ماں اور بیٹی سے ناف سے گھٹنے تک پردہ کا حکم

ہ: عورت کو اپنی بالغ لڑکی اور ماں کے سامنے بھی ناف سے نیچے گھٹنے کے اوپر کھولنا جائز نہیں۔ (۲)

غیر مسلم خاتون سے پردہ کا حکم

و: مسلمہ کو غیر مسلمہ عورت کے سامنے دونوں ہاتھ گٹے تک اور صرف چہرہ اور دونوں پیر ٹخنوں تک کھولنا جائز ہے، اس کے علاوہ کوئی عضو کھولنا جائز نہیں ہے نہ سر نہ پنڈلی نہ کلائی نہ پیٹ نہ سر کے بال غرض کسی عضو کا کھولنا جائز نہیں ہے، عموماً شریف گھرانے میں بھی غیر مسلم عورتوں سے پردہ کا اہتمام نہیں ہے، اس کا اہتمام واجب ہے۔ (۳)

---

(۱)(ب.ج) وفی التنویر مع شرحه: وشرائها ومداواتها ینظر الطبیب إلی موضع مرضها بقدر الضرورة إذ الضرورات تتقدر بقدرها وکذا نظر قابلة وختان۔ (۹/۶۱۱/ کتاب الحظر والاباحة/فصل فی النظر)

(۲)(د.ه)وینظر الرجل من الرجل سوی ما بین سرته إلی ما تحت رکبته — وتنظر المرأة المسلمة من المرأة کالرجل من الرجل۔ (۶/۳۶۳/فصل فی النظر. کتاب الحظر والاباحة)

(۳)وفی التنویر مع شرحه: (والذمیة کالرجل الأجنبي في الأصح فلا تنظر إلی بدن المسلمة)وقال الشامي: وقوله تعالی {أو نسائهن} [النور:] أي الحرائر المسلمات. لأنه لیس للمؤمنة أن تتجرد بین یدي مشرکة أو کتابیة۔ (۹/۶۱۳/ کتاب الحظر والاباحة)

خاتون کا بوجہ عذر ماں یا بیٹی سے استنجاء کرانے کا حکم

ز: پردہ کا مسئلہ ایسا ضروری اور مؤکدہ ہے کہ اگر کوئی عورت ضعف کی وجہ سے استنجاء نہ کر سکتی ہو تو اپنی حقیقی ماں اور لڑکی سے بھی استنجاء کرانا جائز نہیں ہے بغیر استنجاء کے نماز پڑھ لے۔ اس کی تفصیل باب طہارت معذور میں گزر چکی ہے۔

خاتون کے لئے غیر مسلم ڈاکٹر سے علاج کا حکم

ح: نسوانی علاج اور ولادت کی ضرورت کے وقت شدید بے احتیاطی برتی جاتی ہے، بلاضرورت موہوم مصالح سے لیڈی ڈاکٹر اور بعض جگہ ڈاکٹروں کو جس میں مسلم وغیر مسلم کی بھی تمیز نہیں ہوتی بلا تکلف دکھاتے ہیں، حالانکہ یہ سب حرام ہے ایسی ضرورت حتی الامکان مسلمہ سے پوری کرنی چاہئے اگر ظن غالب ہو کہ ان سے پوری نہ ہو گی تو غیر مسلمہ عورت اگر اس سے بھی ضرورت پوری نہ ہونے کا ظنِ غالب ہو تو مسلم ڈاکٹر اگر اس سے بھی مایوسی ہو تو غیر مسلم ڈاکٹر کا علاج بھی بدرجہ اضطرار جائز ہے اس ترتیب کے خلاف جائز نہیں۔(۱)

عموماً اس بددینی میں جدید تہذیب یافتہ حضرات مبتلا ہیں جو یورپ کی اندھی تقلید کرتے ہیں جن کو نہ شریعت کے حکم کا علم اور نہ اس کی ضرورت "انا للہ وانا الیہ راجعون" ظاہر ہے کہ اس وقت کوئی جدید مرض نہیں پیدا ہو گیا نہ ولادت کوئی جدید چیز ہے جس طریقہ سے پہلے ضرورتیں پوری ہوتی تھیں اب ویسے پوری کیوں نہ ہوں گی، کچھ نہیں یہ سب مغربی تہذیب کی فریفتگی کے آثار ہیں مسلم کا فریضہ تو یہ ہے کہ اگر کہیں واقعی مصالح بھی احکامِ خداوندی کے مزاحم ہوں تو بقول حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہ ان کو مسالہ بنادیں اور اگر اس پر کوئی عاقل جو دراصل آکل ہے بدنام کرے تو کہہ دیں کہ:

اگرچہ بدنامی ست نزد عاقلاں مانمی خواہیم ننگ و نام را
آزمودم عقل دور اندیش را بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

(۱)وفي التنوير مع شرحه: وشرائها ومداواتها ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة إذ الضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلة وختان— وينبغي أن يعلم امرأة تداويها لأن نظر الجنس إلى الجنس أخف. (الدر المختار :/. كتاب الحظر والإباحة)

علامہ طاہر مجمع میں فرمارہے ہیں کہ جو لوگ دینی ترغیب وترہیب کے مقتضی پر عمل نہیں کرتے: .فھو إما سفینه لا یدری أی تجارة مربحة وإما غیر مصدق الخ.

یعنی ایسے لوگ یا تو ان احکام اور ترغیب و ترہیب ہی کے منکر ہیں (تب تو کافر ہی ہوگئے) یا باوجود معترف ہونے کے اعلیٰ درجہ کے احمق ہیں کہ انہیں اتنی بھی سمجھ نہیں کہ کونسی تجارت میں فائدہ ہے، یہ حقیقت ہے اس زمانہ کی روشن خیالی کی۔

مسلمانو! وقت نازک ہے اب بھی سنبھلو اور احکامِ خداوندی معتمد علماء سے معلوم کرکے اس پر عمل کے لئے مر مٹو، جو خبر حکم خداوندی کے خلاف معلوم ہو اس پر ہر گز کان نہ دھرو ورنہ عنقریب موت کے بعد سوا تحسر اور تاسف کے کوئی حاصل نہ ہوگا اور دنیا میں بھی حقیقی راحت وسکون اتباع شریعت ہی پر موقوف ہے نص ہے کہ:

-من عمل صالحًا من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینه حیوة طیبة- (۱)

ترجمہ: جس انسان نے ایمان کی حالت میں نیک عمل کرلیا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔

اور علماً یا عملاً احکامِ خداوندی کے مخالفت کے لیے خسارہ وبے چینی لازم ہے نص ہے:

-من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا- (۲)

ترجمہ: اور جو بھی میری نصیحت سے رو گردانی کرے گا تو اس کی زندگی بڑی تنگ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر شعبہ زندگی میں شریعت کی کامل اتباع کی توفیق نصیب فرمائیں اور حسنِ خاتمہ نصیب فرمائیں۔

بوجہ مجبوری عورت کا ڈاکٹر سے علاج کرنے کا حکم

اگر غیر مسلم مرد اور مسلم مرد دونوں قسم کے معالج ہوں اور مرض کوئی ایسا ہو جس میں وہاں کوئی عورت معالج نہ بن سکتی ہو تو مسلم معالج کو علاج کے لیے متعین کرنا لازم ہے۔

(۱) (سورة النحل/ ۹۷)

(۲) (سورة طه/ ۱۲۴)

تنبیہات

غیر مسلم ڈاکٹر سے علاج کرانے کی گنجائش کب ہے؟

ا۔لوگ ڈاکٹر میں مسلم غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں کرتے یہ غلطی ہے۔ مسلم ڈاکٹر اگر موجود نہ ہو تو غیر مسلم مرد کی طرف رجوع کر سکتے ہیں ورنہ جائز نہیں۔

٢۔یہ مسلم و غیر مسلم کا فرق نسوانی اس علاج میں ہے جس میں ستر عورت کھولنا پڑے، اگر ستر عورت کھولنے کی ضرورت نہ ہو تو مسلم و غیر مسلم مرد و عورت سب کو معالج بنانا جائز ہے، فقہاء نے تصریح فرمائی ہے۔

ڈاکٹر کے تجویز سے تیمم اور روزہ افطار کرنا

٣۔البتہ ہر معالج کی تجویز سے تیمم کرنا یا روزہ رمضان کا افطار کرنا جائز نہیں ہے۔اس کے لیے بہت شرائط ہیں جو باب طہارت میں معذور و صومِ معذور میں بتلائے گئے ہیں وہی سے دیکھ لو۔

انیما کے استعمال کرنے کا حکم

مسئلہ نمبر:٧۔ حقنہ یعنی انیما استعمال کرنا اگر بغرض علاج ہو تو جائز ہے بشرطیکہ کوئی نجس دوا استعمال نہ کی جاوے۔

ناپاک دواء کے استعمال کا حکم

مسئلہ نمبر:١٠،٩،٨: انیما اور ہر علاج میں ناپاک و نجس دوا کا استعمال اس وقت جائز ہے جب کوئی مسلم ثقہ متقی حاذق طبیب یہ تجویز کردے کہ سوا اس دوا کے اور کوئی دوا اس مرض میں مفید نہیں ہے۔

حقنہ اور نجس دوا کا استعمال ان شرائط کے ساتھ بھی جو نمبر ٨ میں مذکور ہوئیں صرف مہلک امراض میں جائز ہے۔

ایسے دبلے آدمی کو بھی جس کو دبلے پن کی وجہ سے مہلک امراض مثلاً سل وغیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو ایسی دواؤں کا استعمال انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے جو نمبر ٨ میں مذکور ہیں۔

محض موٹا ہونے کے لئے نجس ادویہ کا استعمال درست نہیں

مسئلہ نمبر:۱۱۔ محض موٹا ہونے کے لئے نجس ادویہ کا استعمال جائز نہیں ہے۔

قوت باہ بڑھانے کے لئے ناپاک دوا کا استعمال

مسئلہ نمبر:۱۲۔ قوت باہ بڑھانے کے لیے یا جماع پر قادر ہونے کے لیے نجس ادویہ کا استعمال جائز نہیں ہے۔(۱)

فائدہ

خراطین کا داخلی استعمال

۱۔ بہت تعیش پسند اور مہوس لوگ خراطین (کیچوے) وغیرہ کا داخلی استعمال کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔

سرطان کے استعمال کا حکم

۲۔ مرض سل میں سرطان (کیکڑا) وغیرہ انہیں شرائط کے ساتھ استعمال کرنا جائز ہے جو مسئلہ نمبر (۸) میں مذکور ہوئیں۔

۳۔ خارجی استعمال کی تفصیل طبی جو بہشتی زیور میں بہت سہل عنوان سے لکھی گئی ہے جس کو شوق وضرورت ہو وہاں مطالعہ کرے۔

وقت کے حکمران کے لیے چیزوں کی قیمت مقرر کرنا

مسئلہ نمبر:۱۳۔ اگر تاجر ضرورت کی چیزوں کی قیمت میں غبن فاحش (حد سے زیادہ گراں) کرنے لگیں تو قاضی کو نرخ مقرر کرنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱)(۷—۱۲) کمافی التنویر وشرحہ: والحقنة للتداوي ولو للرجل بطاهر لا بنجس وكذا كل تداو لا يجوز إلا بطاهر وجوزه في النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد مباحا يقوم مقامه. وفى الشامى تحته: (قوله للتداوي) أي من مرض أو هزال مؤد إليه لا لنفع ظاهر كالتقوي على الجماع كما قدمناه ولا للسمن -(۳۸۸/۶/فصل فى البيع /كتاب الحظر)

(۲)وفى التنوير مع شرحه :ولا يسعر حاكم لقوله عليه الصلاة والسلام «لا تسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط إلا إذا تعدى الأرباب عن القيمة تعديا فاحشا فيسعر بمشورة أهل الرأي -(۳۹۹/۶/ فصل فى البيع /كتاب الحظر)

مناظرہ کرنے کا تفصیلی حکم

مسئلہ نمبر: ۱۵، ۱۴۔ ضرورت کے وقت حق کی نصرت کی نیت سے مناظرہ عبادت ہے۔
مناظرہ کرنا اظہار علم یا مسلم کو مغلوب کرنے کے لیے یا مال وجاہ کے لیے حرام ہے۔(۱)

غیر جنس یا چوری کے ذریعہ اپنا حق وصول کرنا

مسئلہ نمبر: ۱۶، ۱۷۔ اگر کوئی صورت اپنے حق کے وصول کرنے کی نہ ہو تو غیر جنس حق سے بھی بقدرِ حق کے وصول کر سکتے ہیں۔ مثلاً: کسی کے ذمہ دس روپے باقی ہیں جو باوجود تقاضہ کے وصول نہیں ہوتے تو یہ جائز ہے کہ مقروض کی لکڑی یا بکری یا کپڑا جو دس دس روپے قیمت کی مل جائے وہ رکھ لے۔

اگر جنسِ حق مل جاوے تو ہر صورت میں لے سکتا ہے مثلاً بصورت بالا مقروض کے دس روپے کہیں ہاتھ لگ گئے تو چرا کر بھی لے سکتا ہے۔(۲)

ظلم سے بچنے اور دین کی حفاظت کے لیے رشوت دینا

مسئلہ نمبر: ۱۸۔ ظلم سے بچنے کے لئے اور دین کی حفاظت کے لئے رشوت دینا جائز ہے۔

رشوت لینے کا حکم

(تنبیہ) رشوت لینا کسی صورت میں جائز نہیں ہے اور لینے کے بعد واپس کرنا واجب ہے۔(۳

(۱)وفی الدر المختار: المناظرة في العلم لنصرة الحق عبادة ولأحد ثلاثة حرام لقهر مسلم وإظهار علم ونيل دنيا أو مال أو قبول. (۶/۴۲۱/ كتاب الحظر والاباحة)

(۲)وفی الدر المختار: ليس لذي الحق أن يأخذ غير جنس حقه وجوزه الشافعي وهو الأوسع. وفی الشامی. (قوله وجوزه الشافعي) قدمنا في كتاب الحجر: أن عدم الجواز كان في زمانهم. أما اليوم فالفتوى على الجواز. (۶/۴۲۱/ كتاب الحظر و الاباحة)

(۳)وفی الدر المختار: الرشوة لا تملك بالقبض لا بأس بالرشوة إذا خاف على دينه والنبي عليه الصلاة والسلام كان يعطي الشعراء ولمن يخاف لسانه وكفى بسهم المؤلفة من الصدقات دليلا على أمثاله. وقال الشامی: دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع. (۶/۴۲۳/ كتاب الحظر والاباحة)

سفارش کی غرض سے کچھ لینا دینا

مسئلہ نمبر: ۱۹۔ عالم کو یا کسی حاکم کو یا کسی بااثر آدمی کو سفارش کے لئے جو کچھ دیا جائے وہ رشوت ہے۔ (۱)

جھوٹ بولنے کی گنجائش کب ہے؟

مسئلہ نمبر: ۲۲،۲۱،۲۰۔ جھوٹ بولنا حلال مقصد کے لئے اس وقت جائز ہے جب صدق سے وہ مقصد حاصل نہ ہوسکے اگر صدق و کذب دونوں سے مقصد حاصل ہوسکتا ہو تو کذب حرام ہے۔

جس مقصد کی تحصیل واجب ہو اور بغیر جھوٹ کے حاصل نہ ہوسکتا ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہے، جیسے کسی امین کے پاس ڈاکو آکر دریافت کرے کہ ودیعت (امانت) کہاں رکھی ہے اگر امین بتلادے تو ڈاکو چھین لے گا ایسی صورت میں جھوٹ بولنا واجب ہے، یا کوئی مظلوم کسی ظالم سے بھاگ کر کسی کے پاس پناہ گزیں ہو اور ظالم آکر دریافت کرے اگر اس کو مل جاوے تو قتل کردے گا یا ایذا دے گا ایسی صورت میں جھوٹ بول کر انکار کردینا واجب ہے۔ یونہی اس وقت بھی جھوٹ بولنا واجب ہوگا جب ظالم سے ایذا رسانی کا خوف ہو خواہ خود مظلوم ہونے کا اندیشہ ہو یا دوسرے شخص کے۔ (مظلوم ہونے کا اندیشہ ہو) (۲)

کھانا پینا کب فرض ہو جاتا ہے؟

مسئلہ نمبر: ۲۳۔ پیاس اور بھوک کی شدت سے اگر موت کا اندیشہ ہو تو کھانا پینا فرض ہے جس پر اجر ملے گا۔

---

(۱) وقال الشامي: العالم إذا أهدى إليه ليشفع أو يدفع ظلماً فهو رشوة. (۳۲۳/۶/ کتاب الحظر والاباحة)

(۲) وفي الشامية: واعلم أن الكذب قد يباح وقد يجب والضابط فيه كما في تبيين المحارم وغيره عن الإحياء أن كل مقصود محمود يمكن التوصل إليه بالصدق والكذب جميعاً. فالكذب فيه حرام، وإن أمكن التوصل إليه بالكذب وحده فمباح إن أبيح تحصيل ذلك المقصود، وواجب إن وجب تحصيله كما لو رأى معصوماً اختفى من ظالم يريد قتله أو إيذاءه فالكذب هنا واجب وكذا لو سأله عن وديعة يريد أخذها يجب إنكارها. (۴۲۷/۶/ کتاب الحظر والاباحة)

ہلاکت کے اندیشہ سے مردار چیز کھانے کا حکم

مسئلہ نمبر؛۲۶،۲۵، ۲۴۔ اگر بھوک و پیاس سے ہلاکت کا خوف ہو تو بقدر بقاء حیات مردار (یا کوئی حرام چیز) کھانا یا شراب پینا فرض ہے۔ بصورتِ اضطرار وخوف ہلاکت اگر دوسرے شخص کا مال جس کا مالک موجود نہیں ہے یا موجود ہے لیکن دے گا نہیں تو چوری سے یا جبری (زبردستی) کرکے کھانا پینا بقدر بقاء حیات فرض ہے پھر قدرت کے وقت ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ اگر بصورتِ مذکورہ خوشی سے نہ ملے تو لڑ کر حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۱)

جہاد میں ریشمی کپڑے اور سونا چاندی کے استعمال کا حکم

مسئلہ نمبر: ۲۷۔ جہاد کے وقت ریشمی کپڑے کا اور سونے چاندی کے جوشن وخود و پہنچی کا استعمال مجاہد کے لئے جائز ہے۔ (۲)

ناپاک اور پاک برتن خلط ملط ہو جائے

مسئلہ نمبر: ۲۹،۲۸۔ اگر بہت سے مٹکے مثلاً رکھے ہوئے ہوں جن میں اکثر طاہر ہے (اور بعض نجس ہیں) مگر متعین طور پر معلوم نہیں کہ کون کون طاہر ہے اور کون سا نجس ہے تو تحری ے (یعنی دل سے سوچ کر) اپنے استعمال کے لئے اس میں سے نکالنا جائز ہے اور اس میں پینا اور وضو کرنا سب درست ہے۔

اگر نجس اور طاہر مساوی ہوں یا نجس زیادہ ہوں تو اگر دوسرے مل سکتے ہوں تو ان کا استعمال جائز نہیں ہے اور اگر دوسرے نہ مل سکتے ہوں تو اس صورت میں بھی پینے کے لئے اٹکل سے نکال کر استعمال کر سکتے ہیں وضو کے لئے نہیں۔

---

(۱)(۲۶-۲۴)وفی التنویر مع شرحه: الأكل للغذاء والشرب للعطش ولو من حرام أو ميتة أو مال غيره وإن ضمنه فرض يثاب عليه بحكم الحديث، ولكن مقدار ما يدفع الإنسان الهلاك عن نفسه وقال الشامي: وكذا يأخذ قدر ما يدفع العطش، فإن امتنع قاتله بلا سلاح- (۳۳۸/۶/ كتاب الحظر والاباحة)

(۲)وفی الدر المختار: استعمال البيضة والجوشن والساعدان منهما في الحرب للضرورة وهذا فيما يرجع للبدن- (۳۴۲/۶/ كتاب الحظر والاباحة)

صاف اور گندے کپڑے خلط ملط ہو جائے

مسئلہ نمبر:٣٠۔ نجس اور طاہر کپڑے اگر مخلوط ہو جائیں کہ کسی طرح ممتاز نہ ہو سکتے ہوں تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو اوپر گزری۔(١)

دانت میں چاندی استعمال کرنا

مسئلہ نمبر:٣١ ۔دانت بوقت ضرورت چاندی کے تار سے باندھنا بالاتفاق جائز ہے۔

سونے کی ناک بنوانا

مسئلہ نمبر:٣٢۔اگر ناک کٹ جائے تو سونے کی بنوا کر لگوانا بالاتفاق جائز ہے۔(٢)

قربانی کے جانور کا دودھ دوہنے کا حکم

مسئلہ نمبر:٣٣۔ قربانی کے جانور کا دودھ نہ دوہنا چاہئے اگر دودھ سے تکلیف ہو تو ٹھنڈا پانی چھڑک دے۔ اگر پھر بھی زیادتی دودھ سے تکلیف ہو تو نکال کر صدقہ کردے۔(٣)

قربانی کا جانور کسی وجہ سے ذبح نہ کر سکا

مسئلہ نمبر:٣٥،٣٤۔اگر قربانی کے لئے جانور خریدا لیکن کسی وجہ سے ذبح نہ کر سکا تو اس جانور کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ اس جانور کے بجائے اس کی قیمت صدقہ کردے اور اس جانور کو اپنے پاس رکھ لے۔

---

(١)(٢٨،٢٩،٣٠) وفی الدر المختار: وتعتبر الغلبة في أوان طاهرة ونجسة وذكية وميتة، فإن الأغلب طاهرا تحرى وبالعكس والسواء لا إلا لعطش وفي الثياب يتحرى مطلقا- وفی ردالمحتار: وحاصله: أنه إن غلب الطاهر تحرى في الحالتين في الكل اعتبارا للغالب، وإلا ففي حالة الاختيار لا يتحرى في الكل وفي الاضطرار يتحرى في الكل إلا في الأواني للوضوء إذ له خلف وهو التيمم. بخلاف ستر العورة والأكل والشرب إذ لا خلف له. (٦/٣٣٢/ كتاب الحظر والاباحة)

(٢)(٣١،٣٢)وفی التنوير مع شرحة: ولا يشد سنه المتحرك بذهب بل بفضة وجوزهما محمد ويتخذ أنفا منه لأن الفضة تنتنه -(٦/٣٤٣/ كتاب الحظر والاباحة)

(٣)وفی التنوير مع شرحة: ويكره الانتفاع بلبنها قبله كما في الصوف-وقال فی الشامی: (قوله ويكره الانتفاع بلبنها) فإن كانت التضحية قريبة ينضح ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به- (٦/٣٢٩/ كتاب الاضحية)

(تنبیہ) ان صدقات کے مصرف وہی ہیں جو زکوۃ کے مصرف ہیں۔

اگر قربانی کا جانور خریدا نہیں، خواہ نہ ملنے کی وجہ سے یا غفلت اور سستی سے تو بھی متوسط قربانی کی قیمت کا جو اس زمانہ میں رہی ہو صدقہ کرنا واجب ہے۔(۱)

تنبیہ

کئی سال کی قربانی ذمہ میں واجب ہو

۱۔اگر کئی سال کی قربانی اس کے ذمہ واجب ہو تو اب قربانی کرنا کافی نہیں ہو سکتا اگرچہ زمان عید الاضحیٰ ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ قربانی کی قضا ذبح سے نہیں ہے بلکہ سب کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

قدرت کے باوجود زندگی میں قربانی نہیں کر سکا

۲۔اگر موت کا وقت آگیا اور قربانی واجبہ کی قیمت کا صدقہ نہیں کیا تھا تو اس مقدار میں قیمت کے صدقہ کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

جن جانوروں کی گردن لمبی ہو ان میں نحر مسنون ہے

مسئلہ نمبر:۳۶۔ اونٹ کا اور تمام ان پرندوں کا جن کی گردن لمبی ہوتی ہے نحر کرنا مسنون ہے اور ذبح کرنا مکروہ ہے جیسے بطخ، سارس وغیرہ۔

نحر کا طریقہ یہ ہے: کہ گردن کا وہ حصہ جو سینے سے قریب ہے وہاں کی رگیں کاٹی جائیں اور ذبح گردن کے اس حصے کی رگوں کے کاٹنے کو کہتے ہیں جو جبڑوں کے نیچے ہے۔(۲)

(نوٹ): یہ مسئلہ بالکل غیر معروف تھا اس لئے باوجود اس کتاب تالیف کی غرض کے خلاف ہونے کے ضمناً لکھ دیا گیا۔ (مولف)

---

(۱)(۳۳-۳۵)وفی التنویر مع شرحة: ترکت التضحية ومضت أيامها تصدق بها حية ناذر. وفی الشاميه: و تصدق بقيمتها أجزأه أيضا- (۳۲۹/۶/ کتاب الاضحية)

(۲)وفی التنویر مع شرحه: نحر الإبل في سفل العنق وكره ذبحها وقال الشامی: (قوله نحر الإبل) النحر قطع العروق في أسفل العنق عند الصدر، والذبح: قطعها في أعلاه تحت اللحيين زيلعي. واعلم أن النعام والإوز كالإبل، والضابط كل ما له عنق طويل- (كتاب الذبائح:۶/۳۰۳)

جانور کے بدھک جانے سے ذبح کا حکم ساقط ہو جاتا ہے

مسئلہ نمبر: ۳۷۔ جو پالتو جانور ایسا وحشی ہو جائے کہ باقاعدہ ذبح کرنا اس کا ممکن نہ ہو کیونکہ وہ بھاگا بھاگا پھر رہا ہے تو بدن کے جس حصہ میں بھی کسی جارح چیز سے ایسی ضرب پہنچا دے جس سے خون نکلنے لگے جس سے وہ مر جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

مثلاً: ایک پالی ہوئی گائے وحشی ہو گئی جس کے گرفت پر قدرت نہیں ہوتی اس لئے بھاگتے ہوئے کسی حصہ بدن کو مثلاً سینگھ یا کھور یا پیٹ کو ایسا مارا کہ خون نکل آیا جس سے وہ مر گئی تو اس کا کھانا جائز ہے۔(۱)

بکری کا بدھک جانا

مسئلہ نمبر: ۳۸،۳۹۔ بکری کا آبادی میں ایسا وحشی ہونا نادر ہے اس لئے اس کو بغیر ذبح کئے ہوئے کھانا جائز نہیں ہے۔ البتہ بکری اگر جنگل میں ایسا بھاگ رہی ہے کہ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے تو معذوری اور عجز کی وجہ سے مسئلہ (۳۷) پر عمل کرنا جائز ہے۔(۲)

جانور کا کنویں میں گر جانا

مسئلہ نمبر: ۴۰،۴۱،۴۲۔ اگر کوئی جانور بیل، بکری، اونٹ وغیرہ کنویں میں گر جاوے اور اس کی موت کا اندیشہ ہو تو جس حصہ پر بھی مار کر ایسا زخم کر دیا جائے جس سے خون نکلنے لگے جس سے وہ مر جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ اگر اس میں شبہ ہو کہ اس کی موت کا سبب ضرب ہے یا کچھ اور؟ مثلاً گرنے کی شدتِ تکلیف سے موت آ گئی ہو پھر بھی کھانا جائز ہے۔

البتہ اس کا یقین ہو جائے کہ ضرب کے علاوہ دوسرے سبب سے موت آ گئی ہے تو وہ بحکم میتہ ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) وفي التنوير مع شرحه: وكفى جرح نعم كبقر وغنم توحش فيجرح كصيد أو تعذر ذبحه كأن تردى في بئر أو ند أو صال، حتى لو قتله المصول عليه مريدا ذكاته حل- (كتاب الذبائح: ٦/ ٣٠٣)

(۲) وعن محمد أن الشاة إذا ندت في الصحراء فذكاتها العقر، وإن ندت في المصر لا تحل بالعقر لأنها لا تدفع عن نفسها فيمكن أخذها في المصر فلا عجز- (رد المحتار: ٣/ ٣٠٣/ كتاب الذبائح)

مرغی اڑ جائے اور ہلاکت کا اندیشہ ہو

مسئلہ نمبر: ۴۳۔ مرغی اگر درخت پر اڑ جاوے اور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو تیر وغیرہ سے جہاں بھی مار دیا جائے جس سے خون نکل کر مر جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ (۱)

جانور کو مارتے وقت ذبح کی نیت اور تسمیہ کہنا ضروری ہے

مسئلہ نمبر: ۴۴۔ بصورتِ مذکورہ از ۳۷، تا ۴۳ یہ ضروری ہے کہ یہ ضرب ذبح کی نیت سے ہو اور ضرب کے وقت تسمیہ (بسم اللہ) کہا ہو اور اگر ایسا نہیں تو وہ میتہ ہوگا جس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے

مسئلہ نمبر: ۴۵۔ اگر نیت تو اس کے ذبح ہی کی ہو لیکن بسم اللہ کہنا بھول گیا تب بھی اس کو کھانا جائز ہے، البتہ اگر باوجود نیت ذبح کے قصداً بسم اللہ نہیں کہا حالانکہ یاد تھا تو اس کا کھانا حرام ہے۔ (۲)

شکاری کے پاس ذبح کرنے کا آلہ موجود نہ ہو

مسئلہ نمبر: ۴۷،۴۶۔ شکاری نے شکار زندہ پایا لیکن ذبح کا کوئی آلہ اس کے پاس نہیں ہے۔ یا آلہ ہے لیکن شکار دم توڑ رہا ہے اگر باقاعدہ ذبح کرنا چاہے تو مر جاوے گا۔ ان صورتوں میں جسم کے جس حصہ میں بھی ایسا زخم لگا دے جس سے خون نکلنے لگے تو اس کا کھانا حلال ہے اس کی تفصیل مسائل سابقہ از (۳۷ تا ۴۵) مکرر دیکھ لیا جائے۔

حکم مذکورہ ۴۶ بصورتِ مذکورہ ۴۶ پالتو جانور کا بھی ہے۔

---

(۱)(۴۳،۴۲،۴۱،۴۰) وفی التنویر مع شرحه: (أو تعذر ذبحه) كأن تردى في بئر أوند أو صال، حتى لو قتله المصول عليه مريدا ذكاته حل-وفي رد المحتار تحته: (قوله كأن تردى في بئر) أي سقط وعلم موته بالجرح أو أشكل، لأن الظاهر أن الموت منه، وإن علم أنه لم يمت من الجرح لم يؤكل، وكذا الدجاجة إذا تعلقت على شجرة وخيف فوتها فذكاتها الجرح-(شامية:۶/۳۰۳/ كتاب الذبائح)

(۲)(۴۵،۴۴) وفي رد المحتار: (قوله مريدا ذكاته) أي بأن سمى عند جرحه، أما إذا لم يردها ولم يسم بل أراد ضربه لدفعه عن نفسه فلا شبهة في عدم حله فافهم-(رد المحتار:۶/۳۰۳/ كتاب الذبائح)

بوجہ ولادت جانور کی ہلاکت کا اندیشہ ہو

مسئلہ نمبر:۴۸۔ بھینس، گائے، بکری وغیرہ گابھن تھیں۔ ولادت میں سخت تکلیف شروع ہوئی جس سے ہلاکت کا اندیشہ ہوا اس لئے اس کے مقامِ مخصوص میں ہاتھ ڈال کر بچہ کو کہیں سے زخم کر دیا پھر وہ مردہ باہر نکالا گیا تو اس کا کھانا حلال ہے جسم کے کسی بھی حصہ میں زخم ہونا کافی ہے۔(۱)

بلوغت کے بعد بھی لڑکی کا خرچہ باپ کے ذمہ لازم ہے

مسئلہ نمبر:۴۹۔ لڑکی کا نفقہ بلوغ کے بعد بھی باپ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اس لئے جب تک کہ زوج کے ذمہ نفقہ واجب نہ ہو جائے باپ ہی کے ذمہ رہے گا خواہ کسب معاش پر قادر ہو یا نہ ہو۔

معذور کا خرچہ باپ کے ذمے لازم ہے

مسئلہ نمبر:۵۰۔ لڑکا بالغ ہو گیا لیکن ضعف یا کسی مرض کی وجہ سے کسب پر قادر نہیں تو اس کا نفقہ بھی باپ کے ذمہ واجب ہے۔

طالب علم کا خرچہ باپ کے ذمہ واجب ہے

مسئلہ نمبر:۵۱۔ جو فہیم طالب علم بلوغ کے بعد بھی علمِ دین میں مشغول ہو اس کا نفقہ بھی باپ کے ذمہ واجب ہے ۔ (۲)

والدین، اولاد اور بیوی کے نفقہ کا حکم

مسئلہ نمبر:۵۲۔ اگر لڑکا بالغ فقیر ہو اور باپ بھی، تو باپ کا نفقہ لڑکے کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ لیکن نابالغ فقیر اولاد کا اور بی بی کا نفقہ اب بھی واجب ہے۔..................

---

(۱)(۴۶،۴۷،۴۸) وفی الدر المختار: بقرة تعسرت ولادتها فأدخل ربها يده وذبح الولد حل، وإن جرحه في غير محل الذبح. إن لم يقدر على ذبحه حل وإن قدر لا. قلت: ونقل المصنف أن من التعذر ما لو أدرك صيده حيا أو أشرف ثوره على الهلاك وضاق الوقت على الذبح أو لم يجد آلة الذبح فجرحه حل في رواية. (۶/۳۰۳/ كتاب الذبائح)

(۲)(۴۹،۵۰،۵۱) كما في التنوير وشرحه: وكذا تجب لولده الكبير العاجز عن الكسب كأنثى مطلقا وزمن ومن لحقه العار بالتكسب وطالب علم لا يتفرغ لذلك۔ (باب النفقة/۳/۶۱۴)

ہاں اگر باپ فقر کے ساتھ اپاہج بھی ہو یا شیخ فانی ہو کہ کسب پر بالکل قدرت نہ ہو تو اس کا نفقہ بھی واجب ہے اور اپنے لڑکے اور بی بی کے ساتھ نفقہ میں باپ کو بھی شریک کر لے اگرچہ تکلیف ہو۔(۱)

نفقہ میں کھانا، کپڑا اور مکان شامل ہے

مسئلہ نمبر: ۵۳۔ جس پر نفقہ واجب ہوتا ہے اس کے ذمہ کھانا کپڑے اور مکان بھی واجب ہوتا ہے۔(۲)

فلاحی اور دینی اداروں کے اخراجات عوام کے ذمہ واجب ہے

مسئلہ نمبر: ۵۴۔ جو لوگ عامۃ الناس کی دینی خدمت مثلاً دعوت و تبلیغ، درس وتدریس، افتاء واصلاح خلق میں مشغول ہوں ان کا نفقہ عامۃ الناس کے ذمہ واجب ہے۔

اجازت کے بغیر کسی کے مال میں تصرف کرنا

مسئلہ نمبر: ۵۵۔ بغیر صریح اذن کے دوسرے کے مال میں تصرف جائز نہیں ہے۔ علاوہ چند صورتوں کے:

الف۔ لڑکے اور باپ کے لئے جائز ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی مریض ہو تو دوا وغیرہ دوسرے کے مال سے بلا اجازت خرید لے۔

ب۔ یہی حکم سفر کے رفیق کا بھی ہے۔

ج۔ کسی رفیق سفر کا انتقال ہو جائے تو بقیہ رفقاء بغیر اس کے وارث کی اجازت کے اس کے مال میں سے تجہیز و تکفین کر سکتے ہیں باقی ماندہ مال وارث کو دے دیں۔

---

(۱) ولا يجبر المعسر على نفقة أحد إلا على نفقة الزوجة والولد. اهـ ومثله في الاختيار، ونحوه في الهداية. وفي الخانية: لا يجب على الابن الفقير نفقة والده الفقير حكماً إلا إن كان والده زمناً لا يقدر على العمل وللابن عيال فعليه أن يضمه إلى عياله وينفق على الكل. (رد المحتار: ۲/۳۱/ مطلب فی نفقة الاصول)

(۲) وكل من وجبت عليه نفقة غيره يجب عليه المأكل والملبس والمسكن والرضاع إن كان رضيعاً؛ لأن وجوبها للكفاية. والكفاية تتعلق بهذه الأشياء- (رد المحتار: ۲/۳۸/ مطلب فی نفقة الاصول)

(تنبیہ) اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جن کو یہاں ترک کیا جاتا ہے جس کو مزید کا شوق ہو وہ "اشباہ مع شرح حموی"، شامی ۱۵/۳۷۱، اور فتح القدیر" کا مطالع کرے۔(۱)

کھٹمل کو گرم پانی کے ذریعہ مارنے کا حکم

مسئلہ نمبر:۵۶۔ کھٹل کے دفع کرنے کی اگر کوئی صورت نہ ہو تو گرم پانی پلنگ میں ڈالنا مباح ہے۔(۲)

مضر بلی کے قتل کرنے کا حکم

مسئلہ نمبر:۵۷۔ موذی بلی کو بجائے ضرب کے قتل کر سکتے ہیں۔(۳)

ظلم کی حد تک برائی بیان کرنے کا حکم

مسئلہ نمبر:۵۸۔ بدمعاملہ شخص کی بدمعاملگی کا تذکرہ اگر اس لئے کرے کہ اس نے اس کے ساتھ ظلم کیا ہے اس لئے یہ مظلوم ہے بشرطیکہ ظلم کی مقدار میں کرے یا اس لئے کرے کہ دوسرے لوگ اس کی بدمعاملگی سے بچیں تو جائز ہے۔(۴)

والدین کی اجازت کے بغیر علم یا تجارت کے لیے باہر ممالک جانا

مسئلہ نمبر۵۹۔اگر والدین طلب علم یا تجارت کے لئے باہر جانے سے منع کریں تو اگر والدین اس کی خدمت کے محتاج ہیں یا نفقہ میں محتاج ہیں اور سفر کی وجہ سے اس میں کمی ہوگی..........

---

(۱)وفی الدر المختار :للفقیر أن یسرق من ابنه الموسر ما یکفیه۔(۳۲۲/۳/ مطلب فی الاصول النفقة)

(۲)وإحراق القمل والعقرب بالنار مکروه وطرح القمل حیا مباح لکن یکره من طریق الأدب کذا في الظهیریة. (هندیة:۳۶۱/۵)

(۳)الهرة إذا کانت مؤذیة لا تضرب ولا تعرك أذنها بل تذبح بسکین حاد کذا في الوجیز للکردري. (هندیة:۳۶۱/۵)

(۴)أعاره ثوبا أو أقرضه دراهم ثلاثة أیام فمنعه منه أیاما کثیرة وسوفه فوصفه عند الناس بکونه خائنا. (هندیه:۳۶۳/۵/ الباب الثالث والعشرون فی الغیبه)

یا سفر کسی وجہ سے مہلک ہے تو بلا اجازت جانا جائز نہیں ہے ورنہ جائز ہے۔(۱)

دین، مال یا جان کا خطرہ ہو تو قطع تعلق جائز ہے

مسئلہ نمبر:۷۰۔ معذور شخص کو مسلم سے ہجران یعنی قطع تعلق ہمیشہ کے لئے بھی جائز ہے۔ عذر یہ ہے کہ جس سے قطع تعلق کیا ہے اس کے اختلاط سے اپنے دینی نقصان سے ڈرتا ہو یا مالی وجانی مضرت کا اندیشہ ہو یا دوسروں کو دینی مضرت پہنچ جانے کا اندیشہ ہو اور وہ مقتدا ہو۔(۲)

(۱)وقال محمد رحمه الله تعالى في السير الكبير إذا أراد الرجل أن يسافر إلى غير الجهاد لتجارة أو حج أو عمرة وكره ذلك أبواه فإن كان يخاف الضيعة عليهما بأن كانا معسرين ونفقتهما عليه وماله لا يفي بالزاد والراحلة ونفقتهما فإنه لا يخرج بغير إذنهما سواء كان سفرا يخاف على الولد الهلاك فيه كركوب السفينة في البحر أو دخول البادية ماشيا في البرد أو الحر الشديدين أو لا يخاف على الولد الهلاك فيه وإن كان لا يخاف الضيعة عليهما بأن كانا موسرين ولم تكن نفقتهما عليه إن كان سفرا لا يخاف على الولد الهلاك فيه كان له أن يخرج بغير إذنهما وإن كان سفرا يخاف على الولد الهلاك فيه لا يخرج إلا بإذنهما- (هنديه:۵/۳۶۵/الباب السادس ولعشرون فی الرجل يخرج)

(۲)وأجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده، ورب صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه.

وفي النهاية: يريد به الهجر ضد الوصل، يعني فيما يكون بين المسلمين من عتب وموجدة، أو تقصير يقع في حقوق العشرة والصحبة دون ما كان من ذلك في جانب الدين، فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق، فإنه صلى الله عليه وسلم لما خاف على كعب بن مالك وأصحابه النفاق حين تخلفوا عن غزوة تبوك أمر بهجرانهم خمسين يوما، وقد هجر نساءه شهرا وهجرت عائشة ابن الزبير مدة، وهجر جماعة من الصحابة جماعة منهم، وماتوا متهاجرين، ولعل أحد الأمرين منسوخ بالآخر.

قلت: الأظهر أن يحمل نحو هذا الحديث على المتواخيين أو المتساويين، بخلاف الوالد مع الولد، والأستاذ مع تلميذه، وعليه يحمل ما وقع من السلف والخلق لبعض الخلف، ويمكن أن يقال الهجرة المحرمة إنما تكون مع العداوة والشحناء، كما يدل عليه الحديث الذي يليه، فغيرها إما مباح أو خلاف الأولى. (مرقات:۸/۷۴۲/باب ما ينهى عنه من التهاجر)

جس دن کو لوگ منحوس سمجھتے ہوں اس میں عیادت کرنا

مسئلہ نمبر:۶۱۔ جس یوم کی عیادت اور تعزیت کو لوگ منحوس سمجھتے ہوں اس لئے ناگوار ہو تو اس روز عیادت و تعزیت مکروہ ہے۔(۱)

بدشگونی لینے کا حکم

(تنبیہ): منشاء اس حکم کا تطیر اور اس کا ثبوت نہیں ہے، بلکہ ابطال تطیر ہے کیونکہ جس یوم کے متعلق سابق سے یہ عقیدہ ہے کہ عیادت سہتی نہیں یا مہلک ہوتی ہے اگر عیادت کے بعد اتفاقاً موت ہی آ گئی، تو اس ضعیف العقیدہ کا عقیدہ اور فاسد ہوگا۔ جس کا سبب بعید عیادت کرنے والا بن گیا، اس لئے بچے تاکہ بدعقیدگی اور پختہ نہ ہو اور دلیل اس تاویل کی وہ نصوص ہیں جس میں تطیر اور بدفالی کی نفی کی گئی ہے جس کو علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے "فتح الباری" میں بہت مبسوط لکھا ہے۔ جس کے ذکر کا محل یہ نہیں۔

---

(۱)من العيادة المكروهة إذا علم أنك تثقل على المريض: فلا تعده فقد قيل مجالسة الثقيل حمى الروح، ولا تهول على المريض، ولا تحرك رأسك ولا تقل ما علمت أنك على هذه الحالة الشديدة. بل هون عليه المرض وطيب قلبه، وقل له أراك في خير بتأويل واذكر له ما يزيد رجاءه في رحمة الله تعالى مشوبا بشيء من التخويف ولا تضع يدك على رأسه فربما يؤذيه إلا إذا طلبه وقل له إذا دخلت عليه، كيف تجدك هكذا جاء عن السلف ولا تقل له أوص فإنه من أعمال الجهال اهـ مجتبى ط.

[فائدة]يتشاءم الناس في زماننا من العيادة في يوم الأربعاء. فينبغي تركها إذا كان يحصل للمريض بذلك ضرر ۔(رد المحتار: ۳۸۸/۶/ فصل في البيع)

إنما وجه النهي أنه إذا دخلها وبها الطاعون فجائز أن تدركه منيته وأجله بها. فيقول قائل: لو لم يدخلها ما مات; فإنما نهاه عن دخولها لئلا يقال هذا; وهو كقوله تعالى: {يا أيها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين كفروا وقالوا لإخوانهم إذا ضربوا في الأرض أو كانوا غزى لو كانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا ليجعل الله ذلك حسرة في قلوبهم} [آل عمران:] فكره النبي صلى الله عليه وسلم أن يدخلها. فعسى يموت فيها بأجله فيقول قوم من الجهال: لو لم يدخلها لم يمت. (احكام القرآن للجصاص: ۵۲۵/۱/باب الفرار من الطاعون)

دوسرے منہیات ابن حجر میں تصریح ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب سے سوال کیا گیا کہ منوس تاریخ اور منحوس دن اور منحوس مکان وغیرہ کون ہے؟ فرمایا کہ جس تاریخ، و جس دن و جس مکان میں، میں معصیت میں مبتلا ہوں اس کے ماسوا کوئی چیز منحوس نہیں۔

بعض بد فہم قرآن سے سعد و نحس کے ثبوت کا استدلال کرتے ہیں کہ -فی یوم نحس- موجود ہے، جواب یہ ہے کہ -حفظت شیئا وغابت عنك اشیاء- آگے مستمر اور اسی سورہ میں -سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام- بھی ہے تو لازم آئے گا، کہ پورے ہفتہ کے ایام منحوس ہوں اس لئے قیامت تک کے تمام ایام منحوس ہوں، بلکہ یہ آیت تو نحس کے اسی معنی کی مثبت ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، اس الٹے استدلال پر یہ شعر صادق ہے کہ:

جملہ بر خودمی کنی اے سادہ مرد
ہمچو آں مشیرے کہ برخود حملہ کرد

واللہ اعلم بالصواب، ایک اور حکمت ہونا بھی ممکن ہے وہ یہ کہ عیادت اور تعزیت سے مطلوب تطییب قلب مسلم ہے۔ جب کہ بد عقیدگی کی بنا پر تکلیف ہوگی تو بجائے مفید ہونے کے یہ عیادت مضر ہوئی، اس لئے مکروہ ہے۔ رہی غرض اصلاح اس کا یہ موقع نہیں۔ اس موقع پر بجائے اصلاح کے فساد ہوگا خوب سمجھ لو۔

زانی کو قتل کرنا

مسئلہ نمبر: ۶۲۔ زید نے اپنی بیوی یا ماں یا بہن یا کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ عمر کو زنا کرتے ہوئے یا بوسہ لیتے ہوئے یا بے حیائی کے ساتھ ملتے دیکھا۔ حیا سے مغلوب ہو کر اگر قتل کردے گا معذور ہوگا۔ اگر عورت سے بھی آثار رضاء محسوس ہوں اس کو بھی قتل کرسکتا ہے۔

*****

شرابی کو سزا دینے کا حکم

مسئلہ نمبر: ٦٣۔ کسی کو شراب پیتا ہوا دیکھ کر اگر درہ سے اس کی سزا شروع کر دے تو معذور قرار دیا جائے گا اور عند اللہ ماجور ہوگا۔(۱)

(فائدہ): ا۔ معصیت میں مبتلا دیکھ کر اگر مجرم کی اسی درجہ کی سزا کسی شخص نے فوراً دے دیا۔ جس درجہ کی سزا شریعت نے تجویز کیا ہے تو وہ معذور قرار دیا جائے گا۔ اس سے کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا بشرطیکہ عین ابتلاء کی حالت میں اپنی سزا دینے کو ثابت کر دے۔

مجرم کو سزا دینا عوام کا کام نہیں

۲۔ مجرم جب جرم سے فارغ ہو چکا تو سوا قاضی کے کوئی شخص تعزیر نہیں کر سکتا۔(۲)

توریہ کب جائز ہے؟

مسئلہ نمبر: ٦٤۔ اثبات حق کے لئے توریہ جائز ہے بشرطیکہ کسی کو تلبیس وخداع (دینا مقصود نہ ہو) ایسا نہ ہو کہ اس کا حق فوت ہو جائے۔(۳)

---

(۱)(٦٢-٦٣)(لو كان مع امرأته وهو يزني بها أو مع محرمه وهما مطاوعان قتلهما جميعا) اهـ وأقره في الدرر. وقال في البحر: ومفاده الفرق بين الأجنبية والزوجة والمحرم. فمع الأجنبية لا يحل القتل إلا بالشرط المذكور من عدم الانزجار المزبور. وفي غيرها يحل (مطلقا) اهـ. ورده في النهر بما في البزازية وغيرها من التسوية بين الأجنبية وغيرها. ويدل عليه تنكير الهندواني للمرأة؛ نعم ما في المنية مطلق فيحمل على المقيد ليتفق كلامهم-وفى الشامى: رجل رأى رجلا مع امرأته يزني بها أو يقبلها أو يضمها إلى نفسه وهي مطاوعة فقتله أو قتلهما لا ضمان عليه. ولا يحرم من ميراثها إن أثبته بالبينة أو بالإقرار- (رد المحتار:۴/۳/ باب التعزير) (وكذافى البحر: ۵/۴۵/ فصل فى التعزير)

(۲)وأما بعد الفراغ منها فليس ذلك لغير الحاكم- (بحر:۵/۴۵/ فصل فى التعزير)

(۳)[۱۶۵۳] قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم (يمينك على ما يصادقك عَلَيْهِ صَاحِبُكَ) وفي رواية الْيَمِين عَلَى نِيَّةِ المستحلف الْمُسْتَحلف بِكسر اللامِ وَهذا الْحَدِيث محمُول عَلَى الْحَلِفِ بِاسْتِحْلَافِ الْقَاضِي فإذا ادَّعَى رجل عَلَى رجل حقا فَحَلَّفه الْقَاضِي فحلف وَوَرى فنوى غير مانوى الْقَاضِي انْعَقَدَت يَمينه عَلَى مَا نَوَاهُ الْقَاضِي ولَا تَنفعهُ التورية وَهَذا مُجمع عَليه وَدَلِيلُهُ هذا الحدِيث وَالْإِجْمَاع فَأَما إِذا حَلف

تقیہ کا حکم

(تنبیہ) تقیہ جو روافض کا معمول بہ ہے اس کا مدار تلبیس وخداع پر ہے۔ بخلاف توریہ کے کہ اس کا مدار احقاقِ حق پر ہے جو مکارم اخلاق میں سے ہے مثلاً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں تھے۔ ایک قاتل جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہچانتا تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا اور نکلا تھا آپ ہی کے قتل کے ارادے سے۔ اس نے دریافت کیا کہ "من معك؟" (تمہارے ساتھ کون ہے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رجل یهدینی السبیل (یہ وہ شخص ہے جو مجھے راستہ بتاتا ہے)۔

- بِغَيْرِ اسْتِحْلَافِ الْقَاضِي وَوَرَّى تَنْفَعُهُ التَّوْرِيَةُ وَلَا يَحْنَثُ سَوَاءٌ حَلَفَ ابْتِدَاءً مِنْ غَيْرِ تَحْلِيفٍ أَوْ حَلَّفَهُ غَيْرُ الْقَاضِي وَغَيْرُ نَائِبِهِ فِي ذَلِكَ وَلَا اعْتِبَارَ بِنِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ غَيْرِ الْقَاضِي وَحَاصِلُهُ أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى نِيَّةِ الْحَالِفِ فِي كُلِّ الْأَحْوَالِ إِلَّا إِذَا اسْتَحْلَفَهُ الْقَاضِي أَوْ نَائِبُهُ فِي دَعْوَى تَوَجَّهَتْ عَلَيْهِ فَتَكُونُ عَلَى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ وَهُوَ مُرَادُ الْحَدِيثِ أَمَّا إِذَا حَلَفَ عِنْدَ الْقَاضِي مِنْ غَيْرِ اسْتِحْلَافِ الْقَاضِي فِي دَعْوَى فَالِاعْتِبَارُ بِنِيَّةِ الْحَالِفِ وَسَوَاءٌ فِي هَذَا كُلِّهِ الْيَمِينُ بِاللَّهِ تَعَالَى أَوْ بِالطَّلَاقِ وَالْعَتَاقِ إلا أنه إذا حلفه القاضي بالطلاق أو بالعتاق تنفعه التورية ويكون الإعتبار بنية الحالف لأن القاضي ليس له التحليف بِالطَّلَاقِ وَالْعَتَاقِ وَإِنَّمَا يَسْتَحْلِفُ بِاللَّهِ تَعَالَى وَاعْلَمْ أَنَّ التَّوْرِيَةَ وَإِنْ كَانَ لَا يَحْنَثُ بِهَا فَلَا يَجُوزُ فِعْلُهَا حَيْثُ يُبْطِلُ بِهَا حَقَّ مُسْتَحِقٍّ وَهَذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ هَذَا تَفْصِيلُ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِهِ

وَنَقَلَ الْقَاضِي عِيَاضٌ عَنْ مَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا وَتَفْصِيلًا فَقَالَ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْحَالِفَ مِنْ غَيْرِ اسْتِحْلَافٍ وَمِنْ غَيْرِ تَعَلُّقِ حَقٍّ بِيَمِينِهِ لَهُ نِيَّتُهُ وَيُقْبَلُ قَوْلُهُ وَأَمَّا إِذَا حَلَفَ لِغَيْرِهِ فِي حَقٍّ أَوْ وَثِيقَةٍ مُتَبَرِّعًا أَوْ بِقَضَاءٍ عَلَيْهِ فَلَا خِلَافَ أَنَّهُ يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِظَاهِرِ يَمِينِهِ سَوَاءٌ حَلَفَ) مُتَبَرِّعًا بِالْيَمِينِ بِاسْتِحْلَافٍ وَأَمَّا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى فَقِيلَ الْيَمِينُ عَلَى نِيَّةِ الْمَحْلُوفِ لَهُ وَقِيلَ عَلَى نِيَّةِ الْحَالِفِ وَقِ إِنْ كَانَ مُسْتَحْلَفًا فَعَلَى نِيَّةِ الْمَحْلُوفِ لَهُ وَإِنْ كَانَ مُتَبَرِّعًا بِالْيَمِينِ فَعَلَى نِيَّةِ الْحَالِفِ وهذا قول عبد الملك وسحنون وهو ظاهر قول مالك وبن القاسم وقيل عكسه وهي رواية يحيى عن بن الْقَاسِمِ وَقِيلَ تَنْفَعُهُ نِيَّتُهُ فِيمَا لَا يُقْضَى بِهِ عَلَيْهِ وَيَفْتَرِقُ التَّبَرُّعُ وَغَيْرُهُ فِيمَا يُقْضَى به عليه وهذا مروي عن بن الْقَاسِمِ أَيْضًا وَحُكِيَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ الْمَكْرِ وَالْخَدِيعَةِ فَهُوَ فِيهِ آثِمٌ حَانِثٌ وَمَا كَانَ عَلَى وجه العذر فلا بأس به وقال بن حَبِيبٍ عَنْ مَالِكٍ مَا كَانَ عَلَى وَجْهِ الْمَكْرِ وَالْخَدِيعَةِ فَلَهُ نِيَّتُهُ وَمَا كَانَ فِي حَقٍّ فَهُوَ عَلَى نِيَّةِ الْمَحْلُوفِ لَهُ قَالَ الْقَاضِي وَلَا خِلَافَ فِي إِثْمِ الْحَالِفِ بِمَا يَقَعُ بِهِ حَقُّ غَيْرِهِ وَإِنْ وَرَّى وَاللَّهُ أعلم۔ (شرح النووی علی مسلم: ۱۱/۱۱۷)

یاامام شافعی رحمہ اللہ کے معادات (دشمنی) میں روافض وخوارج دونوں جمع ہوگئے۔ اور سوال کیااور یہ طے شدہ بات تھی کہ جس فریق کے خلاف جواب دیں وہ امام کو قتل کردے۔ سوال کیا "من افضل؟" (یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں کون افضل ہے) امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا من كانت بنته تحته- (اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ افضل ہے جس کی بیٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے معنی یہ کہ وہ افضل ہے جس کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) توریہ اور تقیہ کے اس فرق کے بعد اب کہہ سکتے ہیں:

چراغ مردہ کجانور آفتاب کجا
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ تحدی صحیح ہے کہ:

اولئك آبائي فجئني بمثلهم
اذا جمعتنا يا جرير المجامع

ترجمہ: یہ ہیں میرے آباء واجداد، پس اے جریر! جب اظہار تفاخر کی مجلس میں ہمیں جمع کردیں، توان کے برابر کسی کو میرے سامنے پیش کرنا۔ (از مرتب)

شیخ کو اپنے عیوب پر آگاہ کرنے کا حکم

مسئلہ ۶۵: جو شخص اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح سے اپنے علم واختیار کو قاصر پاتا ہو وہ معذور ہے، اس لئے مصلح سے اپنے حالات وعیوب کہہ سکتا ہے، اگر خود اصلاح سے عاجز نہ ہو تو اظہارِ عیوب مصلح پر حرام ہے۔ اس مسئلہ فقہیہ شرعیہ سے ناواقفی کے وجہ سے بکثرت طالب و مصلح اس جہل علمی میں مبتلا ہوگئے کہ طالب کے ذمہ بہر حال اظہار حال لازم ہے خوب سمجھ لو یہ شدید غلطی ہے ہرگز ہرگز یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔

حضرت مرشدی حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے اس دقیقہ پر متنبہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں حضرت کو داخل فرمالیں اور اس عاجز کو بھی صلحاء و علماء کے حزب میں حشر فرماویں۔ آمین (مؤلف) (۱)

جہاد کا حکم

(تنبیہ) ہجرتِ مدینہ سے پہلے جہاد مطلقاً ممنوع تھا۔ پھر ہجرت کے بعد ابتداءً جو کفار اقدام کریں ان کے ساتھ جہاد مباح ہوا۔ پھر کافر کے ساتھ مباح ہوا۔ اب بعض صورتوں میں واجب ہے۔ بعض صورتوں فرض، بعض صورتوں میں مباح، کبھی مکروہ۔ (تفصیل کتبِ فقہ اور احکام القرآن ۲۵۷/۲ میں دیکھیں۔)

کفار معاہدہ توڑ دے تو جہاد کا حکم

مسئلہ ۶۶۔ اگر کفار نقض عہد یا نقض امن کریں تو جہاد کرنے میں مسلم معذور ہے یہی حکم اس وقت بھی ہے جب حربی سے مسلم نے امن کا کوئی معاملہ نہ کیا ہو۔ (۲)

جہاد کب فرض عین ہو جاتا ہے؟

مسئلہ ۶۷: اگر دشمن دفعتاً کسی مقام پر حملہ کردیں تو تمام مسلمانوں پر خواہ مرد ہو یا عورت مراہق ہوں یا بالغ، غلام ہوں یا آزاد، ماں باپ مولی اجازت دیں یا نہ دیں۔ ہر حالت میں ہر شخص پر مستعدی (کافر دشمن) سے مقابلہ کرنا اور جہاد کرنا فرض ہو جائے گا۔

---

(۱)صرح اهل الطريق بأن المريدلا ينبغي له ان يسىر شيئامن احواله وعيوبه۔ قلت ويتقين هد الحكم بالكليات الشريعة بما اذا لم يصل علم المريد وقدرته الى المجامعة فلابد له حينئذ م مشاورة الشيخ واما اذا لم يضطر الى ذالک فلا۔ (الطرائف:۹/۲) لم اجد هذا الكتاب ولم اطلع عليه (مرتب)

(۲)[كتاب السير وهو مشتمل على عشرة أبوابالباب الأول في تفسيره شرعا وشرطه وحكمه)
كتاب السير وهو مشتمل على عشرة أبواب الباب الأول في تفسيره شرعا وشرطه وحكمه (أما تفسيره) فالجهاد هو الدعاء إلى الدين الحق والقتال مع من امتنع وتمرد عن القبول إما بالنفس أو بالمال. (وأما شرط إباحته) فشيئان: أحدهما: امتناع العدو عن قبول ما دعي إليه من الدين الحق. وعدم الأمان والعهد بيننا وبينهم. والثاني أن يرجو الشوكة والقوة لأهل الإسلام باجتهاده أو باجتهاد من يعتقد في اجتهاده ورأيه وإن كان لا يرجو القوة والشوكة للمسلمين في القتال، فإنه لا يحل له القتال لما فيه من إلقاء نفسه في التهلكة. (هنديه:۱۸۸/۲)

کفار کے قید سے مسلمان کو چھڑانے کا حکم

مسئلہ ۶۸: اگر کوئی مسلم کفار کے ہاتھ قید ہو جائے تو مشرق سے، مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام مسلمانوں پر اس کا چھڑانا واجب ہے، اگر لاپرواہی کی تو سب گنہگار ہوں گے۔

وقت کا حکمران جہاد سے منع کرے

مسئلہ ۶۹: جس شخص نے جہاد کا بصورت مذکورہ ۶۷۔۶۸ عزم مصمم کر لیا، لیکن سلطان نے اس کو روک دیا یا اور کوئی اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر تیار نہیں ہوا تو یہ عاجز شخص عاصی نہ ہوگا۔

کفار کے قید سے خاتون کو چھڑانا سب مسلمانوں پر فرض ہے

مسئلہ ۷۰: اگر دار الحرب میں بھی مسلمہ کو لے کر کفار چلے جائیں تو جن کے پاس قوت ہے ان کو تعاقب کر کے حاصل کرنا فرض ہے اور دار الحرب میں داخلہ سے قبل بہر حال تخلیص مسلمہ فرض ہے۔

دوران جنگ تنہا ایک شخص کا کفار کے لشکر پر حملہ کرنا

مسئلہ ۷۲: تنہا ایک شخص کو بھی بڑی سے بڑی جماعت پر حملہ کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اپنی ہلاکت کا ظن غالب ہو بشرطیکہ یہ توقع ہو کہ جماعت مخالف کے کسی آدمی کو زخمی یا قتل کر دے گا۔ چنانچہ غزوہ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض صحابہ فریق مخالف پر تن تنہا حملہ آور ہوئے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح فرمایا۔(۱)

---

(۱)(۶۸–۷۲)وفی التنویر مع شرحه:إن هجم العدو فيخرج الكل ولو بلا إذن) ويأثم الزوج ونحوه بالمنع. وفی رد المحتار:أي على من يقرب من العدو. فإن عجزوا أو تكاسلوا فعلى من يليهم حتى يفترض على هذا التدريج على كل المسلمين شرقا وغربا كما مر في عبارة الدرر عن الذخيرة: قال في الفتح: وكان معناه إذا دام الحرب بقدر ما يصل الأبعدون ويبلغهم الخبر وإلا فهو تكليف ما لا يطاق بخلاف إنقاذ الأسير وجوبه على الكل متجه من أهل المشرق والمغرب ممن علم. ويجب أن لا يأثم من عزم على الخروج، وقعوده لعدم خروج الناس، وتكاسلهم أو قعود السلطان أو منعه اهـ وفي البزازية: مسلمة سبيت بالمشرق وجب على أهل المغرب تخليصها من الأسر ما لم تدخل دار الحرب وفي الذخيرة يجب على من لهم قوة اتباعهم لأخذ ما بأيديهم من النساء والذراري وإن دخلوا دار الحرب ما لم يبلغوا حصونهم، ولهم أن لا يتبعوهم للمال-(۴/۱۲۷/ كتاب الجهاد)

جہاد تمام لوگوں پر کب فرض عین ہو جاتا ہے؟

مسئلہ ۷۳: جب یہ اطلاع مل جائے کہ فلاں جماعت لوٹ مار کے لئے آرہی ہے، تو تمام قادر مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ ۷۴: بصورتِ مذکورہ (۷۳) وجوب جہاد قریب والوں پر فرض عین اور دور والوں پر فرض کفایہ ہے۔البتہ اگر قریب والے ناکافی ہوں یا سستی کریں تو قریب بعید سب پر فرض عین ہو جائے گا۔

مسئلہ ۷۵: خطرہ کی خبر دینے والا عادل ہو یا فاسق سب کی خبر معتبر ہوگی۔(۱)

دوران جنگ کافر کو قتل کرنا واجب ہے

مسئلہ ۷۶: جو حربی محارب ہو (یعنی حالت جنگ میں ہو) اس کا قتل کرنا واجب ہے۔

قیدی اور مستامن کو قتل کرنا جائز نہیں

مسئلہ ۷۷: حربی جب قیدی ہو کر آگیا یا اس کو امن دے دیا گیا یا مسلم وحربی میں امن کا عہد ہوگیا تو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

---

(۱)(۷۵،۷۴،۷۳) وفی الهندية: وبعد النفير يصير فرض عين وعامة المشايخ رحمهم الله تعالى قالوا الجهاد فرض على كل حال غير أنه قبل النفير فرض كفاية وبعد النفير فرض عين وهو الصحيح. ومعنى النفير أن يخبر أهل مدينة أن العدو قد جاء يريد أنفسكم وذراريكم وأموالكم فإذا أخبروا على هذا الوجه افترض على كل من قدر على الجهاد من أهل تلك البلدة أن يخرج للجهاد وقبل هذا الخبر كانوا في من أن يخرجوا. ثم بعد مجيء النفير العام لا يفترض الجهاد على جميع أهل الإسلام شرقاً وغرباً فرض عين وإن بلغهم النفير. وإنما يفرض فرض عين على من كان يقرب من العدو. وهم يقدرون الجهاد.أما على من وراءهم ممن يبعد من العدو. فإنه يفترض فرض كفاية لا فرض عين حتى يسعهم تركه. فإذا احتيج إليهم بأن عجز من كان يقرب من العدو عن المقاومة مع العدو أو تكاسلوا. ولم يجاهدوا. فإنه يفترض على من يليهم فرض عين ثم وثم إلى أن يفرض على جميع أهل الأرض شرقا وغربا على هذا الترتيب. ثم يستوي أن يكون المستنفر عدلا أو فاسقا يقبل خبره في ذلك. وكذا منادي السلطان يقبل خبره عدلا كان أو فاسقا - (۱۸۸/۲/كتاب الجهاد)

دوران جنگ کفار کے خواتین، بچے اور بوڑھوں کو قتل کرنے کا حکم

مسئلہ ۷۸: جو عورتیں مسلمانوں کا قتل و قتال نہیں کر رہی ہیں نہ اس بارے میں رائے دے رہی ہیں، ایسے ہی وہ نابالغ جو نہ جہاد کر رہا ہے نہ مشورہ دے رہا ہے یہی حکم اس بوڑھے کا بھی ہے کہ نہ وہ جہاد کرے ہو نہ اس بارے میں صحیح مشورہ دے سکتا ہو۔ ان سب کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

*****

(۱)(۷۸،۷۷،۷۶)فأما الواجب فهو قتل أهل الحرب المحاربين لنا قبل أن يصيروا في أيدينا بالأسر أو بالأمان أو العهد, وذلك في الرجال منهم دون النساء اللاتي لا يقاتلن ودون الصغار الذين لا يقاتلون, وقتل المحاربين إذا خرجوا ممتنعين وقتلوا وصاروا في يد الإمام قبل التوبة, وقتل أهل البغي إذا قاتلونا, وقتل من قصد إنساناً محظور الدم بالقتل فعلينا قتله, وقتل الساحر والزاني المحصن رجماً, وكل قتل وجب على وجه الحد; فهذه ضروب القتل الواجب.

وأما المباح فهو القتل الواجب لولي الدم على وجه القود, فهو مخير بين القتل والعفو, فالقتل ههنا مباح ليس بواجب; وكذلك قتل أهل الحرب إذا صاروا في أيدينا, فالإمام مخير بين القتل والاستبقاء, وكذلك من دخل دار الحرب وأمكنه القتل والأسر فهو مخير بين أن يقتل وبين أن يأسر.

وأما المحظور فإنه ينقسم إلى أنحاء: منها ما يجب فيه القود, وهو قتل المسلم عمدا في دار الإسلام العاري من الشبهة, فعلى القاتل القود في ذلك; ومنها ما تجب فيه الدية دون القود, وهو قتل شبه العمد وقتل الأب ابنه وقتل الحربي المستأمن والمعاهد وما يدخله الشبهة فيسقط القود وتجب الدية; ومنها ما لا يجب فيه شيء, وهو قتل المسلم في دار الحرب قبل أن يهاجر وقتل الأسير في دار الحرب من المسلمين۔ (احكام القرآن للجصاص: ۳۰۶/۲)

فليتأمل العلماء فى هذه العبارة هل هذا حكم مخصوص لعدم الهجرة الى دار الهجرة مدينة أم عام الى يومنا هذا مع أن فرضية الهجرة قد نسخت فليتدبر. (عبد المجيد غفرله)

معذور کی ہجرت (اصل کتاب)

دارالحرب سے ہجرت کا تفصیلی حکم

حدیث شریف میں ہے کہ "لا ینقطع الھجرۃ" یعنی قیامت تک ہجرت ختم نہ ہوگی، علامہ طاہر حنفی فرماتے ہیں کہ جہاں آزادی سے احکام خداوندی کی تبلیغ نہ کر سکے نہ حدود پر عمل ہو سکے وہاں سے ہجرت ضروری ہے۔

دارالحرب سے نیز دینی اصلاح کے لئے ہجرت کرنا قیامت تک باقی رہے گا، یہ ہجرت مستحب ہوگی نہ کہ فرض۔ اسلئے کہ فرضیت منسوخ ہو چکی۔ حدیث شریف میں ہے کہ "ستكون هجرة إلى الشام بعد هجرة كانت إلى مكة" جس کی شرح یہ ہے کہ شر و فتن کی کثرت اور استیلاء کفار کی معصیت و عذاب کی وجہ سے مسلم کو کوئی قرار کی جگہ نہ ملے گی جہاں ہجرت کرکے جائے گا پھر وہاں سے بھی مہاجر ہونا پڑے گا اس لئے کہ یہاں بھی وہی شرور و فتن نظر آئیں گے۔

علامہ شعرانی نے طبقات الکبری میں شیخ محی الدین ابن عربی کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ ساری عمر ہجرت کرتے رہے جب کہیں کچھ قیام فرماتے اور وہاں فتنہ نظر آتا تو دوسری جگہ چلے جاتے۔

ہجرت کرنا ابتداء اسلام میں فرض تھا نیز اس وقت شعار اسلام میں سے تھا۔ البتہ جو شخص ضعف یا علالت یا کسی قوی عذر کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتا ہو اس کے ذمہ ہجرت فرض نہ تھی۔ الا المستضعفين۔ (الآیۃ) میں اسی کا بیان ہے۔ (۱)

ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے

مسئلہ ۱: ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی اب کہیں سے ہجرت کرنا فرض نہیں ہے، البتہ مستحب اب بھی ہے۔ (۲)

---

(۱)(۳\۱۵۰ بیان القرآن)

(۲)(۳\۱۵۰ بیان القرآن)

ہجرت کب مستحب ہے؟

مسئلہ ۲: ہجرت مستحب اس وقت ہے جب دوسری جگہ قابل اطمینان دینی حیثیت سے بہتر موجود اور سفر کی استطاعت بھی ہو۔(۱)

عدالت میں کیس چلانے کا خرچہ کس پر آئیگا؟

تنبیہ ۱: جس صورت میں مدیون متمرد ہو، اور باوجود استطاعت کے ادائیگی میں تساہلی برتتا ہو یا منکر ہو اس لئے دائن نے مجبور ہو کر نالش کردیا تو (جو مال) مقدمہ میں جو صرف ہوا اس کو مدیون سے دائن وصول کر سکتا ہے۔(۲)

مقروض کب معذور شمار ہوگا؟

۲: مدیون غیر مستطیع اس وقت ہوگا جب اس قدر نادار ہو کہ کسی طرح دین کی ادائیگی پر قادر نہ ہو۔

مثلاً مدیون کے پاس صرف دو جوڑے کپڑے ہوں اور ایک بڑا مکان ہو تو ادائے دین کے لئے واجب ہے کہ ایک جوڑا کپڑا فروخت کردے اسی طرح مکان کا ایک حصہ بیچ ڈالے پھر بھی اگر ادائے دین کے لئے کافی نہ ہو تو اس کو متمرد نہ کہیں گے ورنہ متمرد ہے۔.........................

---

(۱)(۱،۲)إلا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا (۹۸) فأولئك عسى الله أن يعفو عنهم وكان الله عفوا غفورا (۹۹) ومن يهاجر في سبيل الله يجد في الأرض مراغما كثيرا وسعة ومن يخرج من بيته مهاجرا إلى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع أجره على الله وكان الله غفورا رحيما (۱۰۰) يهاجرون إلى المدينة فبين الله تعالى بما ذكر أنهم ظالمون لأنفسهم بنفاقهم وكفرهم وبتركهم الهجرة وهذا يدل على فرض الهجرة في ذلك الوقت لولا ذلك لما ذمهم على تركها ويدل أيضا على أن الكفار مكلفون بشرائع الإسلام معاقبون على تركها لأن الله قد ذم هؤلاء المنافقين على ترك الهجرة-(احكام القرآن للجصاص:۲/۲۲۸/النساء)

(۲)وفی الدر المختار:وأجرة المحضر على المدعي هو الأصح بحر عن البزازية،وفي الخانية على المتمرد وهو الصحيح. وفی رد المحتار:وأجرة المحضر إلخ—مؤنة المشخص قيل في بيت المال وفي الأصح على المتمرد اهـ وهذا ما في الخانية.(۵/۳۷۲/مطلب فی هدية القاضی)

باب الحجر لاجل الدین عالمگیری، فتح القدیر اور شامی میں تفصیل موجود ہے۔(۱)

*****

خاتمة الکتاب (اصل کتاب)

مردوں کے برائیوں کا تذکرہ کرنا درست نہیں

چونکہ معذور کے احکام میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ آخری فصل معذور کے خاتمہ کی تحقیق میں لکھی جائے۔ کیونکہ اکثر عوام الناس کو اس بارے میں بہت غیر محتاط دیکھا گیا۔ آسانی کے ساتھ کہہ دیا کرتے ہیں کہ فلاں شخص کا خاتمہ فلاں وجہ سے خراب ہوا، حالانکہ حدیث شریف میں "لاتذکروا موتاکم إلا بخیر" مصرح ہے (اپنے مردوں کا تذکرہ بھلائی ہی کے ساتھ کرو) نیز قطعاً بھی کوئی چیز اگر بری معلوم ہو یا بالکل آخر وقت میں کسی کلمہ کفر و شرک کا صدور ہو تو اس کے کتمان اور اخفاء ہی کا حکم ہے اسی وجہ سے معاملہ غسل و جنازہ وغیرہ مثل مسلم کے کیا جاوے گا۔ (۲)

مرتے وقت شدید تکلیف برے خاتمہ کی علامت نہیں

ادھر اتنی آزادی ہے کہ ہر شخص خیالی آثار حسن خاتمہ کے دیکھ کر حسن خاتمہ پر جزم کرلیتا مثلاً فلاں شخص کی روح سہولت سے نکلی جانکنی کی تکلیف نہیں ہوئی، اس لئے بہت اچھا خاتمہ حالانکہ جانکنی کی تکلیف اور عدم تکلیف حسن خاتمہ وسوء خاتمہ کی علامت نہیں ہے۔

(۱) وفی رد المحتار: یباع في الدین العروض أولا ثم العقار ویترك له دست من ثیاب بدنه، وإن أمكنه الاجتزاء بدونها باعها، واشترى من ثمنها ثوبا یلبسه لأن قضاء الدین فرض مقدم على التجمل، وكذا لو كان له مسكن یمكنه أن یجتزئ بدونه ویشتري من ثمنه مسكنا یبیت فیه، وقیل یباع ما لا یحتاج إلیه في الحال فتباع الجبة واللبد والنطع في الشتاء- (۸۰/۳/ باب الیمین فی الضرب)

(۲) کمافی التنویر مع شرحه: وما ظهر منه من كلمات كفریة یغتفر في حقه ویعامل معاملة موتى المسلمین حملا على أنه في حال زوال عقله ولذا اختار بعضهم زوال عقله قبل موته- (۱۹۳/۲/ باب صلاة الجنازة)

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کے بیان میں فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کی تکلیف نہیں دیکھی۔اس واقعہ کے بعد خود بھی فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے جانکنی کی شدتِ تکلیف کو کسی کے لئے ناپسند نہیں کیا۔(۱)

دوسری روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدتِ تکلیف دیکھ کر سمجھ لیا کہ نرمی موجب قرب نہیں ہے اور نہ سختی موجب بعد ہے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ نرمی ہوتی۔

(فائدہ) اس روایت سے ایک عام رسمی خیال کی تردید ہو گئی۔وہ یہ کہ بعض میت پر شدید تکلیف ہوتی ہے اس تکلیف کو دیکھ کر عموماً یہ خیال ہوتا ہے کہ بداعمالی کی وجہ سے یہ تکلیف ہوئی، حالانکہ یہ خیال باطل ہے۔ بالفرض وہ میت ساری عمر بد عمل بھی رہا تو اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ جرائم ومعاصی اللہ تعالی نے معاف نہیں فرمادیا:

ناامید ہم مباش کہ رندانِ بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

کیا نہیں معلوم کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے رحم وکرم سے بہت سے عصاۃ کو بغیر توبہ بھی معاف فرمادیں گے۔ ممکن ہے کہ اس میت کو بھی معاف فرمادیا ہو، پھر مغفور کے ساتھ سوءِ ظن کرنا اور یہ رائے قائم کرنا یا زبان سے کہنا کہ خاتمہ خراب ہوا کیسا شدید جرم ہے۔جب شرعی دلیل سے سوءِ خاتمہ ثابت نہیں تو اس کے ساتھ سوءِ ظن حرام ہے، بالخصوص خاتمہ سے پہلے اپنا خاتمہ خود بھی کسی کو معلوم نہیں ہے تو بجائے اپنی فکر کرنے دوسرے کے متعلق رائے زنی وہ بھی خلاف شرع کیسا شدید جرم ہوگا۔

---

(۱)(۱/۱۷۱ مصابیح السنۃ للبغوی)

کسی کی برائی بیان کرنے کا حکم

"لاتذکروا موتاکم الابخیر" کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ زندہ کا تذکرہ بالشر بھی ممنوع ہے۔ البتہ کبھی اس مصلحت سے جائز ہے کہ اس کو خبر پہنچ جائے تو شاید وہ اصلاح کرلے، مردہ کا ذکر برائی کے ساتھ تو اس مصلحت سے بھی جائز نہیں ہے۔

جب کسی قسم کا تذکرہ برائی کے ساتھ جائز نہیں ہے، تو خاتمہ خراب ہونے کی رائے قائم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس سے بڑی کوئی خرابی و برائی ممکن نہیں ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ میت کو برائی کے ساتھ یاد نہ کریں بالخصوص سوء خاتمہ کا نام تک زبان پر نہ آنے دیں۔(۱)

عالم یاس اور باس کی تفصیل

فائدہ) ۲: محتضر (قریب المرگ شخص) کے دو حال ہیں ایک عالم یاس دوسرے عالم باس، عالم یاس (بالیاء) اس حال کو کہتے ہیں جس میں مریض اپنی حیات سے اپنے ظاہر حال کے اعتبار سے مایوس ہو جاتا ہے۔ اور عالم باس (بالباء الموحدۃ) اس حال کو کہتے ہیں جس میں مریض پر حیات سے مایوسی کے ساتھ آخرت کے حالات منکشف ہو جائیں مثلاً ملائکہ وغیرہ کو دیکھنے لگے۔(۲)

(۱)وروى البُخَارِيّ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: (لَا تسبوا الْأَمْوَات فَإِنَّهُم قد أفضوا إِلَى مَا قدمُوا) . وَفِي خبر ضَعِيف: (اذْكروا محَاسِن مَوْتَاكُم وكُفوا عَن مساويهم) قَالَ الْعلمَاء: يحرم سبُّ ميت مُسلم لم يكن مُعْلنا بِفِسْقِهِ، وَأما الْكَافِر وَالْمُسلم الْمُعْلن بِفِسْقِهِ أَو بدعته، فَفِيهِ خلاف للسلف لتعارض النُّصُوص فَهُوَ كالنهي الْمَذْكُور. وسبه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لنَحْو عَمْرو بن لحي وَإِقْرَاره لمن أثنوا شرا على جَنَازَة مرت بِهِ وَالأَصَح جَوَاز ذكر مساوىء الْكفَّار وَكَذَا نَحْو معلن بِفِسْقِهِ أَو مُبْتَدع إِذا كَانَ فِيهِ مصلحَة للتحذير من شرهم وَإِلَّا لم يجز. (الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي)

(۲)(قوله: قبل الغرغرة) لأنها تكون قرب كون الروح في الحلقوم وحينئذ لا يمكن النطق بهما ط وفي القاموس غرغر جاد بنفسه عند الموت. اهـ. قلت: وكأنها مأخوذة من غرغر بالماء إذا أداره في حلقه فكأنه يدير روحه في حلقه. مطلب في قبول توبة اليأس (قوله واختلف في قبول توبة اليأس) بالياء المثناة التحتية ضد الرجاء وقطع الأمل من الحياة أو بالموحدة التحتية والمراد به الشدة وأهوال الموت۔ (رد المحتار: ۲/۱۹۲/ باب صلاة الجنازة)

اضافہ شدہ مسائل

اولڈ ایج ہاؤس کی شرعی حیثیت

انسان عام طور پر اپنی زندگی میں تین مرحلوں سے گزرتا ہے۔ وہ اس حال میں پیدا ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں بند ہوتی ہے۔ زبان قوت گویائی محروم ہوتی ہے۔ پاؤں میں چلنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ عقل وشعور کے اعتبار سے بھی وہ ایک ناقص وجود ہوتا ہے۔ پھر قدرت کے ہاتھوں آہستہ آہستہ اس کی نشونما ہوتی ہے۔ اور جب وہ بڑھتے بڑھتے جوانی کی منزل میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کی ساری صلاحیتیں اور قوتیں عروج پر ہوتی ہے۔ اس کی طبیعت میں مہم جوئی کا جذبہ ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ بعض اوقات پر مشقت راستوں پر چلنے اور خطرات کے طوفانوں سے کھیلنے میں اسے لطف آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تمام قوتوں اور صلاحیتوں میں انحطاط شروع ہوتا ہے۔ جس شخص کو کل دوڑنے، بھاگنے اور کود پھاند کرنے میں مزہ آتا تھا اب وہ دو قدم چلنے میں کسی انسان یا لاٹھی محتاج ہوتا ہے۔ گویا ایک طرح سے پھر اس کا بچپن لوٹ آتا ہے اور اس کی انتہاء اپنی کیفیت کے اعتبار سے اس کی ابتدا کی ہم پایہ نظر آتی ہے۔

لیکن عمر کی ان دونوں مرحلوں فرق یہ ہے کہ بچہ پورے خاندان کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین، دادا، دادی، نانا اور نانی میں محبت وشفقت کے جو غیر معمولی جذبات رکھے ہیں۔ اس کے تحت اسے سب کی چاہت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بوڑھوں اور معذوروں کو یہ توجہ حاصل نہیں ہوتی۔ اور بدقسمتی سے موجودہ دور میں یہ بے توجہی بڑھتی ہی جارہی ہے۔ کیونکہ اس وقت دنیا پر مغربی تہذیب کا بول بالا ہے۔ اور اس تہذیب کی بنیاد خود غرضی اور مفاد پرستی ہے۔

جس شخص سے مستقبل میں کوئی غرض وابستہ نہ ہو اسے بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لئے بوڑھے ماں باپ اور خاندان کے معذور افراد تکلیف دہ بے توجہی کا شکار ہے۔ خاص کر اگر اولاد میں اللہ کا خوف نہ ہو تو والدین ایک بوجھ محسوس ہونے لگتے ہیں اسی لئے قرآن مجید میں اللہ نے یہ حکم دیا کہ جب والدین میں سے کوئی بوڑھاپے کو پہنچ جائے تو انھیں اف بھی نہ کہو اور نہ ان کو

جھڑکوں بلکہ ان سے نرم گفتگو کیا کرو۔ (سورۃ اسراء ۲۴) مقصد یہ کہ کوئی بھی ایسا کلمہ ان کی شان میں زبان سے مت نکالو جس سے ان کی تعظیم میں فرق آتا ہو یا جس کلمہ سے ان کے دل کو رنج پہنچا ہو۔ حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پیشاب پاخانہ دھونا پڑ جائے تو کبھی اف بھی نہ کرو جیسا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔ (۱)

ماں باپ کی خدمت، تعظیم و تکریم اور فرمانبرداری ہمیشہ واجب ہے۔ بوڑھے ہوں یا جوان۔ استاد محترم حضرت اقدس مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ والد صاحب (حضرت مفتی محمد شفیع صاحب) اپنی وفات سے کچھ عرصے پہلے گھر میں ہم سے فرمانے لگے کہ قرآن مجید میں یہ جو ارشاد ہے اگر والدین بوڑھے ہو جائے تو ان کے سامنے اف نا کہو، اور نہ انہیں جھڑکو بلکہ ادب سے پیش آؤ۔

قرآن مجید نے یہ کیوں کہا کہ "اگر والدین بوڑھے ہو جائیں تو فلاں فلاں سلوک مت کرو۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ماں باپ جوان ہو تو انھیں اف کہنا اور جھڑکنا جائز ہے یا ان کے ساتھ تعظیم کا معاملہ نہ کرنا جائز ہے ؟؟ ایسا ہرگز نہیں! بلکہ جوانی میں بھی ان کا احترام کرنا اور ان کے متعلق ان سارے احکام پر عمل ضروری ہے۔ ماں باپ بوڑھے ہو یا جوان، ان کی تعظیم و تکریم بھی واجب ہے اور ان کے ساتھ کوئی ایسی بات کرنا جائز نہیں جن سے ان کو ناحق ادنیٰ تکلیف یا ناگواری پہنچے۔ جب یہ بات ہے تو پھر قرآن مجید میں بوڑھے ہونے کا ذکر کیوں کیا گیا؟؟

اس کا جواب دیتے ہوئے خود فرمایا: اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ والدین کے سامنے اف کرے۔ یا بدتمیزی کرنے کا اندیشہ اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب والدین بوڑھے ہو چکے ہوں۔ جب وہ باپ جوان ہو تو پھر کسی بیٹے کی کیا ہمت ہے کہ اسے جھڑک دے۔ باپ جوتا اٹھا کر ایسی پٹائی کرے گا کہ وہ ہمیشہ کے لیے یاد رکھے گا، یا گھر سے نکال دے گا۔

غرض یہ کہ جوانی میں باپ کے سامنے بدتمیزی نہیں کر سکتا، جھڑکنا چاہے تو نھیں جھڑک سکتا۔ کبھی اس کی جرات ہی نہیں ہو گی۔...........................

(۱) الدر المنثور ۵/۲۲۳

اس بد تمیزی کی جرات اس وقت ہو گی جب والدین بوڑھے ہو چکے ہوں گے۔اس وقت خطرہ ہے کہ بیٹے کے ذہن میں یہ خناس پیدا ہو جائے کہ اب تو میں ان کو پال رہا ہوں، اسلئے یہ فرمایا کہ اگر بڑھاپا آ جائے تو یہ کام کرو۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ جوانی میں بد تمیزی کرنا جائز ہے۔

اس کی دوسری وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: بڑھاپے میں عام طور پر مزاج میں چڑچڑاپن اور جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے کوئی ادنی سی بات بھی طبعیت کے خلاف ہو جائے تو اس پر زیادہ غصہ آتا ہے۔ بعض اوقات ایسی بات پر بھی غصہ آ جاتا ہے جو حقیقت میں بری نہیں ہوتی۔ اور بعض مرتبہ بوڑھے ایسی چیزوں پر بھی روک ٹوک کرتے ہیں جو روکنے ٹوکنے کی نہیں ہوتی۔اس وقت اولاد کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے والدین کا کتنا ادب کرنے والی ہے۔ ان کی باتوں پر صبر کرتی ہے یا ناک بھوں چڑھاتی ہے۔ح

اصل یہ ہے کہ اولاد کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی بات پر بے وجہ بھی ٹوکیں تب بھی ناگواری کا اظہار نہ کرو اور ادب واحترام کو ملحوظ رکھو۔ (۱)

علامہ جصاص رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے اس آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ والدین کی ہر جائز خواہش اور چاہت پورا کر لیا کروں۔ (۲)

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت کریمہ میں خاص طور پر بڑھاپے کا ذکر اسلئے کیا گیا ہے کہ والدین کے بڑھاپے کا زمانہ جبکہ ان کی قوت اور ہمت جواب دے چکی ہوتی ہے۔اس زمانے میں یہ خدمت کے محتاج ہوتے ہیں۔ان کو خدمت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔اور ان کی زندگی اولاد کی رحم و کرم پر رہ جاتی ہے۔

نیز اس بڑھاپے اور کمزوری کے زمانے میں عقل وفہم بھی جواب دینے لگتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی طرف سے ایسے خواہشات اور مطالبات سامنے آتے ہیں.....................

---

(۱)(اصلاحی تقریریں ۱۰/۱۱۶)

(۲)وقال هشام بن عروه عن أبيه واخفض لهما جناح الذل من الرحمة: قال لا تمتنعها شيأ يريدانه. (احكام القرآن للجصاص ۱/۲۰۴)

جن کا پورا کرنا اولاد کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت اور جائز مطالبات کو پورا کرنا لازم قرار دیا ہے۔(۱)

حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ذلیل وخوار ہو، وہ شخص ذلیل وخوار ہو، وہ شخص ذلیل وخوار ہو۔(تین مرتبہ یہ بددعا فرمائی) عرض کیا گیا کون یارسول اللہ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہو۔(۲)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نوویؒ فرماتے ہیں: والدین کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے بڑھاپے اور کمزوری کے زمانے میں ان کی خوب خدمت کی جائے اور ان کے مکمل اخراجات اٹھائیں جائیں اور یہی چیز جنت میں دخول کا ذریعہ ہے۔ان کی خدمت اور اخراجات میں غفلت اور کوتاہی سے کام لینا جنت سے محرومی کا ذریعہ ہے۔(۳)

ابن ماجہ نے بروایت حضرت ابوامامہؓ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ دونوں ہی تیری جنت یا دوزخ ہیں۔مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت وخدمت جنت میں لیجاتی ہے اور ان کی بے ادبی اور ناراضگی دوزخ میں۔(۴)

شریعت نے جتنا زیادہ بوڑھوں کی حقوق پر زور دیا ہے اور اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔افسوس کہ اتنا ہی زیادہ ان کے حقوق سے بے توجہی برتی جاتی ہے ۔اور ان کے ایسا سلوک روا رکھا جاتا ہے کہ گویا وہ زائد از ضرورت کوئی شئ ہے۔آج شاید یہ سب سے ر مظلوم طبقہ ہے۔

(۱)(احکام القرآن:۱۰/۱۵۷)

(۲)(مسلم /کتاب البرّ والصلۃ/۲/۳۱۴)

(۳)وقال النووي: معناہ أن برهما عند كبرهما وضعفهما بالخدمة والنفقة وغير ذلك سبب لدخول الجنة، فمن قصر في ذلك فاته دخول الجنة. (مرقات:۷/۳۰۸۰)

(۴)(سنن ابن ماجہ/کتاب الادب/باب بر الوالدین)

جن کے حقوق کے لئے کوئی آواز اٹھانے والا نہیں۔انسانی حقوق کے نعرہ لگانے والے تنظیمیں بھی اس سلسلے میں خاموش تماشائی دکھائی دیتے ہیں۔اس پس منظر میں بوڑھے اور سن رسیدہ لوگوں کے حقوق کے سلسلے میں ایک اہم مسئلہ اولڈ ایج ہاؤس کی قیام کا ہے۔

چنانچہ مغربی ملکوں میں عمر دراز لوگوں کے لئے ہاسٹل بنادیئے گئے ہیں۔اور اب پاکستان میں بھی جگہ جگہ ایسے ہاسٹل بن رہے ہیں۔ جن میں نوجوان اپنے بزرگوں کو داخل کردیتے ہیں۔اس میں ایک پہلو یہ ہے کہ ان عمر دراز حضرات کو ایک جگہ اپنی ضروریات کی چیز مہیا ہوجاتی ہے اور اپنے ہم عمر لوگ مل جاتے ہیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کی محبت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسان کی چاہت ہوتی ہے کہ اپنے بال بچوں کے درمیان رہے۔اولاد اور اولاد کی اولاد کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ایسے ہاسٹلوں میں ان کی یہ خواہش ایک حسرت بن جاتی ہے۔ایسے ہاسٹلوں کے متعلق شریعت کا نقطہ نظر کیا ہے؟ نیز کوئی اپنے بزرگوں کو ایسے ہاسٹلوں میں قیام پر مجبور کرسکتا ہے یا نہیں؟؟

والدین کے حقوق اور خدمت کے متعلق اوپر ذکر کردہ قرآن وحدیث کی اس تاکیدی حکم سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی ہر ممکن خدمت کی جائے۔ان کی منشاء کا بھرپور لحاظ رکھا جائے۔ جس طرح وہ زندگی بسر کرنا چاہیں۔ان کی خواہشات کا احترام کیا جائے۔

اس سلسلے میں پیش آمدہ دشواریوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا جائے۔ بلکہ خدمت کے اس موقع کو غنیمت جانا جائے۔ اور اسے اپنے لئے سعادت اور برکت کا ذریعہ سمجھا جائے۔اور ظاہر ہے کہ ان کی خدمت کا کامل حق تو اسی وقت ادا ہوگا جبکہ وہ اپنے اہل خانہ کے درمیان زندگی بسر کریں۔اگر انہیں بوڑھوں کے کسی ہاسٹل میں ڈال دیا جائے گا۔ تو ان کی خدمت کا موقع فراہم نہ ہوگا۔ خاص کر بڑھاپے کے اس عمر میں طبیعت زیادہ خراب ہوتی ہے اور صحت روبہ زوال ہوتی ہے۔ خدمت ومدد کی بار بار ضرورت پڑتی ہے۔ان کی جیسی نگہداشت ہونی چاہیے ہاسٹل میں ویسی نہیں ہوپاتی۔

دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ مغربی تہذیب اور مغربی حیات کا بول بالا ہے جس کے موجوں نے آج معاشرتی نشیمن کو تہہ و بالا اور خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے۔
مغربی تمدن اور تہذیب کا علمی اور نفسیاتی جائزہ لینے والے اس پر متفق ہیں کہ اس کی بنیاد خود غرضی، مفاد پرستی اور مشترکہ مادی منفعت پر ہے۔ساری مغربی دنیاکاپورامعاشرہ ایک تجارتی کمپنی کے اصولوں پر عامل اور گامزن ہے۔وہاں انسان صرف ایک مشین یا محض تاجر بن کررہ گیاہے۔عائلی نظام درہم برہم ہو کررہ گیاہے۔نہ اخلاص نہ محبت نہ ایک دوسرے سے کوئی ربط اور تعلق۔

یہ مغربی تہذیب کے جراثیم ہیں۔جس نے انسان کو حواس باختہ کردیاہے۔اس کے دل ودماغ پرمادیت کے پردے ڈال دیئے ہیں۔اور اس کے احساسات کو مردہ کردیا ہے۔آگے کے چند اقتباسات سے وہاں کی تھذیب وتمدن اور وہاں رہنے والے لوگوں کی انسانیت نوازی اوراپنے والدین کے لئے جذبہ ہمدردی کااندازہ لگائیں۔حضرت مولاناسید محمد رابع حسنی ندوی صاحب اپنے سفرنامہ ”دومہینے امریکہ میں“ وہاں کے خاندانی حالات اوروالدین واولادکے باہمی تعلقات کے بارے میں تحریرفرماتے ہیں: یہاں والدین اولادکے صرف جوان ہونے تک اپنے کوایک حدتک ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

اوردرمیان درمیان میں ان بچوں کے ذہن میں یہ خیال پیداکرتے ہیں کہ آدمی کو خوداپنی کمائی سے اپنے مصارف پورے کرنے چاہیئے۔ان کی تعطیلات میں ان کووقتی طورپرملازمت کرلینے یاکوئی آمدنی والاکام کرنے کاشوق دلاتے ہیں۔اور جیسے ہی ان کی عمر کمانے کی ہوجاتی ہے۔ان کوخوداپنے پیروں پر کھڑاہونے کے لئے چھوڑدیتے ہیں۔اولاد بھی بڑی ہوکراس رویہ کاجواب اپنے خودغرضانہ رویے سے دیتی ہیں۔کہ ہر شخص اپنی کمائی سے فائدہ اٹھائے۔نہ کماسکتاہوتوحکومت اس کی ذمہ داری لے یاپھراس کی قسمت ہے بھگتے۔کوئی ایک دوسرے کاذمہ دارکیسے ہوسکتاہے۔
جبکہ ہر شخص کی کمائی اس کی ضرورت اور مصارف کے مطابق ہے۔اسی سے ریٹائر ہونے کے بعدلوگوں کی حالت عجیب ہوتی ہے۔اعزہ سے ملاقات ،اہل تعلق کی مزاج پرسی اورہمدردی سے وہ

بالکل محروم رہتا ہے۔ اپنا وقت خود ہی گزارنا پڑتا ہے۔ بوڑھوں کی دل بستگی کے لئے اگر بیوی کے لئے شوہر اور شوہر کے لئے بیوی نہیں ہے۔ تو کوئی دل بستگی کرنے والا نہیں، بہت کسی نے کیا تو اتوار کے روز چند منٹ آکر مل گیا اور اپنے ہاتھ کچھ پھول یا گلدستے سے اظہار تعلق کے لئے ہدیہ لے آیا۔(۱)

آگے بوڑھوں کے ہوسٹل کے عنوان سے لکھتے ہیں: اس صورت حال کا مداوا حکومتیں یہ کرنے لگی ہیں کہ بڑھاپے کی فیس کے اندوختہ سے بوڑھوں کے لئے اقامت خانہ مہیا کرتی ہیں جو لوگ اپنی تنہائی کی زندگی سے پریشان ہو، ان اقامت خانوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہاں ان کے ہم عمر اور ہم مذاق ہوتے ہیں اور ان کی انسانی ضروریات کا پورا انتظام ہوتا ہے۔

بوڑھوں کے لئے ان ہوسٹلوں میں سب کچھ ہوتا ہے۔ لیکن اعزّہ و اولاد کا قریبی ربط نہیں ہوتا۔ جو بوڑھے لوگ اعزّہ یا اولاد کے تعلق کی حس زیادہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے بہت افسوس ناک واقعات سننے میں آتے ہیں۔ (۲)

استاد محترم شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں: خاندانی تعلقات کا نظام درہم برہم ہے۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ محبت والفت تقاضے نایاب ہوتے جارہے ہیں۔ امریکی معاشرے میں بڑھاپا موت سے بدتر عذاب ہے۔

بوڑھوں کے لئے الگ مرکز قائم ہیں۔ جہاں ان کے کھانے پینے کا انتظام تو ہوتا ہے لیکن وہ اس محبت کو ترستے ہیں جو صرف خون کی رشتہ کی خاصیت ہے۔ بڑے بڑے مالدار لوگوں کے ماں باپ ان مراکز میں بے چارگی کے ساتھ موت کا انتظار کرتے ہیں۔

اور ان کی اولاد مہینوں بلکہ بعض اوقات سالوں سے ان سے ملنے نہیں آتی۔ اور جو بوڑھے گھر پر رہ جائیں۔ انہیں کوئی بات کرنے والا نہیں ملتا۔ ایسے بوڑھوں کی طرف سے باقاعدہ اشتہارات شائع ہوتے ہیں کہ ہم سے فلاں پتے پر مل کر گھنٹہ بھر بات کرلیجئے اور اس ہمدردی کا بعض اوقات معاوضہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔..........................

(۱)(دو مہینے امریکہ میں، ۲۵۶،۲۵۷)

(۲)(دو مہینے امریکہ میں: ۲۵۹)

تنہائی سے اکتائے ہوئے بوڑھے بعض اوقات بے مقصد لوگوں کو فون کرتے ہیں۔ تاکہ کچھ دیر کسی سے بات کر سکیں۔ (۱)

مولانا ابوالکلام قاسمی کی یہ چند تحریریں بھی ملاحظہ فرمالیں۔ جو انہوں نے اپنے سفر نامہ "تین ہفتے امریکہ میں" وہاں کے کمزریوں کے عنوان سے لکھا ہے۔ صرف اپنے لئے جینا اور اپنے لئے مرنا وہاں کی زندگی ہے۔ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو بوڑھوں کے ہاسٹل میں ان کو رکھ دیا گیا۔ وہاں ان کی زندگی گزر رہی ہے۔ یہ وہاں کی زندگی کے عام احوال ہے۔

البتہ اس سلسلے میں وہاں کے مسلمانوں کی اخلاقی حالت کافی حد تک بہتر ہے۔ اس ضمن میں پاکستان میں ایک ہاسٹل کا دلخراش اور افسوناک واقعہ ملاحظہ ہو،

جنگ اخبار کی رپورٹ کے مطابق: کراچی کے ایک اولڈ ایج ہوم کے ہر دل عزیز بزرگ جلیل احمد عرف ناکو بابا گزشتہ چار پانچ سال سے یہاں مقیم ہیں۔ کراچی میں گولی مار کے رہائشی ناکو بابا دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے باپ ہیں۔ جنہیں تقریباً پانچ برس پہلے ان کا اکلوتا بیٹا یہاں ایڈمٹ کروا کے گیا تھا۔ ناکو بابا نے بتایا کہ عید آئی، بقر عید آئی۔ مگر میرا جگر گوشہ میرا بیٹا مجھ سے ملنے نہیں آیا۔ میں سارا دن اس کی راہ تکتا رہا۔ اس کا چہرہ دیکھنے کو ترستا اور تڑپتا رہا۔ لیکن وہ نہیں آیا۔ میرا بیٹا پیشے کے اعتبار سے فزیو تھراپسٹ ہے۔ اسلئے شاید مصروف رہتا ہوگا اور مجھ سے ملنے کا وقت نہیں ملتا ہوگا۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ وہ ٹھیک ہے میں کم از کم اس کیلئے پریشانی کا باعث تو نہیں بن رہا۔

میں مرچنٹ نیوی کے ایک شعبے میں ملازمت کرتا تھا۔ جوانی میں فٹ اور صحت مند تھا۔ مجھے کبھی کبھی شدید غصہ آتا تو بیٹا ناراض ہوتا۔ بعد ازاں یہاں داخل کروا کے چلے گیا۔ مجھے اس کی بے حد یاد آتی ہے۔ دل چاہتا ہے اسے سینے سے لگا کر کہو بیٹا تم ایک بار مجھے گھر لے چلو میں اب کبھی غصہ نہیں کروں گا۔ ویسے تو مجھے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ مگر گھر تو آخر گھر ہوتا ہے ناں۔

جب میرا بیٹا پیدا ہوا تھا تو میں نے پورے محلے میں مٹھائی بانٹی تھی۔ بہت خوش تھا کہ میرے بڑھاپے کا سہارا آگیا۔ مگر مجھے کیا پتا تھا کہ میرا بڑھاپا تو اولاد کے بغیر ہی کٹے گا۔............

(۱)(جہان دیدہ: ۴۹۳)

اس طرح کے واقعات آئے روز اخبار میں آتے ہیں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہاں اولاد اپنوں کو چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر سالوں ان کی خبر نہیں لیتے حتی کہ عید پہ بھی ملنے نہیں جاتے۔ والدین زار زار روتے ہیں۔ اپنے بچوں کو دیکھنے کے لیے ترستے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ "بوڑھوں کے ہاسٹل" مغربی نظام کا عطیہ اور غیر اسلامی ومادی فکر کا نتیجہ ہے۔ جو اسلام کے عطا کردہ لازوال اور فلاحی معاشرتی نظام کے بالکل مخالف ہے۔

لہٰذا عام حالات میں بوڑھوں یا معذوروں کو بوجھ سمجھ کر ان کو ہاسٹل کے حوالہ کرنا اور وہاں قیام پر مجبور کرنا نہ شرعاً جائز ہے اور نہ عقلاً اس کی گنجائش ہے۔ البتہ ایسے بے سہارا معذور اور بوڑھے حضرات جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔

اور دربدر ٹھوکریں کھانے اور ادھر اُدھر مارے پھیرنے پر مجبور ہو کر لاوارث بن گئے ہوں تو ایسی صورت میں ان کے لئے اس غرض سے ہاسٹل قائم کرنا اور اس میں ان کی ضروریات وسہولیات مہیا کرنا تاکہ وہ اپنی زندگی کے بقیہ ایام باعزت طور پر گزار سکیں۔ اور دربدر کی ٹھوکر کھانے سے محفوظ رہیں۔ ایک مناسب اقدام معلوم ہوتا ہے۔ خواہ یہ ہاسٹل حکومت کی طرف سے قائم کئے جائیں یا رفاہی اور سماجی تنظیموں کی طرف سے۔

واضح رہے کہ یہ مسئلہ کا کوئی مستقل حل نہیں ہے۔ اصل طریقہ وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے کہ ان کو گھروں میں رکھ ان کی خدمت کی جائے۔ لہٰذا بوڑھوں کے متعلق معاشرے کے ہر فرد میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ بوڑھے حضرات انسانی سماج کا عضو معطل یا اس کے لئے بار گراں یا زمین کا بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ وہ بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ اور ہر اعتبار سے انسانی تکریم کے مستحق ہیں۔ ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھ کر کی جائے۔

مجبوری کی صورت میں معذور اور بوڑھے حضرات کا ہاسٹل کی طرف منتقل ہونے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے:

۱۔ اولاد گھر میں موجود ہوں اور بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنے میں کوئی دقت نہ ہو نیز ان کو گھر میں رہنے کی خواہش ہو تو ایسی صورت میں اولاد پر بوڑھے والدین کی خدمت واجب ہے۔ ہاسٹل کے حوالہ کرنا جائز نہیں۔

۲۔اولاد گھر میں موجود نہ ہو اور باپ کی خواہش گھر میں رہنے کی ہو تو اگر اولاد مستطیع ہو تو بوڑھے ماں باپ کے لئے خادم کا انتظام کرنا واجب ہے۔ہاسٹل کے حوالہ کرنا جائز نہیں۔

۳۔اگر گھر میں بوڑھے باپ کے ساتھ نامناسب برتاؤ ہوتا ہو۔اور اس کی وجہ سے وہ ہاسٹل میں منتقل ہونا چاہتا ہو تو اولاد پر لازم ہے کہ ماحول تبدیل کریں۔خوشگوار فضا بنائیں۔اور بوڑھے باپ کو راحت پہنچائیں۔اور انہیں ہاسٹل منتقل نہ ہونے دیں۔

۴۔اگر اولاد معاشی مجبوری یا کسی اور حقیقی مجبوری کی وجہ سے یا تنگ دستی کی بنیاد پر خادم نہیں رکھ سکتے ہو، یا اولاد ہی نہ ہو اور دوسرے رشتہ دار صحیح خدمت نہیں پا رہے ہو تو پھر ان کا ہاسٹل منتقل ہونے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

آخر میں اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ نوجوان نسل میں یہ شعور اور احساس پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ عمر ڈھلنے اور شباب رخصت ہونے کے بعد ان کو بھی اس تلخ حقیقت اور دشوار مرحلہ سے گزرنا ہے،اسلئے وہ اپنے بوڑھوں اور بزرگوں کی خدمت اور اطاعت کریں۔نیز ان کے ہمدردی، محبت و تعلق کا ایسا نمونہ پیش کریں۔جس سے محبت سے پر خوشگوار فضا قائم ہو اور آنے والے نسل ذہنی و فکری طور پر اپنے بوڑھوں کی خدمت کے لئے خوش دلی سے آمادہ رہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا تحریر میں جدید فقہی مباحث سے استفادہ کیا گیا ہے۔

کسب معاش پر قادر والدین کا نفقہ اولاد پر لازم ہے یا نہیں؟

اگر کوئی شخص تقریبا بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا ہو لیکن اتنا کمزور نہ ہو کہ کسب معاش نہ کر سکے، کسی قدر مشقت کے ساتھ سہی وہ کما کر خود اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہو تو کیا اس کی اولاد اس شخص کو کمانے پر مجبور کر سکتی ہے؟

اس مسئلہ کے متعلق عرض یہ ہے کہ اصولی طور پر انسان کا نفقہ خود اس کے مال میں واجب ہوتا ہے اگر اس کے پاس مال موجود ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔سوائے بیوی کے نفقے کے۔(۱)

(۱)الاصل ان نفقة الانسان في مال نفسه صغيرا كان او كبيرا۔ (فتح القدير: ۴/۴۱۳)

واضح رہے کہ اسلام نے خود داری اپنے مال اور اپنی کمائی سے ہی کھانے کی تعلیم دی ہے۔ بلاضرورت دوسروں سے لینے اور مانگنے کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اکل احد طعاما قط من ان یاکل من عمل یدیه وان نبی الله داود علیه السلام کان یاکل من عمل یدیه.(۱)

کہ کبھی بھی کسی نے کوئی اس کھانے سے بہتر نہیں کھایا جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی کمائی سے کھایا ہو اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کے عمل کی کمائی سے کھاتے تھے۔

لہٰذا اگر باپ خوشحال اور مالدار ہو اور اپنی ضروریات کی کفالت کی صلاحیت رکھتا ہو تو ماں باپ کی کفالت اولاد پر واجب نہیں ہوگی، اسی طرح اولاد اگر مالدار ہو تو ان کا نفقہ باپ پر واجب نہیں ہوگا۔

البتہ اگر والدین کسب معاش پر قادر نہ ہو اور ضرورت مند ہوں تو اولاد پر ان کا نفقہ واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر والدین کسی قدر کسب معاش پر قادر ہو لیکن ضرورت مند ہو۔ اور اس کی اولاد خوشحال ہو اور کمانے پر اچھی طرح قادر ہو تو ایسی صورت میں امام سرخسی رحمہ اللہ اور امام شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف ہے۔

امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باپ کے کسب معاش پر قادر ہونے کے باوجود بیٹے کو باپ کا خرچہ دینے پر مجبور کیا جائے گا اور بیٹے پر لازم ہے کہ باپ کو آرام کا موقع دے اور اس کا سارا خرچہ بیٹا ادا کرے۔

اس کے برخلاف امام حلوانیؒ فرماتے ہیں کہ باپ اگر کسب معاش پر قادر ہو تو بیٹے کو باپ کا نفقہ ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

---

(۱)(رواه البخاري)

(۲)اما الولد فنفقته لحاجته وبعناه اندفعت حاجته فلا يجب على غيره. (فتح القدير: ۴/۴۲۳/دار الكتب علميه)

بلکہ بیٹے کو اختیار دیا جائے گا چاہے تو باپ کو آرام کا موقع دیدے اور سارا خرچہ بیٹا اپنے ذمہ لیں ،اور چاہے تو خرچ ادا نہ کرے . باپ اپنی کمائی کی محنت سے گزارا کرے۔اکثر فقہاء کرام رحمہم اللہ نے شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔اور یہی ظاہر الروایہ بھی ہے اور مفتی بہ بھی۔

حاصل یہ ہے کہ اگر والدین محتاج وضرورتمند ہیں تو ان کا نفقہ بیٹے پر واجب ہوگا۔خواہ کمانے کی طاقت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں ۔اور اولاد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے والدین کو کسب معاش پر مجبور کریں۔اگرچہ والدین کسب معاش پر قادر ہوں۔

چنانچہ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن کریم میں اللہ تعالی نے والدین کو کلمہ اف کہنے سے منع فرمایا ہے۔اگر ایذارسانی میں اف کہنے سے کم کوئی درجہ ہوتا تو بھی یقینا ذکر کیا جاتا۔اور باپ کو کسب معاش پر مجبور کرنے میں جو تکلیف اور مشقت لاحق ہوگی وہ اف کہنے کی ایذا سے بدرجہا زیادہ ہے، لہٰذا جب باپ کو اف کہنا حرام ہے تو باپ کو کسب معاش پر مجبور کرنا بدرجہ اولیٰ حرام وممنوع ہوگا۔

وقوله اذا كانوا فقراء يوافق باطلاقه قوله السرخسي حيث قال اذا كان الاب قادرا على الكسب يجبر الابن على نفقته بخلاف قول الحلوائى الى فالمعتبر فى ايجاب نفقة الوالدين مجرد الفقر، قيل هو ظاهر الروايه لان معنى الاذى فى ايكاله الى الكدر والتعب اكثر منه فى التأفيف المحرم بقوله تعالى:ولاتقل لهما اف.(١)

خودعلامہ سرخسیؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "المبسوط" میں لکھتے ہیں:

ويجبر الرجل الموسر على نفقة أبيه وأمه إذا كانا محتاجين لقوله تعالى {فلا تقل لهما أف} [الإسراء: ٢٣] نهى عن التأفيف لمعنى الأذى، ومعنى الأذى فى منع النفقة عند حاجتهما أكثر، ولهذا يلزمه نفقتهما، وإن كانا قادرين على الكسب، لأن معنى الأذى فى الكد والتعب أكثر منه فى التأفيف وقال:صلى الله عليه وسلم «إن أطيب ما يأكل الرجل من كسبه، وإن ولده من كسبه، فكلوا مما كسب أولادكم».(٢)

(١)(فتح القدير:٣/٢٤٥/دار الكتب العلميه)

(٢)(٥/٢٠٩/باب نفقة ذوى الارحام/دار الكتب العلميه)

ترجمہ: مالدار آدمی کے والدین اگر ضرورت مند ہوں تو اسے ان کے نفقہ پر مجبور کیا جائے گا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلا تقل لهما اف" اف کہنے کی ممانعت اذیت کی بنیاد پر ہے، اور ان کی ضرورت کے وقت نفقہ نہ دینے میں اس سے کہیں زیادہ اذیت ہے۔

اسی وجہ سے فقہاء کرامؒ بیٹے پر والدین کا نفقہ واجب قرار دیتے ہیں، اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہوں۔ اس لئے کہ محنت و مشقت میں اف کہنے سے زیادہ تکلیف ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا سب سے اچھا کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے ہو، اور باپ کا بیٹا اس کی کمائی سے ہے۔ لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

وفی البحر: المختار: فی الفقر الکسوب ان یدخل الابوین فی النفقه وقیل بفقرهم فقط. لانه لو کان فقیرا وله قدرة علی الکسب فان الابن یجبر علی نفقته وهو قول السرخسی رحمه الله۔(۱)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

و یجبر الولد المؤسر علی نفقه الابوین المعسرین مسلمین کانا او ذمیین قدرا علی الکسب اولم یقدرا۔(۲)

علامہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلے کے متعلق کافی حساس نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے زاد المعاد میں اس مسئلے کے متعلق بہت عمدہ اور تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

فلیس من بر الوالدین أن یدع الرجل أباه یکنس الکنف ویکاری علی الحمر، ویوقد فی أتون الحمام، ویحمل للناس علی رأسه ما یتقوت بأجرته وهو فی غایة الغنی والیسار وسعة ذات الید ولیس من بر أمه أن یدعها تخدم الناس، وتغسل ثیابهم، وتسقی لهم الماء، ونحو ذلك، ولا یصونها عما ینفقه علیها. ویقول: الأبوان مکتسبان صحیحان ولیسا بزمنین ولا أعمیین فیالله العجب: أین شرط الله ورسوله فی بر الوالدین وصلة الرحم أن یکون أحدهم زمنا أو أعمی، ولیست صلة الرحم ولا بر الوالدین موقوفة علی ذلك شرعا ولا لغة ولا عرفا. وبالله التوفیق۔(۳)

---

(۱) (۲/۲۲۳/دار احیاء التراث العربی)

(۲) (۱/۵۶۴/دار الفکر) (نیز دیکھئے: بدائع الصنائع/۰) (شامی: ۳/۶۲۰)

(۳) (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد: ۵/۳۹۰)

ترجمہ: یہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہے کہ آدمی اپنے باپ کو کسی بیت الخلاء صاف کرنے، گدھوں کی کرایہ داری کا معاملہ کرنے، بھٹی میں آگ جھوکنے اور اپنے سر پر دوسروں کا سامان اجرت پر لائے، جس کی اجرت سے وہ اپنی روزی کا نظم کرے، جبکہ بیٹا خوب مالدار اور خوشحال ہو۔ اور یہ ماں کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہے کہ اسے لوگوں کی خدمت کرنے، ان کے کپڑے دھونے اور پانی لانے جیسے کاموں کو سرانجام دیں۔ اور بیٹا یہ کہے کہ والدین صحت مند ہیں، پس کماتے رہیں، اپاہج اور نابینا تو نہیں ہیں۔

یہ کس قدر تعجب خیز اور افسوسناک بات ہے۔ اللہ اور اس کے رسول نے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کے سلسلے میں یہ شرط کہاں لگائی ہے کہ وہ اپاہج اور نابینہ ہوں، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی ان کے معذور ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ نہ شرعی اعتبار سے اور نہ لغت اور عرف کے اعتبار سے۔

کیا وجوب نفقہ کے لیے بیٹے کا مالدار ہونا ضروری ہے؟

ماں باپ محتاج ہوں، باپ کسب معاش کی صلاحیت رکھتا ہو، لیکن نہ کماتا ہو، یا احتیاج کے ساتھ کمانے کی صلاحیت سے بھی محروم ہو، اور بیٹا مالدار نہ ہو، اس کے پاس جمع شدہ اتنا نہ ہو کہ اس سے خود، ماں باپ اور اپنے اہل وعیال کو کھلا سکے، تاہم کسب معاش کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس پر ماں باپ کا نفقہ واجب ہوگا، جتنا بھی کمائے گا اس میں اہل وعیال کے ساتھ ماں باپ کو بھی شریک کرے گا۔ (۱)

اس کی تائید ان آیات اور احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید آئی ہے، اور وہ حدیث جس میں اولاد کو انسان کی کمائی قرار دیا گیا ہے۔ (۲)

اگر بیٹا محتاج ہو، اس کے پاس مال نہ ہو اور کسب معاش سے بھی عاجز ہو تو اس پر اس کی ذات کے علاوہ کسی اور کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسب معاش سے عاجز تو نہ ہو، ....

(۱) المختار ان الکسوب یدخل أبویه فی نفقته- (الدر المختار، ۵/۳۷۹)

(۲) (ترمذی)

لیکن اس کی کمائی خود اس کے لئے ناکافی ہو یا خود اس کے لئے کافی ہو لیکن مزید نہ بچ پاتی ہو تو اس کو دوسرے کے نفقہ کی ادائیگی کیلئے مجبور نہیں کیا جائیگا۔

اسی طرح اگر کسب معاش کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس کی کمائی اس کیلئے کافی ہو کر کچھ بچتی بھی ہو تو ماں باپ کے نفقہ کی ادائیگی کے لئے مجبور کیا جائیگا یعنی اہل وعیال کے نفقہ کے ساتھ ماں باپ کو بھی شریک کرے گا۔اور اگر بیٹا غیر شادی شدہ ہو اور کسب معاش کی صلاحیت رکھتا ہو تو مذکورہ بالا تفصیلات کے مطابق ماں باپ کے نفقہ کی ادائیگی پر مجبور کیا جائیگا۔

اگر بیٹا تنگدست ہو،مال کی پوزیشن اچھی نہ ہو اور اس کے والدین حیات ہو تو اپنی تنگی اور گنجائش کے مطابق ماں باپ کی کفالت کریگا۔ لیکن اگر صورت حال کچھ ایسی ہو کہ دونوں میں سے کسی ایک کی کفالت بمشکل ممکن ہو تو ماں کی کفالت مقدم ہو گی یعنی ماں کو ترجیح دی جائیگی۔ فقہی نقطہ نظر سے ماں کا حق مقدم ہے،باپ کے مقابلے میں ماں کا حق زیادہ بلند ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائل کے سوال پر کہ حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟آپ نے تین مرتبہ ماں کا نام اور چوتھی بار باپ کا نام لیا۔(بخاری) نیز ماں کیلئے کسب معاش دشوار ہے۔ کیونکہ عورت اپنی ذات نسوانیت کے اعتبار سے کمانے کے لائق نہیں ہے۔(١)

حاصل یہ ہے کہ والدین کے وجوب نفقہ کیلئے بیٹے کا مالدار ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف کسب معاش کی صلاحیت کا ہونا کافی ہے۔خیال رہے کہ والدین کے نفقہ میں کھانا،پینا،لباس وپوشاک اور رہائش وغیرہ شامل ہے۔(٢)

والدین کے علاوہ دیگر معذور اعزہ واقارب کا نفقہ وعلاج

والدین کے علاوہ دیگر اعزہ واقارب کا نفقہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب وہ اپنی جسمانی معذوری کے سبب کمانے پر قدرت نہ رکھتے ہوں،اور بذات خود اپنی کفالت کے اہل نہ ہو۔.....

(١)لأن مجرد الأنوثة عجز. (ردالمختار،٣/٦٠٣/مطلب فی فرض النفقة لزوجة الغائب)

،انع:٥/٣٨٥)

یعنی دوسرے قریبی رشتہ داروں کا نفقہ وعلاج اس وقت واجب ہوگا جب تنگ دست ہونے کے ساتھ کسب معاش سے بھی عاجز ہو۔

خیال رہے کہ عمر رسیدہ ہونا کوئی ضروری قید نہیں ہے بلکہ کوئی بھی معذوری ہو، مثلا لنگڑے ہوں، اپاہج ہوں یا کسی اور طریقے سے ایسی بیماری کا شکار ہوں جس کی وجہ سے کسب معاش پر قادر نہ ہوں، تو ایسی صورت میں عزیز واقارب پر ان کا خرچ اوران کا علاج واجب اور لازم ہوتا ہے، اگر ان کا علاج ومعالجہ اور اخراجات عزیز واقارب ادا نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

والثاني عجزه عن الكسب بأن كان به زمانة أو قعدأو فلج أو عمى أو جنون أو كان مقطوع اليدين أواشلهما مقطوع الرجلين أو مفقوءالعينين أو غيرذالك من العوارض تمنع الانسان من الإكتساب حتى لو كان صحيحا مكتسبا لا يقضى له باالنفقة على غيره وان كان معسرا۔ (١)

والنفقة لكل ذي رحم محرم اذا كان صغيرا أو كانت امرأة بالغة فقيرة أو كان ذكرا بالغا فقيرا أو أعمى...فإن القادر على الكسب غني۔ (٢)

علاج ومعالجہ نفقہ میں داخل ہے یا نہیں؟

عام طور پر فقہاء کرامؒ نے لکھا ہے کہ علاج ومعالجہ نفقہ میں داخل نہیں ہے اس کی وجہ غالبا یہ تھی کہ پہلے علاج سستا تھا۔ عام طور پر جڑی بوٹیوں سے علاج ہوتا تھا۔ لیکن اب صورت حال بدل گئی ہے۔ طریقہ کافی مختلف ہو چکا ہے اور مہنگا بھی۔ نہ تو آج کل کی طرح ہسپتال ہوتے تھے نہ غیر معمولی خرچہ آتا تھا۔ظاہر ہے کہ آج کے دور میں اگر کھانے پینے اور رہنے سہنے کا خرچ دیا جائے اورعلاج کا خرچہ نہ دیا جائے تواسکو شدید مشقت لاحق ہوگی۔ عرف میں بھی نفقہ میں علاج ومعالجہ داخل ہو چکا ہے۔

(١)(بدائع الصنائع: ٥/١٥١/دار الحديث)

(٢)(هدايه مع الفتح: ٤/٣٨٤/ دار الكتب العلميه)

استاد محترم شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی فتاوی عثمانی میں لکھتے ہیں:
ایک مرتبہ اس مسئلہ پر دوسرے فقہاء کی کتابوں کی مراجعت کا بھی اتفاق ہوا، اور یہ عجیب بات نظر آئی کہ سب کے یہاں صورت حال یکساں ہے: یعنی علاج کے خرچے کو نفقہ کا حصہ قرار نہیں دیا گیا ہے۔ لیکن تلاش کے باوجود کتاب وسنت کی کوئی ایسی نص بھی نہیں ملی۔

جس میں یہ صراحت ہو کہ علاج کا خرچہ شوہر پر واجب نہیں۔ اس لئے احقر کو کچھ یہ خیال ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں نفقہ کے ساتھ بالمعروف کی قید لگائی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ نفقہ کا تعین عرف پر مبنی ہے۔ پچھلے دور میں چونکہ علاج کا خرچہ زیادہ لمبا چوڑا نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے شاید عرف یہ تھا کہ وہ نفقہ میں شامل نہیں۔ اگر یہ بات درست ہو تو عرف کی تبدیلی کی وجہ سے حکم بدل جانا چاہئے، اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں عرفاً علاج نفقہ کا حصہ ہے۔(۱)

بہر حال معاصر اکابر علماء کی رائے (جیسے مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا سیف اللہ خالد رحمانی، اور شیخ وہبہ زحیلی) یہ ہے کہ موجودہ دور میں علاج کو بھی نفقہ میں شامل ہونا چاہئے۔

مالدار اور صاحب ثروت والدین کا خرچہ اولاد پر واجب نہیں

اگر والدین صاحب ثروت ہوں اور خوشحال زندگی گزار رہے ہو تو ان کا نفقہ اولاد پر واجب نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ والدین کے نفقہ کے وجوب کے لئے فقر شرط ہے۔ البتہ صاحب ثروت والدین کے مطالبہ کو پورا کرنا اگرچہ واجب تو نہیں ہے مگر اولاد کو اپنے والدین کے ہر ضرورت اور جائز خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کے مزید رقم کے مطالبہ کو پورا کرنا اپنی سعادت مندی اور خوش قسمتی سمجھنی چاہیے۔(۲)

(۱) فتاوی عثمانی (۲/۳۹۱)

(۲) و فی البحر: ولأبویه وأجدادہ وجداته لو فقراء — وشرط الفقر لو کان ذا مال فإیجاب النفقة فی ماله أولی من إیجابها فی مال غیرہ۔ (۴/۲۲۳/دار احیاء التراث العربی)

وفی الهدایة: وشرط الفقر. لأنه لو کان ذا مال فإیجاب نفقته فی ماله أولی من إیجابها فی مال غیرہ۔ (۲/۲۹۰/البشری)

حدیث-أنت ومالك لأبيك- کا مطلب

ضرورت مند والد کا نفقہ اس کے بیٹے پر لازم ہے۔ اگر والد محتاج اور غریب ہو تو ایسی صورت میں والد اپنے بیٹے کے مال میں سے بقدر ضرورت لے کر استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور اس میں اولاد سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس حدیث کی یہی تشریح محدثینؒ اور فقہاء کرامؒ نے فرمائی ہے۔ لہٰذا والد مطلقاً اپنی اولاد کے مال کا مالک نہیں ہے، بلکہ یہ صرف احتیاج اور ضرورت کے ساتھ مقید ہے، اگر یہ حکم مطلق ہوتا تو پھر قرآن کریم میں میراث کا جو حکم آیا ہے کہ والد کی زندگی میں کوئی بیٹا فوت ہو جائے تو بیٹے کے مال سے والد کو چھٹا حصہ ملے گا۔

یہاں پر بھی اگر اس روایت کو دلیل بنایا جائے کہ یہ مال والد ہی کا ہے تو پھر والد کو صرف چھٹا حصہ ہی کیوں ملتا ہے؟ پورا مال ملنا چاہئے؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: مثلاً والد کہے کہ تمام کمائی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں۔ اور اگر وہ اس پر جبر کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ اور حدیث -انت ومالك لابيك محمول على الاحتياج كيف وقد قال النبى ﷺ لا يحل مال امرء الابطيب نفس منه-

اور اگر وہ حاجت ضروریہ سے بلا اذن زائد لیں گے تو وہ ان کے ذمہ دین ہوگا۔ جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہو سکتا ہے اگر یہاں نہ دیں گے تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ فقہاء کی تصریح اس کے لئے کافی ہے۔ وہ احادیث کے معانی خوب سمجھتے ہیں، خصوصاً جبکہ حدیث حاکم میں بھی -اذا احتجتم- کی قید مصرح ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ حدیث -انت ومالك لابيك- کا حکم مطلق نہیں ہے۔ یعنی والد مطلقاً اپنی اولاد کے مال کا مالک نہیں ہے، بلکہ یہ صرف احتیاج اور ضرورت کے ساتھ مقید ہے۔ (۱)

---

(۱) وظاهر الحديث أن للأب أن يفعل في مال ابنه ما شاء. كيف وقد جعل نفس الابن بمنزلة العبد مبالغة. لكن الفقهاء جوزوا ذلك للضرورة. وفي الخطابي يشبه أن يكون ذلك في النفقة عليه بأن يكون -

معیار زندگی بلند کرنے کیلئے والدین کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا

ضعیف، کمزور والدین جو جسمانی خدمت کے محتاج ہوں چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور کسی ضرورت کو پوری کرنے میں دوسروں کے سہارے کے محتاج ہو جائیں تو ایسی صورت میں بیٹوں کا ایسے ضعیف والدین کو بے یار و مددگار چھوڑ کر ان کی اجازت کے بغیر ضرورت سے زائد معاش، اور بلند معیار زندگی حاصل کرنے کیلئے دوسری ریاست یا دوسری ممالک جانا جائز نہیں ہے۔

ہاں البتہ اگر ماں باپ نے بخوشی اجازت دیدی یا ماں باپ کی خدمت کیلئے خادم کا انتظام کر دیا ہو، جس کی بناء پر والدین کو جسمانی خدمت حاصل کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تو دوسری جگہ جا کر کسب معاش کی گنجائش ہے۔ لیکن اگر خادم کا با ضابطہ انتظام نہیں ہے اور ماں باپ کی طرف سے ان کو چھوڑ کر جانے کی اجازت نہیں ہے تو سفر حج و عمرہ اور تبلیغ کیلئے چلا جانا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ والدین کی خدمت ان سب پر مقدم ہے۔

احسن الفتاوی میں ہے: درج ذیل صورتوں میں والدین کی اجازت کے بغیر سفر کرنا یا دور رہنا جائز نہیں۔

۱) اگر جسمانی خدمت کے محتاج ہیں اور کوئی اور خدمت کرنے والا نہیں ہے۔
۲) سفر ایسا پر خطر ہے کہ ہلاکت کا ظن غالب ہے۔
۳) لڑکا امرد ہے اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ (۱۸۲/۸)

- معذورا يحتاج إليه للنفقة كثيرا، وإلا يسعه فضل المال. والصرف من رأس المال يجتاح أصله ويأتي عليه فلم يعذره النبي صلى الله عليه وسلم ولم يرخص له في ترك النفقة وقال له: أنت ومالك لوالدك على معنى أنه إذا احتاج إلى مالك أخذ منه قدر الحاجة كما يأخذ من مال نفسه. فأما إذا أردنا به إباحة ماله حتى يجتاح ويأتي عليه لا على هذاالوجه. فلا أعلم أحدا ذهب إليه من الفقهاء. (حاشية السندی على سنن المجاجه: ۴۳/۲)

عَن أبِي هُرَيْرَة ــــكل أحد أَحَق بِمَالِه من وَالِده وَولده وَالنَّاس أَجْمَعِينَ) لَا يناقضه أَنْت وَمَالك لأَبِيك لِأَن مَعْنَاهُ إِذا احْتَاجَ لمَاله أَخذه لَا أَنه يُبَاح لَهُ مَاله مُطلقًا- (التيسير بشرح الجامع الصغير: ۲۱۰/۲)

احسن الفتاوی میں دوسری جگہ مذکور ہے: اگر سفر کی وجہ سے والدین یا بیوی بچوں کے ضیاع کا خوف ہو یعنی وہ خود غنی نہ ہو یا ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس صورت میں سفر نہ کرے اور اگر اپنے شہر میں روزگار کا کوئی انتظام نہ ہو سکتا ہو، تو ان کے لئے نفقہ اور حفاظت کا معقول انتظام کرکے سفر کر سکتے ہیں۔ البتہ سفر ایسا پر خطر ہے کہ ہلاکت کا ظن غالب ہے تو بہر صورت والدین کی اجازت کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں۔

بوقت استغناء والدین کی اجازت کے بغیر بھی سفر کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ راستہ پر خطر نہ ہو۔ استغناء کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیٹے کی جسمانی خدمت یا مالی تعاون کے محتاج نہ ہوں۔ (١)

شوہر کا بیوی کو بے سہارا اور بیمار والدین کی خدمت سے روکنا

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم صرف مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتیں بھی اس میں داخل ہیں۔ لہٰذا بیٹوں کی طرح بیٹیوں پر بھی والدین کی خدمت ضروری ہے۔ انہیں بھی والدین کی خدمت پر وہ بشارتیں اور اجر حاصل ہوگا جو مردوں کو حاصل ہوتا ہے۔

ماں باپ کی خدمت دو طرح کی ہے۔

نان نفقہ کی خدمت: یہ صرف بیٹوں پر واجب ہے، بیٹیوں پر نہیں، اسلئے کہ بیٹیاں کمانے پر قادر نہیں ہوتی ہیں، لہٰذا بیٹوں پر ہی محتاج ماں باپ کا نان نفقہ لازم ہوگا۔

---

(١)(احسن الفتاوی: ٨/١٧٨-١٧٩)

عن عبدالله بن عمر قال: قال رجل للنبي ﷺ أجاهد؟ قال: لک أبوان؟ قال: نعم. قال: ففيهما جاهد- وفي عمدة القاري: فيفهم فيه أنه لا يجاهد إلا إذا أذنا له بالجهاد فيجاهد فيكون جهاده موقوفا على إذنهما (عمدة القاري: ٢٢/٨٣)

وفي الهندية: إذا اراد الرجل أن يسافر إلى غير الجهاد لتجارة أو حج أو عمرة وكره ذالک أبواه. فإن كان يخاف الضيعة عليهما بأن كانا معسرين ونفقتهما عليه. وماله لايفي بالزاد والراحلة ونفقتهما. فإنه لايخرج بغير إذنهما. سواء كان سفرا يخاف على الولد الهلاک فيه ---أو لا يخاف على الولد الهلاک فيه. وكذالجواب فيما إذا خرج للتفقه إلى بلدة أخرى إن كان لا يخاف عليه الهلاک بسبب هذا الخروج كان بمنزلة السفر للتجارة. وإن كان يخاف عليه الهلاک كان بمنزلة الجهاد- (٥/٣٦٦)

جسمانی خدمت: والدین جب جسمانی خدمت کے محتاج ہو جائیں، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں دوسروں کے سہاروں کے محتاج بن جائیں تو ایسے ماں باپ کی جسمانی خدمت بیٹے اور بیٹیوں دونوں پر لازم ہے، لیکن بیٹیوں کے نکاح کے بعد اُن پر شوہروں کے حقوق متعلق ہوتے ہیں، اس لیے شوہروں کے حقوق کی رعایت کرنا اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا بھی ضروری ہے، ان کی مرضی کے بغیر کوئی کام کرنا عورتوں کے لئے درست نہیں، لہٰذا بیٹی کو چاہئے کہ موقع بہ موقع اپنے شوہر سے اجازت لے کر اپنے والدین کی خدمت کرے۔

البتہ اگر والدین بالکل مجبور ہوں اور ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ بیٹی کے محتاج ہوں۔ بیٹی کے علاوہ کوئی خدمت کرنے والا، خبر گیری کرنے والا اور دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو تو ایسی صورت میں شوہر کیلئے اپنی بیوی کو والدین کی خدمت سے روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اور اگر منع کرے تو بیوی کیلئے اطاعت ضروری نہیں۔ بلکہ شوہر کی اجازت کے بغیر والدین کی خدمت کیلئے جاسکتی ہے۔(۱)

کیا عورت پر ساس، سسر کی خدمت لازم ہے؟

والدین کی خدمت کرنا اصولا اولاد پر واجب ہے بہو پر واجب نہیں ہے۔ لیکن شریعت مطہرہ کے بہت سے احکام قضاءً واجب نہیں ہوتے دیانۃً واجب ہوتے ہیں۔ جیسے عورت کے لیے کھانا پکانا اور گھریلو کام کرنے کو قضا واجب نہیں قرار دیا جا سکتا۔ لیکن زمانہ نبوت سے لے کر آج تک اس طرح کے کام کاج عورتیں کرتی رہی ہیں اور باہمی الفت و محبت اور گھر کی فضا کو خوشگوار رکھنے کا تقاضہ یہی ہے کہ جب شوہر باہر کے کام کاج میں لگا ہوا ہو تو بیوی گھریلو کام سنبھالے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرامؒ نے ان کاموں کو دیانۃً عورت پر واجب قرار دیا ہے۔

---

(۱) وفي الخانية: إمرأة لها أب زمن ليس له من يقوم عليها زوجها يمنعها عن الخروج إليه وتعاهده كان لها أن تعطي زوجها وتطيع الوالد مؤمنا كان الوالد أو كافرا لأن القيام بتعاهد الوالد فرض عليها فيتقدم على حق الزوج۔ (۱/۳۴۳/ دار الفكر)

ولو أبوها زمنا مثلا فاحتاج فعليها تعاهده وإن كان كافرا وإن أبى الزوج۔ (درمختار: ۲/۳۴۳)

لہٰذا عورت پر ساس سسر کی خدمت شرعی طور پر لازم تو نہیں ہے لیکن چونکہ اس کے شوہر پر ان کی خدمت لازم ہے لہٰذا شوہر کے تعاون کے طور پر اس کو ان کی خدمت بجالانا چاہیے۔ اسلئے کہ شوہر بیوی بچوں کی آسائش ہی کیلئے کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی حدمت کے لئے وقت نہیں نکال پاتا تو اخلاق و دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس فریضے کی ادائیگی میں شوہر کی مدد کرے۔

یہی وجہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین تقسیم کار تھی۔ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے تھے اور اندرون خانہ کی ذمہ داری حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سنبھالتی تھی۔ حضرت مولانا سیف اللہ خالد رحمانی صاحب ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں اگر ساس سسر کی خدمت کے لیے کوئی موجود نہ ہو تو اگرچہ قضا اس صورت میں بھی بہو پر ان کی خدمت واجب نہیں لیکن دیانۃً واجب ہے۔ (١)

---

(١)وفی الهندیه: وإن قالت: لا أطبخ، ولا أخبز قال في الكتاب: لا تجبر على الطبخ والخبز، وعلى الزوج أن يأتيها بطعام مهيأ أو يأتيها بمن يكفيها عمل الطبخ والخبز قال الفقيه أبو الليث رحمه الله تعالى إن امتنعت المرأة عن الطبخ والخبز إنما يجب على الزوج أن يأتيها بطعام مهيأ إذا كانت من بنات الأشراف لا تخدم بنفسها في أهلها، وإن لم تكن من بنات الأشراف لكن بها علة تمنعها من الطبخ والخبز أما إذا لم تكن كذلك فلا يجب على الزوج أن يأتيها بطعام مهيأ كذا في الظهيرية قالوا: إن هذه الأعمال واجبة عليها ديانة، وإن كان لا يجبرها القاضي كذا في البحر الرائق- (١/٥٤٨/الفصل الاول فی نفقة الزوجة)

وفی الفتح القدیر : (قوله وهذا الذي ذكرنا بيان الحكم) أي عدم الجبر بيان الحكم قضاء بمعنى أنها إذا امتنعت لا يجبرها القاضي عليه وهو واجب عليها ديانة. وكذا غسل الثياب والطبخ والخبز وكنس البيت واجب عليها ديانة. ولا يجبرها القاضي عليه إذا امتنعت لأن المستحق عليها بالنكاح تسليم نفسها للاستمتاع- (٤/٤١٢/نفقة الاولاد)

بے سہارا بوڑھے لوگوں کی زکاۃ کے ذریعے اجتماعی کفالت

اگر بوڑھا آدمی غریب، محتاج اور بے سہارا ہو اور اس کی اولاد یا کوئی قریبی رشتے دار نہ ہو جو اس کی دیکھ ریکھ کر سکے تو اس کی اجتماعی کفالت درست ہے۔ بلکہ یہ اسلامی سماج کا فریضہ ہے کہ اس کی نگہداشت کا مناسب بندوبست کیا جائے یہ نیک کام میں تعاون ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔
وتعاونوا علی البر والتقوی(۱)

علامہ قرطبیؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهو امر لجميع الخلق بالتعاون على البر والتقوى اي ليعن بعضكم بعضا .(۲)

یہ تمام مخلوق کو حکم ہے کہ نیک اور اچھے کاموں میں تعاون کریں یعنی ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اسی لئے اسلامی نظام حکومت میں اس طرح کے بے سہارا افراد کا نفقہ بیت المال پر ہوتا ہے تاکہ صحیح طور پر ان کی کفالت ہو سکے۔ چنانچہ الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

لا خلاف بين الفقهاء في أن نفقة العاجز الذي لا عائل له ولا قدرة له على الكسب ولا يملك مالا، تجب في بيت المال، لأنه معد للصرف على ذوي الحاجات والمعدمين ومن هم في مثل حاله ممن لا قدرة لهم على كسب كفايتهم ولا عائل لهم تجب عليه نفقتهم.(۳)

ترجمہ: فقہاء کے درمیان اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا عاجز آدمی جس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ نہ اسے کمانے کی قدرت ہو اور نہ ہی اس کے پاس مال ہو تو اس کا نفقہ بیت المال پر واجب ہے۔ اسلئے کہ وہ اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس سے ضرورت مندوں، محتاجوں اور اس طرح کے لوگوں پر خرچ کیا جائے جنہیں بقدر حاجت کمانے پر قدرت نہ ہو اور نہ ہی ان کی اولاد ہو جن پر ان کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ اور جہاں اسلامی نظام حکومت نہ ہو وہاں ذمہ دار افراد کا فریضہ بنتا ہے کہ ایسے لوگوں کی کفالت کا انتظام بنائے۔

---

(۱)(سورۃ مائدہ:۲)

(۲)(۴۶/۲)

(۳)(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ/۴۱/۹۹/نفقۃ العاجز)

رہی یہ بات کہ ایسے بے سہارا افراد کے لئے زکوۃ کی رقم کا استعمال کا مسئلہ تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس میں زکوۃ کے متعلق تمام اصولوں اور اس کی ادائیگی کے تمام شرطوں کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اس سلسلے میں مناسب یہ ہے کہ یہ کام مستند مفتیان کرام کی نگرانی میں کیا جائے۔

مطلوبہ عمر سے پہلے حکومت کے خصوصی رعایتوں سے فائدہ اٹھانا

بعض حکومتوں نے عمر رسیدہ اور معذور لوگوں کے لیے مختلف چیزوں میں جو خصوصی رعایت رکھی ہیں جیسے ٹرین ہوائی جہاز وغیرہ میں حکومت کی طرف سے امدادی وظیفہ ٹیکس وغیرہ میں رعایت، کمزور اور معذور افراد کیلئے خاص پنشن اور بھی بعض اسکیمیں تو ان خصوصی رعایتوں اور وظیفوں سے وہی افراد فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو ان رعایتوں اور وظیفوں کے لئے مطلوب مقررہ حد عمر کو پہنچ گئے ہوں۔ اور جو ان مطلوبہ عمر کو نہ پہنچے ہو تو ان کے لئے ان رعایتوں سے فائدہ اٹھانا مذکورہ وجوہ کی بنا پر شرعاً جائز نہیں۔

ا۔ یہ دھوکہ دہی میں داخل ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "من غش فلیس منا" جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں مسلم کی قید اتفاقی ہے۔ کسی کو بھی دھوکہ دینا جائز نہیں ہے۔ خواں وہ کافر ہو یا مسلمان، گروہ ہو، حکومت ہو یا پبلک۔

۲۔ یہ غلط بیانی اور جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنا حرام ہے۔

۳۔ حکومت کے جو قوانین شریعت سے متصادم نہ ہو ان پہ عمل کرنا ہماری شرعی اور قانونی ذمہ داری ہے۔

حرام ادویہ سے علاج کا تفصیلی حکم

واضح رہے کہ عام حالات میں حرام ادویہ کا داخلی استعمال جائز نہیں ہے، خواہ دوا کے تمام اجزا حرام ہوں یا بعض حرام ہوں البتہ اس طرح دوا کے داخلی استعمال کے جواز کی دو صورتیں ہیں:

اول: حرام جزء کی ماہیت و حقیقت تبدیل ہو چکی ہو تو اس صورت میں علاج جائز ہے۔

دوم: ضرورت اور حاجت کے وقت حرام اشیا سے علاج کرنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے وہ شرائط یہ ہیں:

۱) حرام دوا کی واقعی ضرورت ہو محض حسن و جمال مقصود نہ ہو۔

۲) متبادل مباح چیز سے علاج ممکن نہ ہو۔

٣) اس سے مریض کی شفایابی کا ظن غالب یا یقین ہو۔
٤) ماہر مسلمان ڈاکٹر نے حرام دوا سے علاج کی تجویز دی ہو۔

حرام اشیا کا داخلی استعمال صرف بوقت ضرورت جائز ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، البتہ خارجی استعمال کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی حرام چیز نجس ہو، یا اس کا اکثر حصہ نجس ہو تو اس کا خارجی استعمال جائز نہیں ہے، اور اگر حرام نجس چیز پاک چیز سے مل گئی ہو، اور پاک چیز غالب ہو تو اس کا خارجی استعمال جائز ہوگا۔ (١)

---

(١) رد المحتار: (كتاب البيوع، مطلب في التداوي بالحرم، ٥٠٨/٧، رشيديه كوئٹه)
قال في النهاية: وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه، وإن قال الطبيب يتعجل شفاؤك به فيه وجهان، وهل يجوز شرب العليل من الخمر للتداوي فيه وجهان، وكذا ذكره الإمام التمرتاشي وكذا في الذخيرة وما قيل إن الاستشفاء بالحرام حرام غير مجرى على إطلاقه وأن الاستشفاء بالحرام إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء أما إن علم وليس له دواء غيره يجوز. تكملةفتح الملهم: (مسألة التداوي بالمحرم، ١٨٠/٢، ط:دار القلم دمشق) ولكن أكثر مشائخ الحنفية أفتوا بجواز التداوي بالحرام إذا أخبر طبيب حاذق بأن المريض ليس له دواء آخر.

الدر المختار: (مطلب في احكام الدباغة، ٢٤٣/١، ط: رشيديه كوئٹه) (وآدمي) فلا يدبغ لكرامته، ولو دبغ طهر وإن حرم استعماله، حتى لو طحن عظمه في دقيق لم يؤكل في الأصح احتراما. وأفاد كلامه طهارة جلد كلب وفيل وهو المعتمد.

البحر الرائق: (احكام الدباغة، ٢٢٢/١، ط:دار إحياء التراث العربي) كل إهاب دبغ جاز استعماله شرعاً إلا جلد الخنزير لنجاسة عينه وجلد الآدمي لكرامته۔

فقه البيوع: (المبحث الثالث في احكام المبيع والثمن ومايشترط فيهما لجواز البيع ، ج:١، ص:٣٠٥ ، ط:معارف القرآن كراتشي) وبماأن عظم حيوان غير مذكى طاهر . وأن جلده يطهر بالدباغ فإن الجيلاتين المتخذمنهما طاهر ويجوز استعماله في غير الأكل باتفاق الحنفية۔

بدائع الصنائع: (فصل في بيان الذي يصير به المحل نجسا، ٢٤٧/١/دار إحياء)
وعلى هذا الخلاف إذا عجن بذلك الماء أنه يؤكل خبزه عندهم وعند أبي حنيفة لا يؤكل، وإذا لم يؤكل ماذا يصنع به؟ قال مشايخنا: يطعم للكلاب؛ لأن ما تنجس باختلاط النجاسة به والنجاسة معلومة لا يباح أكله، ويباح الانتفاع به فيما وراء الأكل، كالدهن النجس أنه ينتفع به استصباحا إذا كان الطاهر غالبا۔

ردالمحتار: (فصل في البئر، ٢١٨/١، رشيديه كوئٹه) (قوله فيطعم للكلاب)؛ لأن ما تنجس باختلاط النجاسة به والنجاسة مغلوبة لا يباح أكله ويباح الانتفاع به فيما وراء الأكل كالدهن النجس يستصبح به إذا كان الطاهر غالبا فكذا هذا حلية عن البدائع، ويفهم منه أن العجين ليس بقيد فغيره من الطعام والشراب مثله۔

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

سفارش اور رشوت کے احکام

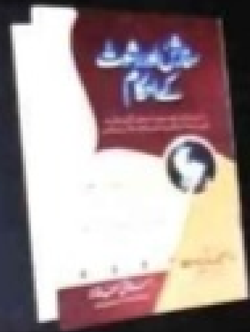

اس کتاب میں قرآن کریم احادیث مبارکہ اور فقہ کی روشنی میں سفارش کے احکام خصوصاً ان کی جدید صورتوں کے شرعی احکام تحریر کیے گئے ہیں

اچھے اور برے ناموں کے اثرات کی شرعی حیثیت

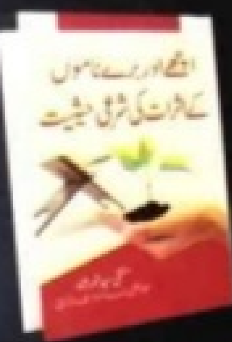

شخصیت پر نام کے اثرات شریعت اور جدید سائنس کی روشنی میں، اچھے اور عمدہ ناموں کے اقسام، ممنوعہ اور ناپسندیدہ نام، ناموں کے متعلق شریعت کی ہدایات اور اہم مسائل، مذہبی القابات کے القاب کا پس منظر اور شرعی حیثیت نیز کنیت اور تسمیہ احکام کے متعلق مکمل جامع ترین کتاب، علماء و عوام کیلئے ایک قیمتی تحفہ

بعض جدید اور اہم مسائل کے متعلق تحقیقی رسائل کا مجموعہ

Published By:

Winco
MEDICAL BOOK SHOP

Shop Online: www.wincomedicalbooks.com

Opp. Main Gate, Dow Medical University, Karachi
For Home Delivery All over Karachi
Email: wincomedical@gmail.com
Tel: 021-32715509
For Call & Whatsapp
0321-9215741 | 0345-9215741
0300-9215741 | 0334-9215741